



سائنس اور ادب کا جامعہ

الاحاطہ فی اخبار غرناطہ

حصہ دوم

تالیف

الوزیر محمد لسان الدین بن الخطیب



ترجمہ

مولوی حکیم سید احمد اللہ صاحب ندوی

۱۳۵۵ھ ۱۳۲۵ شم ۱۹۳۶ء

مکتبہ جامعہ سندھ

**Collection of Prof. Muhammad Iqbal Mujaddidi
Preserved in Punjab University Library.**

پروفیسر محمد اقبال مجددی کا مجموعہ
پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ شدہ

132683

مضمین

اخبار غزناطہ حصہ دوم

صفحات	مضامین	صفحات	مضامین
۱۸	دولت ثانیہ سعیدہ رضیہ کی ترتیب		محمد بن یوسف بن اسماعیل
۱۹ تا ۲۴	وزرا	۱ تا ۶۸	بن فرج بن اسماعیل بن فرج بن نصر
۲۳	اولاد		(عہد حاضر کے امیر المسلمین اندلس)
۲۴ = ۲۵	قضاة	۱	اولیت
۲۵	کتاب	۱ تا ۳	حالات
۲۵ = ۲۶	شیخ غزاة	۳	دولت اولیٰ کی ترتیب
۲۶	خرائف حسن توتیح	۳ = ۴	وزرا و محتاج
۲۶ = ۲۹	بادشاہان مہمصر	۴ = ۵	شیخ مجاہدین اور سپہ سالار فوج
۲۹ = ۳۵	ملوک نصاریٰ	۵ = ۶	کاتب ستر (پرائیویٹ سکرٹری)
۳۵ = ۵۱	موجودہ عہد حکومت کے بعض کارنامے	۶	قضاة
۵۱ = ۶۴	حوادث	۶	ملوک مہمصر
۶۴ = ۶۵	جہاد ماہ شعبان ۶۶۸ھ	۶ = ۱۱	سلطان مغرب کے ساتھ شیرکاشکار
۶۵ = ۶۸	رسالہ مرینیہ	۱۱ = ۱۳	حوادث زمانہ
۶۸ = ۶۹	غزوہ حصن آتش	۱۳ = ۱۴	حادثہ جو سلطان کو پیش آیا
۶۹ = ۷۰	اطریہ پر فوج کشی		

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۸۹ تا ۹۰	حال۔	۷۰ تا ۷۱	غزوہ فتح جیلان۔
۹۰	ہریشیاری اور نام نمود	۷۱	غزوہ شہرا بدہ۔
۹۰ - ۹۱	ذاتی اوصاف	۷۱ - ۷۸	تباہی بادشاہ قشتالہ۔
۹۱	غزوات و فتوح		سلطان کی ولادت باسعادت
۹۱	اشعار۔	۷۸	ظاہر و باطن سراپا خیر و برکت
۹۲	وسعت حکومت۔		قرین عاقبت۔
۹۲ - ۹۳	غزناطہ میں داخل ہونا۔	۷۹ تا ۸۸	محمد بن یوسف۔
۹۳	وفات۔	۷۹	نام نسب، کنیت اور لقب۔
۹۳ - ۹۴	روح مزار۔	۷۹ - ۸۱	اولیت۔
۹۴ تا ۱۰۸	محمد بن عبید	۸۱ - ۸۲	حال۔
۹۴	نام و نسب۔	۸۲	اخلاق و عادات۔
۹۴ - ۹۵	اولیت۔	۸۲ - ۸۳	اولاد
۹۵	حال۔	۸۳	وزراء سلطنت۔
۹۵	وزرا۔	۸۳	کتاب۔
۹۵	فرزند ال جو بادشاہ بنائے گئے۔	۸۳	قضاة
۹۶ - ۹۸	ایک واقعہ عظیم۔	۸۳ - ۸۴	ہمعصر بادشاہان مغرب۔
۹۸ - ۹۹	قیاضی۔	۸۴ - ۸۵	مستشرق واقعات۔
۹۹ - ۱۰۱	علم	۸۶	ولادت
۱۰۱ - ۱۰۲	فی البدیہہ توفیح و نشر۔	۸۶	وفات۔
۱۰۲ - ۱۰۴	لطافت و ظرافت۔	۸۶ - ۸۸	روح مزار۔
۱۰۴ - ۱۰۶	تباہی	۸۸ تا ۹۴	محمد بن عبد اللہ۔
۱۰۶ - ۱۰۶	غزناطہ جاننا	۸۸	نام و نسب۔
۱۰۶	ولادت۔	۸۹	اولیت۔

صفحات	مضامین	صفحات	مضامین
۱۲۱	اولیت۔	۱۰۷	وفات۔
۱۲۱	حال و شہرت۔	۱۰۷ تا ۱۰۸	خود اپنا مرثیہ۔
۱۲۲ تا ۱۲۱	اساتذہ۔	۱۰۸	دوسروں کے کہے ہوئے مرثیے۔
۱۲۳ تا ۱۲۲	زوال اور وفات۔	۱۰۸ تا ۱۱۵	محمد ابن سعد
۱۲۳	شعر۔	۱۰۹	اولیت۔
۱۲۳ تا ۱۲۵	محمد ابن احمد	۱۰۹ تا ۱۱۰	حال
۱۲۴ تا ۱۲۳	نام و نسب، وطن اور کنیت۔	۱۱۰	بیکاری و خراچی۔
۱۲۴	حال اور اولیت۔	۱۱۰ تا ۱۱۱	مکروہ و قابل نفرت حرکات۔
۱۲۴	عروج۔	۱۱۱	اُس زمانے کے بعض حوادث
۱۲۵ تا ۱۲۴	زوال و موت۔	۱۱۲	اور اُس کی مختصر تاریخ۔
۱۲۵	اساتذہ۔	۱۱۲ تا ۱۱۵	ابن سعد کا غرناطہ جانا۔
۱۲۵	محمد ابن فتح	۱۱۵	وفات۔
۱۲۵	نام و نسب اور کنیت و عہدہ۔	۱۱۵ تا ۱۲۰	محمد ابن یوسف۔
۱۲۵	حال	۱۱۵	نام و نسب، کنیت اور لقب۔
۱۲۵	وفات	۱۱۵ تا ۱۱۷	اولیت
۱۲۶	محمد ابن احمد	۱۱۷	حال۔
۱۲۶	نام و نسب، کنیت اور وطن۔	۱۱۷ تا ۱۱۸	اس عہد کے بعض واقعات۔
۱۲۶	حال۔	۱۱۹	برادراں
۱۲۶	اساتذہ	۱۱۹	اولاد۔
۱۲۶ تا ۱۲۸	محمد ابن علی	۱۱۹	غرناطہ جانا۔
۱۲۷	نام و نسب، کنیت اور عرف۔	۱۱۹ تا ۱۲۰	وفات۔
۱۲۷	حال۔	۱۲۰ تا ۱۲۳	محمد ابن احمد
۱۲۸	وفات۔	۱۲۰ تا ۱۲۱	نام و نسب و کنیت اور وطن۔

صفحات	مضامین	صفحات	مضامین
۱۲۳	تلامذہ۔	۱۲۸ تا ۱۲۹	محمد بن رضوان
۱۶۳ تا ۱۶۴	تصانیف	۱۲۸	نام و نسب، کنیت اور وطن۔
۱۶۴	ولادت	۱۲۹	حال۔
۱۶۵	وفات۔	۱۲۹	اساتذہ
۱۶۵ تا ۱۶۹	محمد بن یحییٰ بن محمد بن یحییٰ بن احمد بن محمد بن ابی بکر بن سعد۔	۱۲۹	تالیف
۱۶۵	نام و نسب۔	۱۲۹	وفات
۱۶۵ تا ۱۶۷	حالات۔	۱۳۰ تا ۱۳۱	محمد بن محمد (ابو البرکات)
۱۶۷	توقیح	۱۳۰	نام و نسب، کنیت اور وطن۔
۱۶۷ تا ۱۶۸	شاعری	۱۳۰	اولیت
۱۶۸	اساتذہ	۱۳۰	حال
۱۶۸ تا ۱۶۹	ولادت۔	۱۳۱	ولایت
۱۶۹	وفات۔	۱۳۱	تصنیفات
۱۶۹	محمد بن احمد بن محمد بن عبد اللہ بن محمد بن محمد بن محمد بن علی بن موسیٰ بن ابراہیم بن محمد بن ناصر بن خموز بن قاسم بن حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ۔	۱۳۳	اشعار
۱۶۹ تا ۱۷۰	حالات	۱۳۳	محمد بن عبد اللہ بن منظور قشیری۔
۱۷۰	ولایت۔	۱۳۳	نام، کنیت، سکونت۔
۱۷۰ تا ۱۷۱	اساتذہ	۱۳۳	اولیت
۱۷۱	تالیفات	۱۳۳	حالات۔
۱۷۱	اشعار	۱۳۳	اساتذہ
۱۷۱ تا ۱۷۲	محمد بن علی بن خضر بن ہارون غسانی	۱۳۳	تالیفات
۱۷۲	اساتذہ۔	۱۳۳	اشعار
۱۷۲	مصیبت۔	۱۳۳	محمد بن علی بن خضر بن ہارون غسانی
		۱۳۳	نام، کنیت، عرف، سکونت۔
		۱۳۳	اساتذہ۔

صفحات	مضامین	صفحات	مضامین
۲۲۰	ولادت -	۱۷۲ تا ۱۷۳	تصانیف
۲۲۰	وفات	۱۷۳ = ۱۷۴	شعر
۲۲۱	محمد بن عیاض بن موسیٰ	۱۷۴	پیدائش -
۲۲۱	نام و نسب -	۱۷۴	وفات -
۲۲۱	حالات -	۱۷۴ تا ۱۷۸	محمد بن احمد بن عبدالملک القشتالی
۲۲۱	استاذ -	۱۷۴ -	نام و کنیت -
۲۲۱	وفات -	۱۷۴ تا ۱۷۸	حالات
۲۲۱ تا ۲۲۹	محمد بن احمد بن جبیر		محمد بن محمد بن احمد بن ابو بکر
۲۲۱	نام و نسب -	۱۷۸ تا ۲۱۸	بن یحییٰ بن عبدالرحمن بن ابو بکر
۲۲۱	خاندانی حالات -		بن علی قرشی مقری -
۲۲۲	حالات -	۱۷۸	نام و کنیت -
۲۲۲ = ۲۲۳	سفر	۱۷۸ = ۱۸۰	خاندانی حالات -
۲۲۳	اساتذہ -	۱۸۰ = ۱۸۲	حالات -
۲۲۳ = ۲۲۴	تلامذہ -	۱۸۲ = ۱۸۴	ورود غرناطہ -
۲۲۴	تصانیف -	۱۸۴ = ۱۸۹	اساتذہ -
۲۲۴ = ۲۲۵	شعر شاعری	۱۸۹	سفر -
۲۲۹ = ۲۲۸	نثر -	۱۸۹ = ۱۹۰	تصانیف -
۲۲۹	ولادت -	۱۹۰ = ۲۱۸	شعر -
۲۲۹	وفات -	۲۱۸	وفات -
۲۲۹	محمد بن عیاض بن محمد	۲۱۸ تا ۲۲۰	محمد بن عیاض بن محمد
۲۲۹ تا ۲۳۰	محمد بن احمد بن محمد	۲۱۸	نام و نسب -
۲۳۰	نام و نسب	۲۱۸ = ۲۱۹	حالات -
۲۳۰	خاندانی حالات -	۲۱۹ = ۲۲۰	اساتذہ
۲۳۰ = ۲۳۱	حالات	۲۲۰	تلامذہ

صفحات	مضامین	صفحات	مضامین
۲۵۸ تا ۲۴۷	شاعری۔	۲۳۲ تا ۲۳۱	اساتذہ۔
۲۵۸	وفات۔	۲۳۹ تا ۲۳۲	شعر۔
۲۶۱ تا ۲۵۸	محمد بن محمد۔	۲۳۹	ولادت۔
۲۵۸	نام و نسب۔	۲۳۹	وفات۔
۲۵۹ تا ۲۵۸	حالات	۲۳۳ تا ۲۳۹	محمد بن احمد بن قطیبہ الروسی
۲۶۱ تا ۲۵۹	شاعری۔	۲۳۹	نام و نسب۔
۲۶۱	وفات	۲۳۹ تا ۲۳۰	حالات۔
۲۶۳ تا ۲۶۱	محمد بن محمد بن عبد اللہ	۲۳۳ تا ۲۳۰	شاعری
۲۶۱	نام و نسب۔	۲۳۳ تا ۲۳۳	محمد بن محمد الروسی
۲۶۲ تا ۲۶۱	حالات۔	۲۳۳	نام و نسب۔
۲۶۳ تا ۲۶۲	شاعری	۲۳۳ تا ۲۳۳	حالات۔
۲۶۳	ولادت۔	۲۳۵ تا ۲۳۴	محمد بن محمد بن قطیبہ الروسی
۲۶۱ تا ۲۶۳	محمد بن محمد بن عبد الرحمن۔	۲۳۵	نام و نسب
۲۶۳	نام و نسب۔	۲۳۵ تا ۲۳۴	شاعری
۲۶۳	خاندانی حالات۔	۲۳۶ تا ۲۳۵	محمد بن محمد الروسی
۲۶۳ تا ۲۶۳	حالات	۲۳۵	نام و نسب۔
۲۶۵ تا ۲۶۴	اساتذہ۔	۲۳۵	حالات۔
۲۶۵	تالیفات۔	۲۳۶ تا ۲۳۵	شاعری
۲۶۱ تا ۲۶۵	شاعری و انشا پر دازی	۲۳۸ تا ۲۳۷	محمد بن محمد الکلبی
۲۶۱	پیدائش۔	۲۳۷	نام و نسب
۲۶۱	وفات	۲۳۷	خاندان
۲۶۲ تا ۲۶۱	محمد بن محمد۔	۲۳۷ تا ۲۳۶	حالات
۲۶۱	نام و نسب۔	۲۳۷	تصنیفات۔

صفحات	مضامین	صفحات	مضامین
۲۷۷	خانہ دانی حالات۔	۲۷۱	حالات۔
۲۷۸ تا ۲۷۷	حالات۔	۲۷۱ تا ۲۷۲	شاعری۔
۲۸۲ تا ۲۷۹	شاعری	۲۷۲	وفات۔
۲۸۲	وفات۔	۲۷۲ تا ۲۷۳	محمد بن مالک لطف سری
۲۸۲ تا ۲۹۳	محمد بن یحییٰ الغرناطی	۲۷۲	نام و نسب۔
۲۸۲	نام و نسب۔	۲۷۳ تا ۲۷۴	حالات۔
۲۸۳ تا ۲۸۴	حالات۔	۲۷۳ تا ۲۷۴	وفات۔
۲۸۳ تا ۲۹۲	شاعری۔	۲۷۴ تا ۲۷۵	محمد بن علی الاوسی۔
۲۹۳ تا ۲۹۴	محمد بن یوسف۔	۲۷۴	نام و نسب۔
۲۹۳	نام و نسب۔	۲۷۴	حالات۔
۲۹۳ تا ۲۹۴	حالات۔	۲۷۵ تا ۲۷۶	ادب و شاعری
۲۹۴	اساتذہ۔	۲۷۵ تا ۲۷۶	محمد بن علی
۲۹۴ تا ۳۰۴	شاعری۔	۲۷۶	حالات۔
۳۰۴ تا ۳۰۵	محمد بن احمد۔	۲۷۶	ولادت۔
۳۰۴	نام و نسب۔	۲۷۶	وفات۔
۳۰۴	حالات۔	۲۷۶ تا ۲۷۷	محمد بن علی بن العابد الانصاری
۳۰۴ تا ۳۰۵	شاعری	۲۷۶	نام و نسب۔
۳۰۵	مصیبت	۲۷۶ تا ۲۷۷	حالات۔
۳۰۵ تا ۳۰۶	اشعار۔	۲۷۷	اساتذہ۔
۳۰۶ تا ۳۰۷	اساتذہ۔	۲۷۷	شاعری
۳۰۷	وفات	۲۷۷	وفات۔
۳۰۷ تا ۳۰۸	محمد بن احمد بن الحداد الوادی الأشقی	۲۷۷ تا ۲۷۸	محمد بن مانی الازدی۔
۳۰۷	نام و نسب۔	۲۷۷	نام و نسب۔

صفحات	مضامین	صفحات	مضامین
۳۵۴ تا ۳۵۳	حالات۔	۳۳۶	حالات۔
۳۵۴	اساتذہ	۳۳۶	تالیفات۔
۳۵۴	شاگرد۔	۳۳۸ تا ۳۳۶	دیگر حالات۔
۳۵۴	شاعری۔	۳۳۸ تا ۳۳۸	محمد بن ادریس
۳۶۳، ۳۵۵	انشا۔	۳۳۸	نام و نسب۔
۳۶۴ تا ۳۶۳	وفات۔	۳۳۸	حالات۔
۳۶۶ تا ۳۶۴	محمد بن عبید اللہ بن داؤد بن خطاب	۳۳۸	شاگرد۔
۳۶۵ تا ۳۶۴	نام و نسب۔	۳۳۸ تا ۳۳۸	شاعری اور غرناطہ میں ورود۔
۳۶۵	اساتذہ۔	۳۳۸	وفات۔
۳۶۵ تا ۳۶۵	شاعری۔	۳۳۸ تا ۳۳۸	محمد بن محمد بن احمد انصاری
۳۶۶	نثر۔	۳۳۸	نام و نسب۔
۳۶۸ تا ۳۶۸	محمد بن عبد الرحمن اللخمی	۳۳۸	حالات۔
۳۶۸	نام و نسب و خاندان	۳۳۸	اساتذہ۔
۳۶۹ تا ۳۶۸	حالات	۳۳۸	تلاذہ۔
۳۷۰ تا ۳۶۹	سفر اور شہرت۔	۳۳۸ تا ۳۳۸	شاعری۔
۳۷۰ تا ۳۷۰	اساتذہ۔	۳۳۸ تا ۳۳۸	انشا
۳۷۵ تا ۳۷۴	مصیبت۔	۳۳۸	غرناطہ میں ورود۔
۳۸۲ تا ۳۷۵	تلاذہ۔	۳۳۸	اساتذہ۔
۳۹۲ تا ۳۸۲	شاعری۔	۳۳۸	وفات
۳۹۷ تا ۳۹۲	انشا۔	۳۳۸ تا ۳۳۸	محمد بن مسعود بن خالصہ۔
۳۹۷ تا ۳۹۷ ختم	وفات۔	۳۳۸	نام و نسب۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

محمد بن یوسف بن اسماعیل بن فرج بن اسماعیل فرج بن نصر

عہد حاضر کے امیر المسلمین اہل اندلس

یہ سلطان صدر الصدور، علم الامام خلیفۃ اللہ اور عماد الاسلام ہیں خاندان نصریہ عالی نسب کے رئیس، اور اس خانوادہ کریم النفس کے شمع منیر، عزت و شرف عظیم کے لب لباب، کمال کے معنی عزم و استقلال کی صورت، سرنامہ خیر و برکت طاہر مبارک فال، اور محمود الخصال ہیں، اوں کے اوصاف کی کوئی انتہا نہیں، ان کی تعریف کا حق ادا کرنے سے عبارت قاصر اور ان کی ثنا کے میدان میں چلنے سے زبان نظم و نثر عاجز ہے، اور ان کے مرتبہ بلند تک مداح کی رسائی ناممکن ہے۔

اولیت

سلطان موصوف کی اولیت آفتاب نصف النہار کی طرح مشہور ہے اور تمام دنیا جانتی ہے کہ ان کا سلسلہ نسب حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے، اور جو لوگ کان اور آنکھ رکھتے ہیں ان کے نزدیک فخر کے لئے یہ انتساب کافی ہے۔

حالات

سلطان موصوف اپنے خاندان میں سب سے زیادہ اقبال مند شخص ہیں۔ اور ان کی ولادت اور ولایت کی ساعت سب سے زیادہ مبارک ہے، اللہ نے سلطان کی ذات میں حسن صورت، استقامت فطرت، اعتدال اخلاق، صحت فکر، صفائی ذہن، رسائی فہم، لطافت مسائل، اور کمال غور و تامل کا مادہ جمع کر دیا ہے، اور علم و وقار کہ یہ دونوں

صفات اللہ کو پسند ہیں اور سلامت قلب جو کہ علامات ایمان سے ہے اور نرم دلی اور نصیحت کو فی الفور قبول کر لینا اور طہارت و عفت کے میدان میں اقران پر فائق رہنا اور افراط جرات، ایجاد آلات، شوق جہاد، ثابت قدمی، قوت قلب، مشہور زمانہ دلیری، رحم و مہربانی کو ترجیح دینا اور تدبیر میں کامیاب رہنا، الغرض ان تمام خوبیوں کو ان کی ذات میں اس درجہ جمع کیا ہے کہ کوئی دوسرا شخص اس جامعیت کا پایا نہیں جاتا، اللہ ان پر اس سے بھی زیادہ فضل کرے ان کی حکومت ان کی اولاً میں باقی رکھے اور ان کی زندگی سے مسلمانوں کو نفع پہنچاتا رہے۔

۵۵۵ء میں بعد نماز عید فطر سلطان اپنے والد بزرگوار کی وفات کے بعد نیکی کے آثار، عمر کی ترجیح، اور بابرکت ہونے کی امید کے باعث اہل ملک کی رضامندی و اختیار سے تخت نشین کئے گئے، اس وقت وہ نو عمر قریب بہ سن بلوغ تھے، اللہ نے اپنے حفظ و امان میں رکبہ کر خیریت کے ساتھ جوانی کی عمر کو پہنچایا اور آرام و راحت کا سارا سامان مہیا کر دیا۔ چنانچہ اس اثنا میں نہ کبھی آسمانی بارش میں کمی ہوئی اور نہ دشمنوں کی طرف سے کوئی خطرہ پیش آیا، نہ القاب میں کچھ رد و بدل ہوا، نہ مکارہ زمانہ سے سابقہ پڑا، نہ بھوک کی تکلیف ہوئی، اور نہ فراخ سالی و خوش حالی میں کوئی شے مانع و مزاحم ہوئی۔

یہ حالت اس مشہور حادثے کے پیش آئے تک قائم رہی جو حقیقت میں ان کے لئے ایک آزمائش کا موقع تھا جس سے ان کو بہت کچھ تجربہ حاصل ہوا، اور عبرت کا مفید سبق ملا، سلطان یہ دیکھ کر کہ ان کی سلطنت ظالموں کے قبضے میں چلی گئی، چلتے ہوئے تیروں کی زد سے بچ سکے، اور مفسدوں کے توقعات دور بہت کر ایک محفوظ اور مامون مقام میں مستور ہو گئے۔

پھر وہاں سے واپس آئے۔ اور دارالاسلام میں سلطان کے واپس آجانے کی سب سے زیادہ قدر و منزلت خود اسلام نے کی اور ان کی رجعت کو پسند کیا۔ اس لئے کہ وہ ان کے مخالفوں کو بھی آزما کر دیکھ چکا تھا، سلطان کے آجانے سے گویا ملک میں دفعۃً پانی برس گیا اور انصاف ایسا عام ہو گیا کہ اس کی بڑی شہرت اور نیک نامی ہوئی، اور ملک میں مال و دولت کی فراوانی، بارش کی افراط، برکات کا

ظہور فتوح کا سلسلہ، الغرض ایسی حالت ہو گئی جس کے آثار ہمیشہ باقی رہیں گے، اور اس اجمال کی تفصیل بقدر کنجائش بحولہ تعالیٰ حسب ترتیب آگے آئیگی۔

دولت اولیٰ کی ترتیب

سلطان کی حکومت کے دو دور ہیں، اس لئے کہ ان کو دو مرتبہ ولایت حاصل ہوئی دنیا میں ایک ایسی زندگی بسر کرنے کے بعد جس کے نیک کاموں سے نیکی کے اعمال نامے بھر جائیں اور جس کے نام نیک کی یادگاریں ہمیشہ باقی رہیں اور جس کے اعمال وسیلہ تقرب ہوں، اور جو اس مقام میں جو اللہ کے نزدیک ارفع و اعلیٰ ہے ترقی درجات کا ذریعہ ہو، اللہ ان دونوں دور حکومت پر آخرت کی سلطنت کا اضافہ کرے، کہ اہل ایمان کے نزدیک بہتر اور باقی رہنے والی وہی شے ہے جو اللہ کے یہاں ہے، اور اہل ایمان اپنے رب ہی پر توکل رکھتے ہیں۔

وزرا و حجاب

سلطان نے اپنی نیابت اور حاجب باب کی خدمت پر شیخ قائد ابو نعیم رضوان مرحوم کو مقرر کیا جو اس عنایت کے مستحق تھے اور شرفائے جلیل القدر میں ایک منتخب اور شریف النسب شخص تھے، اور حکومت و تربیت کے کام میں ان کا اعلیٰ درجے کا فضل و کمال مسلم تھا، اور ان کی ذات کے ساتھ مخصوص سمجھا جاتا تھا، وہ علم و ادب کے سرپرست تھے، سلطان کے جد بزرگوار کے معتمد علیہ اسلاف کے مولیٰ تھے جو سلطان کے عہد تک بڑے مدبر اور اعیان و ارکان سلطنت میں سب سے زیادہ لائق اور قابل قدر شخص سمجھے جاتے تھے۔ اور مشائخ ممالیک میں یادگار اہل کمال اور بہترین مولیٰ میں سے تھے۔

شیخ موصوف نے سارا بار اٹھالیا، اور سلطان کی نیابت کرنے لگے، انہوں نے سارے مراتب علیٰ حالہ قائم رکھے، القاب کی نگہداشت کی سب کے ساتھ انصاف کیا، جو لوگ محنت و تکلیف میں تھے ان کے لئے آسانیاں مہیا کیں، نصیحت و مشورہ طلب کرتے رہے، اور کبھی ان کے حسن سیرت اور خلوص میں کوئی کمی

نہیں ہوئی۔

شیخ نے میری عزت افزائی خصوصیت کے ساتھ کی، میرے ساتھ ایسا عمدہ برتاؤ کیا جس سے زیادہ ممکن نہیں مجھ کو میری عمر اور قربت کی حیثیت سے بہت زیادہ دیا مرتبے میں مجھ کو اپنا شریک بنا لیا میرے حقوق و اختیارات میں کبھی مداخلت نہیں کی، حاضر و غائب ہر حال میں وزارت کا لقب میرے لئے مخصوص کر دیا۔ اور مشائخ و استقبال کا ہمیشہ التزام رکھا، خلاصہ یہ کہ ان امور میں ان کے اخلاق و اطوار نہایت اعلیٰ درجے کے اور بعینہ اسی قسم کے تھے جو بزرگان سلف سے منقول ہیں۔ میرے ساتھ ان کی محبت یونانیوں یا برطانیوں کی اور جب مجھ کو سلطان کی خدمت میں تقرب خاص حاصل ہوا اس وقت ان کے اور سلطان کے درمیان جو راز کی باتیں ہوتی تھیں ان کا جاننے والا میرے سوا دوسرا کوئی نہیں تھا، مرتے دم تک میرے اور ان کے تعلقات کی یہ حالت تھی کہ جب کوئی خلاف طبع اور ناگوار امر پیش آتا، مثلاً ان کی روش کے متعلق کوئی غلط فہمی پیدا ہوتی، یا ان کے معاملات میں کذب و افتراء سے انقلاب کا اندیشہ ہوتا، اس وقت وہ اپنے دل کا حال صرف مجھ سے کہہ کر طبیعت کو تسکین دیتے اور غم غلط کرتے تھے اور اگر کسی جیلد و مکر سے ان کی طبیعت میں برہمی پیدا ہوتی تو اس کی اصلاح صرف میرے ذریعے سے کرتے تھے۔

شیخ مجاہدین اور سپہ سالار فوج

سلطان نے اپنے ابتدائے عہد میں فوج کی سرداری پر شیخ ابو زکریا عیسیٰ بن عمربن رحومین عبد اللہ بن عبد الحق کو برقرار رکھا جو سلطان کے والد کے وقت میں بھی شیخ الفراء تھے اور قوم میں ایک صائب الرائے آزموہ کار اور دانشمند شخص سمجھے جاتے تھے اور حزم و تدبیر تجربہ و انتقال ذہن اور سنجیدگی و فہم رسا میں یادگار سلف تھے مختصر یہ ہے کہ وہ ایک یکتائے روزگار اور بیظیر شخص تھے، شجاعت و اصالت اور رائے اور مباحثے کے لحاظ سے سرداری کا استحقاق رکھتے تھے، وہ اپنے قبیلے کے بڑے نساب اور ان کی زبان کے ماہر اور ان کی سیاست کے کسبے تھے، اس کے

ساتھ طبیعت میں نرمی بھی تھی سلطان کے کام کو سکون و اطمینان کے ساتھ انجام دیتے تھے اور ضرورت و حاجت کے وقت اپنے درجے سے نیچے بھی اتر آتے تھے اور سفارشیں بہرودی و مہربانی کے لہجے میں کرتے تھے، اہل مجلس کو خوش اور محفوظ رکھتے تھے، ہنایت ذہین صاحب عقل اور جمیل و شکیل شخص تھے اور ان کا سوخ و اثر اس سبب سے بہت بڑھ گیا تھا کہ معروضات و مراسلات کی مجلس کے ساتھ بھی تعلق رکھتے تھے، جس کا بیان آئندہ کیا جائے گا۔

کاتب

(پرائیوٹ سکرٹری)

ابتداء میں سلطان کے پیچھے کھڑے رہنے بیعت و تہنیت کے وقت ان کا ہاتھ پکڑنے کتابت و انشاء عرائض و جواب اور خلعت و مجالست کی خدمتیں جن پر سلطان کے والد مرحوم نے مجھے مقرر کیا تھا میں ہی انجام دیتا رہا اور خدمت قلم اور لقب وزارت کا جامع رہا جو افسر اعلیٰ ہونے کی حیثیت سے سب سے زیادہ معزز عہدہ ہے محل شاہی اور دارالسلطنت کے متعلق تمام امور میں سلطان کی نیابت میرے ساتھ مخصوص رہی امور انتظامی کا جاری کرنا متفرق امور میں مناسب احکام صادر کرنا و ظائف جاری کرنا یہ سب میرے اختیار میں تھا اور میری وجاہت اور عزت سب پر ظاہر تھی۔ اس کے بعد میری عزت اور زیادہ بڑھی اور عقل و فہم میں بھی بے شکلی آئی اور مقربین خاص کا درجہ حاصل ہو گیا۔ اس وقت سلطان نے مجھ کو حاضری دربار کی خدمت سے صاف وزارت میں منتقل کر دیا اور مجھ پر ایسی مہربانی کرتے رہے جس سے زیادہ ممکن نہیں اور مجھ کو خصوصیت کا وہ مرتبہ دیا جس کے اوپر کوئی مرتبہ نہیں ہے اللہ تعالیٰ ان کو اس احسان کی جزائے خیر دے اور اس رعایت کا صلہ عنایت کرے اور اپنی بارگاہ میں ان کو اعلیٰ درجہ عطا فرمائے۔

اپنی ولایت کے دوسرے دن مہربان سلطان نے اللہ اس کریم اور مہربان

کی زندگی کو کدورتوں سے صاف رکھے، مجھ کو یہ عزت دی کہ مغرب و ملحقات مغرب یعنی بلا و افریقہ کے بادشاہ و سلطان خلیفہ ابو العنان کے دربار میں مجھ کو اپنا سفیر بنا کر روانہ کیا جس کی تفصیل آگے آتی ہے۔

پھر اپنی ولایت کے اس پہلے دور میں مجھ کو پیشی کا کام انجام دینے سے ترقی دے کر بہت سی خدمتوں کے اختیارات تفویض کر دئے۔ اور میں نے ان کل خدمتوں پر اپنی جگہ کام کرنے کے لئے۔ اگرچہ یہ ترقی کا انتہائی درجہ تھا فقہیہ ابو محمد بن عطیہ کو وادی آتش کے منصب قضا و خطابت سے ہٹا کر اپنا نائب بنا لیا جو کچھ میری رائے اور تجویز سے لکھا جاتا تھا وہ فقہیہ موصوف کے انتظام سے لکھا جاتا تھا وہی میرا حکم دریا کرتے تھے اور میرے پاس آتے جاتے تھے، اور وقوع حادثہ و انقلاب سلطنت کے متعلق مشیت الہی کے نافذ ہونے تک وہ ان تمام خدمتوں کو بڑی لیاقت اور محنت سے انجام دیتے رہے۔

قضا

سلطان نے قضا و خطابت کے متعلق سارے اختیارات اپنے والد کے قاضی شیخ استاذ شریف کے ساتھ مخصوص کر دئے تھے استاذ موصوف کی ادا سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ ایک باوقار شایستہ اطوار اور عالی خاندان شخص ہیں، وہ علوم ادبیہ کے عالم تھے اور فصل خصومات میں اعلیٰ درجے کی دستگاہ رکھتے تھے نیز ایک جمید عصر اور فرید دہر شخص تھے، اور وہی تنہا ایک شخص تھے جو شہر سبتہ سے منتقل ہو کر ایالت نصریہ میں آگئے تھے۔

قاضی مرحوم کی وفات عین وقوع حادثہ کے وقت ہوئی، مرحوم کے بعد اس خدمت کے سب سے زیادہ مستحق شیخ فقہیہ قاضی ابوالبرکات تھے جو سلطان کے والد کے زمانے میں قاضی رہ چکے تھے اور نہایت لایق اور کارآمد شخص تھے، یہ اس وقت سلطان کی طرف سے کسی سفارت پر گئے ہوئے تھے ان کی واپسی کے انتظاریں اس عہدے کا کوئی انتظام نہیں کیا گیا اور قبل ان کے تقرر کے ابتلا پیش آ گیا اور اس وقت تک ابراہیم نیابتہ کام کرتے رہے۔

ملوک ہم عصر

مغرب میں امیر المسلمین ابو عنان ابن امیر المسلمین ابو الحسن ابن امیر المسلمین ابو سعید ابن امیر المسلمین یعقوب ابن عبد الحق سلطان اور امام و خلیفہ تھے امام موصوف اعلیٰ درجے کے سعادت مند، نہایت نیک نیت راست باز بڑے لائق و فائق اور خداداد قابلیت کے شخص تھے اور عقل و فضل و فکر و خطابت و حفاظت کا دست اور فہم و جرأت میں انتہا درجے کا کمال رکھتے تھے اللہ ان کو اپنی آغوش رحمت میں جگہ دے سلطان نے امام موصوف کی بیعت کرنے ان کے امر کی تکمیل کرنے اور ان کے ساتھ دوستی کا عہد و پیمانہ باندھنے اور ان کو اپنا حامی و مددگار بنانے کے لئے مجھ کو اپنا نائب بنا کر ان کی خدمت میں بھیجا، ان کے علاوہ کچھ ایسی مہتمم بالشان باتیں تھیں جن کی اہمیت اہل زمانہ کی فہم سے بالاتر ہے اور جن کی حقیقت بیان نہیں کی جاسکتی۔

ہم بتاریخ اٹھائیس ماہ ذیقعدہ ۵۵۵ھ میں مذکور امام مغرب کی خدمت میں پہنچے اور مضمون رسالت ادا کرتے وقت ہم نے امام کو مخاطب کر کے قصیدہ ذیل پڑھا۔

خلیفة اللہ ساعد القدر
علاک ما لاح فی الدجی القصر
اے اللہ کے خلیفہ جب تک تاریکی میں رہتا ہے
چمکا کرے تقدیر آپ کی مساعت کرتی رہے
جس غرض کے لئے ہم ان کی خدمت میں گئے تھے اس میں ہمیں پوری
کامیابی ہوئی۔

سلطان مغرب کے ساتھ شیر کا شکار

اسی قیام کے اثناء میں امام موصوف کو براہ مہربانی ایک ایسے مقام پر لے گئے جس کے سامنے ایک وسیع میدان تھا، یہاں ایک بھورے رنگ کا بہت بڑا شیر جس کے دونوں بالی تھے بہت فریب تھے اور اس کے شانوں کے درمیان کثرت سے بال تھے ایک لکڑی کے پجڑے میں مقید تھا، خادموں نے پجڑے کے سوراخوں سے شیر کو اس قدر دق

کیا کہ وہ غصے میں آکر کھڑا ہو گیا اور پنجرے کے دروازے کو چور چور کر ڈالا میدان میں ایک بڑے سر اور بلند قد و قامت کا بیل لاکر کھڑا کیا گیا اور اس کے آگے بھینسیوں کی ایک قطار کھڑی کی گئی تھی، مقابلے کا وقت آپہنچا، اور ہنگامہ کارزار گرم ہوا گرج اور دہاڑنے کی آواز چوٹی کی جس بلندی تک جاسکتی تھی پہنچ گئی، بزدلوں نے دشمن کے ساتھ مقابلہ کرنے کی ہمت کی اور بہادر مرنے پر آمادہ ہوا، شیر اس تکلیف سے جو اس کو پہنچی مقابلے کے قابل نہیں رہا اور صبر و تحمل کر کے جنگ آزادی سے باز آ گیا مسلح اور زرہ پوش پیادوں پر جا پڑا اور ہمت کر کے اس تیزی سے کل بھاگنا چاہا گو یا ستارہ ٹوٹا یا تاریکی میں بجلی چمک گئی، دو ایک پیادوں کو شیر نے ہلاک کیا اور باقی پیادوں نے نیزوں سے شیر کا کام تمام کر دیا اور اس کو اسی خون آلودہ حالت میں سلطان کے سامنے کھسیٹ لائے۔

بعض حاضرین نے اصرار کے ساتھ اس واقعے کو نظم کرنے کی فرمائش کی اور میں نے اشعار ذیل موزوں کر کے سنائے۔

انعام ارضك تقهر الاسادا
 طبعاک الارواح والاجسادا
 وخصائص اللجج نلت ضررہا
 فی الخلق سادا لجلہا من سادا
 ان آپ کے ملک کے چو پائے شیروں کو مغلوب لیتے ہیں
 یہ ان کی طبعی حالت ہے جو روح اور جسم سب پر چھا گئی ہے
 عظمت و شرف کی مختلف قسم کی خصوصیتیں آپ کی بذات
 میں پائی جاتی ہیں۔

کہ خلق میں جو شخص سردار ہوا ہے انھیں کی وجہ سے
 سردار ہوا ہے۔

ان الفضائل فی حاک بضائع
 لعم نخس من بعد النفاق کسادا
 آپ کے حدود مملکت کے اندر فضائل ایسے مال ہیں۔
 جن کے لئے بازار میں راج ہو جانے کے بعد پھر ارزاں
 ہونے کا ڈر نہیں ہے۔

کان الحزب صحار باعجزتہ
 بخر ارض فی الارض فسادا
 شیر نے لڑنا چاہا تو آپ نے اس کو وہ مزادی۔
 جو اس شخص کو دیکھتی ہے جو ملک میں فساد برپا کرتا ہے
 سلطان نے پابندی مضمون اور ہیبت مجلس کے باوجود طبیعت کی آمد اور برجستہ گوئی
 کی قدرت پر حسین کی۔

ہم اس سفر سے سفارت کا نہایت بہتر نتیجہ حاصل کر کے واپس آئے، یعنی ہم سلطان مغز کی پائیدار دوستی اور امداد حاصل کر کے بیش قیمت فروش اور تحائف کے ساتھ اور لدے ہوئے اونٹوں کی پہلو پہ پہلو قطار اور لذیذ خوش گوشت گوار کھانے لئے ہوئے وسط محرم ۱۰۵۶ھ میں سلطان کے پاس واپس پہنچے اور یہ محنت و جان فشانی پوری طرح کامیاب اور بار آور ہوئی۔ اور جو خیال قائم کیا گیا تھا وہ صحیح نکلا اور میرا یہ سفر اور دوسرا جو اس کے قبل واقع ہوا تھا اس مقصد کی کامیابی کا ایک جزو بن گیا وَالْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي لَهُ الْحَمْدُ فِي الْاَوَّلِ وَالْاٰخِرِ۔

کہا جاتا ہے کہ سلطان مغرب کی موت سازش سے واقع ہوئی اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ وہ بیماری سے فوت ہوئے وہ بیماری سے بہت کم زور ہو گئے تھے اور ان کی نسبت متعدد غلط اور بری خبریں مشہور ہونے لگی تھیں وزیرانے ان کے دروازے پر جھگڑا کیا اور بیٹے ان کے گھر کی طرف دوڑنے لگے۔ اس وقت ان کا کار پر داز ڈرا کہ سلطان اس پر شبہ کر کے اس کو سزا دیں گے، سلطان کا کوڑا ان کی تلوار سے زیادہ سخت تھا اور جس شخص پر ان کا عتاب ہوتا اس کے حق میں قبر قید خانے سے زیادہ قریب ہو جاتی تھی اور اس طرح اس خاندان کے آخری جلیل القدر بادشاہ کی زندگی کا خاتمہ ہو گیا۔

سلطان مرحوم نے حکومت کو از سر نو زندہ کر دیا تھا۔ انھوں نے قدیم دستوروں کو علیٰ حالہ قائم رکھا تھا اور القاب جاری کئے تھے اور سزا دینے میں بہت سختی کرتے تھے انھوں نے اپنی ایالت کو ایک تنگ نالے سے بھی زیادہ مختصر کر دیا تھا اندلس کی مدد کی تھی اور مخالفین کو مغلوب کر لیا تھا انھوں نے آثار باقیہ قائم کئے، بذر سے اور خانقاہیں بنائیں اور مشاہیر کو بلا کر اپنے گرد جمع کیا انھوں نے عمان پر حملہ کر کے اس کو اپنی ایالت میں داخل کر لیا پھر قسطنطنیہ اور بجایہ کو بھی تلمسان کے ساتھ ملحق کر لیا۔ اور تونس کی طرف جنگی جہازوں کا بیڑہ روانہ کیا چنانچہ رمضان ۱۰۵۸ھ میں ان کے معتمدین نے تونس میں داخل ہو کر اس پر بھی قبضہ کر لیا اور ماہ ذیقعدہ سنہ مذکور تک ان کی دعوت تونس میں قائم رہی۔

سلطان کی موت چودھویں ذی الحجہ ۱۰۵۹ھ کو واقع ہوئی اور ان کے وزیر

حسن بن عمر کی تجویز سے امارت ان کے بیٹے کی طرف جن کا نام سعید اور کنیت ابو بکر تھی منتقل ہو گئی، سعید نے ایالات شرقیہ کو واپس لے کر ان پر قبضہ کر لینے کا ارادہ کیا، لیکن ان ایالات کی طرف جو فوج روانہ کی گئی اس نے منصور بن سلیمان کی بیعت کر لی وزیر اور سلطان کے شہر میں جو خلافت برنیہ کا مستقر تھا پناہ لینے پر مجبور ہوئے۔ وہاں یہ لوگ زیادہ طاقتور تھے، منصور بن سلیمان مقابلے کے لئے آیا اور وزیر کی دوراندیشی و مستقل مزاجی سے شہر کی حکومت اس کے سپرد کر دی گئی۔

سلطان ابوسالم ابراہیم بن سلطان ابوالحسن برادر سلطان ابو عنان مرحوم جو بھائی سے منحرف ہو کر مغرب سے اندلس چلے گئے تھے جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے، اندلس چھوڑ کر بادشاہ نصاریٰ کی مدد سے، صوبہ غزالیہ کی طرف متوجہ ہوئے اور بڑا خطرہ برداشت کرتے رہے، اور مراکش میں اجازت نہ ملنے کے بعد ان کے جہازوں نے ساحل طنجہ پر قیام کر کے جبال غمارہ کے باشندوں سے مدد چاہی، سستہ اور طنجہ نے ان کی اطاعت قبول کر لی، اور لوگ منصور بن سلیمان کو چھوڑ کر بھاگ گئے، منصور مع فرزند گرفتار ہو گیا، اور دونوں قتل کر دئے گئے، اللہ دونوں کو اس کا نفع بخشے۔ بروز چھٹنبہ دسویں شعبان ۶۷۰ھ کو سلطان اور وزیر نے شہر بیضا سلطان ابوسالم کے حوالے کر دیا، اور اس پر بھی ان کا قبضہ ہو گیا، پھر سلطنت میں انقلاب واقع ہوا اور سلطان کے زندہ جانے، اور وہاں سے اپنا ملک واپس لینے کے لئے مدد حاصل کرنے کا واقعہ پیش آیا، جس کا بیان اپنے موقع پر کیا جائے گا، اور بقا صرف اللہ سبحانہ کی ذات کو ہے۔

تلمسان میں سلطان ابو عمران موسیٰ بن مرہف بن یحییٰ بن عبدالرحمن بن یغمر اسن بادشاہ تھے جنہوں نے ابھی تھوڑے دن ہوئے سعید کے ابتدائی زمانے میں اسے واپس لیا تھا۔

تونس میں رئیس دولت بقیۃ الفضل یادگار زمانہ، فاضل مشہور اور سیاح معروف، شیخ ابو محمد عبداللہ بن احمد بن ارد، عریف وطن کی نظر توجہ سے، ابراہیم بن امیر ابی بکر حفص بن ابراہیم بن ابو زکریا یحییٰ بن عبدالواحد امیر تھے۔ عیسائی بادشاہوں میں بطرہ بن المہشہ بن ہراندہ بن مشاخبہ بن القش

بن ہراندہ (چالیس تک) قشتالہ کا بادشاہ تھا، یہ شخص اپنے باپ کے آخر زمانے میں بوجہ چند در چند ماہ محرم ۷۵۱ھ میں والی ملک بن گیا، مسلمانوں کے بلاد کے متعلق اس کے باپ کے ساتھ جو صلح نامہ کیا گیا تھا، اس کے مرنے کے بعد بیٹے کے ساتھ بھی جس کا حال بیان کیا جا رہا ہے، قائم رہا۔ اس کے وقت میں رومیوں کے اندر سخت بغض و عناد اور باہمی اختلاف پیدا ہو گیا، اور وہ بہت پریشاں حال ہو گئے، اور ان کے اکثر اعیان ہلاک ہو گئے، اس شخص کے خاص لوگوں میں سے، اس کے تمام علاقے بھائی اس کی خود غرضی اور نفس پرستی سے اس درجہ خوف زدہ ہوئے کہ ان سب نے اپنی ماں کو قتل کر کے اس سے رشتہ کی اور باپ نے ان کی ماں کی خاطر سے جس کو جس علاقے میں آباد کیا تھا سب اس کو چھوڑ کر وہاں چلے گئے۔

ابتداءً حال میں، یہ اپنے باپ کے طریقہ پر چلا۔ پھر خوارج نے منحرف ہو کر اس کو گرفتار کر لینے کی تدبیر کی، اور وہ ایک ایسے جال میں پھنس گیا ہے کہ اس کے سبب سے یا تو عقل سے کام لینے پر مجبور ہوگا یا اگر اس جال سے رہائی اور چھٹکارا نہ پایا تو بہت جلد معزول کر دیا جائیگا اور اسی حالت نے اس کو صلح قائم رکھنے پر مجبور کیا ہے، اور اس وقت تک وہ اسی حالت میں مبتلا ہے۔

حوادث زمانہ

حکومت کا یہ دور مسلسل عافیت، متصل سکون، نوبہ نو، سامان تفریح مستحکم اور پائیدار صلح کا دور رہا اور کوئی حادثہ پیش نہیں آیا۔
جمادی الثانیہ ۷۵۵ھ میں عیسیٰ ابن حسین ابن ابی الطلاق جبل فتح کے قریب چلا گیا اور جبل کے درے اور قلعے پر جو مسلمانوں کو فتح کے وقت سے عزیز رہا ہے اور اسی مبارک نام سے موسوم ہے اور خصوصیت کے ساتھ نہایت مستحکم بنا ہوا ہے قبضہ کر لیا اس شخص کے اسلاف شریف النسل صاحب تدبیر اور نیک سیرت شیوخ تھے لیکن یہ بذات خود آثار سعادت سے بالکل محروم اور ناقابل تیشی و بد انجامی میں ضرب المثل تھا۔

نصیبی اور شومی قسمت سے اس کے اور سلطان کے باہمی تعلقات جو اس کے ساتھ بہت اچھا سلوک کرتے اور اس کو بڑے آرام و عافیت کے ساتھ رکھتے تھے اس درجہ کشیدہ ہو گئے کہ اس نے جبل کے مفسدوں کے ساتھ ہتھیار سازش کی اور یہ لوگ اس کے دام میں آ گئے اور اپنی جھوٹی عصبيت کا ایسا یقین دلایا کہ اس نے بہ تاریخ مشتم ماہ و قعیدہ سنہ مذکورہ کشتی کا اظہار کر دیا اور خبروں کا سلسلہ بندہ گیا اور مدو پہونچنے کی راہ مسدود اور مدو پہونچانے کا ذریعہ منقطع ہو جانے کے باعث نیز دشمن کا حوصلہ بڑھ جانے کی وجہ سے لوگ سخت مایوسی اور افسردہ دلی اور تردد کے ساتھ آنیوالی مصیبت کا انتظار کرنے لگے دشمن کا موقع بہت مستحکم اور بلندی پر واقع تھا اس کے پاس ساز و سامان افراط سے تھا لوگوں میں اس کی عظمت ابھی تھی اور موقع ہاتھ سے نکل چکا تھا ان وجوہ سے اس کو راہ راست پر واپس لانے اور اس حرکت ناشائستہ سے باز رکھنے کی کوئی امید نہ تھی۔

پھر پے در پے یہ خبریں آئیں کہ اس کے بیٹے نے اشبونہ پر فوج کشی کی لیکن وہاں اس کو ناکامیابی ہوئی اور اہل اشبونہ سلطان کے وفادار رہے باغیوں کی شکست دی اور وہ خود مالقہ سے پورے ساز و سامان کے ساتھ اشبونہ آیا اور اب بادشاہ مغرب نے سلطان ایدہ اللہ سے خواہش کی کہ وہ اس کی مدافعت کریں چنانچہ جنگ ہونے لگی اور لوگوں کے خیالات میں سکون ہو گیا۔

اسی مہینے کی پندرہویں تاریخ کو اہل جبل نے اس پر حملہ کر دیا اور جو لوگ اس کے ساتھ تھے سب اس سے بیزار ہو گئے اور ساتھ جھوڑ کر بھاگ گئے اس کے درے اور گھاٹیاں چھین گئیں وہ جس راہ سے آیا تھا اسی سے واپس گیا اس کا کام بہت جلد تمام ہو گیا اور اطمینان کی وجہ سے اس نے اس کے لئے طیارہ کرنے میں غفلت کی اور شکست کھائی اس کی امارت پر برہم ہو کر جہازوں کا ایک بیڑا بستہ پہونچ گیا تھا اور وہ اپنے بیٹے سمیت گرفتار ہو کر اسی وقت سمندر پار بھیجا گیا اس کی حمایت میں کسی نے آواز بھی نہیں نکالی اور ساری شورش فرو ہو گئی۔ اور یہی ہو نیوالا تھا جس کو اللہ کے سوا کوئی مثال نہیں سکتا تھا باشندگان جبل وہ معاہدہ کرنے کے بعد جس سے ان دونوں کو بغاوت کی جرأت ہوئی دونوں سے

ناراض ہو گئے تھے اور ہر وقت کے لئے ایک کام مقرر ہے۔ دونوں سلطان مغرب کے دربار میں شہر فاس روانہ کر دئے گئے اور دونوں کے تشہیر و تعذیب کے ساتھ لائے جانے کا حال دیکھنے کے لئے لوگ باہر نکل آئے، سلطان نے ان کی نسبت حکم دیا کہ عید اضحیٰ کے بعد دونوں کو جرم فساد کی بنا پر جاکے چنانچہ شیخ نے شہر کے باب السمارین کے باہر خود اپنے قراہتمندوں کے ہاتھ سے قتل کیا اور اس کے حال پر قدیم شاعر کا یہ شعر صادق آیا۔

ظلت سیوف بنی ابدہ تنوشہ اس کے باپ کے بیٹوں کی تلواریں سن چوار کرتی ہیں
لله ارحامر بناک تشقق یہاں اللہ کے واسطے رشتے ٹوٹ جاتے ہیں
اور بیٹے کے ہاتھ پاؤں سخت تکلیف اور اذیاد ہی کے بعد کاٹ ڈالے گئے چنانچہ
تھوڑی ہی دیر میں وہ مر گیا اور ان دونوں کی حالت میں اس قدر جلد ایسا انقلاب
یعنی قابل ستائش امور اطاعت کیشی نیکنامی ناموری نشرو اشاعت خیر شرافت
خاندانی اور رسوخ عزت کا برعکس صفات سے بدل جانا، تماشا گاہ عبرت بن گیا
اللہ تعالیٰ ہم سب لوگوں کو بد حالی کے غار میں گرنے سے محفوظ رکھے اور شروعیت
کے چادر سے محروم نہ کرے۔

سلطان مغرب نے پہاڑ کے درے کو بند کر دیا، اور وہاں کا انتظام اپنے بیٹے
کو جن کا نام سعید اور کنیت ابو بکر ہے حوالے کر دیا اس نے محرم ۵۷۰ھ کے
عشرہ اول میں اس درے کی ناکہ بندی کر دی اور ان کے اہلکار خاص ترتیب
دئے اور ان کے کام کا اندازہ کر کے ان کے واسطے پیش قرار وظیفہ اور آرام
و آسائش کا پورا سامان جہیا کر دیا۔ اور سلطان مترجم نے ان کا حق ادا کرنے اور
ان کے سند تقیر کو بخوشی تسلیم کر لینے کے لئے پہلے اپنا سفیر بھیجا۔ اور اس کے بعد
مناسب حال گیہوں اور دوسرے سامان اور پیش قیمت تحائف ارسال کیے،
اور اس وقت تک دونوں کے درمیان دوستی اور الفت مستحکم اور بہتر حالت
میں ہے اللہ ان کو توفیق دے اور ان کے ہاتھوں پر خیر و خیرات کو آسان
اور سہل کرتا رہے۔

سید محمد علی شاہ صاحب مدظلہ العالی

حادثہ جو سلطان کو پیش آیا

سلطان (اندلس) کا زمانہ بہترین عہد حکومت کی طرح، آرام و آسائش، متواتر فراخ سالی اور امن عام کے ساتھ گزر رہا تھا کہ شیخ دولت قائد ابو نعیم مرحوم سے ایک بے احتیاجی واقع ہو گئی، اور اللہ جب کسی امر کا ارادہ کرتا ہے تو عقل والوں کی عقل سلب کر لیتا ہے، اور وہ یہ کہ انھوں نے شاہی محل کے پہلو میں، اس مکان کو جس میں سلطان کے بھائی رہتے تھے، مامون سمجھا، اور ان کی مال کے اس جیلہ و مکر سے غافل رہے جو وہ سلطان کے بھائی کو بادشاہ بنانے کے لئے چند اشرار کے ساتھ مل کر کر رہی تھی ان بد معاشوں کے سرغنہ اس عورت کا داماد رئیس محمد بن اسماعیل بن فرج اور ابراہیم بن ابو الفتح دو شخص تھے اس عورت نے اپنے داماد رئیس مذکور کی مال سے مدد کی، جس نے چند بد معاشوں کو جو بیڑی پہننے، قید خانے جانے اور دیوار پھاند نے میں مشاق تھے اس امر میں شریک کیا، اور یہ عورت اپنی بیٹی کی ملاقات کے نام سے جو قلعے کے باہر، اس خبیث بیچیا کے محل میں رہتی تھی، اس کے پاس آمد و رفت کرتی رہی، یہاں تک کہ روز چہار شنبہ اٹھائیسویں ماہ رمضان کو یہ سازشیں مکمل ہو گئی۔

یہ لوگ جن کی تعداد تقریباً ایک سو تھی، اس قوس میں جو وادی ہدارہ کی طرف سے شہر میں آتی ہے چھپ کر جمع ہوئے۔ ان کا اگلا بازو حمرا تک پہنچ گیا، حمرا کی دیوار میں ایک شگاف پڑ گیا تھا جسکی مرمت ہو رہی تھی اور ابھی کام ختم نہیں ہوا تھا، یہ لوگ ایک سیڑھی کھڑی کر کے جس کو پہلے سے مہیا کر رکھا تھا، دیوار پر چڑھ گئے، اور نیچے اتر کر باب مطاع کا، جہاں کثرت سے تیار موجود تھے، اور جس طرف ان کو پورا اعتماد تھا رخ کیا، جب اس دروازے سے آگے بڑھے بلند آواز سے فرسے لگانے اور شدت سے شور و غوغا کرنے لگے اور لوگوں پر ان کے حلیفوں کی مشعلوں کی کثرت سے خوف و ہراس چھا گیا۔

ان کی ایک جماعت نے شیخ قائد ابو نعیم کے گھر کا رخ کیا، اور دروازہ توڑ کر زبردستی گھر میں گھس گئی اور ابو نعیم کو ان کی خواہگاہ میں بیوی بچوں کے سامنے

قتل کر دیا، اور جو کچھ پایا لوٹ لیا۔ دوسری جماعت اس امیر کے گھر گئی جس کے لئے سلطنت کی تحریک کرنے کو یہ لوگ کھڑے ہوئے تھے اور اس کو باہر لا کر حکومت پر مستولی ہو گئی۔

سلطان اس وقت اپنے بیٹے کے ساتھ، تفریحاً قلعے کے باہر جنت العریف کے مکان میں گئے ہوئے تھے، جیسے ہی یہ خبر ان کو ملی اور طبل جنگ کی آوازاں کے کان میں پڑی اللہ نے اس حالت حیرت میں ان کو صحیح تدبیر سمجھا کر ان کی مشکل حل کر دی، وہ ایک گھوڑے پر، جو ان کے قریب بندھا ہوا تھا سوار ہو کر معمولی لباس میں چند آدمیوں کو ساتھ لے کر نہایت تیزی کے ساتھ نکل گئے، اور مصیبت سے بچ کر وادی آتش پہنچ گئے، اس کے بعد ہی ان کے مکان پر حملہ کیا گیا اور وہ وہاں نہیں ملے، تب ان کا تعاقب کیا گیا اور تعاقب کر نیوالے ناکام رہے۔

دوسرے دن باغیوں کی حکومت مستقل ہو گئی، اور ان لوگوں نے اپنے آقا کے لئے سب سے بیعت لی، اور دوسرے بلاد میں بھی بیعت کا پیام بھیجا، چنانچہ تمام شہروں نے ان کے آقا کی اطاعت قبول کر لی، اور بادشاہ نصاریٰ کے پاس بھی معاہدہ صلح کے لئے سفیر روانہ کیا گیا۔

سلطان وادی آتش میں پناہ گزیں ہوئے، اور یہاں کے لوگ سلطان کے ساتھ ثابت قدم رہے، اس لئے باغیوں نے وادی آتش پر حملہ شروع کر دیا، اور سلطان کو یہاں بھی مشکلات کا سامان کرنا پڑا، وہ تنگی میں مبتلا ہو گئے اور مال کے صرف ہو جانے اور زاد راہ کے ختم ہو جانے کا خوف دامگیر ہوا، اس وقت سلطان نے اپنی حالت پر غور کیا، اور سلطان ابوسالم بادشاہ مغرب سے، ان کے پاس چلے آنے کی اجازت طلب کی۔ بادشاہ مغرب نے اس کو منظور کر لیا، اور اس معاملے کے متعلق گفتگو کرنے کو اپنا ایک آدمی بھیجا اور سنہ مذکور کے عید النحر کے دوسرے دن معاملہ طے ہو گیا۔

سلطان پر یہ حادثہ پیش آنے کے وقت ہم اپنے ہم جنس امرا کی عادت کے موافق، تمام متعلقین کے ساتھ اپنے باغ میں جو غزناطہ کی طرف منسوب ہے جا چکے تھے اور وہیں مقیم تھے، اس لئے موت سے تونچ گئے، لیکن مصیبت میں مبتلا ہو گئے۔ مال و متاع کا سارا وسیع ذخیرہ اور شہور زمانہ نعمت و دولت کا کل ساز و سامان برباد ہو گیا، اور نئے

اور پرانے میں سے کچھ بھی باقی نہیں رہا، خدا کا شکر ہے جو حساب میں تخفیف کرتا اور غافل کو بیدار کرتا رہتا ہے، اللہ نے یہ فضل کیا کہ سلطان مغرب نے مہربانی کر کے اپنے دست خاص سے میری سفارش لکھی اور اپنے ارادے کا فیصلہ میرے معاملے پر موقوف کر دیا اور اس طرح ہم دشمنوں کے ہاتھ سے بچ کر اور ان کے پنجے سے رہائی پا کر وادی آتش میں سلطان سے آئے، اور سب لوگ بھی وہیں جا کر اکٹھا ہوئے۔

یوم النحر مذکور کے دوسرے دن سب لوگ وادی آتش سے روانہ ہوئے اور فصل لقنت میں جا کر اترے، پھر وہاں سے توشہ توشہ سے تیقرہ وہاں سے ذکوان اور ذکوان سے چل کر مریبلہ پہنچے، ہر جگہ لوگ جمع ہو کر حسرت کرتے اور جدائی کا افسوس ظاہر کرتے تھے۔ ماہ مذکور کی چوبیسویں تاریخ کو چاشت کے وقت دریا عبور کیا اور سہر سبتہ میں جا کر ٹہرے، اور جان بچ جانا غنیمت معلوم ہوا، ملک لشکری کا ہے کہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے اس کا وارث بناوے، والعاقبۃ للمتقین۔

روز پچھنہ ششم ماہ محرم ۱۱۰۰ھ کو ہم لوگ سلطان مغرب، کے آستانہ کی طرف اس شان سے روانہ ہوئے جس کا بیان نہیں ہو سکتا، اور سلطان نے نئے شہر کے باہر ایک عظیم الشان جوس اور خوشنما و دلچسپ مجمع کی معیت میں نہایت اعزاز و اکرام کے ساتھ جس سے زیادہ ممکن نہیں ہم لوگوں کا استقبال کیا، ہم لوگ گھوڑوں سے اترے، شاہانہ سلوک کے ساتھ دارالامانہ میں پہنچے اور عام دعوت طعام میں جس میں ہر طبقے کے لوگ جمع تھے، شریک ہو گئے، شیوخ قبائل خوان کے اطراف میں اور میزبان ہم لوگوں کے سامنے تھے، ہم نے امداد کا جوش پیدا کرنے کے لئے بطور وسیلہ قصیدہ ذیل پڑھا:

سلاہل لدیہا من مجرہا ذکر
اس سے پوچھو، کیا اس کو اپنے آراستہ کرنے والے کی
بھی کچھ یاد ہے؟

رہل اعشیب الوادی و نغوبہ الزہر
اور کیا وادی میں سبزہ آگاہ ہوا اور پھول کھلے ہوئے ہیں؟
ہم پر ہمدردی کا جوش پیدا ہو گیا، اور لوگ زار و قطار رونے لگے۔

اس دن لوگ اس قدر جمع تھے کہ وہ ایک مشہور میلے کا دن ہو گیا اور مدت تک
میں کا ذکرہ گرمی مجالس کا ذریعہ بنا رہا، ان مہاں نوازیوں نے ہم لوگوں کے اندر امید کے

جذبات پیدا کر دئے، اللہ اس کی جزائے خیر دے، اور اس کے بانیوں کو اُس دن جب اُس کی رحمت کی حاجت ہوگی، اس سے متمتع کرے۔
 دن گزرتے گئے، اور اندلس میں رئیس کی حکومت ہو گئی، اور سلطان و عدویٰ کی اُلٹ پھیر میں امید لگائے بیٹھے رہے، اور اباب جمع اور بوعث قوی ہوتے رہے، اور ہم نے اس اثنا میں، شہر سلا میں ایک گھر کے اندر مستقل سکونت اختیار کر لی اور بڑے آرام و آسائش کے ساتھ بالالتزام خلوت نشینی سے فائدہ اٹھاتے رہے۔

سترہویں ماہ شوال سنہ مذکور کو ضروری آلات و اسباب مہیا ہو جانے کے بعد سلطان کو رخصت کرنے کے لئے بادشاہ مغرب، جنت مہارہ کے، قبۃ العرض میں بیٹھے، اور لوگ اس مجمع کو دیکھنے کے لئے ہمدردی میں بھرے روتے اور دعا دیتے ہوئے باہر نکلے، اللہ نے قلوب میں ایسی نرمی و مہر گتری پیدا کر دی اور اس کی عنایت اس طرح شامل حال رہی کہ کسی شخص کو سلطان سے نفرت نہیں پیدا ہوئی، اور نہ کبھی اُن کی شان و شوکت میں کمی آئی اور نہ اُن کی ہیبت میں فتور واقع ہوا اور نہ ملائین و متوسلین نے اُن کا ساتھ چھوڑا، اللہ دنیا اور آخرت میں اُن کے ساتھ رہے۔

سلطان روانہ ہوئے، اور اُن کے معین و بدو کار سلطان ابوسالم کی ہلاکت اور عمر بن عبداللہ بن علی کے غداری وجہ سے جو ابوسالم مرحوم کی طرف سے اُن کے قلعہ کا امین تھا (اللہ اس نجیبت کو ہمیشہ ذلیل و رسوا رکھے) بے اطمینانی کی حالت پیدا ہو گئی، اور سلطان سخت متحیر ہوئے کہ کیا کریں، لیکن وہ زندہ میں جو ایالات اندلس میں سے مغرب کی ایالت میں آگیا تھا ٹھہر گئے، اور وہاں قدم جما کر اُس کے ذرائع سے اپنی حالت درست کرتے رہے، یہاں تک کہ اللہ نے اُن کی مدد کی، اور اُن کے عزم کو صحیح راستے پر لگا دیا، اور جب تمام تدبیریں بیکار ہو چکیں تھیں، اس وقت اپنی قدرت کا کرشمہ دکھایا۔

دشمن مالقہ کے لینے کا ارادہ کر چکا تھا، کہ سلطان نے اُس طرف حرکت کی اور جان سے ہاتھ دھو کر مالقہ پر حملہ کر دیا، اللہ کے فضل سے یہ مشکل آسان ہو گئی اور سلطان اپنے ارادے میں کامیاب ہو گئے اور مالقہ پر مستولی ہو گئی، اور اس وقت

ہر طرف کے شہروں سے لوگ جوق جوق ان کے پاس آئے لگے، اور رئیس غاصب
 عزناط نے مناسب سمجھا کہ تمام ذخیرہ اور سامان ساتھ لے کر ایک بڑی جماعت
 کے ہمراہ جس کو اپنی جان کا ڈر تھا طاغیہ روم کے پاس پہنچائے، چنانچہ وہ قشاک
 کے علاقے میں جا کر ٹھہرا، اور طاغیہ نے اُس کو اُس کے جرم میں گرفتار کر لیا، اور
 اس پر الزام قائم کرنے اور نقص عہد کرنے میں اچھی تدبیر سے کام لیا، اور ان
 سب لوگوں کو جو تھے میں اُس کے شریک تھے گرفتار کر کے اور اُس کے ساتھ سب کا
 سرکاٹ کر سلطان کے پاس بھیج دیا۔

سلطان اسعدہ اللہ نے عزناط کی طرف قدم بڑھایا، لوگ مبارک باد
 دیتے ہوئے اُن سے ملے اور لوگوں کی فوجیں معافی مانگتی ہوئی آتی گئیں اللہ نے
 حق حقدار کو ہونچایا، اور کافروں کی جڑ کاٹ دی۔

روزِ شنبہ بیسویں جمادی الثانیہ ۷۳۲ھ کو زوال کے وقت سلطان اپنے
 دارالسلطنت میں داخل ہوئے، اور تخت پر واپس آکر اپنے آبا و اجداد کی مندر پر
 متمکن ہو گئے۔ اللہ ہم سب کو دنیا کے غم سے محفوظ رکھے، اور ایسے قول و عمل کا
 الہام کرے جو اُس کے نزدیک خالص ہو۔ سلطان کے بیٹے امیر ابو بکر اسعدہ اللہ،
 متعلقین اور مال و اسباب کے ساتھ، شہر قاس میں ٹھہر گئے، اور غاصب ملک مغرب
 نے جب تک کہ حق کے ساتھ مزاحمت کرنے کے صلے میں زندہ اس کو واپس نہ دیا
 جائے، اُن کو بہ جبر روک رکھا، پھر اللہ نے اُن کے والد کے تمام متعلقین کو اُن
 کے پاس پہنچا دیا اور اُن کی خوش قسمتی سے اُن کے تمام مقاصد کو پورا کر دیا، اور
 اللہ کے فضل و کرم سے ہم اُن کی معیت میں آرام و آسائش کے ساتھ بروز شنبہ
 بیسویں ماہ شعبان ۷۳۲ھ کو سلطان کی خدمت میں پہنچ گئے۔

دولتِ ثانیہ، سعیدہ، رفیعہ کی ترتیب

اللہ مسلمانوں کو اس دور کے پورے برکات اور گونا گوں فوائد سے مستفید
 فرمائے، سلطان ایدہ اللہ کا ذکر جس قدر اللہ نے موقع دیا، کیا جا چکا۔

وزراء

تدبیر مملکت میں، منصب وزارت کی ضرورت اور اہمیت کے باوجود سلطان نے اس خطرے سے کہ مہاوا اس جانب سے کوئی ناگوار واقعہ پیش آجائے، احتیاطاً اس منصب کو یکسر ملتوی کر دیا، البتہ اندلس واپس آتے ہوئے راہ میں اور زندہ کے چند دنوں کے قیام میں، یہ لقب علی بن یوسف بن کھاشہ کے واسطے تجویز کیا گیا تھا، اور سلطان نے اس کو بادل ناخواستہ منظور کر لیا تھا،

یہ شخص غاصب سلطنت کا مددگار تھا، احسان اور حسن منزلت کے معاوضے میں برائی کرنا، اور عادات مذمومہ میں حسیب کرنا، اس کے علاوہ دروغ گوئی، و طعنے کی طمع باپ کی محبت میں مشکوک ہونا، ناقابلیت، درماندگی، اور قیصر لسانی، غرض ان وجوہ سے سلطان اس شخص سے سخت ناراض رہتے تھے، لیکن چونکہ یہ شخص سلطان اور ان کے والد کے پرانے خادموں میں سے تھا، سلطان نے اپنی دلی نفرت پر تحمل کا پردہ ڈال کر۔ اس کو اپنے ساتھ رکھ لیا تھا، جب نفرت بہت بڑھ گئی اور بدگمانی پیدا ہو گئی تو سلطان نے اس کو زندہ سے، باب مرینی کے طرف روانہ کر دیا، تاکہ یہاں سے اس کا اثر زائل ہو جائے اور اس کو اس عہدے سے ہٹانے کے بعد مدتوں کے مرنے کا پتہ لگایا جائے چنانچہ اس کے چلے جانے کے بعد کام آسان ہو گیا اور آسانی کے ساتھ فتح حاصل ہو گئی۔

اس نے ذلت انگیز حرص اور ہوائے منقہ میں مبتلا ہو کر اپنی ذات کو حیثیت سے بہت زیادہ بڑا سمجھ لیا تھا، اور مال کے ذریعے سے جو اس نے ظلم سے جمع کیا تھا اور جس کی وجہ سے اس کو اور اس کے بیٹے کو سلطان کے پاس آنا و شواہ تھا اپنی ذات خاص کے لئے کوشش کرنے پر آمادہ ہوا تھا، یہاں تک کہ اس کو حسب ریل کہ سلطان کے معاملے میں پلٹا کھایا، اور تمام شہروں نے ان کی اطاعت قبول کر لی، اس جو کچھ اس کے لئے مقدر ہو چکا تھا وہ آگے آیا اور سخت سلطنت کی طمع نے اس کو نیچے گرا دیا، اور نا کامیابی کے جھنڈے کے نیچے رہ کر حرکت کرنے لگا۔

ساتھ رہنے کے اس زمانے میں اس کی مداخلت سے بادشاہ قرشتالہ کو

امن و اطمینان ہو گیا اور اس کی جاسوس متعین کرنے۔ امان حاصل کرنے بستی بنانے اور ایک مستقر بنانے کی تمام خواہشیں پوری ہو گئیں اور اس کو یہ وہم ہو گیا کہ وہ اپنے دنوں زندہ رہے گا اور اتنی طویل عمر پائے گا کہ ایک بڑے بادشاہ کے درجے پر پہنچ کر مدت دراز تک اس سے متمتع ہوگا اور اس کی مدت حکومت اور حکومت اور اندھیرے کی سرداری کو بڑی وسعت حاصل ہوگی، غرض اس شخص کی کم عقلی اور بیجا بی و بے غیزی سے بادشاہ مذکور کامیاب ہو گیا اور خود اس نے سارے مراحل طے کر کے حرمت حاصل کی اور مکر و ہات میں مبتلا ہو گیا۔

اور اس کی بجا دست اندازیوں کی وجہ سے سلطان نے اس کو وہیں بالقیہ میں اقامت کرنے کا حکم دیا، پھر اس نے شرمندہ ہو کر اپنے وطن میں اقامت کی اجازت طلب کی، سلطان نے درگزر کر کے اس کے مرض کا علاج کرنے کے لئے اس کو کھڑکی کی طرف روانہ کر دیا پھر جب اس کو اتفاق ہو گیا تو اس کو اس کی حد پر روک دیا، اور اپنا کوئی کام اس کے سپرد نہیں کیا۔ تب اس نے اپنے حلقوں میں ان کے خلاف فتنہ انگیزی شروع کر دی اور بادشاہ قشتالہ کے پاس جا کر شکوہ و شکایت کرنے لگا، اور قطعے میں بادلیہ کی سکونت پر سخت طول تھا۔

اب سلطان کو اس کے معاملے میں شبہ پیدا ہوا، اس کی حالت قابل توجہ معلوم ہوئی، اور انھوں نے اس کو اور اس کے بیٹے کو گرفتار کر لیا، اور افراد غضب کے باعث دونوں کو مختلف قسم کی سزائیں دیں اور اوایل ماہ رمضان ۱۲۳۳ھ میں دونوں یونان کی طرف جلا وطن کر دئے گئے۔ پھر جب وہ حج سے واپس آیا اور اس نے دیکھا کہ بجایہ مغرب کی بادشاہی حکومت اچھی طرح جم چکی ہے اور وہاں اس کی پیش نہیں چل سکتی تو یہ نصرانیوں کے جو ارمیں چلا گیا جہاں اس کے سلف جا چکے تھے اور حج کی راہ کے عباہ کو صلیبوں پر جھاڑتا ہوا اور حجر اسود کو بوسہ دینے کے بعد کافروں کے ہاتھوں کو بوسہ دیتا ہوا، دریا عبور کر کے برشلونہ پہنچ گیا، پھر برشلونہ کا سفیر ہو کر سلیمان سے غنا و پھل لانے کی غرض سے، باب مغرب سے علیحدہ ہوا لیکن اپنے قصد میں کامیاب نہیں ہوا اور جب اس تدبیر میں بھی ناکام رہا تو بیٹھ گیا اور صاحب قشتالہ سے مل کر اس کو مسلمانوں کے خلاف جنگ کی ترغیب دینے لگا لیکن گرفتار ہو گیا اور فاس میں

مجرمین کے ساتھ قید کر دیا گیا چنانچہ اس وقت اسی حال میں ہے۔ اور ہم اللہ کے سامنے اقرار کرتے ہیں کہ ہم نے اُس کا حال بیان کرنے میں بے انصافی نہیں کی ہے

ومن یصلی اللہ فمالہ من ہاد اور جس کو اللہ گمراہ کرے اس کو کوئی ہدایت نہیں کر سکتا ہم جب سلطان کی خدمت میں پہنچے اور اقبال و عزت کی حالت میں اُن سے مل کر اور اُن کو اپنے تخت سلطنت پر دیکھ کر ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں، اس وقت بعد اوائے ماوجب ہم نے اپنے ولی خیالات اُن پر ظاہر کئے اور اپنا مافی الضمیر عرض کر کے، یہ درخواست کی کہ ہم نے اللہ سے نذرمانی اور اوائے حج شریف کی نیت کی ہے، ہماری درخواست پر سلطان نے نہایت اصرار کے ساتھ ہم پر یہ ثابت کیا اور بتلایا کہ اس وقت اُن کی وزارت سب سے بڑی نیکی ہے اور اپنے درستِ خاص سے ایک عہد نامہ لکھ کر ہم کو اُس کی توثیق پر مجبور کیا، اور اعیان سلطنت میں سے جو لوگ موجود تھے اُن سب کو اُس پر شاہد بنایا، اس معاہدے کی میعاد دو سال تھی اور اس سے زیادہ کے لئے شیب علیہ السلام کی اقتدا کی گئی تھی۔

پھر اس کے بعد اپنی تمام تجویزیں مجھ پر ظاہر کیں اور اپنے فیصلے کو میری رائے کے تحت کر دیا اور اپنے علم سے میری غلطیوں پر پردہ ڈالتے، میری روک ٹوک سے اپنے خواہشات ترک کرتے میری نصیحت قبول کرتے رہے، اور میرے علیحدگی کے قصد کو دوری دفعہ بھی نامنتظر کیا، اور میرا مشورہ قبول کرنے کا اقرار کیا، تب ہم نے اللہ سے مدد مانگ کر لوجہ اللہ اس کو قبول کر لیا، سلطان نے میرے مقابلہ میں اپنے لئے حق کے واسطے جہاد کرنا اختیار کیا اور اپنی دنیا میرے حوالے کر دی، اور جن جن چیزوں کے وہ مالک تھے، اُن سب پر مجھ کو حاکم بنا دیا، اور اس وقت تک اپنے امر پر مجھ کو غالب رکھا ہے واللہ غالب علی امرہ۔

آج کی تاریخ تک اس دربار میں میرے قیام کا ایک ایسا زمانہ پورا ہوتا ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے میرے ہاتھ سے خیر و برکت کو جاری کرایا، نیک چلنی کو رواج دیا، ہوسنا کی کو دفع کیا، بکو اس کو ترک، اور متانت کو شعار بنایا، دین کی خیر خواہی قلعوں کا استحکام، خراج کی حفاظت، وظیفہ پانے والوں کے ساتھ انصاف، دشمن کا مقابلہ، کانوں کو حق کی آواز سے بھر دینا، آنکھوں کو خواب غفلت سے جگانا، اور

مردانگی کا جوش پیدا کرنا، وغیرہ امور جو سب کو معلوم ہیں انجام پائے۔
اللہ کا شکر ہے کہ اُس نے باطل کو گرا دیا، اللہ کا نام بلند کرنے، اتفاق
و اتحاد پیدا کرنے، غربت کی راہ میں جائد او کو چھوڑ دینے، آرائش کو ترک کرنے
بہترین اموال تقسیم کرنے، عقیمیت سے بچ کر اللہ کے نام سے عزت حاصل کرنے
رات عبادت میں بسر کرنے، مطالعے کی نشرت گاہ کو بستر خواب بنانے اور مصلحت
اسلام کے واسطے کام کرنے کی توفیق دی۔

اس ہمبرانی کا ثمرہ، اور اس سہمی کا نتیجہ یہ ہوا کہ حکومت کے مناقب کی شہرت
آسمان کے کنارے تک پہنچ گئی، اور اس کے آثار باقی اور اخبار گرامی اس وقت
تک قائم اور نقل ہوتے رہیں گے، جب تک زمین کے اوپر آسمان قائم ہے، اور یہ
شہرت اس حد کو پہنچے گی کہ اگر کوئی حاسد اُس سے انکار کرے، تو پھیلتی ہوئی روشنی
اُس کو شرمندہ اور برسستی ہوئی بارش اس کا ابطال کرے گی، اور بڑھتا ہوا سیلاب
اُس کو ساکت کر دے گا۔

ساطان کے ذاتی خصوصیات یہ ہیں کہ وہ ایک حلیل القدر شخص اور شریفانہ
القاب کے مستحق ہیں، اُن کا لباس خوشنما اور قیمتی ہوتا ہے، اُن کے دروازے پر
اختلافات رفع ہو جاتے ہیں، وہ مجالس و عطا رہنما کرہ کو بہت پسند کرتے، اور
اُن پر فخر کرتے ہیں، اور خاصانِ خدا کے سامنے حقارت دنیا سے متاثر ہو کر زار و
قطار روتے ہیں، متعدد اوقات پر ایک مقررہ مقدار خیرات کرتے ہیں، اور ہر
قمری مہینے میں اللہ اور مظالم کے لئے بذات خود سولہ دن اجلاس کرتے ہیں، ان دنوں
میں یتیم بچے اور بیوہ عورتیں اُن کے پاس پہنچتے ہیں اور وہ کمزوروں کو جوش
لرتے اور کمزوروں کا انتظار کرتے ہیں، جاہلانہ بدتمیزی کو برداشت کرتے،
ستم رسیدہ کے شکبے سے متاثر ہوتے اور سردارانِ فوج و پولیس کو تشدد کرنے
پر سزا دیتے ہیں۔ اور قیدیوں کے ساتھ بھی بہترین سلوک کرتے ہیں، اُن کے
حکم کے عجیب و غریب واقعات ہیں، اور ترک لذات میں وہ اتنا کو پہنچتے ہیں
بدلہ لینے کی خصلت سے نہایت نفرت رکھتے ہیں، گھوڑے پالنے مختلف اقسام کے
ہتیار فراہم کرنے، اور جہاد کو بذات خود انجام دینے کے بڑے مشتاق ہیں

بیع و شرا میں وقار قائم رکھتے ہیں، انہوں نے ایمانداری کی خصلت کو آزاد، اور مکر و فریب کے بازار کو سر و کر دیا ہے، پچھلی سننے سے کان بند رکھتے ہیں۔ اور یہ حالت عنفوان شباب میں ہے، حالانکہ اثنائے زندگی میں تعدد و نسواں، اور حالت امن و صلح میں بڑی بڑی لذتوں کے درپے رہنا، اور عشق بازی و ہوسناری میں محو ہو جانا بادشاہوں کا نمایاں وصف رہتا ہے۔

قسم اللہ کی جس کے نام پر حقوق ادا کئے جاتے، غیوب پر پردے ڈالے جاتے، اور عہد مستحکم کئے جاتے ہیں اور جس کے ذکر سے قلوب میں اطمینان حاصل ہوتا ہے کہ ہم نے کبھی ان کی خوشامد نہیں کی، اور نہ نرمی و آسبستی میں ان کے افراط کو پسند کیا، اور نہ ان کے مخالف خصائل میں، اور ہم ان کی کھسکت قبول کر لینے اور مشورہ مان لینے اور رشد کے بڑھتے جانے کے ساتھ اخلاص کے بڑھتے جانے پر تعجب ہوتا تھا۔ اور ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ اس خصلت میں برکت دے اور مسلمانوں کو ایسی پاکیزہ ذات سے متمتع و مسرور کرتا رہے اور ان نتائج کا بیان اور ان محفل فضائل کی تفصیل اللہ سبحانہ کی بدد سے آئندہ کی جائے گی۔

اس وقت تک اس عہد و اٹھ کے مطابق کام چل رہا ہے جو سلطان کے ساتھ کیا تھا، یعنی میری طرف سے حتی الوسع ان کی اعانت کے فریض کا ادا کیا جانا اور ان کی آسانی کے لئے امور سلطنت کی ذمہ داری کو اٹھایا لینا، اور بقیہ امور میں انکی اطاعت کرنا، تاکہ ان کی تلوار جہاد کے لئے تیز رہے ان کا آئینہ اخلاص زنگ آلود نہ ہو، ان کے عدل و انصاف میں کمی نہ واقع ہو، ان کی عظمت شان کا جو علم مجھ کو ہے اس کی نگہداشت ہوتی رہے، اور ان کے دار السلطنت میں ان کی نیابت کی خدمت انجام پذیر ہوتی رہے اور ان کے ذخیرہ و مال کی حفاظت اور ان کے حرم اور اولاد کی علانیہ اور مخفی نگرانی ہوتی رہے، اور سینہ ہمیشہ ان کی فضیلت کے یقین اور انکی محبت سے معمور رہے اللہ میری نیت کو اپنی ذات کے واسطے خالص اور اپنے لئے مخصوص کر لے، میری قدر و منزلت اپنے یہاں زیادہ کرے میرے اعمال کو اپنے نزدیک شرف قبول بخشے اور میری موجودہ تک و دو اور کوششوں کی مکافات یہ کرے کہ اپنے فضل و کرم سے میری تمنائے حج بیت اللہ اور زیارت رسول اللہ کو پورے

اس لئے کہ موت کی تیز رفتاری میں کہیں قیام نہیں ہے اور بڑھاپے کے بعد کوئی غم نہیں ہے وحسبنا اللہ ونعم الوکیل۔

اولاد

اس وقت تک سلطان کے چار اولادیں ہو چکی ہیں جن میں تین بیٹے ہیں یوسف بڑے بیٹے اور ہم سمجھتے ہیں کہ ان کے بعد سعد پھر نصر، اللہ نے ان سب کو کمال کے سائے میں ڈھالا ہے، اگر تم ان کو دیکھو تو بکھرے ہوئے موتی سمجھو اللہ ان سب کو اعلیٰ درجے کی سعادت سے بہرہ مند کرے، ان کے مساعی کو آخرت کی نعمتوں کی طرف متوجہ کر دے اور اپنے فضل و رحمت سے ہدایت کی راہ پر چلائے۔

قضاة

سلطان نے واپس آکر پہلے قاضی ابو جعفر محمد بن محمد بن احمد ابن حبزی کو جو ایک عالی خاندانی فقیہ اور نیک شخص تھے، قاضی مقرر کیا۔ جس وقت سلطان مالقہ پہنچے تھے، یہ منقلب کی طرف سے وہاں کے قاضی تھے، اور انہوں نے اپنے شہر کے پناہ گزینوں کو مدد پہنچانے اور لوگوں کو ان کے ساتھ حسن خلق کی ترغیب دینے میں بڑی محنت و جانتفشانی کے ساتھ کام کیا تھا، اور اس طرح سلطان کی خدمت میں ان کے رسوخ کی تجدید ہو گئی، اور اسی توجہ و التفات کی شکر گزاری کے خیال سے سلطان نے ان کو قاضی مقرر کیا اور انہوں نے خوش سلوپی اور ایمانداری سے کام انجام دیا۔

پھر قاضی ابوالحسن علی بن عبد اللہ بن الحسن کو جو ایک عالی خاندان فقیہ ہیں مقرر کیا، یہ مالقہ کے عین الاخیان ہیں اور وہاں خصوصیت کے ساتھ سب سے زیادہ ان کی عزت کیجاتی ہے، اصالت میں اور سب کو چھوڑ کر سلطان کا ساتھ دینے اور طلب ملک میں ان کے ہمراہ رہنے اور ان کے واسطے مصائب برداشت کرنے میں خاص اہمیت رکھتے ہیں اور اس سلطنت کے فیض سے متمتع ہونے کا سب سے زیادہ استحقاق رکھتے ہیں۔ یہ نہایت عمدگی و راستبازی اور اعتدال

کے ساتھ کام کرتے ہیں بلکہ انھوں نے سارا بار خود اٹھا لیا ہے، نہایت فصاحت و خوبی سے خطبہ دیتے ہیں، مشائخ کی عزت کرتے اور ان کو راضی رکھتے ہیں صفائی و پاکیزگی ان کا شعار ہے بے انتہا غور و فکر اور آہستگی سے کام کرتے ہیں، اور اس وجہ سے ان کی اصابت رائے پر سب لوگ متفق ہیں، اوقاف پر ہمیشہ نظر رکھتے ہیں اور ان کی نگرانی میں کبھی نہیں چوکتے، اللہ ان کا معین رہے۔

کتاب

سلطان نے کتابت کی خدمت پر فقیہ ابو عبد اللہ بن زمرک کو مامور کیا جو نہایت لائق اور بہت سے فنون کے ماہر ہیں، اور عیش و آرام چھوڑ کر طلب ملک میں سلطان کے ساتھ رہے تھے۔ آئندہ ان سب کا بیان کیا جائے گا۔

شیخ غزاة

شیخ ابو زکریا یحییٰ بن عمر بن عبد اللہ بن عبد الحق دولت اولیٰ میں شیخ الغزاة تھے، سلطان ان سے ناخوش تھے لیکن انھوں نے اس پیش قدمی میں بدو اور واپسی سلطنت میں سہی کی تھی، اس لئے سلطان نے رنجش کو رفع کر کے ان کو شیخ الغزاة اور ان کے بیٹے عثمان کو خاصے کی خدمت پر مقرر کر دیا، اور تیرھویں ماہ رمضان ۶۶۵ھ تک یہی حالت رہی، لیکن بتاریخ مذکور یہ سب لوگ گرفتار کرنے کے بباط ریاست کا یہ خانہ ایک مدت تک خالی رہا اور سلطان جس طرح پہلے وزارت کا کام بذات خود کرتے تھے اس عہدے کا کام بھی خود ہی انجام دیتے رہے۔

پھر اس عہدے پر شیخ ابوالحسن علی بن بدر الدین بن توسلی بن رحو بن عبد اللہ بن عبد الحق کو مقرر کیا، جن سے اس عہدے کا وعدہ کیا جا چکا تھا، یہ ایک قدیم الخدمت شخص تھے اور جس وقت سلطان حادثے کے جہاں سے کوچ کر رہے تھے اس وقت انھوں نے اپنے ابتداء سے سلطان کا ساتھ دیا تھا، صائب اور معتدل رائے رکھنے والے صائب فضل و دیانت اور خصوصیت کے ساتھ نیک طینت شخص تھے۔ آخر محرم ۶۶۹ھ غزوہ جیان سے واپس آئے تک یہ اس

عہد سے پر رہے اور بسترِ مرض پر ان کا انتقال ہو گیا۔
 پھر یہ منصب عبدالرحمن ابن عبدالملک ابو سعید عثمان ابن امیر المسلمین ابو یوسف
 یعقوب ابن عبدالحق کو دیا گیا، جو ایک امانت دار، تیز و چالاک، بہادر، نامور، ہمت
 و حرأت میں مشہور زمانہ، بڑے عالی خاندان شاہی سسل کے فرد ہیں، اور سلطان
 کو اپنے وطن میں غلبہ حاصل ہونے کے بعد یہ مغرب سے سلطان کے پاس آگئے ہیں
 اور بیعت کر کے سبھا سے اور صفائات سلجما سے کے علاقے میں جو ان کے دادا کا وطن
 اور ان کے اسلاف کا ترکہ تھا مقیم ہو گئے ہیں۔

سلطان نے نہایت کشادہ دلی کے ساتھ ان کو قبول کیا اور اپنے قریب
 ایسی جگہ دی جو ان کے سے مرتبہ و اولوں کے شایان شان ہے، اور ان کو نہایت
 بہتر حالت میں رکھا، پھر ان سے اس کام میں مدد لی، اور انھوں نے بھی اس
 اعزاز و اکرام کو کئی بجا قرب ثابت کیا، ان کی ذات سے اس عہد سے کی عزت برہنگی
 اور اس وقت تک وہی اس عہد پر قائم ہیں، اللہ ان کے اسباب توفیق کا دلی
 ہمنام ہے۔

ظرافت و کن توقع

ابو بابا کی مثالیں اس قدر برسی ہوئی اور اس کثرت کے ساتھ ہیں جن کا
 شمار نہیں کیا جاسکتا، اور تکرار سے کثیر کا حال معلوم ہو جاتا ہے، ایک دن سلطان گزرے
 اور جہاں سے ساتھ ان کا لڑکا تھا، اور ہم و کالت اس کی طرف سے عذر کر رہے
 تھے، سلطان نے فرمایا: حسبنا اللہ و انصر الوکیل ظاہر ہے کہ یہ کسی اعلیٰ درجے
 کی اور نادر توقع ہے، سلطان کی مجلسیں روزانہ اس قسم کی توقعات سے بھری رہتی ہیں۔

بادشاہانِ معاصر

مغرب میں سلطان حلیل ابوسلمہ بن سلطان ابوالحسن، بن ابوسعید عثمان بن
 ابو یوسف، یعقوب بن عبدالحق، ملک کے ناکم ہو گئے جیسا کہ ان کے نام کے تحت
 بیان کیا جا چکا ہے، اور تمام امور ان کے قبضے میں آگئے اور لوگوں نے انکی اطاعت کا

مستحکم عہد و پیمانہ کر لیا، لیکن جو امیدیں ان سے وابستہ تھیں پوری نہیں ہوئیں اور ملک پر ان کے ملازمین مستولی ہو گئے، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ نے جس قدر ان کی طرف تیلان خاطر اور ان سے ملنے کا اشتیاق پیدا کر دیا تھا اور لوگ ان کے باب کے ملک پر ان کو حاکم دیکھنا پسند کرتے تھے اسی درجہ ان کے مخالف ہو گئے اور ان کی حکومت کو ناپسند کرنے اور ان کی لغزشوں پر نظر کرنے اور شوق سے ان کی شکایت سننے لگے اور ان کی تباہی کے آرزو مند ہو گئے اور اللہ نے ان کی حکومت کو ربا د کرنے اور ان کی حالت میں انقلاب پیدا کرنے کے لئے، خائن غدار، بد نفس، قدار ناقد ملک اور صاعقہ وطن، عمر بن عبداللہ بن علی زبیر کو آمادہ کیا اور جب سلطان موصوف نے شہر میں جو ان کا دار السلطنت اور ذخیرہ و مال کے لئے ایک محفوظ مقام تھا گئے اس وقت اس نے بغاوت کر دی اور شہر کا دروازہ ان کے واسطے بند کر کے ان کی معزولی کا اعلان کر دیا اور ایک ایسے شخص کے لئے جو ہر وقت تباہی کی محوس صدا لگاتا رہتا تھا شاہی خزانے کا دروازہ کھول دیا یعنی ان کے بھائی ابو عمر کے نام سے جو ایک مجنون شخص تھا اور جس کے افاقے کی کوئی امید نہیں تھی دعوت قائم کی۔ یہ حالت اکیس ماہ ذی قعد ۶۶۲ء کو چاشت کے وقت پیش آئی اور فوج اور روسا سب سلطان ابوسالم سے علیحدہ ہو گئے اور زمانے نے ان کا ساتھ چھوڑ دیا، تمام دن وہ اس حالت کو برداشت کرتے رہے اور جب رات کی تاریکی چھا گئی تو جان بجا کر بھانے اور دزیروں اور خاصے کے لوگوں نے بھی نہیں چھوڑ دیا پھر ان کا تعاقب کیا گیا اور جس گھر میں انہوں نے پناہ لی تھی تعاقب کرنے والے وہاں پہنچے اور شہر کے باہر ہل میں لاکر ان کا سر کاٹا اسکو غدار کے سامنے لاکر پیش کر دیا۔

سلطان مہر جم ان سے رخصت ہو کر ان کی مدد سے اندلس جا رہے تھے، اور سلطان آٹھ مہینے ایک دن ان کے فیاضانہ استقبال و مہمان نوازی اور وطن کی طرف واپس کرنے اور سارے اخراجات لازمی کا پورا بار اٹھالینے کے ممنون احسان رہے۔

چوبیسویں صفر ۶۶۳ء تک یہ دعوت جاری رہی، پھر اس غدار و تیر نے امیر خزانہ زیان ابن امیر ابو زید عبدالرحمن بن سلطان المعظم ابو الحسن کو، جو اس کے اغراض کے لئے ایک مناسب شخص تھا پسند کیا، اور صاحب قشتالہ کے یہاں سے جہاں وہ اپنے چچا سلطان ابوسالم کے وقت میں چلے گئے تھے، ایک جیلے سے ان کو بلایا یہ اپنی غرض میں کامیاب ہوا، اور

سب کام ان کے نام سے انجام دینے لگا، اور ان کے مجنون بھائی کو ان کی جگہ پر واپس کر دیا۔ امیر مذکور کا سارا زمانہ اس حال میں گذرا کہ وہ بالکل مغلوب رہا اور شراب خواری میں اس درجہ منہمک ہوا کہ اس کی حالت بدتر ہو گئی اور وزیر اس سے سخت بنزار ہو گیا اور فوراً اس کو حیلے سے قتل کر ڈالا، وزیر نے امیر مذکور کے خادموں کو اشارہ کر دیا کہ اس کا گلا گھونٹ کر شراب کے برتنوں کے ساتھ اس کو محل کی کسی نالی میں ڈال دیں جس سے اس کے نشے میں ہلاک ہوئے اور بدحواسی میں گر پڑنے کا خیال پیدا ہوا اور اس کو نکالنے کے وقت گواہان عادل کے ساتھ خود کھڑا ہوا اور لوگوں کو اس کے عیوب کی طرف متوجہ کرتا رہا۔

اسی دن سلطان ابو فارس عبد العزیز کی جواب اپنے والد سلطان ابو الحسن کے تہنہ وارث رہ گئے تھے بیعت کر کے چاروں طرف ان کی دعوت کی اطلاع بھیج دی سلطان ابو فارس ایک نہایت ذکی اور تیز فہم نوجوان تھے اور احتیاط میں مشہور تھے انھوں نے ابتدا ہی میں اس وزیر کو جوان کے تخت سلطنت کے لئے خطرہ تھا اور احتمال تھا کہ آئندہ ان کے ساتھ بھی بدسلوکی کرے گا حیلے سے قتل کر دیا، اور اس کا سارا مال و اسباب ضبط کر لیا، اللہ حکومت کے اوپر ان کے اس احسان کی مکافات کرے۔ اشعار ذیل میں اس واقعے کا بیان ہے :-

وہ اپنے نظام میں حجاج کی مثل تھا۔
بے گناہ اس سے ہمیشہ خطرے میں رہتے اور ڈرتے تھے
عبد العزیز نے بیعت کر کے اسکو سویرا پکڑ لیا
اور قبل اس کے کہ وہ ان کورات کو پکڑے
انھوں نے جلدی کر کے اس کا کام تمام کر دیا

لقد کان كالحجاج في فتكادته
تحاذره البرادوماً وتحشاه
تعدى به عبد العزيز مبادراً
وعاجله من قبل ان يتعشاه

اس کے بعد حق ان کا ولی اور لا الہ الا ہوا ان کا مشیر ہوا، اور وہ آج تک مغرب کے سلطان ہیں، اور اس وقت اپنے بھائی سلطان ابو سالم کے بیٹے کے ساتھ جن کے لئے مراکش اور مضافات مراکش میں بیعت منعقد ہو گئی ہے، جنگ میں مصروف ہیں۔ اللہ ان کے ذریعہ سے مسلمانوں کے مختلف گروہوں میں اتفاق پیدا کرے اور فتنے کے ضرر سے بلاد و عباد کو محفوظ رکھے۔

تلمسان میں سلطان ابو حمون امیر ابو یعقوب یوسف ابن عبدالرحمن ابن

یحییٰ ابن یغمر ابن بن زیان، جس طرح دولت اولے کے وقت تھے آج بھی شریفانہ
خصلتوں اور دانشمندی کے ساتھ اپنی حکومت پر حاوی اور جو کچھ ان کے قبضے میں
ہے اس کا کام بخوبی چلا رہے ہیں۔

تونس میں امیر ابوسالم ابراہیم بن امیر یحییٰ بن امیر ابوبکر بن ابو حفص ہیں
جس طرح پرکے پہلے ذکر ہو چکا ہے۔

ملوک نصاریٰ

قتالہ کا بادشاہ اس دور میں بھی وہی بطرہ ابن سلطان المنتشہ ابن ہراندہ ابن
شانجہ ابن المنتشہ ابن ہراندہ تھا جس کا ذکر دولت اولے میں ہو چکا ہے، بادشاہ مذکور
نے سلطان کی مدد کی تھی اور خواہشمند تھا کہ ان کو اپنے جہاز پر مغرب پہنچا دے اور جس
دشمن نے ان کے ملک پر قبضہ کر لیا تھا اس کا اور اس کے غدار رفقاء اور بد معاش
متبعین کا سرکاٹ کر سلطان کے پاس بھیجا تھا اس لئے اس کے اور سلطان کے درمیان
کامل صلح رہی اور نہایت مستحکم اور پائیدار امن قائم رہا۔ اور وسط شعبان ۶۶۷ تک
اس کا زمانہ ایک حالت سے گزارا۔

بادشاہ مذکور نے وسط شعبان ۶۶۷ء میں حاکم بر جلوزہ کے ساتھ اس وجہ سے
جنگ کی کہ حاکم مذکور نے شاہ مہموت کے بھائی لذریق کو جس کا لقب قنل ہے اپنے
علاقے میں سے ہو کر گزرنے کی اجازت دی تھی اور اس کی مدد کی تھی اور حاکم مذکور
کے بڑے بڑے شہروں اور مضبوط قلعوں پر قبضہ کر لیا اور لڑتے لڑتے دونوں فریق
کا حال تباہ ہو گیا، ہر وقت کی نقل و حرکت سے اہل فوج کے قوی اُست اور بیگار
ہو گئے اور فوجی بھرتی سے ملک کی آبادی خراب ہو گئی اور اہل ملک کے دل اس کی
طرف سے منحرف ہو کر اس کے بھائی کی طرف مائل ہو گئے تمام شہروں میں اس کے بھائی
کی حکومت کی تحریک جاری ہو گئی اور لوگ اس کے بھائی کے طرف دار بن گئے۔

بادشاہ مذکور نے اپنی دارالسلطنت اشبیلیہ پر قبضہ رکھنا چاہا، لیکن ۶۶۷ء میں
اشبیلیہ کے لوگ بھی برہم ہو گئے اور اس کے اوپر ہتھیار اٹھائی چکے تھے کہ وہ خوف زدہ
ہو کر وہاں سے نکل بھاگا، اور اپنے خاص لوگوں کی مدد سے ذخیرے میں سے جو کچھ

لے جاسکا ساتھ نیتا گیا، اپنے اہل و عیال کو بھی اشمیلیہ سے باہر بھیج دیا، غصہ و غم کے ساتھ اپنے محلوں کا ٹوٹا جانا منزلوں کا برباد ہونا اور خزانوں پر لوگوں کی دست درازی دیکھتا رہا اور اہل شہر نے اس کو اس قدر سخت و سست اور برا بھلا کہا جس سے زیادہ ممکن نہیں۔

بادشاہ مذکور نے اس کے بعد شاہ پرنگال کے پاس پناہ لینی چاہی لیکن پرنگال کے خواہم کی رائے اس کے والدین کے افعال کی وجہ سے اس کے خلاف تھی اس لئے شاہ پرنگال نے اس کو پناہ دینا منظور نہیں کیا، تب اس نے ملک غیلیسیہ کا قصد کیا اور اس کا بھائی لذریق اشمیلیہ میں داخل ہو کر ملک پرستولی ہو گیا، تمام شہروں نے لذریق کی اطاعت قبول کر لی اور مسلمانوں نے اس انقلاب کے ابتدا میں مسبقت کر کے اس کے بہت سے قلعوں پر قبضہ کر لیا۔

جب لذریق کی حکومت قائم ہو گئی تو وہ شاہ معزول کا یوری طح استیصال کرنے کے لئے روانہ ہوا اور شاہ معزول غیلیہ سے نکل کر دریائی سفر اختیار کیا اور قشتالہ کے رستوں سے دور جا کر ٹھہرا، اور خط قشتالہ سے غلیہ ہٹ کر شاہ اینگترہ کے بیٹے کے پاس جو برقیں کے لقب سے مشہور ہے اور جس کے ملک کی سرحد اور قشتالہ کے درمیان آٹھ دن کی مسافت ہے پناہ گزیں ہوا۔

شاہ اینگترہ کے بیٹے نے معزول شاہ قشتالہ کو جوں ہی وہ اس سرزمین پر اس سے ملا اپنی حمایت میں لے لیا اور اس کے اور اپنے باپ کے درمیان سفیر بنا باپ (شاہ اینگترہ) کو شاہ معزول کے ساتھ اس قدر ہمدردی ہو گئی کہ اس نے بیٹے کی اجازت طلب کرنے اور شاہ معزول کی اجازت کرنے میں اپنی مرضی دریافت کرنے کو بھی پابند کیا۔

وفاداری اور ہمدردی کے ساتھ حمایت کرنے اور جوش حمیت میں جان تک کی پروا نہیں کرنے میں اس قوم کی حالت بھی قدیم عربوں کی عادت کی طرح عجیب و غریب ہے اور جناب کے وقت ان کے حالات اور زیادہ تعجب انگیز ہو جاتے ہیں، میسر و مامور سب کے سب پیادہ یا ہوکے لڑتے اور فتح یا موت پسند کرتے ہیں اور لڑتے وقت پر جوش گیت

گاتے جاتے ہیں، ان کے تیر اور کمان عربی مناجت سے ہوتے ہیں اور یہ سب کے سب زرہ پوش رہتے ہیں لگام کا استعمال نہیں کرتے اور ان کے ہاں ایک بالشت کے برابر پیچھے ہٹنا بھی گناہ عظیم اور ننگ و عار سمجھا جاتا ہے، حملہ کرتے وقت ان کے تیر انداز سواروں سے آگے رہتے ہیں یہ لوگ عجیب طرح پر جو اہر سے آراستہ ہوتے ہیں اور پانڈری کے انتہائی نہایت کثرت سے استعمال کرتے ہیں۔

سترہ دن کے بعد معزول شاہ قشتالہ رئیس انیکترہ اور اس کے بہت سے امرا کے ہمراہ واپس آیا، اور ان لوگوں نے شاہ نڈکور کی اولاد اور ڈنیر سے کوڑیوں بھر کر اس کو زر کثیر قرض دیا، رئیس انیکترہ نے یہ ذات خاص دو لاکھ دینار طلائی دے دی اور اس کے علاوہ دوسرے لوگوں نے بھی خاص تحائف اپنی اپنی طرف سے دئے، اور وہ اس قابل ہو گیا کہ اپنی ذات اور فوج پر ہر تیسرے روز فی سوار ایک دینار طلائی تحسین کرنے لگا۔

بیشکوڑ میں تیس ہزار سے زیادہ فوج جمع ہوئی اور چونکہ اس فوج کو راستہ کے وقت احد و نیہ کی آبادی سے جس نے شاہ معزول کے بھائی کی اطاعت کر لی تھی گزناط مشکل ہوا اس لئے اس قوم نے حاکم بنارہ سے راستہ دینے کی شرط پر صلح کر لی اور مملکت (خمیر و خرگاہ و سامان رسد وغیرہ) حدود قشتالہ و بنارہ کے درمیان بنارہ کی آبادی کے اندر رکھے گئے۔

قشتالہ کا نیا بادشاہ بھی ایک ایسی فوج کے ساتھ جو اس قسم کے شخص کے واسطے کبھی جمع نہیں ہوئی تھی شاہ معزول کے مقابلے میں آیا اور اپنی شہادت و عزت کے گھمنڈ میں ایک خندق کو عبور کر گیا جس کے آگے ایک دشوار گزار زمین تھی اور تلے کے وقت اس زمین سے باہر نہیں نکل سکا۔

روز شنبہ ششم اپریل عجمی مطابق شعبان ۱۰۰۰ھ کو فریقین کے درمیان معرکہ آرائی ہوئی فریقیوں کی فوج نڈکور پور سے ملک سے آگے چلی گئی صفوں میں مرتب ہو کر آئی تھی ان میں ایک شخص بھی سوار نہیں تھا سب کے سب پیادہ تھے اور امیر و ہاموئیں کوئی اتیان نہیں تھا سب کے ہاتھوں میں کلائی کے برابر موٹی لاشمیاں تھیں یہ لوگ لاشمیاں کی نوک کو پیچھے کی طرف نہیں پر سکتے تھے ان کی طرف ان کو سیدھا دھارتے

تھے اور دشمن کے چہرے اور اس کے گھوڑے کے سینے کا انھیں لاکھڑوں سے استقبال کرتے تھے، اور میدان جنگ میں انھیں کوسٹون اور تکیہ گاہ بنا لیتے تھے اور اس لئے ان کو محلات (سامان سفر وغیرہ) کی احتیاج نہیں تھی، ان کے آگے تیراندازوں اور زرہ پوش تبر برداروں کی بڑی جماعت تھی جس کا شمار اشد ہی کو معلوم ہے، ان کا بادشاہ فتح کی دعا مانگتا ہوا کئی میل ان کے ساتھ گیا لیکن دو میل چلنے کے بعد تھک گیا اور یہ لوگ اس کو چرپر سوار کر کے اپنے ساتھ میدان جنگ میں لے گئے۔

اور خریفہ کے مقدمے پر بادشاہ کے ساتھ برنوس کا بھائی الیک اور برسی تھے اور عقب میں والفند تھا جو قندار میاں کے لقب سے مشہور تھا، اور ان کے پیچھے بہت سے امرا تھے اور سب کے پیچھے گھوڑے تھے جن کی باگیں سائیس، ملام، اور دیگر خدام ہاتھوں میں لئے ہوئے تھے، گھوڑوں کے پیچھے بار برداری کے جانور اور مویشی تھے اور ان مختلف قطععات کے درمیان جھنڈے اور آلات اور اسباب و سامان اور باجے وغیرہ تھے جن کا ذکر طویل ہے۔

قندار کے مقدمے پر موجودہ شاہ قشتالہ کا ایک بھائی شانبہ تھا، اس کے ساتھ قشتالہ کے اس قدر لوگ تھے جن سے ہمارا میدان اور ساڑ بھر گیا تھا، ان کے پیچھے تقریباً پندرہ سو سواروں کا رہالہ تھا جو نہایت فرہ اندام غلیسی گھوڑوں پر سوار تھے، اور سر سے پاؤں تک زرہ سے ڈکے ہوئے تھے، قلب میں عام بیسوں اور سواروں اور دق کے ساتھ جو آج کل فوج کے سپاہیوں سے زیادہ ہیں اس کا بھائی بطرہ تھا، اور ان سب کے پیچھے خود شاہ لذیق مختلف اقوام کے مخلوط لوگوں کے ساتھ تھا۔

فریقین ایک دوسرے پر حملہ آور ہوئے اور پہلے فرنگی تیرانداز اپنی زرہوں کے خیر سے پرانے بڑھے اور فریق مخالف کے تیرانداز اور پیادے جو ان کے مقابلے میں آئے مہ خوب ہو کر پیچھے ہٹ گئے تب قشتالہ کے زرہ پوش سواروں نے ایسا حملہ کیا کہ میدان جنگ میں زرا نہ بڑ گیا اور جنگ کی آگ اس مقام تک پہنچ گئی جہاں برسی ایک جماعت کے ساتھ بیٹھا ہوا اپنی فوج کو لڑا رہا تھا، برسی نے فوج والوں کو اس طرح ڈانٹا کہ ان لوگوں نے اس کی آواز سن لی، پھر گھوڑی سی خاک اٹھا کر

لی اور اُس نے اور جو لوگ اس کے ساتھ تھے سب نے تین تین لاکھیاں توڑ ڈالیں، غصے کے وقت لاکھیاں توڑنا اس قوم کی عام عادت ہے اور اُس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اب ایسی پیشقدمی کریں گے کہ پھر پیچھے نہ ٹھلے، برسی نے اپنے بھائی کے پاس جو مقدمی پر تھا لہلا بھیجا کہ جس وقت تم اپنے نفس میں ضعف محسوس کرو اس وقت یہ خیال کرو کہ تم بادشاہ اینگلتہ کے بیٹے ہو، پھر سب نے مل کر ایسا متحدہ حملہ کیا جلی تقاوت دشمن کے زہرہ پوش سوار نہ کر سکے، حملہ آوروں کے نیزے اُن کے سینوں میں پیوست ہو گئے اور وہ شکست کھا کر بھاگ گئے۔

قمر نے جب یہ دیکھا کہ اس کے بھائی کو شکست ہو گئی تو وہ قوم ارغون کو ساتھ لے کر جو اس کے ہمراہ تھی بہ ذاتِ خود آگے بڑھا اور اہل قشتالہ کو پکار کر کہنے لگا "تو عار سے بچو، دیکھو، ہم یہاں موجود ہیں" لیکن حالت سمجھل نہ سکی اور اس کی فوج پیچھے ہٹ گئی، اس وقت وہ خود بھی اپنے چار جاں نثاروں کے ساتھ بھاگا اور اُس کے تمام مخصوصین قتل اور گرفتار ہو گئے، اہل فوج شکست کھا کر اُس وادی میں جا اترے جو ان کے عقب میں تھی اور اس فوج کی ہلاکت کا یہ سب سے بڑا سبب ہو گیا، شہور ہے کہ اس معرکے میں پچاس ہزار سے زیادہ آدمی ہلاک ہوئے اور قوم فاتح کو بہ تعداد کثیر اسلحہ جنگ اور مال و اسباب ہاتھ لگا اور اس قدر قیدی ہاتھ آئے جن کے فدائے میں زر کثیر وصول ہونے کی امید قائم ہو گئی، قند شکست کھا کر ملک ارغون میں چلا گیا۔

قند کا بھائی بھی فوراً ملک فرانس سے نکل کر اس قوم کے ساتھ ان کی وصالِ تعریف سعی اور باعزت امداد کا شکریہ ادا کرتا ہوا رات کے وقت ملک کی سرحد میں داخل ہو گیا اور اس قوم کے غلبے سے اس کو اس قدر خوف و امنگیر ہوا کہ اس نے ان لوگوں کو اس قدر مال دے کر جو ان کے اخراجات کے لئے کافی ہو ان سے اپنے ملک کے اندر چلے جانے کی اجازت چاہی اور ان لوگوں کا جو قرض اس کے ذمے تھا وہ بھی ادا کر دیا اور نہایت تیزی کے ساتھ اس حالت میں طلیطلہ پہنچا کہ اس کو اپنی نجات کا یقین نہیں تھا۔

طلیطلہ پہنچا کہ اس نے سلطان مترجم کو اس قوم کی قوت و سطوت سے مطلع کیا جس کا وہ اس وقت اہل رہا تھا اور جس کا معاملہ بہت مشکل ہو گیا تھا، یہاں تک کہ

مسلمانوں کے استیصال کے متعلق جو شر و فساد کے خیالات اس قوم کے دل میں پوشیدہ تھے ان کی بھی خبر دی اور جو وعدے ان لوگوں نے مسلمانوں کے استیصال کے متعلق کئے تھے ان کو بھی بیان کر دیا، حالانکہ اسی قوم نے اس کے لئے خرچ ہبیا کیا تھا اور اس کو مدد دی تھی۔

بادشاہ مذکور طلبہ سے ایشیلیہ گیا اور تمام شہروں نے اس کی اطاعت قبول کر لی، پھر اس نے ٹیکس اور محصول لگانا شروع کیا اور لوگوں کو دھمکایا کہ جواز اور تادان بھی وصول کیا جائے گا اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لوگ اس سے پھر نفرت کرنے لگے مطالبات ادا کرنے سے انکار کر دیا اور اس کے عالموں کو نکال باہر کیا اس فتنے کو محسوس کر کے وہ خود ایشیلیہ و اطراف ایشیلیہ میں قلعہ بند ہو گیا اور جو قوم اس کی مدد کے لئے آئی تھی بہت دیر تک انتظار کرنے کے بعد اپنے وطن واپس چلی گئی۔ سو اس کی مدد سے پہلو تہی کرنے لگے اور ملازمین بے اعتنائی سے پیش آنے لگے اور کھلے بندوں مخالفت پر آمادہ ہو گئے۔

سب سے پہلے شہر جیان نے اس کے عزل اور اس کے مغلوب بھائی کی تجدید اطاعت کا اعلان کیا اور اسی وقت سلطان مترجم نے مسلمانوں کو جمع کر کے شہر جیان پر حملہ کر دیا اور لڑ کر شہر میں داخل ہو گیا اور شہر مذکور کو لوٹ کر تباہ و برباد کر دیا جس کا ذکر حسب موقع کیا گیا ہے، پھر شہر ابدہ کا بھی جو جیان ہی کی طرح مخالفت کر رہا تھا یہی حال کیا گیا، والحمد للہ۔ شہر قرطبہ میں بھی بادشاہ مذکور کی مخالفت کی گئی، چنانچہ اس کے چند بڑے بڑے مخالفین قرطبہ میں جا کر پھرے ہیں اور وہاں سے اس کے بھائی کے ساتھ خط و کتابت کر رہے ہیں اور کوشش میں ہیں کہ وہ جلد آجائے معلوم ہوا ہے کہ وہ سرزمین بخش میں پہنچ گیا ہے اور دونوں کے درمیان جنگ ہو رہی ہے۔ اللہ اسلام کا بول بالا کرے اور اللہ وحدہ کی ہیبت سب پر غالب ہے۔ ہم نے رومیوں کے یہ حالات اس قدر تفصیل کے ساتھ اس لئے بیان کئے کہ ان میں تاریخی ندرت ہے، اور مقصود یہ ہے کہ قوم مذکور اور اس قسم کے دوسرے اقوام کے خطرے سے واقفیت ہو جائے اور ان سے احتیاط رکھی جائے، اللہ ہی کا فضل مومنوں کا مددگار ہے۔

ملک ارغون کا بادشاہ اس وقت بھی وہی شخص ہے جو دور اول میں تھا۔

موجودہ عہد حکومت کے بعض کارنامے

(۳۸)

جہاد اکبری یعنی جہاد نفس کے حالات میں سے ایک واقعہ جو اصل میں غصہ ضبط کرنے کی ایک مثال ہے یہ ہے کہ جب حادثہ پیش آیا اور سلطان آزمائش میں مبتلا ہو کر اس حالت میں کہ اپنی ذات کے سوا دوسری کوئی چیز ان کے قبضے میں نہ تھی وادی آتش میں پناہ لینے پر مجبور ہوئے جو بجائے خود ایک طویل داستان ہے تو اُس وقت انھوں نے قصبہ مرہہ میں ایک شخص کے پاس جو ان کا مستہر علیہ تھا پیام بھیجا اور اللہ کا واسطہ دے کر اُس سے اپنے لئے سدر متی طلب کیا اور اپنے حقوق کا لحاظ رکھنے اور وفاداری اور امانت داری پر قائم اور ثابت قدم رہنے کے لئے اُس کی بڑی تالیف خوشامد کی قصبہ مرہہ اُس وقت سلطنت کا قلعہ تھا اور امید تھی کہ یہ قصبہ ہر طرح مطیع و فرمان بردار رہے گا، وہ ایک محفوظ مقام تھا اور اموال خراج اور ہر قسم کے ساز و سامان کا مخزن تھا، اور سلطان کا مستقر بن گیا تھا، اُس کے اور باغی کے درمیان ایک سدِ حال تھی اور شرعاً وہاں کے باشندوں کی بیعت کی ایک شرط بھی منسوخ نہیں ہوئی تھی، لیکن باوجود اس کے شخص مذکور نے سلطان کے پیام کا نہایت برا جواب دیا، قاصد کو تہ خانے میں قید کر دیا اور خود وہاں سے نکل کر دشمن کے پاس چلا گیا اور بغاوت میں اس کا مشیر خاص بن گیا، با ایں ہمہ جب اللہ نے معاملے کی حالت بدل دی اور سلطنت پر از سر نو سلطان کا قبضہ ہوا اُس وقت سلطان نے شخص مذکور کا وظیفہ علی سالہ جاری رکھا۔ حکومت کے دوسرے دور میں ذیل برکی نے بعض اہل قرابت کے نام سے شورش برپا کی اور اللہ نے اُس کو ناکام رکھا اختلاف پیدا ہو جانے کے بعد اس فتنہ و فساد کو رفع کر دیا اور سلطنت کو غالب و کامیاب رکھا اور جب برکی مذکور پوری طرح سلطان کے قبضے میں آ گیا تو اُس وقت سلطان نے اُس کو چھوڑ دیا اور اس کو زندہ رکھنے میں مصلحت عامہ کی رعایت کو ہر دوسرے خیال پر غالب رکھا، ایسا جب انگیزہ حلم اسی شخص سے صادر ہو سکتا ہے جس کا کام محض جزائے آخرت اور رضائے الہی کی طلب پر مبنی ہو۔

اور جب الزام وار تکاب جرم ثابت ہونے کے بعد یہ معلوم ہوا کہ ماہرین اہل قرابت سے ہیں تو یہ سب لوگ آرام کے ساتھ مغرب کی طرف روانہ کر دیئے گئے ان لوگوں کے لئے جو وظیفے مقرر تھے اور خاص خاص مواقع پر جو حقوق ان کو دیئے گئے تھے وہ سب کے سب ان کے اخلاف کے نام جاری کر دیئے گئے اور جو لوگ ان میں ضعیف تھے ان کی امداد و اعانت کا وعدہ کیا گیا، اور اراضی و مکانات کی قسم کی چیزوں سے جن کا فائدہ سارے خاندان کو پہنچتا تھا کچھ تعرض نہیں کیا گیا اور ان کی اولاد اور اہل و عیال کو ان کی خواہش و تمنا کے موافق ان کے پاس پہنچا دیا گیا۔

اسی قسم کا ایک دوسرا واقعہ جس سے سلطان کی نرم دلی اور انصاف پندی ثابت ہوتی ہے یہ ہے کہ جب عامر میں اور ان کا شترکاروں نے جو سلطان کی جائداد خانہ کے قریب سکونت رکھتے ہیں، قاضی شہر کے اجلاس میں کنارہ وادی کی اس اراضی کا دعویٰ دائر کیا جو سرحد جو واقعہ میں اور اس کے ساتھ ساتھ اس جائداد پر بھی دعویٰ کر دیا جو سلطان کی ذاتی جائداد ہے اور ان کو اپنے اسلاف کرام سے وراثتاً ملی ہے تو ان کا شترکاروں کے مقابلہ میں جواب دہی کرنے کے لئے وکیل سلطنت ان کے ساتھ کھڑا ہوا۔

اسی قسم کا ایک اور واقعہ اس تاجر کا قصہ ہے جو وادی آش کا باشندہ اور حاجی لباس کے نام سے معروف تھا، سلطان کے محل میں تاجر مذکور کے یہاں سے ایک روحی اجاریہ ضمانت وغیرہ ادا کرنے کے سلسلے میں کسی طرح آگئی اور لڑکے کی پرورش کرنے کی خدمت تک ترقی کر کے مصنوعات میں داخل ہو گئی، تاجر کو اس اجاریہ کے ساتھ محبت تھی جو جدا ہونے کے بعد بھی قائم رہی اور اس کا عشق بڑھتا گیا، تاجر کا حال اور اس کے عشق و محبت کی خبر جب سلطان تک پہنچی اور جاریہ پر تاجر کا عاشق ہونا ان کے نزدیک ثابت ہو گیا اور اس قسم کے مواقع پر بادشاہان سلف سے جو روایتیں منقول ہیں میں نے ان کی طرف اشارہ کیا اس وقت سب سے پہلے خود سلطان جاریہ کو محل سے نکالنے پر مستعد ہوئے اور اس کو مجبور کر کے بہرہ نیت و لباس میں محل سے علیحدہ کر دیا، چنانچہ وہ اپنے عاشق بے خود کے قبضے میں آگئی حالانکہ عاشق کی سانس آہستہ چلنے لگی تھی اور اس کے حواس بے کار ہو گئے تھے اور

قریب تھا کہ اس کا اب ملنا اُس کے لئے شادی مرگ کا سبب ہو جائے سلطان کی زندگی میں اس قسم کی مثالیں متعدد ہیں۔

صدقہ و احسان کے کاموں میں سے جہادِ نفس کا ایک کام جس کو خرقِ عادت سمجھنا چاہئے شفاخانہِ اعظم کی تعمیر ہے یہ شفاخانہ اُن دورِ افتادہ ممالک کی زینت اور اس مدینہِ فاضلہ کے لئے وجہِ فضیلت ہے اور باوجود اس کی ضرورت و حاجت کے بدیہی ہونے کے فتحِ اول کے وقت سے آج تک کسی کو اُس طرف توجہ نہیں ہوئی تھی سلطان کو ان کی دینی ہمت اور خالص تقویٰ نے اس پر آمادہ کیا اور سلطان نے اس عمارت کو جلالتِ تعمیر کثرتِ مسکن کثرتِ شادگی سخنِ روانی آب و لطافت ہوا، اور حوض و وضو گاہ کے تعدد نیز ہر جگہ کمالِ صنعت اور حسنِ ترتیب کے موجود ہونے کے لحاظ سے ایک ایسی قابلِ دید عمارت اور ایک ایسا مجموعہِ حسن و خوبی بنا دیا کہ اس کو دیکھنے کے لئے اندلس کا سفر کیا جاتا ہے اور یہ شفاخانہ اپنے سخن کی وسعت، ہوا کی پاکیزگی، بانو اور سیاہ پتھر کے بنے ہوئے فواروں کی جولانیوں، دریا کے محلِ چل کر بہنے اور باد صبا سے درختوں کے جھونکے رہنے کے لحاظ سے مہر کے شفاخانے پر ترجیح رکھتا ہے۔

اس کے علاوہ بادشاہوں کے عادت و دستور کے مطابق اس سلسلے میں سلطان کے اسمِ گرامی کا نقشِ اضافہ کرنے اور دائمی یادگار قائم کرنے کے لئے قلبِ شہر میں حجے اور مدفن کے گرد احاطہ بنا دیا گیا شب و روز قرآنِ مجید کی تلاوت جاری رکھنے کی غرض سے جو مدارس اور خانقاہیں ہم نے اُن کے حکم سے بنوائیں اور اُن کی رائے کے مطابق تکمیل کو پہنچائے اور انھوں نے میرے ساتھ موافقت کی اور اُن کو پسند کیا وہ سب کی سب سلطان ہی کے فیاضی اور اولوالعزمی کے کاموں میں داخل ہیں۔

اور اس کی دلیل جس سے سلطان کا یہ وصف نمایاں طور پر نظر آ جاتا ہے جبلِ فتح کی امداد کا واقعہ ہے، باوجودیکہ جبلِ فتح ایک دوسرے بادشاہ کے علاقے میں واقع ہے اور سلطان کے دائرہ حکومت سے خارج ہے، لیکن سلطان راتوں رات تیری سے سفر کر کے اور دور دراز راہ طے کر کے وہاں پہنچ گئے اور اس کی اعانت اور اُس کے حدود اور قلعوں کی حفاظت کے ایسے کام انجام دئے جس سے دشمن کی حرص و طمع کا استیصال اور خاتمہ ہو گیا، اور اس ہم پر اس قدر مال صرف کیا جس کی

کنجیوں کا بار اٹھانا ایک مضبوط جماعت کے لئے بھی مشکل ہے اور اس میں عجلت اس خیال سے کی گئی کہ دشمن کے جبل پر قبضہ کر لینے کا احتمال تھا اور سلطان کے پاس خوراک پہنچانے کا کر ایہ بحساب فی رطل سوا درہم حسیب ہوا جو ایک بے مثل نفع کثیر اور فتوے کی ایک خاص جدت تھی۔

دشمن اسلام کے مقابلے کے لئے اسعد اور وطیاری کے متعلق ایک نازق عادت جہاد نفس یہ ہے کہ اس قلیل مدت اور مختصر زمانے میں سلطان نے ان شہروں میں جو دشمن کے علاقے سے متصل ہیں اور جن کی سرحدیں دشمن کی سرحدوں سے ملی ہوئی ہیں اور جہاں دشمن کی رگزر قریب ہونے کی وجہ سے ہمیشہ مستعد و نساو ہوتا رہتا ہے بائیس قلعے بنا کر امن عام قائم کر دیا ہے۔ جن میں سے ایک قلعہ ارجونہ ہے جو بالکل ویران ہو گیا تھا، اس قصبے کی تجدید اور وہاں پانی کا سزانہ بنانے میں تقریباً بیس ہزار اشرفیاں خرچ ہوئیں اور آج یہ قلعہ دشمن کے لئے قیام غنظ و غم اور مسلمانوں کے واسطے جائے پناہ ہے۔ دوسرے قلعہ حصن آس ہے جس پر پہاڑ پر یہ قلعہ واقع ہے اس کے اطراف و جوانب کے درمیان بہت فاصلہ ہے باوجود اس کے اس کے پہاڑ کو دیواروں اور برجوں سے بہت مستحکم کر دیا گیا ہے اور اس کے اندر پانی کی نہریں جاری کی ہیں اور اس کے گرد ایک بڑی کھنڈکھدواوی گئی ہے نیز سلطان نے وہاں ایسی یادگاریں چھوڑی ہیں جو بہت مشہور ہیں اور جن سے اللہ کے واسطے کام کرنے کی قوت اور اسلام کے ساتھ ان کی عقیدت ثابت ہوتی ہے۔

سلطان نے پھر اس سلسلہ کار کا قلعہ حمراؤ کو مضبوط و مستحکم بنانے پر خاتمہ کیا جو دار السلطنت کا سر اسلام کا باوئی سلطنت کا ملجا عہد و پیمانہ کا محل اور دسویں درہ و مال کی حفاظت کا مقام ہے، اس سے قبل قلعہ حمراؤ ایک چٹیل میدان اور ویران و غیر آباد مقام بن گیا تھا، لیکن آج وہ عروس بنا ہوا پہاڑ کی چوٹی پر جلوہ گر ہے اور ستاروں سے بائیں کر رہا ہے، اس کی تعمیر سے زلزلے سائن اور طمع کے ستارے غروب ہو گئے، جایاۃ کا مال جو اس عہد میں مصلحتاً دیکر اموال سے جدا کر دیا گیا ہے اور سراج نقداً القاب کے ذریعہ خزانے کے بہترین اور قیمتی

اشیاء سب وہاں منتقل کر دئے گئے ہیں جیسا کہ تقریباً اسی سال سے کبھی نہیں ہوا تھا والحمد للہ

اسلامی بڑے کی اصلاح و درستی اور افواج و عساکر بری و بحری کے اسباب ضعف کو رفع کرنے کی یہ حالت ہے کہ جہازوں کا بیڑہ اس عہد میں نہایت بہتر حالت میں ہے اور ہر وقت حملے کے لئے طیارہ رہتا ہے، دشمن اس کا مقابلہ کرنے سے عاجز ہیں، وہ ہمیشہ گشت لگاتا رہتا ہے اور کسی ایک جگہ مستقل قیام نہیں کرتا اور ہر وقت جہاد کے لئے آمادہ رہتا ہے، وہ متعدد لڑائیوں لڑ چکا ہے اور اس کے جہاز تمام سمتوں کا دورہ کر چکے ہیں اور ان کی گہرائی سے پوری طرح آشنا ہیں۔ والحمد للہ

مجاہدین کے وظائف میں پہلے اساک باراں سے قطع و برید ہوا کرتی تھی اور کثرت باراں سے بھی کمی کر دی جاتی تھی، لیکن اب حنرازا ہمیشہ سونے چاندی سے بھرا رہتا ہے اور مجاہدین کو پیشگی وظائف بھی ملتے رہتے ہیں۔

بذات خود جہاد میں شرکت کرنے اور اللہ کی راہ میں جان بازی دکھانے کے واقعات جو جہاد نفس کا نتیجہ ہیں اس قدر ہیں جن پر کسی دلیل کی حاجت نہیں منجملہ ان کے ایک واقعہ یہ ہے کہ تغر خاج کی طرف سے جو ہمیشہ مسلمانوں کی حالت کو دیکھتا رہتا ہے، حصن آش پر حملے کا خوف تھا اس لئے تغر خاج کو فتح کر لینے کا ارادہ کیا گیا، سلطان اس مہم کے شورے میں شریک نہیں تھے اور اس کو فتح کرنا سخت مشکل ہو گیا تھا، اس وقت سلطان سخت گرمی کے دنوں میں لوگوں کو مقاتلے کی ترغیب دینے اور ان کی بدد کرنے کے لئے خود وہاں پہنچ گئے اور عام سپاہیوں کے دوش بہ دوش آگ کے شعلوں ہتھیاروں کی جہنگاروں اور دھوئیں کی آندھنیوں کو برداشت کرتے رہے اور بذات خاص جنگ آوروں کی ہمت افزائی اور زخمیوں کی تیمارداری کرتے رہے ہاں تک کہ اللہ نے ان کے عزم کو استقلال کی بدلت تغرند کو ان کے ہاتھ پر فتح کرادیا۔

تغرند کو سردارِ روم کے محل اقامت سے قریب ہے اور گمان غالب تھا کہ اس کی طرف سے فوراً اسے واپس لینے کی کوشش کی جائے گی اس لئے سلطان

اپنے ہاتھ سے اُس کی دیوار کو نہدم کرنے اور اُس کے شکاف کو بند کرنے میں مصروف ہو گئے، پھر اُن کی طرف بڑھائے جاتے تھے اور گلا وہ اُن کو دیا جاتا تھا اور وہ مزدور کے ساتھ مل کر یہ سب کام انجام دیتے تھے، پھر یہ فعل دوسرے بادشاہوں کے لئے بھی ایک عام قانون بن گیا جس کا ذکر باب جہاد میں کیا جائے گا۔

اور مسلمانوں کی خیر خواہی کے متعلق جہاد اکبر کا ایک واقعہ یہ ہے کہ جب اس خبر کی تصدیق ہو گئی کہ اُس حصہ ملک کے استیصال کے لئے فرانسیسی قوم حملہ کرنے والی ہے ”وَاللّٰهُ مُتَعَزِّزٌ نُّوْرًا وَّلُوْكَرًا الْكٰفِرُوْنَ“ تو اُس وقت عام مسلمانوں کو جنگ پر آمادہ کرنے کے لئے امر معروف اور نہی منکر کے طریقے پر جمہور اہل اسلام کے نام اہل حکومت کی طرف سے ایک فرمان صادر ہوا، جس کی فصاحت و بلاغت سے بڑے بڑے خطیب مہتمم اور کامل انشا پرداز متعجب ہو گئے۔ فرمان مذکور کے الفاظ حسب ذیل ہیں:—

”امیر المسلمین عبداللہ محمد بن مولانا امیر المسلمین ابوالحجاج ابن مولانا امیر المسلمین ابوالولید نصر کی طرف سے (اللہ اُن کی تائید اور مدد کرے اور اُن کے امر کو قوت دے اور ان کے اثر کو ہمیشہ قائم رکھے) اپنے دوستوں کے نام“

چونکہ ہمارے یہ دوست فہم صحیح سے کام نہیں لیتے اور ان کے ہر نوع و جنس پر غفلت مستولی ہو رہی ہے اس لئے ہم ان لوگوں کو خواب غفلت سے جگاتے اور ایسے امر کی طرف متوجہ کرتے ہیں جو اُن کے ایمان کو ریب و شک سے پاک اور اُن کے ظاہر و باطن کو خالص کر دے، اور ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ ہماری اور اُن کی لغزشوں سے درگزر کرے اور مصائب کی گردشوں سے ہم لوگوں کو بچالے اور تباہی و بربادی کے ہاتھوں کو جو تیزی سے ہماری طرف بڑھ رہے ہیں روک دے۔“

”فلاں مقام والوں کے نام اللہ اس غریب گروہ کی طرف سے مدافعت کرے اور ان کے اہل و عیال پر اپنا لطف و کرم رکھے اور اپنے کرشمہ قدرت سے ان کی خیر گیری کرے، سَلَامٌ عَلَیْكُمْ اَجْمَعِیْنَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُہُ (تم سب لوگوں پر سلامتی اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں نازل ہوں)

اللہ کی حمد کے بعد جس کا کوئی شریک نہیں اور جس کے سوا ہمارا کوئی سہارا

نہیں وہ اللہ جو مومنوں کے دلوں کو امتحان کر کے دیکھتا ہے کہ برداشت کرنے کی طاقت کس میں زیادہ ہے، اور کامل درجے کا صبر کس میں پایا جاتا ہے، تاکہ جو لوگ ہدایت پر ہیں ان کی ہدایت میں غلو کرے، اور درود و سلام نازل ہو چمارے سردار و آقا محمدؐ پر جنھوں نے ہلاکت سے نجات دلائی اور جو شخص دشمنوں کے سر پر ضرب لگاتا ہوا جنگ کر میں اور ان لوگوں سے جنھوں نے اللہ کے لئے بیٹا قرار دے رکھا ہے ان سے جہاد کریں۔ اس کی شفاعت کے کفیل ہونے اور اللہ راضی ہو ان کی آل سے جو آسمان ملت کے ستون تھے اور باوجود اس کے کہ وہ تعداد میں ٹھوڑے تھے بڑی بڑی فوجوں سے خوف زدہ نہیں ہوئے اور غیر مسلموں سے اگرچہ ان کی جماعت بہت بڑی اور تعداد بہت زیادہ تھی مرعوب نہیں ہوئے ایسا درود جس کو کبھی انقطاع نہ ہو اور ایسی رضا جس کی کوئی انتہا نہ ہو۔

یہ مکتوب ہم تم لوگوں کی طرف۔ (اللہ تم لوگوں کا نام ان لوگوں کے زمرے میں لکھے جن کا دل اللہ کے دشمنوں کے مقابلے میں غضب اور حسرت سے بھر جاتا ہے اور جن کی تیر فکر کا نشانہ ہمیشہ حق و صواب کی جانب ہوتا ہے اور جن کا کوئی تیر ہدف اور نشانہ سے خطا نہیں کرتا اس حالت میں لکھ رہے ہیں کہ ہم کو ایک ایسی خبر ملی ہے جس سے تم لوگوں کو آگاہ کرنا اور گہری غیبت سے جگا کر تم لوگوں کے اختلافات باہمی کو رفع کرنا اور خوفناک و مہیب مہمتا کے مقابلے کے لئے تم لوگوں کو آمادہ کرنا، اسلام کی خیر خواہی، اور عہد و ذمہ کی نگہداشت اور اللہ کی طرف سے امام پر مقتدی کے جو حقوق ہوتے ہیں ان سب کے لحاظ سے ہم پر واجب ہے۔

”وہ خبر یہ ہے کہ دین عیسوی کے سب سے بڑے سردار نے جس کے عیسائی اس درجہ فرمان بردار ہیں کہ جس سے بھی دوستی یا دشمنی کرتے ہیں اسی کے حکم و اجازت سے کرتے ہیں اور جس وقت اس کی صلیب کو دیکھتے ہیں تکبیر کہتے ہوئے اس کو سجدہ کرتے ہیں جب یہ دیکھا کہ باہمی اختلاف و نزاع نے اس کے گروہ کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے کھالیا اور اس طرح مضمحل کر لیا ہے کہ نہ رگ پٹھے کو باقی

چھوڑا ہے نہ ہڈی کو اور جو نظم و ترتیب ان لوگوں میں تھی اس کو منتشر کر دیا ہے
 یہ اس نے غور کیا کہ کس طرح ان کے افتراق کو مٹا کر ان کو ایک مرکز پر جمع کرے
 اور جو چیز انھیں نقصان پہنچا رہی ہے اسے رفع کرے اور تفرق و انتشار نے
 جو سوراخ ان کے جہاز میں پیدا کر دیا ہے اس کی مرمت و اصلاح کرے اور اسی
 کے ساتھ اس نے غور کیا کہ ایک ایسی قوم کے لئے جو پانی کے قطرات کی طرح
 کثیر التعداد ہے اور اپنے تمام حالات و معاملات میں اطاعت کی جو گریہ نجات
 کا صرف یہ طریقہ ہے کہ یہ تمام متفرق جماعتیں اپنی قوم کے اس شخص کی اطاعت
 اختیار کر لیں جس کو سردار بنا کر منتخب کر دے، اور اس کے زیر اثر سب ایک
 جماعت بن کر مسلمانوں کے فتنہ اور کمزور گروہ پر دفعتاً اس طرح حملہ کر دیں کہ
 گویا قیامت آگئی اور تمام شہروں سے نیز وہاں کے لوگوں سے اور نئی اور
 پرانی ہر چیز سے ان کا تعلق منقطع کر دیں، اللہ ان لوگوں کو ناکامیاب رکھے اور
 ہم لوگوں سے یہ نتیجہ نہیں کے رفع کرنے کی ہم میں طاقت نہیں ہے دفع کرے
 اور اپنی عادت کے موافق ہمارے لئے کوئی بہتر راہ کھولے کہ اس کے مقابلے
 میں کوئی راہ بند نہیں ہے۔

لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ مسلمان غافل ہیں اور خطرہ ہلاکت سے آگاہ کرنے
 والے کی بات نہیں سنتے اور ہم کو زیادہ تردد و ان لوگوں کا ہے جو دریا کی دوسرے
 جانب آباد ہیں اور جن کا بڑا حصہ کافروں کی سر زمین پر بس چکا ہے اور ہم چاہتے
 ہیں کہ اس موخلت کے ذریعے سے ان لوگوں میں ایسی حرکت پیدا کر دیں
 جس سے ان کی چشم بصیرت میں روشنی آجائے اور اس حالت میں جب کہ ان کو اور
 کچھ مدد نہیں دی جاسکتی ان کے دل میں اللہ سے مدد طلب کرنے کا خیال پیدا ہو جائے
 اللہ تضرع و انکسار کے ذریعہ سے دلوں کی اصلاح کرے اور مشکلیں آسان
 کر دے اور دائیں جانب والی قوم کو بائیں جانب والی قوم سے مدد پہنچا دے
 ورنہ دنیا اور آخرت میں خسارہ مقدر ہو چکا ہے۔ اس لئے کہ جس شخص پر اس کے دین
 کا دشمن غالب آجائے اور وہ اللہ کی طرف سے برگشتہ اور مال کی محبت میں منہک
 ہو فسق و فجور میں شہرت رکھتا ہو اور ایسے مال و متاع پر جو زائل ہو جانے والا ہے

حر لیں ہو تو کوئی شبہ نہیں کہ شیطان اس کو پیشانی کے بل گرا چکا ہے اور دنیا اور آخرت دونوں جگہ کے خسارے میں ہے و ذالک ہوا الخسران الہبائین اور اس شخص کے متعلق اللہ کی مشیت یہ ہوتی ہے کہ وہ اپنے فرائض ادا کرے اور اس کے لئے جدوجہد کرے اور معبود واحد کے سوا کسی دوسرے کی بندگی نہ کرے یہ شخص شہوات نفس سے جو عالم جادوانی میں مہلک ہوتے ہیں باز رہتا ہے جس سے اس کو وجود اور بقائے دوام حاصل ہو جاتا ہے یا دشمن پر جو اس کے مقابلے میں مجتمع ہوئے ہیں غلبہ پاتا ہے اور یہ شخص استقلال کے ساتھ اپنی محبوبہ حالت و حیثیت پر اس طرح قائم رہتا ہے کہ فرشتے اس کی شہادت دیتے ہیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ اور سوا او اعظم کی قوت سے اس منہدم عمارت کی از سر نو تعمیر کر دیتا ہے اللہ کی عنایت و مہربانی اسی شخص پر ہوتی ہے کہ اسے رسول کہہ دے کہ تم لوگوں کو ہماری نسبت دو بھلائیوں میں سے ایک بھلائی کا انتظار ہے اور ہمیں تمہاری نسبت یہ انتظار ہے کہ اللہ تم پر خود اپنے یہاں سے یا ہمارے ذریعہ سے عذاب نازل کرے پس انتظار میں رہو ہم بھی تمہارے ساتھ انتظار کر رہے ہیں (قرآن مجید)

پس ڈرو اللہ سے ایسی باتوں کے معاملے میں جن کا رعب اٹھ گیا، ڈرو اللہ سے ایسے عقائد کے معاملے میں جن کا چراغ گل ہو چکا ہے، ڈرو اللہ سے مردانگی کے معاملے میں جو ایک قابل قدر چیز ہے، ڈرو اللہ سے ایسی غیرت کے معاملے میں جس کا نصیب سو گیا ہے، ڈرو اللہ سے دین کے معاملے میں جس کو بدل دینے کی دشمنی کو طمع ہو گئی ہے، ڈرو اللہ سے حریم کے معاملے میں جن کو غلام بنا لینے کی دشمنی کو امید ہو گئی ہے، ڈرو اللہ سے مساکن کے معاملے میں جن میں سکونت کرنے کے لئے دشمن آگے بڑھ رہا ہے، ڈرو اللہ سے ملت کے معاملے میں جس کی شمع کو دشمن بجھانا چاہتا ہے، ڈرو اللہ سے قرآن عظیم کے معاملے میں، ڈرو اللہ سے دین کو نام کے معاملے میں، ڈرو اللہ سے اہل قرابت اور ہمسایوں کے معاملے میں، ڈرو اللہ سے نئے اور پرانے مقبوضات کے معاملے میں اور ڈرو اللہ سے وطن کے معاملے میں جس کی وراثت باپ سے بیٹے کو ملی ہے۔

آج بزدل قید ہوں گے، صبر و سکون کا نزول ہو گا آج کے دن شریف النفس

لوگوں کو سمیت سے کام لینا چاہئے، اور آج قبل اس کے کہ خطرہ بڑھے حکم نافذ ہو۔ دروازہ بند ہو سزا متحقق ہو اور مسلمانوں کی گردنوں پر کافر مسلط ہوں، غافلوں کو نواب غفلت سے بیدار ہو جانا چاہئے۔ دوڑیں مصائب بقت کرنے والے اپنے لئے ذلت گوارا نہیں کہتے، اور پرندے بھی جس وقت محسوس کرتے ہیں کہ ان کے بچوں کو ہاتھ لگایا جاتا اور ضرر پہنچایا جاتا ہے اپنے اشیاءوں کی حفاظت کے لئے پروں کو بھڑپڑانے لگتے ہیں، اور اگر تمہاری یہی حالت رہی تو جو کچھ سن رہے ہو اس کو خود آنکھ سے دیکھ لو گے، اور کسی مقام پر دو شخص کو امداد کا ذکر کرتے ہوئے نہ سونے تمہاری عمت صرف گردن اور سینہ کی آرائش پر منحصر ہو گئی ہے، اور تمہاری سعی صرف ان فوائد تک محدود ہو گئی ہے جن سے مصیبت کے وقت کوئی نفع اور فائدہ نہیں حاصل ہوتا۔

ابھی کل کی بات ہے کہ تم لوگ اس ذات کو راضی کرنے کے لئے جس کے ہاتھ میں بادل مسخر ہیں اور اس سے اعانت طلب کرنے کے لئے جو غذا کو دفع کرتا ہے اور اس کے فضل و کرم کی درخواست کرنے کے لئے جو پانی برساتا اور انسانوں اور بہائم کو زندہ رکھتا ہے، بلائے گئے تھے۔ تمہارا حال یہ تھا کہ آسمانی رحمت تم سے رکی ہوئی تھی اور پانی کی قلت سے تمہارے سر سبز و شاداب علاقے خشک ہو رہے تھے، حالانکہ تمہارا رزق اور جس شے کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے وہ سب آسمان میں ہے، اور آسمان ہی کے طرف تم ہاتھ بڑھاتے ہو اور دعائیں آسمان ہی کے دروازے کا قصد کرتے ہو، لیکن اس موقع پر تم میں سے بہت تھوڑے لوگ حاضر ہوئے اور توبہ اور اللہ کی طرف رجوع کرنے کی کوئی علامت ظاہر نہیں ہوئی، اور تم لوگ اس غنی و حمید کی طرف راغب ہونے اور اس مولیٰ کی طرف رجوع کرنے سے باز رہے جو اگر چاہے تو تم لوگوں کو فنا کر کے تمہاری جگہ نئی مخلوق پیدا کر دے، اگر وہ خیر و برکت جو اللہ کی طرف سے نازل ہوتی ہے نقد ہوتی تو وقت کا انتظار کیا جاتا اور حلق کا گھونٹ اور منہ کا نوالہ فرو کرنا مشکل ہو جاتا اور تم لوگ ان کے جمع کرنے کے لئے ایک دوسرے پر گرتے۔

کیا تم اللہ کے مقابلے میں جو سب سے زیادہ قوی اور سب پر غالب ہے

عزت و شان دکھلاتے ہو، اور کیا تم اللہ کو دھوکا دینا چاہتے ہو جو اچھے اور برے اور طبع اور خالص سونے میں فرق و امتیاز پیدا کرتا ہے، وہی اللہ جس سے زندگی میں بھی امید ہوتی ہے اور موت کے بعد بھی، کیا دلوں میں اللہ کی نسبت شک و شبہ پیدا ہو گیا ہے، اور کیا اللہ کے سوا کوئی دوسرا اٹھی ہے جو تکلیفات کو رفع کرے اور مصائب کے وقت اس کی پناہ میں جا کر جہالت و ضلالت کے زمانے کی تلافی کرو۔

بارانِ رحمت طلب کرنے کے لئے تم میں سے صرف ایک مختصر جماعت ہاتھوں اور سروں کو اللہ کی طرف اٹھائے اور اللہ کے جلال کے آگے سجدہ و انکسار کے ساتھ عذابِ دفع کرنے کی دعا کرتی ہوئی اور اس کے وعدہ اجابت کے جلد پورا ہونے کی امید رکھتی ہوئی باہر نکلی اور تمہاری یہ حالت تھی کہ گویا اس کے قدم سے تم مستغنی ہو یا اس کی طرف رجوع کرنے سے تم کو انکار و اعراض ہے۔

کیا تم کو نہیں معلوم کہ تمہارے نبی صلوات اللہ وسلامہ علیہ کا مخلوط پر قناعت کرنے اور رحلت و سفر کے واسطے ہر وقت مستعد رہنے اور ہمیشہ اللہ کی طرف متوجہ رہنے اور شب بیداری اور توبہ اور رجوع الی اللہ کے متعلق کیا حال تھا؟ ایک دفعہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا باتھ میں جو کی روٹی کا ایک ٹکڑا لئے ہوئے آپ کے پاس تشریف لائیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دریافت فرماتے پر کہ "فاطمہ یہ کیا ہے؟ جو اب میں فرمایا کہ رسول اللہ روٹی سے اور اس لئے لائی ہوں کہ آپ تناول فرمائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ فاطمہ تین دن کے اندر یہ پہلا کھانا ہے جو تمہارے والد کے تکم میں داخل ہوتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دن بہرے ستر مرتبہ استغفار کرتے اور اللہ کی رحمت کے طالب ہوتے تھے اور باوجود اس کے کہ آپ کے اگلے اور پچھلے گناہ معاف تھے پھر بھی اس قدر قیام کرتے تھے کہ قدم مبارک ورم کر جاتے تھے جہاں آپ کی عادت میں داخل تھا۔ اور جدوجہد و آپ کی خصامت تھی اور آپ بذات خود کفار کے مقابلے میں بلند و پست مقامات میں شریک جہاد ہوئے تھے۔

پس اگر تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امتداد نہیں کرتے تو کس

کی اقتداء کرو گے اور اگر تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہدایت حاصل نہیں کرتے تو پھر کس سے ہدایت حاصل کرو گے اور جب تم ان کا اتباع نہیں اختیار کرتے تو پھر کیوں کر ان کی طرف اپنے کو منسوب کرتے اور ان کا نام لیتے ہو اور اگر تم اللہ کے واسطے غضب اور جہاد اور ساز و سامان دنیا کو حقیر سمجھنے میں ان کے صحف کے ساتھ متصف ہونے کے طرف راغب نہیں ہو تو پھر کس کی طرف رغبت کرو گے؟ ملک و قوم اور بڑے بڑے شہروں پر تمہاری غفلت کی بدولت پہلے جو مصیبت آچکی ہے وہ غیر معمولی ہے جن ممبروں پر واعظ و خطیب طویل و بلوغ خطبہ پڑھتے تھے اور جن مساجد میں متعدد وعظیں اور جماعتیں ہوتی تھیں اور مختلف اقسام کی عبادتوں سے آباد رہتی تھیں ان کی حالت پر غور کرو اور دیکھو کہ کس طرح اللہ نے دو امتوں کے گناہوں کے وجہ سے عوام کو بھی جو دو امتوں میں تھے لیکن ان کے گناہوں سے چشم پوشی کرتے تھے پھڑپھڑایا اور اللہ سے غفلت کرنے کی وجہ سے سب کی عاقبت خراب ہوئی اور گنہگاروں کے ساتھ ان بے گناہوں کو بھی سٹا دیا گیا جو گنہگاروں کے ساتھ بدعظمت کرتے تھے مسجدیں صلیب خانے بن گئیں اور اذانوں کی جگہ ناقوس بجنے لگے یہ حالت ہو گئی لیکن لوگوں کا وہی حال اور زمانے کا وہی رنگ ہے۔

جس کی طرف پلٹ کر جانا اور آخر کار جس کے پاس پہنچنا ہے اس سے ایسی غفلت؛ کب تک اس طرح بیٹھے رہو گے؛ دشمن کی فوج صلیبوں کے سارے میں تمہاری طرف روانہ ہو چکی اور روسائے کفار اپنے مرکزوں سے تمہاری طرف بڑھ رہے ہیں کیا شیطان تم کو بزدل بنا دیکھا حالانکہ کتاب اللہ تم میں موجود ہے اس کی آیتیں بہ آواز بلند تم کو پکار رہی ہیں نہ اس میں کوئی خلل و فتور واقع ہوا ہے اور نہ اس کی روشنی پر کوئی حجاب پڑا ہے اور تم ان بہادروں کی نسل سے ہو جنہوں نے نہایت مختصر تعداد کے ساتھ اس جزیرے کو فتح کیا اور اس کی راہ میں بڑے سے بڑے خطے کی کچھ پروا نہیں کی اللہ کی قسم اگر ہم لوگوں کا ایمان ناقص ہو جائے اور خدا سے رحمان ہم سے راضی ہو جائے تو اس جزیرے میں تسلیمت کبھی توحید پر غالب نہ ہو اور اسلام کو کبھی یہ جزیرہ چھوڑنا نہ پڑے لیکن بیاری ان تمام اقوام میں عام ہے جو ہماری مخاطب ہیں اور سب کی آنکھیں بے نور

ہو گئی ہیں، پھر ہدایت کی کیا امید ہے۔
 دروازہ کھلا ہوا ہے، اور فضل تقسیم ہو رہا ہے، آؤ ہم سب لوگ مل کر اللہ
 سے استغفار کریں کہ وہ غفور و رحیم ہے اور اس سے جو لفظ شوں کے وقت دستگیری
 کرتا ہے دستگیری کی درخواست کریں کہ وہ رؤف اور رحیم ہے، اور جو گناہ ہم سے
 پہلے صادر ہو چکے ہیں ان کا اعتراف کریں کہ معذرت کہ قبول کرنا کریم کی شان
 ہے، سارے دروازے بند ہو گئے اور سارے اسباب ضعیف ہو گئے اور ساری
 امیدیں منقطع ہو گئیں سوائے تیرے، یا کریم، یا فاتح، یا وہاب۔

مومنو! اللہ کی مدد کرو، اللہ بھی تمہاری مدد کرے گا، اور تم کو ثابت قدم رکھے گا
 جو کفار تمہارے مقابلے میں آئیں ان سے جنگ کرو اور ان کے مقابلے میں شدت
 اختیار کرو اور یقین رکھو کہ اللہ متیقن کے ساتھ ہے۔ اور بیدل و غلبین نہو، اگر تم
 مومن ہو تو تمہیں غالب رہو گے۔ ایمان والو! صبر کرو اور صبر کی تلقین کرو اور دل
 مضبوط رکھو اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم کو فلاح حاصل ہو۔

گھوڑے طیار اور بندھے رکھو، اور دلوں میں شہادت کا ذوق اور شوق
 پیدا کرو، اس لئے کہ جو شخص موت سے ڈرتا ہے وہ ذلت پر راضی ہے، موت
 ہر حال میں ضروری ہے، اور ذلت کی زندگی اہل عقل اور اہل ہمت کی شان کے
 خلاف ہے، جنگ کے لئے ہتھیار اور سامان فراہم رکھو، اور آرام کی حالت میں
 اللہ کو یاد رکھو، مصیبت کی حالت میں اللہ بھی تم کو یاد رکھے گا، اور اللہ کے دشمن کے
 مقابلے میں جو تمہارا بھی دشمن ہے اللہ سے قوت حاصل کرنے کو اپنا شعار بنا لو، اور
 اپنی اولاد کی حفاظت میں جان کی پروا نہ کرو، اور دشمن کے حلوں کا مقابلہ کرنے کے
 لئے جو تمہارے مکان کا صحن میں پہنچ گیا ہے مثل ایک بختہ اور مستحکم دیوار کے بن جاؤ
 لوگ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک عورت کے لڑکے پر کسی درندے نے حملہ کیا، عورت
 نے آواز سنی تو لقمہ فرو نہیں کر سکی، بلاشبہ جو چیز ہمارے سپرد کی گئی ہے ہم کو اس
 کی حفاظت کرنا چاہئے۔

شہوات کو ترک کرو، جو کچھ باقی رہ گیا ہے منہ سے بولنے کے قبل اس سے
 بچانے کا انتظام کر لو، اپنے اوقات میں سے اپنے دل کو بھی کچھ حصہ دو، اللہ نے جو

نشانیوں نازل کی ہیں ان کے آگے بلا عذر تسلیم خم کر دو اور اپنے ساتھ والوں کو شداہد میں صبر اور مشکلات میں باہمی ہمدردی پر مجبور کرو نیند سے جاگو، اور سمجھو کہ تم سب کلمہ توحید کے فرزند شیر خوار ہو، اور اجنبی ملک میں ساکن اور اپنے دین لیکتا کے امین و محافظ ہو تمہاری جماعت مخلصین کی جماعت ہے۔ اور تمہارا گروہ و اعظموں کا گروہ ہے، پس سب سے پہلے اللہ کے ساتھ معاملہ درست کرو جہاں کہیں دیکھو کہ سچائی غالب اور دل اللہ کی طرف جو مولائے کریم سے راغب اور متوجہ ہے اور دین کا ستارہ چمک رہا ہے تو یقین رکھو کہ اللہ کی عنایت تمہارے ساتھ ہے جس کے ہوتے ہوئے کوئی شخص تم کو مغلوب نہیں کر سکتا اور کوئی دشمن یا تعاقب کرنے والا تم کو نہیں پاسکتا، اور یہ سمجھو کہ تم ایک موٹے پردے کے اندر اللہ جمیر و لطیف کی حفاظت میں ہو، اور جب دیکھو کہ دلوں میں انتشار اور اللہ پر اعتماد تذبذب کی حالت میں ہے اور ہر طرف خوف و ہراس پھیلا ہوا ہے، اور اللہ سے غفلت نئے نئے لباسوں میں ظاہر ہو رہی ہے، اور باہمی ہمدردی مفقود، اور خواہشات نفسانی کا بازار گرم ہے، تو سمجھ لو کہ اللہ تم لوگوں کو وہی سزا دینے والا ہے جو گزشتہ اقوام کو دے چکا ہے۔ اور یہ کہ تم نے خود اپنے نفس پر ظلم کیا ہے، کہ سزا انہیں کو دی جاتی ہے جو ظالم ہوتے ہیں تو بہ بہکے ہوئے کو واپس لاتی ہے اور اسد تو بہ کرنوالوں اور پاکبازی اختیار کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے، اور فرماتا ہے کہ "حکمت مشاوری ہیں، بیات کو، نصیحت قبول کرنے والوں کے لئے نصیحت ہے، اور جب اللہ کے ارادہ و عزم میں صلاحیت آتی ہے تو شیطان کی فوج کو مسلسل شکست پہنچاتی ہے، دنیا سے دنی نظر میں حقیر ہو جاتی عالم آخرت پر کامل یقین ہو جاتا ہے، اور اس وقت حالات کی اصلاح بہت قریب ہو جاتی ہے۔

لوگو! اللہ کا وعدہ بلاشبہ سچا ہے، پس دنیا کی زندگی سے فریب کھاؤ اور اللہ کے متعلق کسی فریب دینے والے کے فریب میں نہ آؤ، اور جلد از جلد قلوب کی بیماریوں اور گناہوں کے ترک پر توجہ کرو، گناہ بخشنے والے اور توبہ قبول کرنے والے اللہ کے دروازے کا رخ کرو، جان لو کہ اللہ کے ساتھ بے ادبی مصائب کا دروازہ کھولتی اور منافع کا دروازہ بند کرتی ہے، بس توبہ میں تاخیر نہ کرو اللہ

کے کر سے بیفکر نہو جاؤ کہ اس سے ایمان کے زائل ہو جانے کا خطرہ ہے، اور توبہ کو موہوم امیدوں پر موقوف نہ رکھو کہ اللہ دل کے مخفی خیالات کا جاننے والا ہے۔ اور اگرچہ ہم بذات خود تم لوگوں سے زیادہ نصیحت کے محتاج ہیں، لیکن ہم لوگوں کا جو اولیائے امور ہیں یہ بھی فرض ہے کہ تم لوگوں کو نصیحت کریں اور تجربہ و بہارت سے جو کچھ معلوم ہوا ہے اس کو صاف و صریح طور پر تم لوگوں تک پہنچاویں، اور اگرچہ غفلت میں ہم تمہارے شریک ہیں یا اینہم ہم تم لوگوں کو توبہ و استغفار کی طرف متوجہ کرتے ہیں، اور کافروں سے جہاد کرنے اور رب عزیز و غفار کی جانب سبقت کرنے اور مقامات صبر کی طرف پیش قدمی کرنے میں جہاں سے بہ توفیق الہی وہ فرار نہیں کرے گا اور ان امور کے لئے سعی کرنے کے لئے جن کا نتیجہ فلاح اور ثواب آخرت ہے ہم اپنا دل تمہارے نذر کرتے ہیں، آئندہ اللہ کو اختیار ہے جو اختیار کا مالک اور تقدیر کے پلٹ دینے پر قادر ہے،

اور اب ہم لوگ دشمن کا حملہ روکنے کے لئے آگے بڑھتے ہیں، اور قوم و ملک اور حریم و اولاد پر اپنی جانیں فدا کرتے ہیں اور ان کو بچانے کے لئے خود قتل میں جاتے ہیں، اور تم لوگوں سے درخواست کرتے ہیں کہ اللہ کی جناب میں جس نے دعا کی اجابت کا اور جو شخص اس کی طرف رجوع کرے اس کو قبول کرے گا وعدہ فرمایا ہے ہمارے حق میں دعا کرو۔

”یا اللہ! اس انقطاع میں تو ہم لوگوں کا یار، اور اپنے دشمنوں کے مقابلے میں ہم لوگوں کا مددگار بن جا، اور بت پرستوں کے انتقام سے ہم کو اپنی پناہ میں لے، تو ہی اس شخص کو قوی بنا جس کی ساری تدبیریں ضعیف ہو گئی ہیں، کہ تو قوی معاون ہے، اور تو ہی اس کی مدد کر جس کا تیرے سوا دوسرا کوئی مدد کرنے والا نہیں ہے، ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں“

”یا اللہ تو ہی ہم لوگوں کو اس وقت ثابت قدم رکھ جب قدم ڈگمگا جاتے ہیں، اور اعدائے اسلام کے مقابلے میں میرا ساتھ نہ چھوڑ کہ ہم تیری فرماں برداری میں حاضر ہیں“

”یا اللہ تو اپنی قوت سے اس شخص کی طرف سے مدافعت کر جو ہر طرف سے

پریشانی میں مبتلا ہو گیا ہے اور اس کی امیدیں تیرے سوا اور ہر طرف سے منقطع ہو گئی ہیں

”یا اللہ! ہمارے ضعیفوں کے لئے ساہبان جیسا کر دے اور ہم سب تیرے آگے ضعیف اور تیری عظمت کے سامنے ذلیل ہیں“ اسے کرم کی عادت رکھنے والے اور اسے مصیبتوں کے ٹالنے والے

”اسے ہمارے رب ہم لوگوں پر عبرت نازل فرما اور ہم کو ثابت قدم رکھ اور کافروں کی قوم پر ہم کو فتح دے“

”یا اللہ ہم لوگوں کو ان لوگوں کے زمرے میں داخل کر جو جگانے سے جاگ اٹھتے ہیں اور نصیحت سن کر اسے قبول کر لیتے ہیں ان لوگوں سے جب یہ کہا جاتا ہے کہ دشمنوں نے تمہارے مقابلے کے لئے بڑی جمعیت فراہم کر لی ہے اس سے ڈرو تو ان کے ایمان میں ترقی ہو جاتی ہے اور وہ یہ کہتے ہیں کہ ہمارے لئے امد کافی ہے اور وہی سب سے بہتر وکیل ہے یہی لوگ ہیں جو اللہ کی نعمت اور اس کے فضل کے ساتھ واپس آتے ہیں اور ان کو کچھ نقصان نہیں پہنچتا اور ان لوگوں کو اللہ کی رضا مندی حاصل ہوئی اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

ہمارے پاس ہمارے برادران مسلمین نبی مرین کی طرف سے دجن کے نئے اور پرانے کارناموں کا حال ہم کو معلوم ہے اور جن کے جہاد فی سبیل اللہ کے ہم شکر گزار ہیں اور جو تمام معزز قبائل میں اللہ کے واسطے جوش اور حمیت رکھنے میں خاص امتیاز رکھتے ہیں، متعدد پیغام آنے ہیں کہ وہ لوگ حق ہمسایہ ادا کرنے اور احرار کی شان کے لائق اپنے مرتبہ و حیثیت کے مطابق مدد کرنے کا عزم کر چکے ہیں اور کافروں پر جہاد اور شیطان و اہل نار کی مدافعت میں تمام مجاہدین اعانت کے متوقع و منتظر ہیں پس اس کریمانہ مقصد اور اس سعی میں جو عزت و اجر اور فخر کی ضمانت ہے اعانت ارسال کرو

”اسے دوستو! تم پر سلام کریم اور اللہ کی رحمت اور برکتیں“

”مورخہ ماہ رمضان ۱۰۹۷ھ“ اللہ ہم لوگوں کو اس سال کی خیر و برکت

سے متمتع کرے

یہ پیشین گوئی صحیح نکلی اور امتد کی مدافعت سب پر غالب رہی اس کی حفاظت پوری طرح کافی ہوئی، اور الحمد للہ کہ اس سال بہترین فوائد حاصل ہوئے۔ دینی غیرت اور محمدین کی اصلاح حال کے متعلق جہاد نفس کا ایک بڑا معرکہ وہ کوشش ہے جو بدعات کو مٹانے اور گمراہ کن خیالات کو زائل کرنے اور باطل پرست زنادق پر حملہ کرنے کے لئے کی گئی، ان گمراہوں نے شریعت کو معطل کر دیا تھا سلطان نے ان کے استیصال کے لئے حکام مقرر کئے شہادتیں لے کر ان لوگوں کی روک تھام کی اور اب ان میں سے کسی کا نام و نشان بھی نہیں دیکھا اور سنا جاتا ہے۔ ان امور کے متعلق میں نے متعدد رسالے لکھوائے ہیں جن میں سے ایک رسالہ النعمۃ علی الخیر ہے اور ایک رسالہ "حمل الجہور علی السنن المشہور" ہے اور ایک رسالہ ہم نے اہل رد کے مقابلے میں تصنیف کیا غرض بحث و کلام کا سلسلہ بند اور یہ نصیحت بازار سرد ہو گیا اور بے اطمینانی کی کیفیت زائل ہو کر خیالات میں سکون پیدا ہو گیا اور الحمد للہ اور اگر ہم ان تمام مناقب کو جو ہدایت سے متعلق ہیں بیان کرنا چاہیں تو موضوع کتاب کے دائرے سے باہر نکل جانا پڑے گا۔

حوادث

یکم ذیحجہ کو سلطنت میں انقلاب پیدا کرنے کے لئے ایک قابل نفرت شورش واقع ہوئی، سلطان کچھ مدت قبل سے اپنے ایک قرابت دار کی حرکتوں کا اشتباہ کی نظر سے دیکھ رہے تھے اور ابھی یہ شخص اپنے مستقر و لاہیت ہی میں تھا کہ اس کو دفعتاً گرفتار کر لیا، جو لوگ اس سازش میں شریک تھے راز کے فاش ہو جانے سے ڈرے اور قصبہ قریہ میں چلے گئے اور جو کچھ اس وقت تک چھپا کر رہے تھے اب تیزی کے ساتھ اس کا اعلان کرنے لگے اور کھلے بندوں شہادت پر آمادہ ہو گئے سلطان کے دشمن کی اولاد میں سے چند شخص جن کا سر غمخہ دلیل برکی تھا اسس فتنے کے ہتھم بنے۔

مفسدین شیخ علی بن علی بن نصر کو سوار کر کے باہر لائے اور قلعے کے دروازے کے سامنے اس کے لئے جھنڈے نصب کئے لوگوں کو اس کی بیعت

کی ترغیب دینے لگے، اور اس کارروائی کے بعد دلیل بر کی اس تحریک کا مخالف ہو گیا۔

سلطان نے اس موقع پر بڑی احتیاط و ہوشیاری کے ساتھ اس تحریک سے مقابلہ کیا، کثرت سے انعام تقسیم کئے اور پیش کے لئے سواری مہیا کی، شہر پناہ کو آباد کر دیا اور سازش ناکام ہو کر رہ گئی، دلیل بر کی بھاگا نگر گرفتار ہو گیا اور آمد کے فضل سے سلطان کے حق میں اس شورش کا نتیجہ بہت بہتر ہوا ایک دن ہم نے سلطان کے سامنے صنعت ارسال میں ایک تقریر کی جو ایوت لکھی گئی تقریر مذکور حسب ذیل ہے۔

تمہید کے بعد ہم نے کہا کہ فکر سلیم اور شریعت کا حکم و فیصلہ، اور مذہبی روایات، اور مروجہ دستور سب یہی بتاتے ہیں کہ حق پر غلبہ چاہئے والا مغلوب ہو جاتا ہے، اور آمد سے جنگ کرنے والا شکست کھاتا ہے، اور برہان کے مقابلے میں سکا برہ کر نیوالا بدنام ہو جاتا ہے، فتنہ و فساد پھیلا نیوالا مہجور ہوتا ہے، ظلم کی تلوار کند ہوتی ہے، شیطان کے حصے میں خسارہ ہوتا ہے، اور پاکباز سلطان کا گروہ فتح مند رہتا ہے۔

منجی نہیں ہے کہ آمد کا فضل متعدد مقامات، یعنی دور دراز بیابانوں، مشتبہ و نامعلوم سر زمینوں اور گہری تاریکیوں میں ہمارے شامل حال رہا، اور ظاہر ہو گیا کہ اللہ کی رحمت سے ہم کو پورا احمد ملا ہے اور اس کے کرم کی امید میں ہم کامیاب ہے ہیں، اور ہم کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ اللہ نے ہم کو منتخب کر لیا ہے۔

حادثے کی شب جب کہ ہمارے پاس نینٹے کی جگہ بھی نہیں رہی تھی اللہ نے ہم کو اپنے حفظ و امان میں کر لیا، اور پردے میں چھپا کر ہمارے لئے نجات کا راستہ کھول دیا اور رات گزر جانے کے بعد پوشیدہ راہ کو ہم پر ظاہر کر کے اس راہ کو ہمارے قبضہ و اختیار میں بھی دے دیا، دشوار گزار کو ہمارے لئے سہل بنا دیا اور جو لوگ تیز رفتار گھوڑوں پر سوار ہو کر جو ہمارے دئے ہوئے مال سے پل اُتر رہے ہو، ہم نے ہمارے سواری کے زیورات سے آراستہ کئے اور عمدہ ساز و سامان سے

مسلم ہو کر کہ وہ بھی ہمارے ہی عنایت کئے ہوئے تھے ہمارا تعاقب کر رہے تھے ان کا رخ دوسری سمت پھیر دیا۔ یہ لوگ جو اس وقت ہماری تلاش میں پریشان ہو رہے تھے وہ تھے جن کے ساتھ ہم نے بارہا ہمدردی و سخواری کی تھی اور اپنی پناہ میں لے کر ان کا اضطراب رفع کیا تھا اور ان کے پسینے جو اس وقت ہماری جستجو میں ٹپک رہے تھے ہمارے ہی کھانے سے پیدا ہوئے تھے۔

یہ لوگ ہمارے خون کے خواہاں تھے جو کتاب و سنت کی رو سے حرام اور بیعت کی دیوار سے گہرا ہوا تھا۔ اور سابق احسانوں اور آبائی احترام اور معتاد حقوق کے اعتبار سے محفوظ تھا۔ اللہ نے ہمارے اور ان سرکش یا جوج صفت لوگوں کے درمیان ایک روک اور سد قائم کر دی اور یہ لوگ افسوس کرتے اور ہاتھ ملتے ہوئے واپس گئے، وہی ہاتھ جو ذلیل کام کرتے کرتے زمانے کے اثر سے خشک ہو گئے ہیں، ان کو بجز رسوائی اور ناکامی کی ذلت کے اور کچھ حاصل نہیں ہوا اور اللہ نے ان کی تدبیر کو کارگر نہیں ہونے دیا اور ہمارے لئے جب کہ ہم صرف اپنی جان کے مالک تھے قصبہ وادی آتش کو مہیا کر دیا۔

وادی آتش سلطنت اور قوم کے مکر و فریب سے متاثر نہیں ہوئی تھی اور فواحش سے محفوظ اور ولایت کی نحوست سے پاک و صاف تھی اور اس کے شریفانہ طرز عمل پر فساد و عقیدہ اور نفاق کا کچھ اثر نہیں پڑا تھا اور جس وقت سے اللہ نے قلوب کو ہماری طرف مائل کر کے بغیر کسی قوت و تدبیر کے خاندانی سلطنت پر ہم کو متمکن کیا اور ہم نے اس کی مرضی کے آگے تسلیم خم کر کے اس بار کو اٹھالیا تھا ہم دیکھ رہے تھے کہ وادی آتش ہر جگہ سے زیادہ ہماری حرمت کا لحاظ رکھتی تھی اور سب سے زیادہ ہم سے واقف اور سب سے زیادہ ہمارے کام آئی والی تھی اس لئے ہم وہاں ٹہر گئے اور وہاں کے باہمت باشندوں نے (اللہ ان کا محافظ رہے) ہماری پستی کی اور جب دشمن اور مفسدوں کی فوج نے ہمارا محاصرہ کر لیا اس وقت نہایت خلوس اور وفاداری کے ساتھ دشمن کے حملے کی مدافعت میں ہمارے معاون رہے، باطل کا زور ٹوٹ گیا اور حق کی کامیابی اور اقبال مندی نمایاں ہوئی، تھوڑے سے لوگ بڑی فوج پر غالب آگئے بلاشبہ اللہ صبر کر نیوالوں کا ساتھ دیتا ہے، غرض تھی

کی فوج وادی آتش سے مغلوب و ذلیل ہو کر واپس گئی۔

اس وقت ہم لوگ نہایت تنگدستی اور پریشان حالی میں تھے، باوجود اس کے ہم نے نہ تو غارتگری اختیار کی، نہ کسی مفید شے کو نقصان پہنچانے کا ارادہ کیا، نہ بوشیوں کا کوئی گلا ٹوٹا، اور نہ کسی گھر سے کوئی لباس یا حملہ زبردستی لیا، بلکہ صرف اس خورٹے سے حلال مال پر جو عشر و زکوٰۃ اور زراعت کی پیداوار سے ہمارے خزانے میں آتا تھا، زندگی بسر کرتے رہے اور کشائش کی امید صرف اسی ذراعت سے رکھی جس نے اس آزمائش میں ہتلا کر کے ہیں غفلت سے متنبہ کیا تھا، اور پرمہیزگار کی توبہ کا الہام فرمایا تھا۔

پھر اللہ نے ہم کو اس معاملے میں ایک صحیح طریقہ کی طرف ہدایت و الہام کیا، اور دریائے فتنہ کے اندر ہم کو ایک محفوظ اور خشک راہ مل گئی، ہم اس کے حکم کے مطابق خونریزی سے باز رہے اور ملک کے امن و امان میں خلل نہیں ہوئے اور جس طرح نعمتوں پر اس کا شکر بجاتے تھے اسی طرح اس ابتلا پر بھی شکر کرتے ہوئے اندلس سے باہر نکل گئے، اور اگر اس وقت اللہ حفاظت نہ کرتا تو اندلس کی یہ حالت ہو جاتی کہ اس کے پہاڑ کی سب سے اونچی چوٹی کھیل کر بہ جاتی، بیخ و بنیاد سے اس کا استیصال ہو جاتا اور موقع ہاتھ سے نکل جاتا۔

اللہ سبحانہ کی قدرت کاملہ ہماری حالت پر اس وقت تک پردہ ڈالے رہی جب تک کہ ہم دریا عبور کر کے سلطان مغرب کی پناہ میں نہ پہنچ گئے، اس اثنا میں نہ ہم سے کسی کو نفرت ہوئی، نہ کسی نے ہم کو حقیر و کم رتبہ سمجھا، نہ کبھی ہماری محفل گمنام ہوئی، نہ ہم کو کوئی خطرہ پیش آیا اور نہ کبھی ہم نے عنف و تقویٰ کا لباس ہی اتارا، بلکہ ہمارے اہل وطن اور ہمارے پروردگان نعمت نے ہمارے جس حق کی طرف سے غفلت و بے اعتنائی کی تھی، دوسرے لوگ اسی کو ہمارا حق واجب تسلیم کرتے تھے۔

آخر کار لوگ نالہ و فریاد سے در ماندہ اور حسرت و افسوس سے طول اور خنارہ و تاواں سے عاجز آ گئے اور ایسے بد معاش ان پر حکومت کرنے لگے جو نہ اللہ ہی کا ادب کرتے تھے اور نہ واجب الاحترام شعائر اللہ کی توہین ہی میں ان کو کچھ تامل ہوتا تھا، یہ لوگ کتے کی طرح طماع اور شیطان کے بندے، جہالت کے حامی و سرپرست

اور ایسے مشاغل کے بانی تھے جو انسان کو اس کے رب سے دور کرتے ہیں اور حرام و ناجائز زہیب و زینت سے عروس بنے رہتے تھے۔ اور اللہ مومنوں کو عزت کے ساتھ واپس لایا اور مدعیان باطل کے مقابلے میں جو نہ حیلہ و تدبیر میں مہارت رکھتے تھے نہ گلاؤں سے کی بیٹھ پر بیٹھ سکتے تھے اور نہ تلوار ہی اٹھا سکتے تھے، نہ مہذب مجالس میں بیہودگی سے احتراز کر سکتے تھے نہ مساکین کو کھانا کھاتے تھے اور نہ اللہ کے وجود کا احساس رکھتے تھے، بلکہ اپنے شقی و بد بخت سردار کے ساتھ ایک بند مکان میں ایک چکر پر گھوما کرتے، اور لطیف بستر پر پڑے ہوئے پر فریب امیدوں سے دل بہلاتے اور اپنی بے اعتدالیوں کے باعث ہر قسم کے منافع سے محروم، اسلام کے حق میں مخوس اور دین کے چہرے کے داغ بنے ہوئے تھے، اللہ نے مومنوں کی مدد کی اہل باطل کو مخالفت شریعت کی پوری سزا دی اور انہوں نے جہنم کے حقوق کا پورا بدلہ لیا۔

زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ یہ مفسدین باہم ایک دوسرے پر حملہ کرنے لگے اور مرد و سرکشی نے خود ان کا ایتصال کر دیا، تلوار کھینچ گئی اور مختلف صورتوں سے قتل کے واقعات پیش آنے لگے، کوئی تخت کے جانوروں کے منہ کے نیچے چھپ رہا تھا اور کوئی بری طرح ڈوب کر مر رہا تھا، اللہ کے ساتھ انتہا درجے کی بے ادبی اور دین کی انتہا درجے کی توہین روار لھی گئی اور ناجائز مقاصد کے لئے بحرات کو مباح بنا یا گیا، اور دشمن کے مقابلے میں ساری تدبیریں بیکار ہو گئیں۔

جب یہ حالت ہو گئی تو ہم لوگ ارباب فتوے کے اتفاق اور شرفائے قوم کے عزم راسخ سرداران فوج کی ترغیب اور مسلمانان ماوراء البحر کی تحریک سے آگے بڑھے اور پھر جو کچھ واقع ہوا، وہ تم سب لوگوں کو حلود سے، شور و شغب فرو ہو گیا، فریاد کرنے والے چپ ہو گئے، خرابیوں کی اصلاح کر دی گئی، تکلیفات کو رفع کیا گیا اور حکومت کی جو قریب بہ ہلاکت تھی تلافی کی گئی اور شدت و مصیبت کا نام و نشان مٹا دیا گیا۔

دریا کے حقوق متعلقہ اور محاصل کا یہ حال تھا کہ اس کے سارے راستے دشمنوں نے بند کر رکھے تھے، اور حمیت کا یہ حال تھا کہ اخلاق کی خرابی حق کی توہین اور لائق

کو اعلیٰ تفضیل دینے کی وجہ سے وہ بالکل مفقود ہو گئی تھی مالی حالت یہ تھی کہ حماقت و ناعاقبت اندیشی سے سونا چاندی ملک سے معدوم ہو گیا تھا اور خزانہ بالکل خالی تھا ہر طرف افلاس و ناداری پھیلی ہوئی تھی اور آباد ملک ویران ہو گیا تھا، حجاب او طرا و دھر متفرق ہو گئے اور تلوار کے نیام کی رونق جاتی رہی آلہ (وہ شخص جس کو بادشاہ بنا کر اپنے حصول مقاصد کا آلہ کار بنا رکھا تھا) اپنے بلند مقام (تحت سلطنت) سے کھلے ہوئے فریب کے ذریعے سے جس کو ہر شخص جانتا تھا نیچے اتار لیا گیا مدافعت کے بغیر قلعے ویران ہو گئے اور ہر طرف اس درجے تعطل و جمود چھا گیا کہ کوئی آگ سلگانے والا تک نہ ہا الغرض جو بات پیش آنے والی تھی وہ پیش آگئی اور سب مبہوت ہو کر رہ گئے، مددگاروں نے سارے جھوڑ دیا اور سارے تعلقات منقطع ہو گئے۔

اب ہم نے دشمن سے انصاف کے ساتھ فیصلہ کر لینا، اور اس کی کمینہ حرکتوں کا خاتمہ کر دینا چاہا اگرچہ اس وقت ہم کو اس کے ساتھ دوستی کر لینے اور اسی کے مشابہ دوسرے کافروں کے مقابلے میں اس سے مدد لینے کی زیادہ حاجت اور خواہش تھی، لیکن ہم اللہ کے ذریعے سے عزت حاصل کرنے اور اسی پر اعتماد رکھنے اور اسی کی پناہ لینے اور اسی پر توکل کرنے کو ترجیح دے کر دشمن سے علیحدہ رہے، اور دیکھا اللہ سبحانہ کی قدرت کیسی عجیب ہے اور اس کی مدد کس قدر تیزی کے ساتھ پہنچتی ہے اس کا حکم کس درجہ سریع ہوتا ہے اور اس کا قہر کتنا شدید ہوتا ہے، ہم تجربہ کی فوج کے ساتھ خطرات کے مقابلے کو چلے اور موقع کو ہاتھ سے جانے نہیں دیا اور بلا خوف و خطر ایک مختصر جماعت کے ہمراہ دشمن کے ملک میں داخل ہو گئے۔

مظلوم مسلمانوں نے جس وقت ہم کو اپنے صحن خانہ میں دیکھا فوراً اس ظالم حکومت اور چھوٹی بھرتیک سے علیحدہ ہو گئے اور باغیوں کا ساتھ چھوڑ چھوڑ کر استقلال کے ساتھ چھوٹی چھوٹی جماعتوں میں اور ذرا ذرا ہمارے پاس آنے لگے، ان لوگوں کی نظروں سے معلوم ہوتا تھا کہ ہماری غیبت میں ان کی آنکھوں کو کبھی رحمت و شفقت کی صورت دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا اور ان کے چہرے اور بشرے پر تکلیف و مشقت کے آثار نمایاں تھے یہ لوگ ہمارے دامنوں سے اس طرح پلٹتے تھے جس طرح ڈوبنے والا بچانے والے کے ساتھ پٹتا ہے اور خوف و دہشت سے بیماروں کی طرح کراہتے تھے اور رورہ کر ہم سے

اور اللہ سے اپنے درو مصیبت کی داستان بیان کرتے تھے۔ ہم نے ان لوگوں کو دشمنوں سے مامون کرنے کے بعد پہلا برتاؤ ان کے ساتھ یہ کیا کہ ان سے امن و اطمینان اور انس و محبت کے ساتھ ملے، اور ان کے دلوں میں بلند حوصلگی پیدا کر کے ان کو ساتھ لیکر ان کے ملک کے اندر دارالسلطنت پر حملہ کیا اور وہاں سے ان بد معاشوں کو نکال دیا جن کو بد بخت باغی اپنا قائم مقام بنا گئے تھے، اور جو اپنی بد چلنی کی وجہ سے ہمیشہ سزا پاتے رہتے تھے اور جن کے رونے پر یہودیوں کو بھی نفرت آتی ہے۔ تمام شہر ہماری طرف اُمنڈا آئے اور مخالفین کے سردار نے جنگ سے ہاتھ اٹھالیا، اسلام کی زندگی پلٹ آئی اور ہم تیزی کے ساتھ دارالسلطنت کی طرف بڑھے بد نصیب غاصب اپنی بغاوت کے ساز و سامان کے ساتھ جس نے اس کو گمراہی کے غار میں گرایا اور اللہ کے مقابلے پر دلیر بنایا تھا وہاں سے بھاگا اور جس قدر مال و اسباب ہندو قوں میں لیجا سکا ساتھ لیکر قشتالہ کے ملک میں چلا گیا، اور امت رسول اللہ کے ساتھ بغض اور دین حنیف کے ساتھ عناد رکھنے کی وجہ سے اور اسلام کو کفر سے اور معروف کو منکر سے بدل دینے کے جوش میں چلتے چلتے مسلمانوں کو یہ دھمکی دیتا گیا کہ وہ ایمان کی جگہ کفر کی حکومت قائم کرنے اور صلیبی افواج کو چڑھانے اور سرزمین اسلام کو سرزمین کفر بنا دینے کی کوشش کریگا اور دین کے رسوم اور حق کے نشانیوں کو اٹل اور مٹو کر کے رہیگا۔ غرض اس قسم کی باتیں کہیں جن سے لوگوں کی یہ حالت ہو گئی کہ وہ بیچینی کے ساتھ عام تباہی و بربادی اور دشمن کے از سر نو حملہ آور ہونے اور اپنے انجام بد کا انتقام کرنے لگے، اللہ انسان پر اور انسان کے افعال پر حاوی و محیط ہے اور ضعیف مسلمانوں کی دعائیں قبول کرتا ہے خواہ وہ کتنے ہی دور دراز ملک میں رہتے ہوں وہ ان سے قریب ہے ہم نے دارالسلطنت میں داخل ہونے کے بعد پہلا کام یہ کیا کہ حاکم قشتالہ کے پاس مراسلت بھیج کر اس کو وہ معاہدہ یاد دلایا جو اس نے ہمارے ساتھ کیا تھا اور امید ظاہر کی کہ وہ اپنے عہد پر قائم رہے گا حق کا ساتھ دیگا اور نہایت نرمی اور اخلاق کے ساتھ اس سے یہ خواہش کی کہ ہم اسباب فساد کا پورا ازالہ اور دشمنوں کی بھگنی کر کے جو امن قائم کرنا چاہتے ہیں اس میں وہ ہماری مدد کرے، اور حاکم مذکور نے جو اسلام کا سب سے بڑا دشمن ہے دین کی خیر خواہی کی اور باوجودیکہ وہ خود اپنی پریشانیوں میں مبتلا ہے لیکن

اس موقع پر اصلاح کی پوری تائید کی۔ کوئی شبہ نہیں کہ اللہ کی طرف سے ہم پر بہت سی ایسی عبرتیں ہوتی رہتی ہیں جو ہمارے واسطے سز محضی راز مکنون ہوتی ہیں اس کی بخشش کو کوئی روک نہیں سکتا اور نہ اس کی نعمتوں کو کوئی شمار کر سکتا ہے وہ اپنی زمین اور اپنے آسمان پر جتنا چاہتا ہے

جس شخص کو پیچھے رہ جائے اور وہ ہر حال میں استقامت اور تقویٰ کے بر قیام رہا ہو کیوں کر ممکن ہے کہ مستنب نہ ہو اور خلوص کے ساتھ اللہ کی اطاعت نہ کرے اور اللہ کی مخالفت کرنے میں اس کے عذاب سے خوف نہ کرے اور اپنے انجام سے دور سے نہ جانتے ہیں انھیں بے نور نہیں ہوتیں بلکہ دل جو سینے کے اندر ہیں وہ اندھے ہو جاتے ہیں۔

ہم نے مطالبے میں تخفیف اردی اور جو باقی رہ گیا اس سے چشم پوشی کی اور جو بوگ ہم سے کھٹے بندہ رہا اسے بھی ان کی جان بخشی کی جن لوگوں نے ہماری نافرمانی کی تھی ان کو گناہ کر دیا اور بہت سے اشراف کا جنہوں نے ہمارے حق میں ایک کلمہ بیزگنی سے بھی دریغ کیا تھا وظیفہ مقرر کر دیا اپنے حقوق کو بہت ہٹا کر دیا ان پر کھلی غصہ نہیں کیا معزز عہدوں پر لائے لوگوں کو مقرر کیا القاب کو از سر نو رواج دیا معمولی خراج نرمی کے ساتھ لوگوں کو راضی رکھ کر وصول کیا فوج کی بددلی دور کی جس کو وہی امیدوں پر والا اور جھوٹے وعدوں سے بھلایا جانا تھا اور جس سے بدکاری اور بد عہدی کے مقامات کی حمایت کا کام لیا جاتا تھا ہم دشمنوں کے ساتھ بھی سن سلوک سے پیش آتے مرنے کو سچ و بنیاد سے اٹھانے کی پیکر یا اور اگرچہ مخالفین اس کو ناپسند کرتے رہے لیکن اللہ کا حکم غالب ہی رہا۔

لیکن ان خستوں کے دفع ہونے کے بعد بھی نفاق کے کچھ جراثیم باقی رہ گئے تھے جو مکر و فریب سے اپنا اثر بڑھاتے رہے اور آخر کار ان کی فتنہ پر داری رنگ لائی ان لوگوں کو بدگمانی تھی اور سمجھتے تھے کہ وہ سزا سے نہیں بچ سکتے انصاف ان کو انتقام کے بغیر نہیں بھوڑیگا اور سیاست ان کو امان نہیں دیگی اس لئے ان کے مفسدوں اور کارپردازوں نے خفیہ سازشوں کے ذریعے سے دور سے کر کے فساد برپا کر دیا لیکن اللہ نے ان کی اس توہیر کو بھی ناکام رکھا اور ان کو رسوائی و ذلت کے سوا اور کچھ حاصل

نہ ہوا۔

یہ مفسد خاندان شاہی کے ان ناکارہ افراد میں سے جو کسی خدمت کی بھی حاکم نہیں رکھتے تھے اور غلطی سہی محنت بھی برداشت نہیں کر سکتے تھے ایک ایسا شخص تلاش کرنے لگے جس کو صرف شیطان نے اپنا بنا لیا ہو اور جسے سب چھوڑ چکے ہوں اور آخر کار اپنے زمانے کے ایک حق نوجوان میں جو نا فہمی میں جانوروں سے بھی بدتر تھا حرکت پیدا کی اور وہ مفسدین کے ہاتھ میں کٹہہ پتی بن گیا اور اس وقت تک کہ اللہ نے ہم کو اس کے ارادے پر مطلع کیا وہ صرف اتنی دیر ٹھہرا جس قدر کہ آمد و رفت کے درمیان غافل ٹھہرتا ہے ہم نے فوراً اس کو گرفتار کر لیا اور یہاں سے بہت دیر بچھڑ کر اس کو ایک عقیق کنوئیں میں قید کر دیا۔

راز فاش ہو جانے سے مفسدین بہت پریشان ہوئے اور ڈرے کہ ان کے کوئی ترویر کا باقی حصہ بھی حکمہ برع رسانی سے پوشیدہ نہیں ہوگا اور ان کی منافقانہ کارروائیوں کا پورا پتلا چل جائیگا اس لئے یہ لوگ اپنی ہلاکت میں جلدی کرنے اور ایک قطعی فیصلہ کر لینے کے لئے بڑھی سے بڑھی مصیبت اختیار کرنے پر آمادہ ہو کر اس طرح آگے بڑھے جس طرح گدھا شتر کے آگے بڑھتا ہے اور خبیث برکی جو ایک بیباک اور احمق شخص ہے اور بظاہر ہمیشہ امن پسندی ظاہر کرتا رہتا حالانکہ حقیقت میں وہ ایک جھوٹا بدعہد اور خائن شخص ہے اس فتنے کا بانی بنا علی الاعلان بغاوت میں شریک ہو گیا۔

ہم نے اس سے پیشتر برکی کی حماقت کو برداشت کر کے اس کے منہ اور پرانے ہر قسم کے جرائم کو معاف کر دیا تھا اور نصیحت کرنے کے عوض اس کو علی حالہ ولایت پر قائم رکھا تھا اور اس کی نفرت کے مقابلے میں اس سے انس کرتے رہے اور اس کو ذلیل کرنا نہیں چاہا مسلمانوں کو قید کرنے شریعت پر افترا باندھنے اور دعویٰ باہمیت کے اعلان کے تمام جرائم کو جو اس شخص سے صادر ہوئے تھے گوارا کر لیا تھا لیکن اس حسن اخلاق سے اس کے سوا اور کوئی نتیجہ نہیں نکلا کہ اس کی شیخی اور بڑھ گئی اور اس کی مکاری میں شدت پیدا ہو گئی حقیقت میں نالائق کے ساتھ بھلائی کرنا برائی بن جاتا ہے اور اس سے فائدے کے عوض نقصان ہوتا ہے۔

عوام کی ایک جماعت اس کے ساتھ ہو گئی اس جماعت کے لوگ غور کے

پتلے اور جہالت و نجاست کے سامنے تھے اور انہوں نے درجے کے رذیل اور بدتر قسم کے شہریہ لوگ تھے نہایت کمزور بے ہمت اور گنہگار خاندانوں میں سے تھے جن کی نہ تفصیلی حالت معلوم ہے اور نہ اجمالی ان کے علاوہ کچھ ایسے لوگ بھی تھے جو اپنی سعی و تدبیر میں ناکام و نامراد رہنے کی وجہ سے اس کے ساتھ ہو گئے تھے۔ یہ لوگ ہجوم کر کے شہر میں گھس آئے اور یہ مشہور کرنے لگے کہ ان کا ملک محروسہ غیر محفوظ ہو گیا اور دشمن دفعتاً سر پر ہونچ گیا ہے اور یہ سمجھ کر کہ اہل شہر ان کے دامنوں سے لاشنگے پھینچ پھر پھر کر دیکھنے لگے حالانکہ ان کے بیڑے اہل شہر کو زخمی کر رہے تھے اور ان کا آگے بڑھا ہوا دستہ شہر والوں پر ظلم و تعدی کر رہا تھا اور ایسا معلوم ہوتا کہ گویا یہ لوگ آسمان سے ٹپک پڑے ہیں یا سنگریزوں سے ایل آئے ہیں پھر ان لوگوں نے شہر کی گلیوں میں گشت لگایا اور سنگلاخ چٹانوں پر پاؤں بٹک بٹک کر اور گندے پانی میں غوطے لگا لگا کر غرض جس طرح ممکن ہوا آتش فساد کو مشتعل کرتے رہے۔

پھر یہ لوگ شیخ علی احمد بن نصر کے گھر گئے جو ایک مفلوک الحال اور خاندان و قوم میں مردود و مطرد شخص تھا جس کی صورت مسخ ہو چکی تھی اور اس کی زبان میں سخت لکنت پیدا ہو گئی تھی اور دائم الخمر ہونے کی وجہ سے ہمیشہ مکرر ہا کرتا تھا اور پیرانہ سالی کے باعث بد مزاج اور شکی ہو گیا تھا اور نہایت پست ہمت بے دین بے حیا بے غیرت انتہا درجے کا بخیل و حرص اور دروغ گوئی و شامی میں ضرب المثل تھا اس کے علاوہ مٹانے کی بیماری میں بھی مبتلا تھا جس کی وجہ سے پیشاب کا سلسلہ ہمیشہ جاری رہتا اور کبھی خشک نہیں ہوتا تھا اور اس شخص کو جو بوجہ اضطراب طبع گھوڑے کی پیٹھ پر نہیں بیٹھ سکتا تھا خلافت کی بیعت کرنے اور امامت کی کرسی پر بٹھانے کے لئے ہاتوں سے نہ ہارا دیتے ہوئے گھر سے باہر لے ملک کی حفاظت اور قوم میں عدل قائم کرنے کے لئے اس کو منتخب کیا اور دین حنیف کی طرف سے مدافعت کا کام اس کے سپرد کیا اور اس کو ایک بلند ٹیلے پر لے آئے جو ہمارے قلعہ کے سامنے باب البعد تک پھیلا ہوا ہے اور جس کی پشت راجس سے ملی ہوئی ہے اور اس کے اوپر سے دارالملک نظر آتا ہے

ابن بطرون جو اسی قماش کا ایک بہائم سیرت اور تند مزاج شخص تھا اور بات کرنے کا سلیقہ بھی نہیں رکھتا تھا اس کا وزیر بنایا یہ شخص ہمیشہ غدار کی فکر میں سرگرداں رہتا

اور بغاوت و خیانت کے خیالات پکایا کرتا تھا اور شکل و سنل میں یہودی تھا، اس کے گرد شادی کے ڈھول بجائے گئے جس سے اس کی گمنامی و کس میری اور اس کے ساز و سامان کے نقص و عیب کا پردہ فاش ہوتا تھا، اور اس کے سر پر بدعتی اور ناکامی کا پرچم کھولا گیا اس کے خاندان کے چند بد معاشوں نے جن کا بیٹی بجانے اور گنگنائے رہنے کے سوا اور کوئی کام نہیں ہے اس کو گشت کرایا اور اس کے منادی کرنیوالے شہر کے گلی کوچوں میں پھیل گئے اس کے ہوا خواہوں نے اس کے نام اور کنیت کا نعرہ لگا کر ان وعدوں کا ایسا چاہا جو شیطان نے ان سے کہے لیکن وہ وفانہ ہوئے اور ان لوگوں نے فریب سے کام لینا چاہا لیکن اس میں بھی ناکام رہے اور آتش فشاں مشتعل کرنے کی کوشش کی لیکن وہ بھی بے اثر رہی۔

ہم کو جس وقت اس واقعے کی خبر ہوئی اور عوام کی پریشانی کا حال معلوم ہوا اور مخالفت کی ہوا اور عزل کی آواز ہم تک پہنچی ہم نے اللہ سے مدد مانگی اور اس پر توکل کر کے اپنا معاملہ اس کے حوالے کر دیا کہ وہی سب سے بہتر مددگار ہے اور دعا کی کہ سے ہمارے رب ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان حق کے مطابق فیصلہ کرے کہ تو سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے، پھر ہم نے فوج مہیا کی اور تقسیم عطیات کا اعلان کیا اور ہر طرف جہاد اور جنگ کا جوش و خروش پھیلا دیا ہاتھوں کو ہتھیاروں سے اور برجوں کو آدمیوں سے بھر دیا اور سلطنت کا نفاذ جو ایما حق کا پھریرا اڑایا اور مخصوص امرا سے جو خیر خواہ دولت میں مدد طلب کی فقیر رئیس کے پاس بھی اس کا حال دریافت کرنے اور اس کے دلی خیالات کا پتہ چلانے کی غرض سے پیام بھیجا، معلوم ہوا کہ وہ اپنے گھر میں چھپا ہوا اپنے دین کی خیر منار ہا ہے اور خطرات سے بہت خائف ہے اور آستین پیکے اشارے سے بات کرتا ہے، پھر ہم نے باشندگان شہر کو ٹھولا اور ان میں کوئی شخص مشتبہ نہیں پایا گیا۔

جب جہاد کی خبر پوری طرح مشہر ہو گئی اور کثرت سے لوگ جمع ہو گئے اس وقت ہمارے دلی امر شیخ اجل ابو سعید عثمان بن شیخ ابو زکریا بھلی ابن عمر جن کو ہم نے اپنا مددگار اور مشیر بنا لیا ہے اور جو ہمیشہ ہمارے ساتھ رہتے اور ہمارے قوت بازو اور ہمارے ہاں سب سے زیادہ محترم شخص ہیں جنہیں دیکھ کر عرب سا چھٹا جاتا

سہے اور ہمارا کام انجام دینے میں کامیابی ہمیشہ ان کے ساتھ رہتی ہے) فوج کو ساتھ لے کر آگے بڑھے، یہ ایک بہت بڑی فوج تھی جس میں ہر قسم کا ساز و سامان بہ افراط موجود تھا اور تمام نقصانات رفع کر دئے گئے تھے اور بہ کثرت تیراڈاز جمع تھے۔ شیخ نے ربض کے دروازے اور اس کے راستوں پر قبضہ کر لیا پشت کی طرف سے اس کا محاصرہ کیا گیا اور اپنی ساری توجہ اسی کے طرف منتقل کر دی اور بات کرتے اس کو گھوڑوں کی ٹاپوں سے روند ڈالا اور نیزے اٹھائے گھوڑے دوڑاتے ہوئے ربض میں داخل ہو گئے، حالانکہ یہ جگہ ہر طرف سے محفوظ اور اس کی عظمت و شان زوال سے مامون سمجھی جاتی تھی اور اگر یہاں کے روسا صلح کی خواہش نہ ظاہر کرتے اور امن کے طلب گار نہ ہوتے تو سب کے سب سخت مصیبت اور تباہی میں مبتلا ہو جاتے۔

دشمن کی فوج اپنے بد بخت سردار کو میدان کے کونے اور سطح مرتفع کے کچھوے سے بھی زیادہ اہتر حالت میں چھوڑ کر پہلے ہی حملے میں بھاگ بکھڑی ہوئی اور سردار گرفتار ہو گیا ہزاروں نے اس کے غدار ہمراہیوں کا تعاقب کیا اور یہ مکار و گمراہ اور ذلیل و لے حیا شخص شکست کال سے قبل ہی پانچ تھیر ہمارے سامنے لایا گیا اور پوجہ غایت شرمندگی و ذلت ہمارے سامنے زمین پر لوٹے لگا ہم نے اس وقت تک کے لئے کہ اس کے چہرے کی نسبت فری طلب کر کے قانونِ اٹھی کے مطابق اس کو اسس کے قتل کی سزا دی جائے اور اس قسم کے مجرم کو قتل کرنے کے لئے وحی نے جن جن صورتوں کی طرف اشارہ کیا ہے ان میں سے کسی ایک شکل کو اختیار کیا جائے اس کو ایک دم خائے میں قید کر دیا اور الحمد للہ کہ آتشِ فساد اسی دن سے فرو ہوئی اور اسلام کا درخت جڑ سے اکھڑ گیا۔ اللہ کا شکر ہے کہ اس نے اپنا نور کامل کیا اگرچہ ہمارا بسر حد کرتے۔ یہ سب بلاشبہ جس حالت میں یہ لوگ ہیں وہ تباہ کرنے والی حالت ہے اور ان کے سارے کام باطل ہیں۔

مفسدین کے مزاج و مال کو اللہ خیر و ذلیل اور ان کے جہاز کو غارت کرے ہمارے ادران لوگوں نے کون امر قابل اعتراض پایا، ہمارا اور اثنالی امر ہونا یا دوری دفعہ قوم کی مرضی سے ولایت کا ہماری طرف عود کرنا یا دشمن کا حملہ دفع کرنا اور اس

سے جنگ کرنا اور دفعۃً امن قائم کر دینا، یا جب ان کے پاس کوئی تدبیر نہ رہی
اس وقت ہمارا قلعے کو بچا لینا۔ حقیقتاً سوائے امن و اطمینان اور نہ گنوار سکون
وراثت کے جس کا ان کو شعور و احساس ہے اور اس امر کے سرا کہ ان کی
امیدوں اور مفاد پر روک قائم ہو گئی اور ہم پر اللہ کا فضل و کرم ظاہر
ہوا اور سرا کوئی امر نہیں ہے۔

اے ہمارے رب تو ہماری معافی اور ظاہر سب حالتوں کو جاننا ہے،
اور اللہ سے نہ زمیں کی کوئی چیز پوشیدہ ہے۔ آسمان کی باران ہمارے ہم کو
اسی حال میں رکھ جو ہماری نیت کا اقتضا ہو، اور ان لوگوں کے مستقل جو ہمارا
دلی ارادہ ہو ہمارے ساتھ اسی ارادے کے مطابق مسالہ کر اور اگر ہم نے
اس جماعت کے ساتھ برائی کا ارادہ کیا ہو اور ان کی معافی اور ان کے ساتھ
بے انصافی کرنا چاہا ہو تو ہمارے عزم کو جس طرح تو جاننا ہے اور ہماری نیت
سے جس طرح تو واقفیت رکھتا ہے ہمارے ساتھ اسی کے مطابق سلوک کر
اور اگر تو یہ جاننا ہے کہ ہم اس جماعت کے خیر خواہ ہیں اور ان کے لئے آرام
و آسائش چاہتا ہے اور ان کی صلاح و فلاح کی فکر کرتے اور ان کی امیدوں
کے بر لائے میں محنت و جانفشانی سے کام کرتے ہیں تو اے اللہ ہم ان پر اپنی
طرح ہم کو بھی ان پر احسان کرنے کی توفیق دے اور ان کے لئے ہمارے
اطاعت کرنا آسان کر دے،

اور اب جب کہ کامل معافی دیدینے کے ساتھ اس احسان کی موج
نحو وار ہو گئی، اور ہم کو ایسی حالت پر قرار ہو گیا جو نہایت پر جانت ہے
اور ہم کو معلوم ہو گیا کہ اللہ کے فضل سے اب ہمارے لئے کوئی خوف اور
خطرہ نہیں ہے اور یہ کہ حق کی راہ یقیناً نجات کی راہ ہے اور اس کی جست
سب پر غالب ہے تو اب ہم تم کو مخاطب کر کے کہتے ہیں کہ تم پر بھی اللہ کی رحمت
نازل ہوں اور تمہارے مجالس میں اللہ کے تقویٰ کی اشاعت ہو اور اللہ کی
خواہشات ہمارے اور تمہارے شامل حال رہیں اور اللہ کے فضل سے
تم پر احسان کرے تاکہ تم عبرت حاصل کرو اور اللہ کے فضل سے

تمہارے یقین و بصیرت میں ترقی ہو اور اللہ نے جس شخص کو تمہارا حاکم بنایا ہے اس کی بات توجہ کے ساتھ سنا، اور اللہ ہمارے لئے کافی اور سب سے بہتر وکیل ہے، اللہ تم لوگوں کو برکت دے اور تمہارے عزت اور شرف کی حفاظت کرے، والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، تاریخ فلاں، انتہی

جہاد ماہ شعبان ۶۶۸ھ

مال اندیشی اور خدمت اسلام دونوں کے لحاظ سے یہ تجویز قرار پائی کہ کافروں کے ملک پر مسلمان ہر طرف سے حملہ کر دیں، یہ تجویز بہت مقبول اور مشہور ہوئی چنانچہ مویشی لوٹے جانے لگے اور تلواریں چلنے لگیں پچھلے چند سالوں کے اندر قلعہ بطرنہ پر کافروں نے قبضہ کر لیا تھا اور مسلمانوں کے دل اس کے لئے بچپن تھے، اضطراب و پریشانی کی بڑی وجہ یہ تھی کہ قلعہ مذکور پر کافروں کا قبضہ ہو جانے سے شہر مالقہ اور شہر رندہ کے درمیان اس طرف غفلت کی ہو گئی تھی کہ دشمن کی سرحد کی جانب نہ خیال ہی پہنچ سکتا تھا اور نہ طیور ہی کے ذریعے سے پیام بھیجا سکتا تھا اور نہ وہاں کے مسلمانوں کو مدد پہنچانی جاسکتی تھی۔

پس اللہ سے مدد مانگ کر قلعہ مذکور کو واپس لینے کا قصد کر لیا گیا۔ چنانچہ مالقہ و رندہ اور ان کے بائیں اور قرب و جوار کے تمام لوگوں نے مل کر اس پر حملہ کر دیا اور سخت جنگ و جہاد اور معرکہ آرائی کے بعد اللہ کے فضل سے قلعہ پر آسانی فتح ہو گیا اور مسلمان اس پر قابض ہو گئے اور بے شمار اثاثہ اور اسلحہ اور لباس ہائے فاخرہ اور مختلف اسباب مسلمانوں کے ہاتھ آئے، فتح کے ساتھ ہی مساجد ظاہر ہو گئیں، اور کلمۃ اللہ سے مشاہدہ کو رونق ہوئی، اور معاہدہ میں مسلمانوں کی صورتیں نظر آئیں، شہر میں محافظین اور تیراندازوں اور مشاق شہسواروں کا ایک دستہ متعین کر دیا گیا، اور اللہ کے فضل سے اس فتح سے مسلمان ایک دوسرے سے قریب ہو گئے، مسلمانوں اور ان کے بھائیوں کے درمیان راستے کھل گئے، مراسلات آنے جانے لگے

اور عظیم الشان فوائد حاصل ہوئے۔ دشمن اسی وقت حفرہ نوشیہ کے حصن سہلہ سے بھی بھاگا اور شاہ راہ عام کو مسدود کر گیا، واقعات مذکور ماہ شعبان سنہ مذکور کے عشرہ اول میں واقع ہوئے۔ پھر آخر ماہ شعبان میں شہر رندہ کے مسلمانوں نے شہر یزغہ پر قبضہ کر لیا اور وہاں سے پلٹ کر شہر تیرہ کے باشندوں سے جنگ کر کے اس کو بھی فتح کر لیا جس سے بہت کچھ نفع حاصل ہوا، اور فتوح کا سلسلہ بند نہ گیا اور سرحد بہت وسیع ہو گئی۔

رسالہ ہرہ شبیہ

فتح مذکور کے متعلق مرینیہ کی طرف میرا اظہار کیا ہوا حسب اہل بیغام بھیجا گیا "ہم اپنے اخی عالی مقام، عظیم القدر، واجب الاطاعت اور سخاوت کے ظاہری و باطنی ہمدرد، سلطان کی خدمت میں فتح کی بشارت اور مبارکباد پیش کرتے ہیں اور اس خوش آئند خبر کا بار بار اعادہ کرتے ہیں اور اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہم لوگوں کے لئے آپ کی ذات عالی مقام کو خیر و برکت کا ذریعہ بنا دے اور زمانہ کے درختوں کو ہلا کر ہم نے ان کے جو پھل چنے ہیں اس میں ہم آپ کو بھی شریک بناتے ہیں اور یقین کرتے ہیں کہ آپ کی سب سے بڑی آرزو اسلام اور اہل اسلام کی عزت ہے اور آپ کا سب سے اہم مقصد اسلام اور اہل اسلام کی اعانت ہے اللہ عمل جہاد میں آپ کی نیت کو خالص رکھے اور آپ کی طبیعت کو اشاعت کلمۃ اللہ کا فیصل بنا کر آپ کو سلامت غلبہ دین حبیب کے متعلق آپ کی تمنائیں پوری ہوں آپ کی عظمت شان قائم اور آپ کی شنائے جنزیل جاری رہے، یہ مجاہد ملک ہمیشہ آپ کے التفات و توجہ سے مستفید ہوتا رہے، اللہ آپ کے امر کی تائید کرے اور آپ کے پوری مدد دے، سلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

"حمد کے لائق اللہ ہے جو اسباب فتح کو جمع کرتا ہے اور جو دودنیاء ہے بڑی وسعت و فیاضی کے ساتھ دیتا ہے اور قلیل التعداد و طائفے کی بلا کر اور ارواح کے ذریعہ سے تائید کرتا ہے"

“اور درود و سلام نازل ہوا اللہ کے نبی سیدنا محمد پر جو ہدایت کی نہایت صاف روشنی لائے۔ جو شخص اس روشنی کو قبول کر لے اور اس سے راضی ہو جائے اس کو اس حوض پر لیجاتے ہیں جہاں ہر شخص جانا چاہتا ہے اور اس دروازے پر پہنچا دیتے ہیں جو ہمیشہ کھلا رہتا ہے۔

“اور اللہ راضی ہو آل اور اصحاب نبی سے جو میدان شہسوار ی اور بہادری کے شیران حملہ آور ہیں اور اعدائے دین کے ساتھ خوشی اور کشادہ دلی کے ساتھ جہاد کرنے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پوری پیروی کرتے رہے ہیں۔

“اور اللہ جناب والا کو نہایت اعلیٰ درجے کی خالص عزت سے سرفراز کرے۔

اس کے بعد عرض ہے کہ حمرا غرناطہ جبرہا اللہ سے ہم نے جو مراسلہ آپ کی خدمت میں روانہ کیا تھا، (اللہ آپ پر اپنی نعمتیں تمام کر دے اور آپ کو ہمیشہ سیدھی اور کھلی ہوئی راہوں پر لے چلے، اور آپ کو عزت کے ساتھ رکھے اور آپ کے افواج کو فتح و ظفر عنایت کرے) اُس وقت کا حال یہ تھا کہ اللہ کی نعمتیں کا اجر چھایا ہوا تھا اور آہستہ آہستہ برس رہا تھا اور ضمانت کر لیا تھا کہ ہر مقاصد دلی پورے ہو کر رہیں گے (اللہ ہمیں اور آپ کو اپنے الطاف کے آثار و برکات سے بہرہ یاب کرے اور موجودہ کو امید کا نشان بنا دے، اور اس کے ساتھ ساتھ آپ کے اعزاز کو ہمیشہ قائم رکھے، اور آپ کے ممالک محروسہ کی حفاظت کرے، ہمارے اور آپ کی مراد مجازی کو مراد حقیقی سے مہمور کرے) چنانچہ آپ کو خبر دی گئی تھی کہ ہم نے حصن بزنہ کو جو مسلمانوں کا ایک نہایت عزیز قلعہ ہے اللہ کی مدد سے فتح کر لیا اور اس سے وہ بت پرست اور غارت گرد جن کا پیشہ نقصان رسانی اور شاہ راہوں اور آبادیوں میں خوف و ہراس پھیلانا ہے سخت مشکلات میں مبتلا ہو گئے اور قلعہ مذکور کے ناقابل تسخیر ہونے کے باوجود اللہ نے اس کا واپس لینا آسان کر دیا، اور اُس کی اذان گاہ کفر کی کثافت سے پاک ہو کر کلمہ شہادت کے انوار سا طبع سے منور ہو گئی۔

مراسلہ مذکورہ ٹھیک اُس وقت روانہ کیا گیا تھا جس وقت جنگ بند ہوئی اور

تیر و پیکان اپنا کام پورا کر چکے تھے، اور اس عجلت کے ساتھ روانہ کیا گیا تھا جس کا سبب ظاہر ہے کہ اس طالب اجر کا پسینہ بھی خشک نہیں ہوا تھا، اس کے بعد ہم قلعہ مفتوح کا ملاحظہ کر کے اور کامل احتیاط و تدبیر بنی کے ساتھ اس کی تعمیر کا انتظام کر کے دارالسلطنت واپس آئے، ابھی شادمانی فتح کے جھنڈے اوتارے نہیں گئے تھے، اور انتظار کر رہے تھے کہ اللہ اپنی عادت کے موافق ان کی مزید تائید کرے گا کہ اللہ کے احسان کی مسرت آمیز خبریں آنے لگیں جو بے دریغ ایک ایک کر کے صادر ہو رہے تھے اور جن سے سابق فتوح پر نئے فتوح کا اضافہ ہو رہا تھا۔

تفصیل اس کی یہ ہے کہ حصن بزنہ کو فتح کر لینے سے جو مالقہ کے سامنے واقع تھا اہل مالقہ کو نمایاں کامیابی حاصل ہوئی، اہل زندہ کو اپنے ہمسایہ اہل مالقہ کی اس کامیابی پر رشک ہوا، (اللہ ان سب لوگوں کی مدد کرے اور ان سب لوگوں کو ان کے عمل خیر کی جزائے خیر دے) اور ان کی ہمت بلند جوش میں آئی۔ اللہ کی راہ میں موت کو حقیر سمجھ کر عمل اور نیت میں باہم ایک دوسرے کے معاون بنے اور خوش گوار فتوح حاصل کر کے اپنے مقاصد و نیت میں کامیاب ہوئے۔

اہل زندہ حصن و صبر کی طرف متوجہ ہوئے، حصن مذکور شہر کے بالکل متصل اس کے آسنے سامنے واقع ہے اور ایسا دشمن ہے جو کسی وقت ضرر رسانی سے باز نہیں آتا بلکہ زسامپ کی طرح ہمیشہ مصیبت کا سبب بنا رہتا ہے، اہل زندہ نے اللہ کی اعانت و تائید سے قلعہ فتح کر لیا اور بعد ازاں اس راہ سے چلنے اور سامنے کا رخ وسیع ہو جانے سے بہت خوش ہوئے۔

قلعے کے محافظ اور نگہبان بھاگ کر حصن باغہ چلے گئے جو غرناطہ کے مشاہدین سے ہے، اہل زندہ نے حصن باغہ سے جنگ آزمائی کر کے اس کو بھی تباہ و برباد کر دیا اور اللہ کی مدد سے حصن مذکور ایسی آسانی سے فتح ہو گیا کہ ایک شخص بھی ہلاک نہیں ہوا اور نہ کسی قسم کی وقت ہی پیش آئی۔

ہم نے ان متواتر نعمتوں اور سارے اگلے اور پچھلے احسانات پر رشک ادا کیا اور اس فرض کا اعلان کرنے کے لئے تمام بلند مرکزوں پر جو ہر جگہ سے دیکھے جاسکتے ہیں جھنڈے نصب کرائے اور نقارے بجوائے، ہم انعامات کے مسلسل پہنچتے رہنے

اور سیدھی راہ پالینے پر اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں، اور چونکہ ہم اللہ کے ان متواتر احسانات کو جناب والا کی نیک نیتی اور ارادے کی برکت پر مبنی سمجھتے ہیں، جنگ اور صلح ہر حال میں آپ کی عزت سے ہماری عزت ہے، اور ہم کو معلوم ہے کہ ان مسرتوں میں آپ سب سے زیادہ حصہ لیتے ہیں، اور ان حالات سے آپ کا خوش ہونا کسی پر مخفی نہیں ہے اس لئے ہم آپ کو ان حالات کی اطلاع دیتے ہیں۔

اب ہم کو ان واقعات کا انتظار ہے جو ان شکستوں سے ظاہر ہونے والے ہیں، دشمن کے دل و جگر ان شکستوں سے پاش پاش ہو گئے ہیں اور اُس کے املاک و علاقے منقسم ہو گئے ہیں، پس وہ جوش انتقام میں یقیناً صبحِ معرفت پر حملہ کرے گا، اور اللہ نہ کرے کہ یہ حملہ ہماری واپسی کا سبب ہو بلکہ یہ حرکت اُس کی موت کی حرکت ہو جائے جس کا وہ متظر ہے اور اُس کی تباہی کا سبب بن جائے جو خود اُس کی لائی ہوئی ہے اور مسلمانوں کے دلوں کو اللہ اس طرف مائل کر دے کہ وہ اللہ ہی سے مدد طلب کریں اور اُس کی طرف متوجہ رہیں۔

چونکہ آپ کی اطاعت و آجیب ہے اور آپ کا مرتبہ ہم کو بخوبی معلوم ہے اس لئے ہم نے آپ کو اپنے ارادہ سے مطلع کیا اور آئندہ بھی جو حالات پیش آتے رہیں گے ان سے اطلاع دیتے رہیں گے اور ہر اسلت میں تاکید اور تعمیل حالات کے اقتضا کے مطابق ہوگی۔

غزوہ حصار

اس کے بعد اوائل ماہ رمضان میں سلطان نے حصار آتش پر حملہ کیا، حصار آتش اہل سرحد کی طرف سے جس کو طاغیہ نے توڑ دیا تھا اور سرحد کی دیوار کو کافروں نے اور اہل حصار نے جو بلاؤں اسلام پر منڈلاتا رہتا ہے اور اگر مال والا کے ساتھ اللہ کا فضل شامل نہ رہے تو ان کا حاکم بنا جاتا ہے، جا بجاتا ہے ناقص اور مجروح کر دیا ہے، سلطان نے اپنا حق مضمون واپس لینے اور اس تکلیف سے شفا پانے کے لئے اللہ سے دعا کی اور حصار مذکور کا محاصرہ کر کے اس کے ساتھ جنگ چھیڑ دی اور ایک سخت جنگ کے بعد جس کے برابر کوئی دوسری جنگ نہیں سنی گئی ہے اللہ نے حصار مذکور پر اس کی بلندی او

شہرت و ناموری کے باوجود اس کے باوصف کہ خود طاغیہ اس کی مدافعت کر رہا تھا سلطان کو فتح عنایت کی۔

اس جنگ کا سارا انتظام سلطان نے بذاتہ خود کیا تھا اور اس کی محنت و مشقت کا تمام بار اپنے کندھے پر لے لیا اور کبھی ہونی حمیت کو خود ترغیب دے کر مشتعل کیا تھا اور پھر فتح ہو جانے کے بعد تمام دن موسم گرما کی سخت گرمی برداشت کر کے خود اپنے ہاتھ سے اس کو صاف کیا اور اس کا شکاف بند کیا اس لئے اس معرکے میں سب سے زیادہ تعریف اور نیک نامی سلطان کی ہوئی اور وہ نہایت ہر و لغزینہ ہو گئے۔

قلعہ مفتوحہ میں سواروں کا ایک منتخب دستہ اور تیراندازوں کی ایک جماعت متعین کر کے اور سامان و سلاح جنگ رکھ کر سلطان وہاں سے واپس آئے اور اس بلند اور محفوظ مقام کا جو مسلمانوں کو بہت عزیز ہے فتح ہو جانے کے حق میں بہت بہتر ہوا یہ اللہ کا فضل اور احسان عظیم ہے جو مسلمانوں پر ہوا مغرب کی طرف اس واقعے کی خبر اعلیٰ درجے کی مسیح اور مسلمانوں کی عبارت میں روانہ کی گئی۔

اطرہ برہ پر فوج کشی

ماہ شعبان ۷۶۷ھ میں شہر اطرہ برہ پر حملہ کیا گیا۔ بس علاقے میں اطرہ برہ واقع ہے وہ ہمیشہ قتال و خون ریزی سے الگ تہلک بستر صلح پر امن کے ساتھ رہتا چلا آتا تھا، سال گذشتہ یہاں کے باشندوں نے یہ حرکت کی کہ اپنے تمام مسلمان قیدیوں کو قتل کر ڈالا اور اس لئے دشمن کے دوسرے شہروں کے ساتھ اس پر بھی انتہا درجے کی تباہی و بربادی نازل ہوئی۔

اوائل ماہ رمضان میں سلطان نے اس پر حملہ کیا اور اس کے ساتھ جنگ سے چھڑی اور شہر اور حوالی شہر کو تباہ و برباد کر دیا، اہل شہر جان بچا کر قصبہ محفوظہ میں بھاگ گئے جہاں نہایت مستحکم قلعے بنے ہوئے تھے لیکن جنگ نے وہاں بھی ان کو چھپانے چھوڑا اور حملے کی شدت کے وہ لوگ شکست تسلیم کرنے پر مجبور ہو گئے، اور مسلمانوں کی ایسی شرطوں کو قبول کر لیا جو اس سے قبل کسی عہد میں بھی پیش نہیں کی گئی تھیں

اور نہ اس عہد میں کسی آنکھ اور کان نے ایسی شیطیں نہ سنی اور سنی ہیں اور مسلمانوں کو اس قدر سامان متول اور مختلف قسم کے فوائد ہاتھ لگے جن کا علم آندی کو ہے۔

اسیران جنگ کی تقسیم اس طرح ہوئی کہ جن کے پاس سواری اور بار برداری کے جانور تھے ان کو فی کس چار چار اسیر اور پیادوں کو ان کی تعداد کے مساوی یعنی فی کس ایک ایک اسیر دیا گیا اور لوگ اسیروں کو بار برداری کے جانوروں پر چسپڑھا کر اور گھوڑوں پر اپنے پیچھے سوار کر کے اور جاریہ کو کجاوہ اور کوبان پر بٹھا کر لے گئے۔

اور لوگ سلطان سے ملنے کے لئے جو بڑے عزت و فخر اور نام وری کے ساتھ واپس آ رہے تھے باہر نکلے اور ان کو دیکھ کر آنکھیں ٹھنڈی کیں اور وہ مسلسل کئی روز تک ہر شہر کر لوگوں سے بیعت لیتے رہے۔ اور سارا ملک ہدیوں اور تحفوں سے بھر گیا، والحمد للہ۔

سلطان مغرب کے پاس اس فتح کی خبر بھی میرے انشا کئے ہوئے کلام میں میں بھیجی گئی۔

غزوہ فتح جیان

۱۷۶۷ء کے آخر میں شہر جیان پر ایک زبردست حملہ کیا گیا۔ یہ شہر بھی ایک دار الملک ہے دنیا کا ایک مشہور اور بے مثل شہر اور تخت گاہ امارت ہے، اللہ کے فضل سے شہر مذکور کو مسلمانوں نے لڑ کر فتح کر لیا اور جو سامان تنعم اور غلہ مویشی کپڑے جانور اور ہتھیار اس میں تھے سب مسلمانوں کے ہاتھ آئے اور اللہ نے مسلمانوں کو اس قدر موقع دیا کہ انہوں نے لڑنے والوں کو قتل اور ان کے ذریعہ کو قید کر لیا مکانات کو ویران اور آثار کو محو کر دیا مویشی بانک کے لئے اور درختوں کو کاٹ ڈالا۔

یہ فتح ایک معجزہ ہے جس کا پورا بیان نہ نظم میں ہو سکتا ہے نہ نثر میں ہر جگہ اس کا ذکر پھیلا ہوا ہے اور اس کا پرفخر کار نامہ بڑی شہرت رکھتا ہے۔

بادشاہ مغرب کے پاس اس فتح کا پیغام بھی میرا لکھوایا ہوا بھیجا گیا۔
اس معرکے سے واپس آنے کے بعد عوام میں ایک مرض متعدی نمودار
ہوا اور تمام لوگوں میں پھیل گیا اور محض اللہ کی مہربانی سے اس کی روک تھام
ہوئی اور آخر کار دفع ہو گیا اور اسی تردد کی وجہ سے شعرا انشا کرنے اور مدح
و ستائش کے دربار منعقد کا موقع نہ مل سکا۔

غزوہ شہر ابدہ

سند مذکور کے اوائل ماہ ربیع الاول میں شہر ابدہ پر چڑھائی ہوئی
اور شہر کے بیرونی حصے میں مسلمانوں کی فوج داخل ہو گئی۔ اس جنگ میں سلطان
نے بڑی شجاعت و بہادری ظاہر کی شہر ابدہ پر اس کے ہمسایہ شہر جیان کے
بعد حملہ کیا گیا تھا اس لئے وہ پوری طاقت و قوت کے ساتھ مقابلے میں آیا اور
یہ جنگ ایک مشہور جنگ ہوئی۔

مسلمانوں نے شہر کو فتح کیا اور لوٹا اور اس کے عالی شان مکانات
اور خوش نمائیکلیساؤں کو مسمار کر کے ان کی دیواروں کو زمین کے برابر کر دیا ان
کے صحن کی وسعت اور اطراف کا فاصلہ اور عمارت کی جسامت اس قدر تھی جس پر
محض سننے سے بہ مشکل یقین آسکتا ہے اور اس کا بیان ذہن کو خیرہ اور عقل کو
حیرت زدہ کر دیتا ہے اللہ کی بے شمار نعمتوں پر اللہ ہی کا شکر مسلمان اس
شہر کو اس طرح ویران کر کے پلٹے کہ اب نہ اس کے مکانات کی تعمیر ہو سکتی
تھی اور نہ اس کے پھتروں اور انباروں میں اجتماع و ترتیب ہو سکتی ہے۔
صاحب مغرب کی طرف اس فتح کا پیغام بھی میرا انشا کیا ہوا بھیجا گیا
جو حسب ذیل الفاظ میں ہے۔

تباہی بادشاہ قشتالہ

اسی زمانہ میں بطرہ ابن اقوش ابن ہراندہ ابن شانجہ بادشاہ قشتالہ

سے واقع ہے کہ اصل نسخہ مطبوعہ میں اس پیغام کے الفاظ مذکور نہیں ہیں۔

جس کی وجہ سے مسلمانوں کو بہت سے فائدے ہوتے رہتے تھے تباہی آئی، سبب یہ ہوا کہ اس کا بھائی لذریق ہمیشہ سلطنت میں اس کے ساتھ فراحت کرتا رہتا تھا اور اس کو پریشان کیا کرتا تھا، بطرہ کے سات بڑے بڑے رفقا اور اہل ملت اس کے بھائی لذریق کے ساتھ مل گئے اور اس کو حاجت ہوئی کہ مسلمانوں سے مدد لے اور جن لوگوں نے اس کے بھائی کی اطاعت اختیار کر لی ہے ان کے مقابلے میں مسلمانوں کو لے جائے۔ اس کو حصن متبل کے باہر شکست ہوئی اور اس وقت اس کے ساتھ چند مسلمان سوار تھے، وہ کسی سامان اور طیارہ کی کے بغیر حصن میں پناہ گزین ہو گیا اور اس کے بھائی نے جس کے مقابلے میں اس کو شکست ہوئی تھی اس کو مجبور کیا اور حصن کے گرد ڈیرہ ڈال کر اس کو محاصرے میں لے لیا، محصور کی فوج بھاگی اور نواحی آبادہ میں جمع ہو کر مسلمانوں سے استدعا کی کہ وہ مدد دے کہ اس کو دشمن سے بچالیں۔

مضییوں نے فتویٰ دیا کہ بطرہ کی امداد واجب ہے اور اس کو بچانے کی غرض سے مجاہدین طلب اور جمع کئے جانے لگے تاکہ اس کے باقی رہنے سے وہ فتنہ قائم رہے جس سے کفر کا اتصال ہوتا رہتا ہے اور ایک دشمن دوسرے کے ساتھ پھینسا رہتا ہے ابھی کارروائی ہو ہی رہی تھی کہ بے ایمان محصور نے اپنے رفیقوں کا ساتھ چھوڑ دیا اور نتیجہ یہ ہوا کہ اس کے لئے اس دلدل سے نجات پانا اور اس کی مشکلات میں مسلمانوں کی شرکت متعذر ہو گئی اور اس کے پاس خبریں پہنچنے اور اس مصیبت کے رفع ہونے کا ذریعہ منقطع ہو گیا۔ بطرہ اپنے بھائی کے ایک سردار کے پاس جو اس کے حاضرین میں سے تھا گیا۔ اور اس کو ملایا، سردار مذکور فرانس کی امدادی فوج کا جو اس کے بھائی کی اعانت کے لئے آئی تھی مشہور کمان دار تھا، بطرہ نے سردار مذکور کو جس قدر مال و متاع وہ مانگے دینے کا وعدہ اور عہد واثق کیا اور سردار مذکور نے ازراہ فریب اس کی یہ خواہش بہ ظاہر منظور کر لی اور جب وہ سردار مذکور کے پاس گیا تو اس نے خود اس کو اور جو دلال اس کے ساتھ گئے تھے سب کو گرفتار کر لیا اور فوراً اس کے بھائی کو خبر کر دی۔ خبر پا کر اس کا بھائی اپنے

خاص آدمیوں اور خادموں کی ایک مختصر جماعت کے ساتھ وہاں آیا اور بطرہ کو قتل کر کے بے خبری میں قتل کر دیا اور جو لوگ اس کے ساتھ محصور تھے ان سب کو معاف کر دیا۔ اور اس کے سر کو تمام شہروں میں گشت کرایا، اور باوجودیکہ وہ اس کے قتل کو جانتا اور حق بجانب سمجھتا تھا، پھر بھی بھائی کے غم میں ماتمی لباس پہنا، اور تمام شہروں میں جو ایسے شخص کی حکومت سے سخت ناراض تھے جو بلا اعلان مسلمانوں سے مدد لیتا اور ان کی مدد کرتا تھا۔ اور اس وجہ سے ان کے بلاد مفتوح اور کلیسا ویران اور مال و دولت برباد ہوتے رہتے تھے، اپنی حکومت کا اعلان کر دیا۔ اور سب نے اس کی حکومت قبول کر لی اور اس کی اطاعت پر اتفاق ہو گیا۔ اور شہر قرمونا کے سوا ان بلاد میں کوئی دو شخص ایسے نہیں تھے جو اس کی نسبت اختلاف رائے رکھتے ہوں۔

الغرض نصارے ایک مرکز پر جمع ہو گئے اور ان کے باہمی اختلافات رفع ہو گئے اور سب کے سب مسلمانوں کی طرف متوجہ ہو گئے، اور ان لوگوں نے تمام سامان اور خزانے کو جو اس سرزمین میں تھا بے جبروت میں طلب کر دیا، اور اشبونا کے لئے فرانس میں ایک نہایت مضبوط دشمن طیار کیا۔

اور اللہ جل جلالہ نے اہل بصیرت کو توفیق دی کہ مال کار کو سمجھیں اور کل کے لئے آج فکر کریں، سلطان نے ہم کو اجازت اور آزادی دی کہ مصلحت کے مطابق بادشاہ نصارے سے جو اس وقت مرض نکبہ میں مبتلا تھا گفتگو کریں۔ چنانچہ ہم نے بادشاہ مذکور کو مشورہ دیا کہ وہ اپنی قوم سے محترز رہے اور جو لوگ اس کے بھائی کے معاون تھے ان کے مکر و کید سے ہوشیار ہو جائے اور اس غرض سے کہ عیسائیوں کے ملک میں فتنہ قائم رہے ہم نے اس کو مشہور و معروف حکایتیں اور تاریخی واقعات سنا کر یہ رائے دی کہ وہ اپنی اولاد اور ذخیرے کے لئے ایک جائے پناہ بنائے جہاں اس کا مال و متاع اس کے اختیار میں رہے۔

بادشاہ مذکور نے میرے اشارے اور مشورہ کو شکر گزار ہی کے ساتھ قبول کیا۔ اور اس مقصد کے لئے شہر قرمونا کو پسند کیا جو اس کے دارالسلطنت اشبیلیہ کے بالکل متصل اور قریب واقع ہے، پھر اس نے قرمونا کے ٹیلوں اور دیواروں کو مضبوط و مستحکم کیا اور وہاں کے مخزنوں کو غلے اور سامان سے بھر دیا قابل اعتماد

لوگوں کی مدد سے وہاں کثرت سے ہتھیار جمع کئے مال و ذخیرہ وہاں منتقل کر لیا اور اکابر ایشیائیہ کو بطور یہ عمالوں کے اور مسلمان قیدیوں کو وہاں بھر دیا۔ اور اس میں اس قدر مبلغ لگا دیا جس کی کوئی حد و انتہا نہیں اور اس قدر اہتمام وہی شخص کر سکتا ہے جس کی موت کا وقت قریب آ گیا ہو اور وہ مرنے پر آمادہ ہو۔

آخر کار وہ اس جگہ کو اپنے جانشین کے لئے ایک محفوظ و مسلح مقام بنا کر چھوڑ گیا اور اپنے اہل و عیال کو اپنے بعض ایسے خادموں کے سپرد کر گیا جن کی نسبت اسے یقین تھا کہ وہ اس کے مخالفوں اور دشمنوں کی دوستی اور اطاعت نہیں کریں گے اور جس طرح شہد کی لکھیاں اپنے شہد پر جمع ہوتی ہیں اسی طرح یہ خدام اس کے ایک صغیر سن لڑکے کے گرد جمع ہو گئے اور مسلمانوں کی حمایت میں آگئے۔

اس طرح بڑی کے حلق میں اٹک جانے سے نصاریٰ کی ساری آرزوئے حملہ آوری اور تمنائے فتح مندی نکل رہی تھی اور اس کے لئے اس صورت حال کا بدلنا ضروری ہو گیا اور اس وجہ سے مسلمانوں نے اس کے ساتھ مزاحمت کی اور جس شخص نے قرمونہ کا رخ کیا اس پر انہوں نے قرمونہ کے ساتھ اپنا معاہدہ ہونا ظاہر کیا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کے درمیان باہمی اختلاف بہت بڑھ گیا اور اللہ کے فضل سے تدبیر میں نمایاں کامیابی ہوئی اور جیسا کہ خیالی کیا گیا تھا اس تدبیر سے ٹھیک وہی پیش آیا۔ دشمن کا بنا بنایا کھیل بگڑ گیا اور فتنہ و فساد کی آگ سرد ہو گئی۔ بادشاہ قشتالہ نے ملک کے سب سے بڑے بادشاہ سے جو مدد طلب کی تھی اس کے انتظار میں مدد آنے کی امید پر قرمونہ کے ساتھ ابھار با اور اس کے لئے مدد طلب کی شاہ پرتگال اور فرانس صلح بھی ہو گئی مگر ملک میں فساد برپا ہو گیا اور باغیوں نے اس کے مقابلے میں بغاوت کر دی جس سے اس کو پریشانی لاحق ہو گئی اور جو سوار اور محافظین مسلمانوں کے قریب کے شہروں میں متعین تھے سب ملک کے اندر لڑنے پھرنے کے لئے واپس چلے گئے۔ اور حسن تدبیر سے اس کے ملک کے اندر جو بڑے بڑے اختلافات پیدا ہو گئے تھے وہ ان کو رفع کرنے کی طرف متوجہ ہوا اور وہ خود اپنے ملک میں اس قدر مشغول ہو گیا کہ اسے اپنے تن بدن کی خبر نہ رہی دشمن کی طرف کیا توجہ کرتا۔ ان وجوہ سے نقض عہد آسان ہو گیا اور غفلت میں حملہ کر دینے کا موقع

مل گیا، چنانچہ حملے شروع کر دئے گئے، حصن قبیل اور حائر پر حملہ کیا گیا اور اللہ کے فضل سے ماہ رمضان سنہ ۱۱۸۴ میں یہ دونوں حصن مفتوح ہو گئے، پھر تغریبہ و ضہ پر حملہ کیا گیا اور بڑی محنت کے بعد اللہ کے فضل سے تغریبہ کو بھی فتح ہو گیا اور اسی کے ساتھ حصن قریہ بھی فتح کر لیا گیا، اور اس حوالہ میں اسلام کو دشمن کے حملہ آوروں سے امن ہو گیا اور سلطان کے اشارے سے زندہ اور جبل فتح کے باشندوں نے حصن برج الحکیم اور انقشورہ پر حملہ کر دیا اور رمضان ہی میں یہ دونوں بھی اللہ کی مدد سے یہ آسانی فتح ہو گئے پھر سنہ مذکور کے ماہ ذیحجہ میں جزیرہ خضراء پر حملہ کیا گیا جو اندلس کا دروازہ ہے اور وہ مقام ہے جس پر فتح اول کے وقت سب سے پہلے مسلمانوں کا قبضہ ہوا تھا جس وقت جزیرہ خضراء پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا گیا مسلمانوں کو مساجد کے اندر حسب قبل الفاظ میں حملے کی ترغیب دی گئی۔

"مسلمان مجاہدین کے گروہ، اور گھر بیٹھنے والے معذورین کے کام آنے والو! اللہ تمہارے ہاتھوں کو بلند رکھ کر کلمہ دین کو بلند کرے اور زاہدین سے زیادہ تم کو اجر اور فخر عطا کرے۔ جان لو! اللہ تم پر رحم کرے کہ اندلس اسلام کا ایک گھر ہے اور جزیرہ خضراء اس کا دروازہ ہے اندلس اسلام کی آنکھ کی سیاہ تیلی ہے اور جزیرہ خضراء اس کی سیاہی ہے زمانہ قدیم اور زمانہ حال دونوں زمانوں میں اسی جزیرے کی طرف سے اندلس کے اسباب فتح پہنچتے رہے ہیں اللہ کے دشمن اور اندلس کے دشمن کے مقابلے میں اللہ کے دوست اسی راہ سے اندلس کی مدد کرتے رہے ہیں۔"

"جس دشمن اسلام نے اس جزیرے کو تباہ ویراں کر رکھا ہے، اور اس کو غصب کر کے اور مسلمانوں کو اس مصیبت پر شرمندہ و رو سیاہ کر کے اس کی صبح روشن کو کفر کی ظلمت سے تاریک کر دیا ہے اور اس کی مسجدوں کو کلیسا بنا لیا ہے اور اس کی خاک پاک میں کفر کی خبیث جڑ نصب کر رکھی ہے اس کو یقین ہو گیا ہے کہ زمین حنیف کے اس شریف ملک میں اس پڑے ہوئے جسد میں گلا گٹ جانے کے بعد نہ نئی زندگی پیدا ہو سکتی ہے اور نہ وہ کھڑا ہو سکتا ہے، اور جو کھوڑی ہی جان باقی رہ گئی ہے وہ بھی نکل جائے گی، اور اگر اللہ ہی اس مصیبت کو نہ دفع کرے

اور اس سے محفوظ نہ رکھے مسکن کی حفاظت نہ کرے اور ان کو باقی نہ رکھے تو خبر گیری اور اصلاح کی راہ سدود ہو چکی ہے، اور جبل اللند اس کو بجائے رکھے جو ایک اچھی یاد تمہارے پاس رہ گئی ہے وہ اپنی قدر و منزلت کی کمانا سے مستحق ہے کہ اس کی حفاظت کی جائے اور اس دروازے کا ایک پلہ جس کا دو سرا پلہ ضائع ہو چکا ہے کوشی سمجھا جائے خصوصاً ایسی حالت میں کہ اس جواری پریشان حالیوں کی امیدوں کے اور اس کے درمیان حائل ہو گئی ہیں۔

اللہ کے بندو، اس وقت تمہارے لئے اٹھ کھڑا ہوتا ممکن ہے، موقع کو ہاتھ سے نہ جانے دو، گلا ڈھیل پڑ گیا ہے، پس ناگوار گھونٹ نہ فرو کرو۔ میدان جنگ کو شریفانہ جذبات سے بھر دو، اور اولیاء و ابرار اللہ کے ساتھ جیسا عہد کرتے ہیں تم بھی اس کے ساتھ جیسا ہی عہد کرو، اور اپنے بے بس ذریعات اور نو نیز اولاد اور صغیر سن بچوں کی طرف جو ابھی ماں کی گودوں میں پرورش پا رہے ہیں، اور دین کی طرف جس کا شیرازہ ان طرف میں بکھرا ہوا ہے نظر کرو، اور انجام کار کو پیش نظر رکھ کر کام کرو تا کہ تمہارے کام کی تعریف کی جائے۔ اور خالص نیت کے ساتھ اللہ کے واسطے کام کرو وہ اپنے فضل سے تمہاری امیدیں پوری کرے گا۔ کیا عذر کہتا ہے وہ شخص جو اپنے گھر میں امن سے بیٹھا ہوا ہے، اور کس بات کا منتظر ہے وہ شخص جس نے دشمن کے مکر و کید کے آگے سرخم کر دیا ہے۔ اسی قریب سے اسلام کے شیر اس ملک میں گرتے ہوئے داخل ہوئے تھے اور اسی سمت سے فتح اول کے جھنڈے لہراتے ہوئے طلوع ہوئے تھے، اجنبی پرندے جب اس ملک میں آنا چاہتے ہیں تو اسی طرف سے داخل ہوتے ہیں اور اپنے رہبر کے پیچھے اسی طرف صف بستہ دیکھے جاتے ہیں۔

اللہ کے بندو، دروازہ بند ہے اس کو کھولو، اور اسے اللہ کے بندو فتح کا چہرہ نظر آ رہا ہے اس کو دیکھو اللہ کے بندو، بیماری ہلک ہے اس کا استیصال کرو، اور اسے اللہ کے لوگو، اللہ کی طور کٹ گئی ہے اس کو جوڑو، اس قسم کے حالات میں بیش قیمت جانیں سستی ہو جاتی ہیں، اور اسی قسم کے حالات میں بہت بلند کا اندازہ ہوتا ہے اور عقائد کی مضبوطی ظاہر ہوتی ہے، اور بزدلوں کو ان کی

روحس خاک میں ملاتی ہے، اللہ اس شخص کو تروتازہ رکھے جس کے دل کی طرف اس نے دیکھا اور اس کو دینی حمیت سے بھرا ہوا پایا اور کلمتہ اللہ کو بلند کرنے کے لئے وہ بہ خندہ پیشانی آمادہ ہو گیا۔

یا اللہ! ہم تیرے پاس تیری ہی نازل کی ہوئی کتاب کے اسرار کو اور تیرے ہی بھیجے ہوئے نبی عربی کی توجہ کو اور تیری ہی بخشی ہوئی اور نہایت افراط کے ساتھ بخشی ہوئی مرحمتوں کو اور ہر ولی کو جس نے تیرے وجہ کریم کے آگے رکوع اور سجدہ کیا ہے وسیلہ بنا کر دعا کرتے ہیں کہ ہمارا گمشدہ ہاتھ سے نکلا ہوا علاقہ ہم کو واپس دلا دے، اور ہم کو اس پر فتح عنایت کر کے اپنی ہمیشہ جاری رہنے والی نعمتوں سے ہم کو بہرہ اندوز فرما۔ اے مشکل حاجتوں کے آسان کر نیوالے اور ہمارے ٹوٹے ہوئے دلوں کے جوڑنے والے، اے غریب قوم کے کارساز اور اے قریب رہنے والی مہربانیوں کے نازل کرنے والے اپنی مدد کے فرشتے بھیج کر ہماری مدد کر اور اپنے نور کو کامل کرنے کا وعدہ وفا کر، اے ہمارے رب ہم کو اپنی رحمت سے سرفراز کر اور ہمارے امور میں ہم کو راہ راست کی ہدایت فرما۔

اس کے بعد روانگی ہوئی اور ہر جگہ جوش پھیل گیا، جہاز طیار کئے گئے اور یہ روزہ شبہ ماہ مذکور کی میسویں تاریخ کو جزیرے کے مقابلے کے لئے جا ہوئے مسلمانوں نے جزیرے کی طرف جنگ کا ہاتھ بٹھایا اور البتہ یہ جو جزیرے کے متصل ایک شہر ہے لڑ کر قبضہ کر لیا، اس معرکے میں چند زرہ پوش سوار مقتول ہوئے، اور اموال غنیمت بڑے شہر کی طرف روانہ کر دئے گئے دشمنوں نے اللہ کی وہ شان دیکھی جس کے مقابلے کی ان میں طاقت نہ تھی۔ اور گو کہ ان کی شہر پناہ بہت مستحکم تھی اللہ جل جلالہ نے ان کو شکست کا منہ دکھایا اور ان لوگوں نے اپنی جانوں کے لئے امان طلب کی اور یہ روز پنجشنبہ پچیسویں ماہ مذکور وہ سب لوگ جزیرے سے نکل گئے اور یہ مبارک دن مسلمانوں کے لئے بڑے خوشی اور مسرت کا دن بن گیا، اللہ کا شکر ہے اس کی نعمتوں اور اس کے پیہم انعام اور دشمنوں کو ذلیل و خوار کرنے پر

وسط ربیع الاول ۱۰۷۰ھ میں سلطان نے اطراف اشبیلیہ کے جانب جو

دارالسلطنت اور بڑی شان و شوکت کی جگہ ہے حرکت کی بادشاہ نصاریٰ کا نائب اپنے بہترین شہسواروں کی ایک بڑی جماعت کے ساتھ یہاں موجود تھا اور بلدہ قرمونہ کو اس وجہ سے سخت تنگ کر رکھا تھا کہ تنہا وہی ایک شہر ایسا تھا جو بادشاہ نصاریٰ کی مخالفت پر آمادہ اور مسلمانوں کی خدمت کی طرف مائل تھا، مسلمانوں نے شہر اشبونہ پر حملہ کر کے اس کے پانی کے خزانوں پر قبضہ کر لیا لیکن شہر کے باشندے شہر کے اندر مضبوطی سے قدم جمائے رہے اور اطاعت نہیں قبول کی چونکہ یہاں محلات (متعلقات فوج سپاہ و جانوران بار برداری وغیرہ) کے لئے پینے کا پانی مفقود تھا۔ اس لئے یہاں سے فوراً کوچ کر دیا گیا اور شہر مرشاناہ تک سب لوگ پیادہ پا گئے اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ حالانکہ شہر مرشاناہ میں ساز و سامان اور سوار فوج کے متعدد رؤسا موجود تھے لیکن اللہ سبحانہ نے اس شہر پر بھی بہ استقامت و قصبہ فتح عنایت کی اور مسلمانوں کو اس شہر اور اس کے قریب و جوار میں اس قدر جانور اور سامان ہاتھ آیا جس کا شمار نہیں ہو سکتا اور اس کے اکثر لڑنے والے قتل ہو گئے اور تمام شہر کو آگ لگا کر برباد کر دیا گیا۔ اور وہاں کے ان غلوں کو جو جہاز پر بار کئے جانے والے تھے مسلمان بار برداری کے جانوروں پر لاد کر اٹھالائے جس سے مسلمانوں کے شہروں میں غلے کی افراط ہو گئی اور نرخ سستا ہو گیا اور کافروں کے شہروں میں گرانی واقع ہو گئی خدا کا شکر ہے کہ مسلمان عزت اور خوشی و مسرت کے ساتھ اس جنگ سے واپس آئے۔

سلطان کی ولادت بساعات ظاہر باطن پانچ سو و کت قرین عاقبت

جیسا کہ تاریخ پیدائش کی شہرت اور عہد طفولیت کے تعویذ سے منقول ہے، شب دوشنبہ ۲۳ تیس جادی الاخریٰ ۷۳۹ھ کو واقع ہوئی۔ اور ہم کہتے ہیں کہ یہ تاریخ چوتھی جنوری ۱۳۴۷ء تاریخ عجمی کے ساتھ مطابق ہے۔ اور اقلیدس و بطلمیوس کے حساب کے موافق صناعت تعدیل کا اقتضا یہ ہے کہ طالع برج قمرین ہو، جو ہر اسکے مواضع استقبال پر ستولی ہونے کے جو ولادت پر مقدم ہے۔ اور تخمین یہ ہے کہ شب دوشنبہ مذکورہ کی چھٹی ساعت کاثلث عشر اور عشر ساعت اور ربع ساعت کا وقت تھا اور طالع برج سنبلہ میں نہ ہو، درجہ و ایک درجہ کے اربعائیس قیفے پر تھا۔ اللہ دنیا اور آخرت میں کامدگار رہے اور ہمارے لئے تقدیر اور برکت بہر

محمد بن یوسف

نام، نسب، کنیت اور لقب
 محمد نام سلسلہ نسب یہ ہے محمد بن یوسف بن محمد بن احمد بن
 خمیس بن نصر بن قیس خزرجی انصاری۔ سعد ابن عبادہ
 صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد سے تھے، سعد
 سے اوپر سلسلہ نسب یہ ہے سعد ابن عبادہ ابن سلیمان ابن حارثہ ابن ثعلبہ ابن
 طریف ابن خزرج ابن حارثہ ابن ثعلبہ ابن عمر ابن یعرب ابن شیبہ ابن
 قحطان ابن مہسح ابن مین ابن ثابت ابن اسمعیل ابن ابراہیم صلی اللہ علیہما وعلی
 محمدن الکریم، اندلس کے امیر المسلمین اور بانی سلطنت تھے، کنیت ابو عبد اللہ اور لقب
 غالب باللہ ہے۔

اولیت
 اکثر مورخین کے نزدیک خاندان نصری کا سعد ابن عبادہ رئیس
 خزرج اور صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد سے ہوتا
 مسلم ہے اور ان کے سلسلہ نسب کو سعد تک پہنچانے کے لئے لوگوں نے کئی کتابیں
 لکھی ہیں۔ سب سے زیادہ قوی دلیل یہ پیش کی گئی ہے کہ رازی نے تصریح کی ہے
 کہ سعد بن عبادہ کی اولاد سے دو شخص اندلس آئے۔ ایک سرزمین تاگرونہ میں پھرے
 اور دوسرے مقرر سٹونہ کے ایک قریہ میں جو قرریہ خزرج کے نام سے مشہور
 ہے مقیم ہوئے۔

محمد ابن یوسف علاقہ قرطبہ کے ضلع ارجونہ میں پیدا ہوئے اور وہیں پرورش
 اور تربیت پائی۔ اس علاقہ کی زمین نہایت زرخیز ہے اور یہاں غلبہ انفرادی
 پیدا ہوتا ہے۔ محمد اور ان کے آبا و اجداد اسی شہر میں رہتے اور کاشتکاری کا

شغل کرتے تھے اور بڑی فارغ البالی، اولوالعزمی اور ناموری کی زندگی بسر کرتے تھے اور اسی کا نتیجہ تھا کہ محمد کو ریاست و امارت حاصل کرنے کا حوصلہ پیدا ہوا۔

میرے شیخ محمد ابن محمد ابن عبداللہ لوشی بھیبی نے جو شاعر و کاتب ہیں بیان کیا کہ شہر جہان میں المانیا کے ایک شخص نے مجھے خبر دی کہ اس کے پاس ایک عمدہ نسل کی گھوڑی تھی جس پر اس کو اپنے سامان جنگ میں فخر تھا۔ اس نواح میں یہ گھوڑی اس درجہ مشہور ہوئی کہ طاغیہ رومی بادشاہ نے اس کی خریداری کا پیام بھیجا۔ اس پیام سے مالک کو گھوڑی کے ساتھ زیادہ دیکھی پیدا ہو گئی۔ اس نے گھوڑی کو خود اپنے لئے رکھا اور اس پر زیادہ فخر کرنے لگا۔ ایک دن خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص اس سے کہہ رہا ہے کہ گھوڑی کو ارجون لے جا اور فلاں نام و نشان کے شخص کو تلاش کر کے گھوڑی اس کے حوالے کر دے۔ وہ گھوڑی کے عوض میں شہر جہان اور اس کے علاوہ بھی کچھ تجھے دیکھا جس سے تیری اولاد کو نفع پہونچے گا، خواب کی تعمیل میں اس نے تامل کیا دوسری دفعہ پھر وہی خواب دیکھا، اور تیسری دفعہ تاکید کے ساتھ اس کی ترغیب دی گئی، اب اس نے ایک معتبر شخص سے جو ارجون کے جوار اور وہاں کے لوگوں سے واقف تھا حال دریافت کیا مخبر نے جو ابن لعش مشہور تھا اس کو شخص مطلوب کا پورا پتہ بتلایا۔ اب فقیہ ارجونہ جا کر ٹہرا اور وہاں اس کی شہرت ہو گئی اور سلطان اپنے معاونین کے ساتھ اس کے پاس آئے اور اس کی حالت دریافت کی، اس نے اس شہر میں آنے کی غرض بیان کی اور عجز ظاہر کیا سلطان نے اس سے قیمت کے ایک حصہ کے لئے مہلت طلب کی اور اس نے مہلت دے دی سلطان نے بڑی قیمت دے کر گھوڑی خرید لی، جب اس کا مقصود حاصل ہو گیا تو اس نے سلطان سے قلعہ کی مسجد میں تخلیہ کی ملاقات کی خواہش کی اور اسی حالت ظاہر کر کے ان کی بیعت کر لی اور قیمت واپس کر دی اور اپنا جان کے خوف سے سلطان سے اس معاملہ کے انخفا کی درخواست کی اور پھر وہ اپنے شہر واپس چلا گیا۔

مخبر نے بیان کیا کہ دوسرے سال سلطان نے ارجونہ میں اپنی حکومت کی

تحریک کی اور شہر جیان پر قبضہ کر لیا اس میں اختلاف ہے کہ سلطان کو جیان پر قبضہ کرنے کی تحریک کس سبب سے ہوئی ایک سبب یہ بیان کیا گیا ہے کہ بعض ملازمین حکومت نے خیر کے ساتھ بد سلوکی کی تھی، اس کے سوا دوسرا سبب بھی بیان کیا گیا ہے۔

حال | محمد ابن یوسف ساوگی اور نیک دلی اور جمہور پسندی میں قدرت الہی کا نمونہ تھے وہ فوج اور قلعہ کے ایک چست و چالاک مضبوط اور جفاکش سپاہی تھے عیش و آرام سے بھاگتے تشدد و صعوبت کی زندگی پسند کرتے اور تھوڑے کو کافی سمجھتے تھے قلیل پر قناعت کرتے اور تصنع سے دور رہتے تھے ہتھیار کے زبردست اور ارادہ کے مضبوط تھے، جرات ایسی رکھتے تھے کہ ان کا رعب چھایا رہتا تھا اور بڑے مستعد شخص تھے مصیبت کو حقیر سمجھتے گھر والوں کے ساتھ اچھا سلوک کرتے اپنا حق طلب کرنے میں بے پروائی سے کام لیتے قرابت مندوں و دوستوں اور ہمسا یوں کی حمایت کرتے اور لڑائیوں کا انتظام بذات خود کرتے تھے۔ ان کے ہتھیار کے متعلق اور ان کے عصا کی آرایش کے متعلق مبالغہ آمیز حکایتیں بیان کی جاتی ہیں۔ جوتا اپنے ہاتھ سے گانٹھ لیتے لباس موٹا پہنتے بدویانہ طریقہ پر رہنے اور تمام کاموں کو اہتمام و توجہ کے ساتھ انجام دیتے تھے۔ روز جمعہ کے مبارک ہونے سے اور اس سبب سے کہ اسی دن جیان اور پھر غرناطہ پر ان کا قبضہ ہوا اور ایک قول کے مطابق اسی دن ان کی تحریک کی ابتدا ہوئی تھی غرناطہ کے ضعیف اور معذور لوگوں میں اس دن خیرات تقسیم کرنے کو رواج دیا جو آج تک مروج ہے۔

اپنے سنہ ظہور یعنی ماہ ربیع الاول ۶۲۹ھ میں قریباً تیس دن تک شہر اشبیلیہ پر قابض رہے اور عشرہ اول ماہ رجب سنہ مذکور میں شہر قرطبہ پر قبضہ کر لیا لیکن اس کے بعد ان دونوں پر پھر ابن ہود کا قبضہ ہو گیا۔ جب ملک پر قبضہ کرنے اور عمال کے حاصل کرنے میں ان کو کامیابی ہو گئی تو حسابات کی دیکھ بھال کی طرف بذات خود توجہ کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ

دولت میں بہت اضافہ ہو گیا اور خزانہ چاندی سونے سے بھر گیا انہوں نے ملک میں کامل درجہ کا امن قائم کیا اور ان کے لئے حکومت کا کام سہل و خوشگوار ہو گیا طبری کا پورا موقع ملا، جس سے فتنہ و فساد میں سکون ہو گیا۔ اور انہوں نے اس وادی پر جو قلعہ جیو با سے متصل ہے قبضہ کر کے اپنے گھر کے خزانے کو مال، ہتھیار، علم، بار برداری کے مویشی اور اعلیٰ درجہ کے جانوروں سے بھر لیا جس سے ان کو طبری کا پورا فائدہ حاصل ہو گیا اور جو سامان انہوں نے فراہم کیا تھا سب کام آ گیا۔

اصلاح و عادات | محمد بن یوسف ابتدا میں بادشاہان عدوہ و افریقیہ کی اطاعت ظاہر کرتے رہے اور تھوڑے دنوں تک ان ہی کا خطبہ

پڑھتے اور ان سے امداد و اعانت حاصل کرتے رہے۔ ایک قول یہ ہے کہ اپنے مہنام ابن ہود کی تقلید میں اپنی تحریک کا آغاز مستنصر عباسی خلیفہ بغداد کے حق میں دعا کرنے سے کیا تاکہ عوام کو اس وقت یہ خیال نہ ہو کہ خود اپنی حکومت قائم کرنے کی تحریک ہے۔ پھر اس کو ترک کر دیا۔

وہ ہفتہ میں ایک روز دربار عام منعقد کرتے تھے جس میں ہر شخص ان کے پاس جاتا تھا اور شکایتیں پیش کی جاتی تھیں۔ اس دربار میں وہ اہل حاجت سے بالمشافہہ گفتگو کرتے تھے۔ شعر اشعار سنا تے اور ان سے ملتے تھے۔ ایک دوسری مجلس تھی جس میں وہ وعظ و نید کرنے والوں سے ملتے تھے اس مجلس میں صرف اہل غرناطہ، قضاة شہر اور اعلیٰ حکام سلطنت شریک ہوتے تھے۔ یہاں صحیحین (صحیح بخاری و صحیح مسلم) سے حدیثیں پڑھی جاتی تھیں اور دس حصوں میں قرآن ختم کیا جاتا تھا۔

پھر اپنی خاص مجلس میں چلے جاتے تھے جہاں وہ دوسری قسم کے کاموں پر نظر ڈالتے اور جو امر توجہ کے لائق ہوتا اس میں پوری توجہ صرف کرتے تھے رات کا کھانا اپنے خاص قراہمندیوں اور معزز سرداروں کے ساتھ جو ان لوگوں کے دوست ہوتے تھے کھایا کرتے تھے۔

اولاد | محمد بن یوسف کے تین فرزند تھے، ایک کا نام محمد تھا یہ

ولی عہد تھے اور باپ کے بعد امیر المسلمین ہوئے دو مہرے امیر ابو سعید فرج اور تیسرے ابو الحجاج یوسف، یہ دونوں باپ کی زندگی ہی میں فوت ہو گئے تھے جس کا بیان انشاء اللہ آئندہ کیا جائے گا۔

وزراء سلطنت محمد ابن یوسف نے وزارت کا کام اہل غرناطہ وغیرہ کی ایک جماعت یعنی وزیر ابو مروان عبد الملک ابن

صاویرہ اور علی ابن ابراہیم شیبانی جو روسائے غرناطہ میں ایک عالی خاندان دیا انتدار اور باوقار فاضل تھے پھر نکیس ابو عبد اللہ ابن رئیس ابو عبد اللہ وہبی اور وزیر ابو یوسف ابن الکاتب سے لیا جن کی شہرت انتہا کہ پہنچی ہوئی ہے۔

کتاب کتابت کی خدمت بھی متعدد و جلیل القدر بزرگوں نے انجام دی مثلاً کاتب ابو الحسن علی ابن محمد ابن محمد ابن سعید بخصی لوشی

جو مشہور محدث تھے اور ان کی وفات کے بعد ان کے بیٹے ابو بکر محمد، یہ دونوں بزرگ محمد بن یوسف کے مشہور کاتب ہیں۔ مدرسین میں سے ابو بکر بن خطاب جیسے علامہ شخص نے یہ خدمت انجام دی۔

قصاۃ عہدہ قضایہ متعدد و اشخاص مامور ہوئے جن کے نام یہ ہیں قاضی ابو عامر یحییٰ ابن عبد الرحمن ابن ربیع اشعری جو خاندانی

عظمت، اثر، جلالت منصب اور وسعت علم میں اندلس کے ایک جلیل القدر شخص تھے۔ ان کے بعد فقیہ ابو عبد اللہ محمد ابن ابراہیم ابن عبد الجلیل ابن غالب انصاری خزرجی۔ ان کے بعد ابو عبد اللہ محمد ابن محمد ابن ابراہیم ابن عبد السلام تیسری۔ یہ ایک دیندار اور شریف آدمی تھے۔ اور قاضیوں میں عدل و انصاف کا ان پر خاتمہ ہو گیا۔ ان کے بعد فقیہ قاضی ابو عبد اللہ محمد ابن عیاض ابن موسیٰ بخصی، پھر ان کے بعد قاضی ابو عبد اللہ ابن اصحی، ان کا خاندان مشہور ہے پھر قاضی ابو بکر محمد ابن فتح ابن علی اظہیلی، ان کا لقب الاسبرون تھا اور یہ اس دور کے آخر قاضی تھے۔

ہم عصر پادشاہان مغرب مامون الموحدین اور لیس والی مراکش تھے جن کے ساتھ ابو زکریا یحییٰ ابن ناصر ابن منصور ابن عبد المومن جبل میں مقابلہ

کرتے رہے۔ ۶۳ء میں مامون نے وفات پائی اور رشید ابو محمد عبد الواحد والی مراکش ہوئے۔ ان کے بعد ابو حفص عمر ابن اسحاق مرتضیٰ دالی ہوئے اور ۶۵ھ ہجری تک جب کہ ادریس و اتق ابو د یوس نے ان کو قتل کیا والی رہے۔ ابو حفص کے تھوڑے ہی دنوں کے بعد بنو عامر مراکش کے والی ہو گئے اور محمد ابن یوسف کے عہد میں خاندان بنو عامر کے کئی بزرگ مثلاً امیر عثمان ابو جمو اور ان کے بھائی ابو یحییٰ ابن عبد اسحق یکے بعد دیگرے والی ہوتے گئے، اور ان کے آخر عہد میں ابو یوسف یعقوب ابن عبد اسحق ابن مجبو جو خاندان مذکور کے سب سے زیادہ سن رسیدہ بادشاہ تھے والی تھے۔

تلمسان کے بادشاہ یغمر اسن بن زیان تھے، یہ اپنے خاندان کے پہلے بادشاہ تھے اور اگرچہ ان کے رٹے بھائی بھی تھوڑے دن تک حاکم رہے تھے لیکن یغمر اسن پہلے شخص تھے جنہوں نے سلطنت کو مستحکم کیا اور شہرت و نامور حاصل کی۔

تونس میں امیر ابو زکریا یحییٰ ابن عبد اللہ ابن ابی حفص حکمراں تھے۔ سلطان مترجم (محمد ابن یوسف) نے نامہ و پیام کر کے ان سے مدد طلب کی اور اعانت حاصل کی تھی۔ امیر ابو زکریا کے بعد ان کے بیٹے المستنصر ابو عبد اللہ والی تونس ہوئے اور سلطان کے فرزند کے ابتدائی عہد تک والی رہے۔ ۶۷۳ھ ہجری میں سلطان کے فرزند نے ان سے مدد طلب کی اور اعانت حاصل کی۔

قتالہ کا حاکم ہراندہ ابن المنشہ ابن شایخہ تھا جس نے قرطبہ اور اشبیلیہ پر قبضہ کر لیا تھا۔ ہراندہ کے بعد اس کا بیٹا الفنش حاکم ہوا اور سلطان کی پوری مدت ولایت اور ان کے بیٹے کے ابتدائی عہد تک مسلسل انتہائیں بریں حکمراں رہا۔

ارغون کا حاکم جالمش ابن بطرہ ابن الفنش قرط برشلونہ تھا۔ اسی جالمش نے ابو جمیل زیان ابن مردنیش سے بلنسیہ چھین کر اس کو اپنا دار السلطنت بنایا تھا۔ متفرق واقعات ابن ابی خالد نے جس وقت وہ غرناطہ میں تھے محمد ابن یوسف کے لئے سلطنت کی تحریک کی اور بحیان سے جہاں وہ

اس وقت مقیم تھے ان کو غرناطہ بلایا جیسا کہ ابن ابی خالد کے ترجمہ میں ذکر کیا جا چکا ہے۔ ۱۳۵ھ میں روساء غرناطہ نے اپنے دو شیخ ابو بکر بن کاتب اور ابو جعفر نیرولی کو اپنی طرف سے بیعت کر نیکے لئے سلطان محمد ابن یوسف کے پاس بھیجا اور اس کے بعد سلطان موصوف غرناطہ گئے۔

ابن عذاری نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے کہ جس وقت سلطان غرناطہ پہنچے ان کی ہیئت و پوشاک اچھی نہیں تھی۔ انھوں نے ارادہ کیا کہ رات کا وقت غرناطہ کے باہر بسر کریں اور صبح کو غرناطہ میں داخل ہوں۔ پھر کچھ سوچ کر بنظر احتیاط غروب آفتاب کے وقت شہر میں داخل ہو گئے۔ ابو محمد بسطی نے بیان کیا ہے کہ ہم نے سلطان کو اس حالت سے غرناطہ میں داخل ہوتے ہوئے دیکھا کہ ان کے بدن پر ایک شاشیہ لپی ہوئی تھی جس کے شانہ کے بال اڑے اور جلے ہوئے تھے۔ جس وقت وہ قصبہ کی جامع مسجد کے دروازہ پر اترے مؤذن، مغرب کی اذان میں حتیٰ علی الصلوٰۃ حتیٰ علی الفلاح کہہ رہا تھا۔ ابو المجد مرادی اس دن کا امام مسجد غیر حاضر تھا۔ شیخ نے سلطان کو محراب کی طرف بڑھا دیا اور انھوں نے اسی ہیئت و وضع میں نماز پڑھائی۔ پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ اذا جاء نصر اللہ اور دوسری رکعت میں قل ہو اللہ احد پڑھی پھر شمع کی روشنی کے ساتھ قصر بادیس میں داخل ہوئے۔

۱۳۴ھ میں سلطان نے طاغیہ روم کے ساتھ امن کا معاہدہ کیا جس کی شرطوں کے مطابق جیان ہاتھ سے نکل گیا۔ اسی سنہ میں دشمن کو جس نے عین دار السلطنت کے سامنے حملہ کیا اور ایک برید کے فاصلہ پر حصن بلش میں قلعہ بند تھا شکست فاش دی۔ یہ ایک عظیم الشان فتح تھی اور اس کے بعد اللہ کا فضل و احسان ہمیشہ ان کے ساتھ رہا جس کی تفصیل کا یہاں موقع نہیں ہے۔

۱۳۶ھ میں طاغیہ روم کے ساتھ صلح کر کے امن کا معاہدہ کیا، اپنے ولی عہد کے لئے بیعت لی اور قبائل کو جہاد پر آمادہ کیا۔

ولادت	سلطان محمد ابن یوسف ۵۹۵ھ میں دراکہ کے سال بمقام ارجونہ پیدا ہوئے۔
وفات	نصف جمادی الاخریٰ ۶۷۰ھ میں جب کہ وہ بہت بوڑھے ہو گئے تھے چند سرداران قبائل اپنے اپنے علاقہ کی مسلح فوج ساتھ لے کر سلطان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور وہ ان لوگوں سے ملنے کے لئے دارالسلطنت کے باہر گئے، واپسی میں سواری ہی پر فالج میں مبتلا ہو گئے اور راہ میں سواری سے گر گئے۔ اس وقت ان کا ایک غلام صابر الکر نام رویت تھا۔ روز جمعہ ۲۸ ماہ جمادی الاخریٰ سنہ مذکور میں وفات پائی۔ اور جامعہ عتیقہ کے اندر مقبرہ سنام الشبکہ میں دفن کئے گئے۔
لوح مزار	قبر پر اس وقت ذیل کی عبارت منقوش ہے۔

<p>هذا قبر السلطان الاعلى اعز المسلمين والاسلام فخر الليالي والايام غياث الامة غيث الرحمة قطب الملة نور الشريعة حامى السنة سيف الحق كافل الخلق اسد الهياج ساحر الاعداء قوام الامور ضابط الثغور كاسر الجيوش قاصع الطغاة قاهر الكفرة والبيغاة امير المسلمين علم المهتدين قداوة المتقين عصمة الدين شرف الملوك والسلاطين الغالب بالله المجاهد في سبيل الله امير المسلمين محمد ابن يوسف ابن نصر الانصارى رفعه الله الى اعلى عليين والحقه بالدين انعم الله من النبيين</p>	<p>یہ اس بلند مرتبہ سلطان کی قبر ہے جو مسلمان اور اسلام میں سب سے زیادہ مغرر تھا، راتوں اور دنوں کا فخر امت کا فریاد رس رحمت کا برکت کا قطب شریعت کا نور سنت کا حامی حق کی تلوار خلق کا خبر گیران میدان جنگ کا شیر کی موت امور کو درست رکھنے والا قلعوں کا انتظام کرنے والا فوجوں کو شکست دینے والا نہر کشوں کی سرکوبی کرنے والا کافروں اور باغیوں کو مغلوب رکھنے والا مسلمانوں کا امیر ہدایت یاقوت کا علم بردار پر مہنگاروں کا پیشوا دین کا محافظ ملوک و سلاطین کا شرف غالب باللہ مجاہد فی سبیل اللہ امیر المسلمین محمد ابن یوسف ابن نصر انصارى اشدان کو اعلى عليين کی بلندی تکدیجی اور انبیا و صدیقین اور شہداء و صالحین کے ساتھ</p>
---	--

<p>ملاوے جن پر اس نے انعام کیا ہے۔ سلطان اللہ ان سے راضی ہو اور ان پر اپنی رحمت نازل کرے ۵۹۵ھ میں پیدا ہوئے اور جمعہ کے دن ۲۶ جمادی الاخریٰ ۶۵۸ھ کو ان کی بیعت ہوئی اور جمعہ ہی کے روز نماز عصر کے بعد ۲۹ ماہ جمادی الاخریٰ ۶۵۸ھ میں ان کی وفات واقع ہوئی۔</p>	<p>والصديقين والشهداء والصالحين - ولد رضى الله عنه وآتاه رحمة من لدنه عام خمسة وتسعين وخمس مائة وبويع له يوم الجمعة السادس والعشرين من عام احد وخمسين وست مائة وكانت وفاته يوم الجمعة بعد صلاة العصر التاسع والعشرين لجمادى الآخرة عام احد وسبعين وست مائة -</p>
<p>پس پاک ہے وہ جس کی سلطنت کو فنا اور جس کی حکومت کو زوال اور جس کے زمانہ کو نقصان نہیں پہنچا ہے کوئی معبود مگر وہی رحمن و رحیم۔ قبر کی دوسری جانب اشعار ذیل کھدے ہوئے ہیں۔</p>	<p>فسيحان من لا يفنى سلطانه ولا يبدي ملكه ولا ينقضى زمانه لا اله الا هو الرحمن الرحيم - قبر کی دوسری جانب اشعار ذیل کھدے ہوئے ہیں۔</p>
<p>بلندی بزرگی اور کرم کا محل ہے عظیم الشان پاک اور نامور امام کی قبر ہے اشد ہی جانتا ہے اس لحد میں کتنا بڑا شرف اور کیسی کیسی عالی خصلتیں دفن ہیں۔ اس قبر کی پیٹوں میں وہ کرم اور شجاعت دفن ہے جس کے سامنے غترہ کی شجاعت اور بہم کی سخاوت پہنچیں۔ کرامت و رضوان کی منزل مدوح کو پہنچاتی ہے وہ بادشاہوں کا فخر اور ذات و صفات میں بزرگی فیاضی اور جنگ دونوں دنوں میں اس کا مقام ایسا تھا جیسا کہ بلندی میں ابر کا اور کچھار میں شیر کا ان کے آثار کے تمام تو میں بجا طور پر مقبر ہیں ریا اب چال ہو کہ گویا ان کو کبھی اتنی بڑی محفل کی</p>	<p>هذا محل العلاء والمجد والكرم قبر الامام الهمام الطاهر العلو لله ما ضم هذا اللحد من شرف حجر ومن شيم علوية الشيم بالجود والباس ملتحوى صفائح لاباس عنتره ولا ندى هرم مغنى الكرامة والرضوان يعهد فخر الملوك جليل الذات والشيم مقامه في كلا يومى ندى ووعى كالغيث في مجده والليث في اجمر ما اثر قلت آياتها سوراً تقر بالحق فيها جملة الامر كانه لم يسر في محفل لجب</p>

تضيق منه بلاد العرب والعجم ولم يبادل العدا منته ببادسرة يفتر منها الهدى عن تغرہ بتسہ ولم يجر من لہم خبلا من ذہرہ	سرت نہیں حاصل ہوئی جس کیلئے مالک عرب و عجم اور گویا بھی دشمنوں نے ان کا وہ جوش غنیمت نہیں جس میں سکون انکی خوش مزاجی ہی کی خصلت سے پیدا ہوتا اور گویا کبھی انہوں نے دشمنوں کیلئے ایسے گورے نہیں
لا يشرب الماء الا من قليب دم ولم يقو حاكم عدل في سياستہ تاوى رعيتہ عندہ الى حرمہ من كان يجهل ما اولاه من لغمہ وما حواه لدين اللہ من عرمہ قتلہا آتاسرہ فی کل مکرمہ ابدی و اوضح من نار علی علو لا زال تھی علی قبر آفتابہ	لیا رکھے بوسرف خون کے کنوئیں کا پانی پیتے ہیں اور گویا ان کی سیاست میں کبھی کوئی ایسا عادلانہ حکم نہیں جاری ہوا جس سے ان کی رعیت کو حرم میں پناہ دینی پڑتی کون شخص ان نعمتیوں سے جو اللہ نے ان کو عنایت کییں اور اللہ کے دین کی جو حرمت ان کے دل میں تھی ناواقف ہے ان کے یہ آثار ہر شرفیاء کا م میں نشان راہ کی آگ سے زیادہ نمایاں اور واضح ہیں جس قبر کے اندروہ میں اس پر ہمیشہ آفتاب کی بدایاں چھائی ہوئی
سحاب الرحمة الوکافۃ اللدیر آہستہ آہستہ پانی بہہ لکتی رہیں -	

محمد بن عبد اللہ

محمد نام سلسلہ نسب یہ ہے محمد ابن عبد اللہ ابن ابی عامر ابن محمد ابن عبد اللہ ابن عامر ابن محمد ابن ولید ابن یزید ابن عبد الملک	نام و نسب
محمد ایک کامیاب اقبال مند محنت و سعی کرنے والے اور فتون سیاست کے جامع شخص تھے۔ سرزمین مغرب میں ان کی وہی حیثیت تھی جو دولت بنو امیہ میں حجاج کی عقل و دانش کمال فطرت اور جہاد کی علامتیں ان کی صورت سے نمایاں تھیں۔ وہ جہاد جس کے عظیم نشان آثار کافروں کے وسط ملک میں ہر جگہ پھیلے ہوئے ہیں اللہ ان پر رحمت نازل کرے۔	معافری قحطانی۔

اولیت | محمد کے دادا عبد الملک اندلس میں اس جماعت کے ساتھ آئے تھے جو طارق ابن زیاد اور موسیٰ ابن نصیر کے ساتھ سب سے پہلے اندلس داخل ہوئی اور فتح اندلس میں ان کا کارنامہ قابل تعریف رہا۔ محمد ابن حسان نے جو محمد (صاحب ترجمہ) کا مداح تھا اشعار ذیل میں اسی کارنامہ کی طرف اشارہ کیا ہے۔

وکل عدوانت تھمزہ حیشد | اور کوئی دشمن ہو آپ اس کی فوج کو شکست
وکل فتوح عنک تفتح بابہا | دیتے ہیں اور کوئی فتح ہو اس کا دروازہ آپ کے ذریعہ سے
وانک من عبد الملک الذی لہ | کہلتا ہے بد شہ آہ اس عبد الملک کی نسل سے ہیں
حلافہ قرطاجنہ و انتہابہا | جنہوں نے قرطاجنہ کو فتح اور اس پر قبضہ کیا تھا
حباہا ابو مروان جدک قابضنا | آپ کے دادا ابو مروان نے قابض رہ کر اس کو ایسے
بکف تلید طعنہا و ضرابہا | ہاتھ سے حفاظت کی جس کیلئے پیرہن تلواریں لانا قدیم عادت تھی
وان سعت فی الشریک من بعد فتحہا | قرطاجنہ کی فتح سے شرک کے ملک میں امن
فتوح فصر و ف الیک ثوابہا | سامان ہو گیا اور ان کا ثواب آپ ہی کے طرف جمع ہوا ہے
عبد الملک ابتداء فتح میں جزیرہ خضر میں مقیم ہوئے اور اہل جزیرہ کے
سروار بن گئے وہاں ان کی نسل بہت بڑھی اور اس خاندان میں عزت و نام آوری
بہ کثرت ظاہر ہوتی رہی پھر ان لوگوں نے قرطبہ میں خاندان کے قریب سکونت
اختیار کی۔

محمد کے والد ایک دیندار پارسا اور تارک الدنیا شخص تھے اور سلطان کی مجلس میں نہیں جاتے تھے۔ جماعت حدیث کے بعد انہوں نے فریضہ حج ادا کیا اور واپسی میں طرابلس الغرب میں ان کا انتقال ہو گیا۔

حال | محمد ایک یگانہ روزگار اور اکابر ملت میں سے تھے وہ ہمہ کامیابی اور فوری فائدہ حاصل کر لینے میں اپنا تانی نہیں رکھتے تھے۔ اور وراثتیں چالاکانہ نظر میں انوت کے محیط تھے۔ دور دراز کی خبریں رکھتے تھے۔ بڑی بڑی امیدیں قائم کرتے تھے قیاض تھے اور لوگوں کے کام آنے تھے اشرف کو کھینچ بلاتے اور دلوں کو مائل کر لیتے تھے۔ رختوں کو بند اور

خرابیوں کو زایل کر دیتے اور استبداد (ذاتی اقتدار) سے کام لینا خوب جانتے تھے۔ نیک نامی کے طالب تھے اور بڑے مہربان سے کام لیتے تھے سخی تھے بلند نظر تھے تلوار کے ترہیں تھے صاحب ہمت اور صائب الرائے تھے چہرہ متفکر اور ہاتھ خالی رہتا تھا اور فتح حاصل کرنے سفر کے عادی ہونے اور کام کا بار اٹھانے میں اللہ جل جلالہ کی قدرت کا نمونہ تھے۔

ہوشیاری اور
نام نمود
مورخ کہتا ہے کہ محمد نے ابتدا میں اپنے چچا اور ماموں کے طریقہ پر چل کر قاضیوں کی روش اختیار کی اور کم سنی ہی میں حدیث میں مشغول ہو گئے بہت سی حدیثیں لکھ ڈالیں اور

بڑے بڑے جلیل القدر محدثین سے جا کر ملے۔ پھر خلیفہ الحکم کے درباروں میں شامل ہو کر خلیفہ کے ساتھ رہنے لگے اور ان کی طرف سے قضا و امامت وغیرہ کا کام انجام دیتے رہے پھر اس سے استعفا دے دیا اور اپنی روش چھوڑ کر اہل حرم و متوسلین سلطنت جو خاص امتیازات و حقوق رکھتے ہیں) میں داخل ہو گئے خلیفہ نے ان کو اپنے بیٹے ہشام کی ماں کی خدمت کے لئے خاص کر دیا اور انھوں نے ولی عہد کے ذریعہ سے ان کی والدہ مکرمہ کی خدمت میں اپنی عزت و مرتبت بہت بڑھالی لوگ ان کے حاجتمند ہو گئے اور ان کے دروازہ پر ہجوم رہنے لگا ان کی عام حاجت روائی عزت کے ساتھ ملنا باریابی میں آسانی اور حسن اخلاق نے سلطان کے اگلے مصاحبین کو اہل حاجت کے دلوں سے بھلا دیا۔ غرض ان کا اثر و اقتدار وسیع ہو گیا اور جب مساعدت تقدیر سے وہ امیر المسلمین ہو گئے تو ان کی عزت و شہرت اس درجہ پر پہنچ گئی جس کے اوپر کوئی درجہ نہیں ہے

ذاتی اوصاف | مورخ کہتا ہے "دولت عامریہ" میں مذکور ہے کہ محمد کو امامت

حاصل کرنے میں اس سے بڑی مدد ملی کہ اقبال مندی کیساتھ ساتھ

ان کی ذات میں چند ایسی خصلتیں جمع ہو گئی تھیں جو سابق امرا میں مجتمع نہیں تھیں یعنی جود و وقار، متانت، ہیبت، عدل، امن، شوق عمارت، دولت کو بڑھانا رعیت کو قابو میں رکھنا اور بغیر اس کے کہ خود ان کے دینی جوش میں کچھ فتور واقع ہوا ہو رعیت کو مجاہد و مناظرہ اور مہنگا مہ آرائی کے ترک پر مجبور کرنا اور

نیت درست رکھنا۔ مورخ نے ہر فصل کو شرح و بسط سے بیان کیا ہے اور اس کے متعلق منصور سے جو کچھ منقول ہے سب کو جمع کر دیا ہے۔

غزوات و فتوح | اس شخص نے اللہ ان پر رحمت نازل کرے قریباً پچاس غزوات مسلسل بذات خود انجام دئے اور بلا و کفر کو فتح کر کے اس کی طاقت و قوت کا خاتمہ کر دیا، رؤسا کو ذلیل کیا، صلیب کو توڑا، اور اندرون ملک پہنچ کر ان کو خراج ادا کرنے پر مجبور کیا۔ یہاں تک کہ خود شہنشاہ روم ان سے ملنے آیا اور ان کے ساتھ رشتہ قائم کرنے کی غرض سے اپنی بیٹی ان کو نذر کی چنانچہ ان کی سب سے زیادہ چہیتی بیوی یہی لڑکی تھی اور دینداری و لیاقت میں ان کی سب بیویوں سے بڑھتی ہوئی تھی۔

بادشاہان روم سے ملنے کے لئے جو ان کے تحت کو بوسہ دینے کیلئے آیا کرتے تھے انھوں نے بارہ و بار منعقد کئے۔

اشعار | اشعار ذیل محمد کی طرف منسوب ہیں۔

رہیت بنفسی حول کل عظیمۃ
و خاطر ت والحر الکریم یخاطر
وما صاحبی الا جنان مشیح
واسمہ خطی و ابيض باستر
وانی لاجز جرماء الجیوش الی الوفا
اسود تلاقیہا اسود خوادس
وسدت بنفسی اهل کل سیادة
وکا ثرت حتی لمر اجد من اکاثر
وما شدت بنیاننا و لکن زیادة
علی ما بنی عبد الملک و عاصر
سرفعنا المعالی بالعوالی سیاستہ
واورثناہا فی القدیوم عافر

ہم نے اپنے نفس کو ہر بڑی مصیبت کے کام میں ڈال دیا اور خطرہ برداشت کر لیا اور شریف و کریم شخص خطہ برداشت کرتا ہے۔ اور میرا فریق صرف میرا و عا میں بندھا نیوالا دل اور خطی نیرہ اور چسکدار تلوار سے اور بلاشبہ میں فوجوں کو میدان جنگ میں بجا نیوالا شخص ہوں وہ ایسے شیر ہیں جن کے مقابلہ میں کچھار کے شیر ہوتے ہیں۔ اور میں اپنی ذات سے ہر ایک قسم کے سرداروں کا سردار بن گیا۔ اور میں مقتدر خوبیاں اکتسب کیں گے ایسا کوئی نہیں ملتا جس کے مقابلہ میں فخر کروں۔ اور ہم نے کوئی عمارت نہیں اٹھائی مگر اس سے عبد الملک اور عامر کی بنائی ہوئی عمارتوں میں اضافہ ہی ہوا۔ ہم نے عزت و شرف کو نیزے کے اوپر باقتضائے سیاست قائم کیا اور ہم زمانہ تقدم سے عزت و شرف میں معاف کے وارث چلے آتے ہیں۔

وسعت حکومت محمد کی حکومت صوبجات مغرب میں حدود قبلہ تک وسیع ہو گئی۔ شہر قاس کا اختیار نظم و نسق انھوں نے اپنے بیٹے کو سپرد کیا اور جنھوں نے ان علاقوں میں جا کر وہاں کے کافر بادشاہوں کو دفع دفع کیا۔

غرناطہ میں داخل ہونا صاحب دیوان نے دولت عامریہ میں کہا ہے کہ شہر ریشلونہ میں منصور اور قوس قرنگ کے مقابلہ کا حال ذکر کیا جا چکا ہے۔ عیسائیوں میں

تعداد کے لحاظ سے یہ قوم سب سے بڑی ہے اور ساز و سامان اور قوت بھی سب سے زیادہ، اسی کے پاس ہے نیز جس طرح اس نے بادشاہوں اور ملکوں کو سمجھ اور بڑے بڑے شہروں کو فتح کیا اور فوجوں کو شکست دی اس کا ذکر بھی ہو چکا ہے۔ منصور اس کے امتیصال کی زبردست خواہش دل میں لیکر ریشلونہ سے واپس آئے اور شہر کے موسم گرما کو خاص اس قوم سے جنگ کرنے کے لئے مخصوص کر دیا۔ منصور کا یہ تیرھواں غزوہ تھا اور انھوں نے اس جنگ کے لیے بڑی تیاری اور اجتماع عام کی بڑی کوشش کی اور پورا اہتمام کیا کہ شان و شوکت میں کوئی کمی اور ساز و سامان میں کسی قسم کا نقص نہ رہ جائے اور اسی غرض سے شرق اندلس کا راستہ اختیار کیا تاکہ اس طرف کے غلے پوری طرح کام آسکیں اور اسرہ کی راہ بپٹہ ہوتے ہوئے تدمیر تک چلے گئے اور ان جنگوں میں بریل بادشاہ نرلس کو شکست پر شکست دیتے ہوئے شہر ریشلونہ کے سامنے جا کر صرف آراہ ہوئے اور بروز دو شنبہ نصف ماہ صفر ۳۲۲ یشہ بروز شمشیر ریشلونہ میں داخل ہو گئے۔

میں کہتا ہوں کہ شہر اسرہ میں فوج کے ساتھ منصور کے داخل ہونے سے ان لوگوں کا دعویٰ ثابت ہو جاتا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ معتدین اہل اندلس اسی عہد میں غرناطہ داخل ہوئے تھے اس غزوہ میں ان شعرا میں سے جو دفتر سے وظیفہ پاتے تھے اور جن کا ذکر آگے آتا ہے منصور کے ہمراہ تھے علاوہ دوسرے طبقات کے جن کے بجز خار کے مقابلہ میں عہدہ داروں کا طبقہ جن کی تعداد نسبتاً کم ہو کرتی ہے۔ موجود تھا اور یہ صحت کے ساتھ معلوم ہے کہ اس غزوہ میں اصحاب ذیل شریک تھے۔

ابو عبد اللہ محمد بن حسن طیبی، ابو الحسن حسین ابن ولید معروف بابن حریف، ابو الوضاح ابن شہید، عبد الرحمن ابن احمد ابو العلاء صاعد ابن حسین لغوی، ابو بکر زیادہ اللہ ابن علی ابن حسن یمنی، ما عمر ابن بنسہم بغدادی، ابو الحسن علی ابن محمد قرشی عباسی، عبد العزیز ابن خطیب محدود، ابو عمر ابن یوسف ابن ہارون زیادی

لے شاید یہ محمد بن عبد اللہ کالقب ہے۔ مترجم

موسیٰ ابن ابی طالب مروان ابن عبدالحکم ابن عبدالرحمن، یحییٰ ابن ہذیل مکفوف، سعد ابن محمد قاضی، ابن عمرو قرشی مروانی، علی نقاش بغدادی، ابوبکر یحییٰ ابن امیہ ابن وہب، محمد ابن اسماعیل زبیدی مصنف المختصر فی اللغة، احمد ابن دراج قسطلی متنبی اندلس، ابو الفرج نیل ابن سفیل اشجعی، محمد ابن عبد البصری وزیر، احمد ابن عبد الملک ابن شہید، محمد ابن عبد الملک ابن ہجو، محمد ابن الحسن قرشی جو اہل مشرق میں سے تھے، ابو عبیدہ حسان ابن مالک ابن ہانی طاہر ابن محمد معروف بالمہند، محمد ابن مطرف، سعید ابن عبد اللہ تستری ولید ابن مسلمہ مرادی، اغلب ابن سعید، ابو افضل احمد ابن عبد الوہاب، احمد ابن ابی غالب رصاصی، محمد ابن مسعود بنی عبادہ ابن ماد السماء، عبد الرحمن ابن ابی فہد، ابو الحسن ابن المصنیٰ البجلی کاتب، عبد الملک ابن سہل الوزیر، عبد الملک ابن ادریس الجزیری، قاسم ابن محمد جیانی، مورخ کہتا ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جو یاد رہ گئے ہیں ورنہ جو لوگ اس غزوہ میں شریک تھے ان کا شمار نہیں ہو سکتا اور اسی سے اس حکومت کی عظمت اور اس کی قوت کی وسعت کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

وفات اطراف قشتالہ کو تسخیر کرتے ہوئے غزوہ فلاحس و ریدے کے لئے واپس آرہے تھے کہ شب ووشنبہ تاریخ ۲۷ رمضان ۳۹۲ھ کو وفات پائی اللہ ان پر رحمت نازل کرے۔ مرحوم نے اپنے بیٹے منظر سے اپنی مشہور وصیت کے بعد یہ عہد لیا تھا کہ ان کو اسی شہر میں دفن کیا جائے جہاں ان کی وفات واقع ہو چنانچہ وہ شہر سالم کے قصر میں جس کو انھوں نے واوی حجارہ میں دشمن کے سینہ پر آباؤ کیا تھا دفن کیے گئے اور ان کی قبر اس وقت تک مشہور ہے۔

جہاں میں ان کے کپڑوں پر جو غبار بیٹھا تھا وہ ان کے لئے ایک بڑے ظرف میں جمع کر کے رکھا جاتا تھا۔ اللہ ان پر رحمت نازل کرے۔
لوح مزار | قبر پر مندرجہ ذیل شعر لکھ دیا گیا ہے۔

آثارہ تنبیک من اخبارہ | مدوح کے آثار تم کو ان کے اخبار سے اس طرح
حتیٰ کانک بالعیون تراہ | واقف کریں گے کہ گویا تم ان کو آنکھوں سے دیکھ رہے ہو

تالله لا یأتی الزمان بمثله | اللہ کی قسم زمانہ اب ان کے مثل شخص کبھی نہیں پیدا کرے گا
ابدا ولا یحیی الثغور سواہ | اور اب کوئی دوسرا قلعوں کی حفاظت نہیں کرے گا

محمد بن عباد

نام و نسب محمد نام اور معتمد لقب تھا سلسلہ نسب یہ ہے محمد بن عباد

ابن محمد بن اسماعیل ابن محمد ابن اسماعیل ابن قوش ابن عباد ابن

عمر ابن اسلم ابن عمر ابن عطات ابن نعیم کھنی۔

اولیت محمد بن عباد کے جد اعلیٰ عطات اندلس میں بلج ابن بشر قشیری

کے ساتھ آئے تھے جو طائفہ بلجیہ کے اشراف میں سے تھے۔

یہ لوگ شہر حمص متعلقہ ملک شام کے عرب ہیں اور ان کا گائوں جس کا نام العرش ہے مصر اور شام کے درمیان حصارین کے آخر میں واقع ہے۔

عطات اقلیم طشانہ کے ایک گائوں میں تو میز کے قریب اشبیلیہ کے

بڑے دریا کے کنارہ مقیم ہوئے اور ان کے بعد ان کے بیٹے اسماعیل مہر دار

ہوئے یہی وہ قاضی اسماعیل ہیں جن کے حیلہ و تدبیر کی شہرت ہے اور جن کی

کنیت ابو انولید ہے۔ اسماعیل موصوف ہشام ابن اسلم کی طرف سے شہرہ وسطی

کے والی (درمیانی محکمہ پولس کے افسر اعلیٰ) تھے اور نماز جمعہ کی امامت پر مامور

تھے۔ اسماعیل کے جانشین ابو القاسم محمد ہوئے جن کے مقابلہ کا دوسرا رئیس

اشبیلیہ میں نہیں تھا اور وہاں کی دونوں وزارتوں اور فصل خصومات کا کام بھی

ان کو سپرد کر دیا گیا تھا۔ ابو القاسم کی عزت و جاہت بہت ترقی کر گئی ان کے

متوسلین بہت زیادہ ہو گئے غلاموں کی تعداد میں بہت اضافہ ہو گیا اور دشمنوں

نے ان کی اطاعت قبول کر لی۔ ابو القاسم کے جانشین ان کے بیٹے امیر معتضد عباد

ہوئے عباد ایک نیک دورانہ پیش اور پختہ راے شخص تھے اور دشمن بھی ان کا

ادب کرتے تھے۔ عباد کے بعد سردار ہی ان کے بیٹے محمد بن عباد کی طرف

منتقل ہوئی جو زیر تذکرہ ہیں ان کی کنیت ابو القاسم تھی اور معزول ہونے کے وقت تک یہ سردار رہے۔

حال تمام مورخین متفق ہیں کہ معتد رحمہ اللہ ایک بہادر شہسوار، دلیر پہلوان، اور مشتاق شاعر تھے اور اپنی رعایا میں اپنی روش کی وجہ سے ہر دل عزیز تھے۔ ابو النصر نے اپنی کتاب "تلاید" میں لکھا ہے کہ معتد علی اللہ ایسے بادشاہ تھے جنہوں نے دشمن کا سر کھیل دیا تھا شجاعت اور فیاضی ان کی ذات میں جمع تھی وہ دنیا میں ہدایت کے ماہ کامل بن کر طلوع ہوئے اور ان کے ہاتھوں اور انگلیوں نے ایک دن کے لئے بھی ان کے قلم اور نیزہ کو معطل نہیں رہنے دیا ان کے سارے دن عید کے دن تھے اور وہ ہر وقت فائدہ پہنچانے کے لئے طیار رہتے تھے۔

پہلے انہوں نے اپنا لقب "ظافر" رکھا پھر جب "اعتماد" نامی جاریہ ان کو ملی تو اس کی محبت میں "معتد" لقب اختیار کیا اور غایت الفت سے یہ چاہا کہ ان کے لقب اور اس کے نام کے حروف متحد ہوں۔

وزرا ابن زیدون اور ابن عماد وغیرہ ان کے وزیر تھے۔

فرزند ان جو بادشاہ بنائے گئے ایک فرزند کا نام عبید اللہ کنیت ابو الحسن اور لقب رشید تھا۔ مرابطین سے مدد طلب کرنے میں رشید نے باپ کی رائے سے اختلاف کیا اور اشارتاً یہ کہا تھا کہ اس کا نتیجہ یہ ہوگا

کہ سلطنت ہاتھ سے نکل جائے گی اور اس کے جواب میں باپ نے کہا تھا کہ "اونٹ چرانا سور چرانے سے زیادہ بہتر ہے" باپ نے ان کو ولی عہد بنایا تھا اور اشبیلیہ میں ان کے واسطے بیعت لی گئی تھی۔ باپ کے ساتھ یہ بھی عدوہ بھیجے گئے۔

دوسرے کا نام "عباد" اور لقب المامون تھا ان کے واسطے قرطبہ میں بیعت لی گئی تھی اور یہ وہیں قتل ہوئے۔ ان کا سر دشمن یعنی المرابطین کی فرودگاہ میں جو اشبیلیہ میں ان کے والد کا محاصرہ کئے ہوئے تھے بھیجا گیا۔

تیسرے کا نام "برید" اور لقب "راضی" تھا۔ باپ نے ان کو زندہ کا

والی بنایا تھا اور جب ملتونین نے زندہ پر قبضہ کیا اس وقت یہ وہاں قتل ہو چوتھے کا نام عبد اللہ "اور کنیت" ابو بکر تھی۔

یہ چاروں جو بادشاہ بنائے گئے تھے معتمد کی جا رہے اعمام کے بطن سے تھے جو ایک نہایت عالی مرتبہ عورت تھی اور اپنے مولیٰ رمیک ابن حجاج کے انتساب سے رمیک مشہور تھی جو.....

ایک واقعہ عظیم ^{شہر طابطلہ} پر بلا جنگ و جدال قبضہ کر لینے سے اد فونشس ابن فرولند کی حرص بڑھ گئی وہ معتمد کو دق کرنے لگا اور

مسلمانوں کو اس کے ظلم و تعدی سے محفوظ رکھنے کے لئے جو خراج اس کو دیا جاتا تھا اور جس کا دیا جانا اسی شرط پر منظور کیا گیا تھا اس کے لئے معتمد پر وہ تشدد کرنے اور الزام لگانے لگا اور اس کو بلا اسلام پر قبضہ کرنے کی طمع و امنگی ہو گئی بعض مورخین نے بیان کیا ہے کہ اد فونشس نے اپنے آخر زمانے میں خراج

مذکور وصول کرنے کے لئے روساء نصاریٰ کی ایک جماعت کے ہمراہ اپنا تاسع معتمد کے پاس بھیجا۔ یہ لوگ باب اشبیلیہ کے باہر ٹھہرے۔ معتمد نے ہم ان کے پاس بھیج دی۔ قاصد نے کہا کہ ہم یہ سکہ نہیں بلکہ خالص سونا لینگے اور آئندہ سال سے اجناس شہر کے سوا اور کچھ نہیں قبول کیا جائے گا۔ معتمد نے یہ سن کر قاصد اور اس کے ہمراہی نصاریٰ کو گرفتار کر لیا اور سب کو سخت سزا دی۔ یہودی (قاصد) نے اپنی بات کی عوض میں اپنے جسم کے ہوزن سونا دینے کا اقرار کیا لیکن معتمد نے منظور نہیں کیا بلکہ اس کو قتل کر دیا۔ اور نصاریٰ کو قید رکھا، طاغیہ نے ان کی رہائی کے لئے معتمد کو خط لکھا لیکن انھوں نے رہا کرنے سے انکار کر دیا اور ملتونین سے مدد طلب کرنے دریا عبور کر کے بذات خود ان کے پاس گئے۔ طاغیہ نے سخت قسمیں کھائیں کہ وہ معتمد کو بغیر بدلے لئے نہیں چھوڑے گا۔ معتمد کی حیثیت بھی جوش میں آئی اور انھوں نے مرا بطین کو لے آئے کی کوشش کی اور جنگ زلا قہ میں طاغیہ کو ایسی سخت شکست دی جو سب کو معلوم ہے۔

اس جنگ کی آگ خود معتمد نے بھڑکانی تھی اس لئے محنت و تکلیف

بھی انہوں نے زیادہ اٹھائی ان کے سر اور بدن پر متعدد زخم لگے اور ان کے صبر کی بڑی شہرت ہوئی اللہ ان پر رحمت نازل کرے۔

ابو بکر بن عبادہ نے ان ہی زخموں کے متعلق کہا ہے۔

وقالوا لکفد جرحت فقلنا
لوگوں نے کہا کہ ان کا ہاتھ مجروح ہو گیا اس پر ہم نے کہا

اعادیدہ تو اقعہا الجراح
زخم تو ان کے دشمنوں کو لگے ہیں

وما اثر الجراحۃ ما را ئینتم
اور جو تم نے دیکھا ہے وہ زخم کا اثر نہیں ہے

فتوهنھا المناصل والرماح
کہ تلواریں اور نیزے اس کو کم زور کر دیں۔

ولکن فاض سیل المباس فیہا
بلکہ اس ہاتھ میں شجاعت کا سیلاب جوش میں آگیا تھا

ففیہا من عجار یما السیاح
اور بہنے کے راستوں سے اس میں بہنے لگا تھا

وقد صحت و صحت بالامانی
اور اب وہ تندرست ہے اور آرزوئیں انڈیل رہا ہے

وفاض الجود منها والسباح
اور اس سے داد و دہش ابل رہی ہے

رأی منہ ابو یعقوب فیہا
ابو یعقوب نے ممدوح کو ایسا عقاب پایا جس کا

عقابا لا یهاض لہ جناح
بازو کبھی نہیں ٹوٹتا

فقال لہ لک القدح المعلی
تو اس نے ان سے کہا کہ جب مقابلے کے تیر

اذا ضربت بمشہدک القداح
چلائے جاؤ گے تو پانسہ آپ کے حق میں ہوگا۔

شہر میں داخل ہونے کے وقت جب شور و ہنگامہ ان کے قریب پہنچا

اس وقت وہ اپنے چند غلاموں کے ساتھ سوار ہو کر باہر نکلے جسم پر صرف

ایک قمیص تھی جس کے اندر سے بدن نظر آ رہا تھا اور ہاتھ میں نیکی تلوار تھی وہ

سید سے باب الفرج گئے اور اندر گھسنے والوں سے مقابلہ کر کے ان کو پیچھے

ہٹایا اور ان کے ایک سوار کو قتل کیا۔ وہ لوگ ان کے سامنے گھبرا گئے اور

دروازہ کے پیچھے ہو گئے انہوں نے دروازہ بند کر دیا جس سے سکون پیدا

ہو گیا اور اپنے محل میں واپس آ گئے اسی واقعہ کے متعلق خود کہا ہے۔

ان یسلب القوم العدا
اگر دشمنوں کی قوم نے میرا ملک چھین لیا

ملکی و تسلینی الجموع
اور فوج نے میرا ساتھ چھوڑ دیا ہے۔

فالقلب بین ضلوعہ
پھر بھی دل اپنے پسلیوں کے درمیان موجود ہے

لم تسل القلب الضلوع
 قدر مت يومرقتا لھم
 ان لا تحصننى السدروع
 وبرزت لیس سوی القیص
 من الحشاشی الدفوع
 و بذلت نفسی کی تسلی
 اذا یسئل بها النجیع
 اجلی تاخر لریکن
 لھوا کا ذلی والخشوع
 ما سرت قطا لے القتا
 ل و کان من املی الرجوع
 شیرا لالی انا منصر
 والاصل تتبعہ الفروع
 معتمد کی فیاضی کے حالات مشہور ہیں اور ان میں سے جو
 واقعات ان کی عزت اور مال و دولت و لوازم سلطنت

کے افراط کی حالت کے بیان کئے جاتے ہیں تعجب انگیز ہیں۔
 کسی خصلت اور عادت خلقی کی معتبر شہادت یہ ہے کہ تنگ دستی،
 فراخ حالی اور انقلاب روزگار غرض ہر حال میں باقی رہے اور کسی وقت
 ساتھ نہ چھوڑے۔ طنجہ کی راہ سے سوا حل جاتے ہوئے جس وقت معتمد
 بیرون طنجہ پھرے ہوئے تھے حصری شاعر نے بغیر کسی حق کے صریح قابل نصرت
 اشعار جو بے موقع و بے محل بھی تھے لکھ کر ان سے سوال کیا کہتے ہیں کہ اس
 وقت ان کے پاس تیس دینار عبادیہ کے سوا اور کچھ نہیں تھا جو بوقت ضرورت
 تکلیف و نقصان سے بچنے کے خیال سے ایک ڈبہ میں ساتھ رکھ لئے گئے تھے
 معتمد نے وہی ڈبہ سر بہر کر کے اس کے اندر چند اشعار کا ایک قطعہ کمی کے
 عذر میں لکھ کر بھیج دیا اور ان کی خواہش یہ تھی کہ دینار کی اس صورت حال کا

لحاظ کیا جائے لیکن حصری نے اس کا کچھ جواب نہیں دیا اس پر معتمد نے اس کے پاس حسب ذیل اشعار لکھ بھیجے :-

قل لمن قد اجمع العلم	اس شخص سے کہ جس نے علم حاصل کیا
وما احصى ثوابه	اور اس کا کافی صلہ نہیں پایا
كان في الصرة شعر	تھیلی میں ایک شعر تھا
فتنظرنا جوابه	اور ہم اس کے جواب کے منتظر ہیں
قد اتيناك هلا	ہم آپ کے پاس آئے
جلب الشعر ثوابه	پھر شعر نے اپنا صلہ کیوں نہیں پایا

ایک دفعہ معتمد کے اعیان دولت نے ایک نظم ان کی خدمت میں پیش کر کے ان کو ابوالولید ابن زیدون کے برخلاف اشتعال دینا چاہا ابوالولید ایک مشہور شخص ہیں اور وہ نظم حسب ذیل ہے :-

يا ايها الملك الاعز الاعظم	اے نہایت مغز اور بڑے با عظمت بادشاہ جو
اقطع و سریدی کل باغ ینعم	جو باغی آواز نکالے اس کی دونوں رگ گردن کاٹ دیکھو
واحسم سيفك داء كل منافق	اور اپنی تلوار سے ہر منافق کے مرض کو زائل فرمائے
یبدی الجمیل و ضد ذلك یکتبر	جو خیر خواہی ظاہر کرتا اور دل میں مخالفت پوشیدہ رکھتا
لا تحقرن من الکلام قلیله	تھوڑے کلام کو ہرگز حقیر مت سمجھو
ان الکلام له سیوف تکلم	حقیقت یہ ہے کہ کلام کی بھی تلواریں ہیں جو مجروح کرتی ہیں
والملك یحیی مملکة عن لفظه	اور بادشاہ اپنے ملک کی ایسے ایک لفظ سے بھی حیات
تسری فتجلی عن دواہ و تعظم	کرتے ہیں جو اندر اندر اس قدر پھیل جائے کہ اس کا علاج ہو
فضلا عن الکلام التي قد اصبت	پھر ان کلمات کی نسبت کیا کہا جائے جن کو ہمارے
غوغا و ناچمرا به تکلم	اشرار بولا بولتے رہتے ہیں۔
فان الله یعلم ان کل موئل	پھر اللہ ہی جانتا ہے کہ ہر امیدوار
مثلی علی حذر و خوف منہم	میرا ہی طرح ان سے احتیاط اور خوف کرتا ہے
فالد مع من اجفاننا مقل	غرض ہماری آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔

والنار فی احشائنا تتفرم
 ولقد علمت ولن بنصرک الهدی
 فالانت اهدی فی الامور واعلم
 ان الملوک تتخاف من انبائہا
 فتعل من عجزاتہم ما یحرم
 ولذاک قیل للملک اعقر لوریل
 فیہ الولی یشیر یا تضرر
 فاحسرد واعی کل شہر دونہ
 فالدا عیسری ان غدا لا یحسور
 کوسقط زند قد هناحتی غدا
 برکان نار کل شئی یحطو
 وکذالک السیل المحجاف فانما
 اولاه ظل شر وبل یسجور
 والمال یخرج اهلہ عن مدہم
 فاقهر فانک بالبواطن اقمو
 واذ کر صنیع ابیک اول مرۃ
 فی کل متہم فانک تعلم
 لم یبق منہم من توقع شرہ
 فصفت الہ الدنیا ولذالمطہر
 فعلام تنکل عن صنیع مثله
 ولانت امضی فی السطوت شہم
 وجنانک اللبت الذی لا یبندنی
 وحسامک العضب الذی لا یکرہ
 والحال اوسع والعوالی جمہ
 والمجد اشخ والصرمی تضیع

اور ہمارے دلوں میں آگ بھڑک رہی ہے۔
 اور بلا شک آپ خود جانتے ہیں ہم لوگ ہرگز آپ کی زندگانی نہیں کر سکتے
 آپ خود امور میں نہایت صحیح طریقہ اختیار کرتے اور ان کو جانتے ہیں۔
 بادشاہ اپنے بیٹوں سے بھی
 ڈرتے ہیں اور ان کی جان کو بھی جو حرام ہے حلال بنا لیتے ہیں
 اور اسی لئے کہا گیا ہے کہ سلطنت بے اولاد ہوتی ہے
 اس کے لئے ولی ہی ہمیشہ خبگ کو استعمال دیتا ہے
 پس سلطنت کے سامنے سے اسباب نساد کو رفع کیئے
 بیماری اگر رفع نہیں کی جائے گی تو اندر ہی اندر پھیل جائے گی
 چھتاق کی بہتری چنگاریاں اس قدر بڑھ گئی ہیں
 کہ آگ کا پہاڑ بن گئیں جو ہر شے کو خاکستر کر دیتا ہے
 اور پہاڑے جانبو الے سیلاب کا بھی یہی حال ہے کہ اس
 کی ابتدا شبنم پھر ہلکی ہلکی بارش سے ہوتی ہے
 اور بالذات لوگوں کو ان کا مال حد سے باہر نکال دیتا ہے
 اس کو سمجھئے کہ آپ دلوں کا حال خوب سمجھتے ہیں
 اور شکوک شخص کی نسبت اپنے والد کے طرز عمل
 کو ابتدا ہی میں یاد کر لیجئے کہ آپ اس کو جانتے ہیں
 جس جس شخص سے ان کو فساد کا خطرہ تھا ان میں کسی کو
 انھوں نے نہیں چھوڑا تب دنیا ان کیلئے ہمارے ہوتی اور کہانے میں فرما لہ۔
 پھر آپ اسی قسم کے طرز عمل سے کیوں گھبراتے ہیں حالانکہ
 آپ شکلات میں زیادہ مستعد اور زیادہ دلیر ہیں
 آپ کا دل ایسا مستقل ہے کہ پیچھے نہیں ہٹتا۔
 اور آپ کی تلوار ایسی کاٹنے والی ہے کہ کند نہیں ہوتی
 آپ کی طاقت افزوں اسلحہ کثیر
 شان بلند اور عزیمت قاطع ہے

<p>لا تترکن للناس موضع شبهة واحزم مثلك في الخطا ثم يحزم قد قال شاعر كندة في ماضی قولا علی مر اللیالی یعلم لا یسلم الشرف الرفیع من الاذی حتى یراق علی جوانبہ الدم مقدم نے اسی رقعہ پر لکھ دیا۔</p>	<p>لوگوں کے لئے شبہہ کی جگہ نہ چھوڑے آپ جیسے لوگ بڑے مہانتوں دور اندیشی ہی سے کام لیا کرتے ہیں۔ کندہ کے شاعر نے زمانہ ماضی میں ایک بات کہی تھی جو باوجود امتداد زمانہ کے مشہور و مسلم ہے برترین شرف ضرر سے اس وقت تک محفوظ نہیں رہ سکتا جب تک کہ اس کے کنارے خون نہ بہا یا جائے۔</p>
<p>کذبت منا کم صرحوا وجمہوا قال دین امتن والسجیة اکرم ختم ورتہم ان اخون واما حاد للقران یستخف یلم وارد تم تضیق صدر لو یضیق والسمر فی ثغوا للخور تحطہ وزحفتم لھا کم لمجرب ما زال یثبت للحمال فہزم انی سر جو تو غدر من جرہتم منہ الوفاء وظلم من لا یظلم انا ذکر لا البغی یتغر غرسہ عندی ولا مبنی الضیعة یهدم کفوا والا فارقبوا لی بطشہ یبقی السفیہ ہما یتحلم فی البدیہہ توفیع ونشر</p>	<p>تمہاری خواہشیں غلط ہیں ان کی تصریح کرو خواہ مہم رکھو اس لئے کہ دین سب سے زیادہ طاقتور اور اخلاق سب سے زیادہ پختہ تم لوگوں نے خیانت کی اور یہ چاہا کہ ہم بھی خیانت کریں اور تم نے چاہا کہ کوہ یلمم اپنی جگہ سے ہٹ جائے۔ اور تم نے ایک ایسے سینہ کو تنگ بنا نا چاہا جو اس حالت میں بھی تنگ نہیں ہوا جب کہ سینہ کے حلقوں میں نیزے ٹوٹے رہتے ہیں اور تم نے اپنے حیلوں سے ایک آزمودہ شخص پر حملہ کیا جو ہمیشہ حیلوں کے مقابلہ میں ثابت قدم رہتا اور ٹکست دیتا ہے۔ تم نے ایک ایسے شخص سے جس کی وفاداری کو تم آزما چکے ہو یوفائی کی اور جو ظلم نہیں کرتا اس سے ظلم کی امید کینہ کرنا کام کی ہم وہ ہیں کہ فراد کا درخت ہمارے پاس پل نہیں دیتا۔ اور نہ احسان کی عمارت مہدم ہوتی ہے۔ باز آؤ ورنہ ہماری ایسی گرفت کے منتظر رہو جس قسم کی گرفت سے احمق شخص عقلمند بن جاتا ہے۔ جنگ زلاقہ سے فارغ ہونے کے بعد مقدم نے اپنے بیٹے رشید کے پاس نامہ بر کبوتروں کے ذریعہ حسب ذیل خط بھیجا۔</p>
<p>فرزند عزیز، اللہ تم کو قائم اور سلامت رکھے اور ہر قسم کی آفتوں</p>	

سے بچائے اور محفوظ رکھے۔ اور ہر طرح کی نعمتوں اور مسرتوں سے بہرہ اندوز کرے۔

یہ خط ہم اس حالت میں لکھ رہے ہیں کہ اللہ نے دین کو عزت دی مسلمان غالب رہے اور اللہ نے مسلمانوں کو میرے ہاتھ پر شاندار فتح عنایت کی۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی مشیت اور اس کے قضا و قدر سے او فوش ابن فرولند کو خدا اس پر لعنت اور اس کو جہنم واصل کرے اور جس طرح اس کو انتہا درجہ کی ذلت و رسوائی میں مبتلا کیا اسی طرح اس کی زندگی کو تلخ رکھے (آسانی کے ساتھ شکست ہو گئی اس کے اکثر مرد مارے گئے اور اس کی فرود گاہ میں پورے ایک دن اور رات مسلسل لوٹ ہوتی رہی اس کے مشہور و نامدار سرداروں اور بہادروں کی ایک جماعت میرے ہاتھ میں گرفتار ہے اور صرف وہی لوگ منتخب کئے گئے ہیں جو مشہور اور کار آزمائے تھے۔ مسلمانوں کے ہاتھ مال و اسباب غنیمت سے بھر گئے ہیں اور کوئی شبہ نہیں کہ دشمن کے بہت تھوڑے لوگ زندہ بچے ہیں اور جو بچ رہے ہیں وہ غم و الم اور ناکامی کی تلوار سے زخمی ہو رہے ہیں ابھی اللہ کے فضل سے محض خفیف زخم پہنچا اور اللہ ہم بہت اچھے اور بہتر حال میں ہیں کچھ تردد نہ کرو اور جن حالات کی طرف ہم نے اشارہ کیا ہے ان کے سوا کسی دوسری بات کا وہم بھی دل میں نہ لاؤ۔ او فوش ابن فرولند اگر مارا نہ گیا تو غم سے مر جائے گا اور اگر آج موت کے پھندے میں نہ پھنسا تو کل پھنسنے گا۔

میرا یہ خط جس وقت پہنچے اہل شیبلیہ اور قریب و جوار کے تمام خاں و عام کو اور میرے مخلص دوستوں کو اللہ ان سب کو عزت کے ساتھ رکھے جامع مسجد میں جمع کر کے سنا دوتا کہ وہ لوگ بھی اس خوشی سے بہرہ اندوز ہوں اور دعاء خیر کے ساتھ اللہ کا شکر بھی ادا کریں۔

لطف و شفقت ابو یکر دانی کا بیان ہے کہ ہم ابن عباد کا جن نعمت ادا کرنے اور ان کی پریشاں حالی میں ان کے لطف و ذوق ادب سے استفاہ کر نے کی غرض سے ان سے ملنے کو اغاثت تگئے ہوئے تھے

کہ ایک دن انھوں نے ہم سے ہماری کتابوں کا حال دریافت کیا ہم نے ان سے کہا کہ آپ کے دارالسلطنت کی لوٹ میں سب ضائع ہو گئیں۔ اسی سفر کے اثناء میں ابوالحجاج شنتمری الا علم کی شرح اشعار ستہ ایک شخص سے ہم کو عاریت مل گئی تھی اس کو ہم نے ان سے چھپایا لیکن کسی صاحب نے ان کو خبر کر دی انھوں نے اپنے کرم اور حسن اخلاق سے اس معاملہ میں ہم سے گفتگو کرنا جس کو ہم نے ان سے چھپایا تھا پسند نہیں کیا اور اس کو ایک دوسرے پیرایہ میں ایسے شریفانہ عنوان سے ظاہر کیا اور اس کے لئے ایسا طریقہ اختیار کیا جس سے ان کی اعلیٰ درجہ کی شرافت نفس ظاہر ہوتی ہے۔ انھوں نے ہم کو کچھ اشعار لکھوائے منجملہ ان کے مندرجہ ذیل خود ان کے تھے:-

و کواکب لہ ادر قبل وجوہہا	اور بہتیرے تارے ہیں کہ ہم ان کے چہروں کے قبل
ان الید ورتد ورفی الازرار	یہ نہیں جانتے تھے کہ ماہ کمال تکوں میں گھومتے رہتے ہیں
نادمتہا فی جنح لیل دامس	ہم نے اندھیری رات کے گھنٹے میں ان کی ہمنشینی کی
فا عرتہ مثل من الانوار	تو انھوں نے رات کو انوار عاریت دیکر روشن بنا دیا
فی وسطروضۃ نرجس کعبیونہا	نرجس کے باغ کے وسط میں جو ان کی آنکھوں کے مثل تھیں
ما اشبه النوار بالشوار	پھول کی کلیاں روشنی بخش تاروں سے کس قدر مشابہت رکھتی ہیں
فاذاتوا صفنا الحدیث حببتنی	جب ہم لوگ باہم گفتگو کرتے تھے اس وقت تم ہماری نسبت
اھوی کملتقط لدرنثار	یہ خیال کرتے کہ گویا ہم جھک کر بھرے ہوئے موتی چن رہے ہیں۔
واذا الکھلت ببق تغرباسم	اور جب ہم تبسم آمیز دانتوں کے برق کا سرمہ
سکت جفونی اغزس الامطار	لگاتے تھے اس وقت ہماری آنکھیں شدت کی بانی برساتے لگتی تھیں
حذر الملامر وخیفۃ عن صبوة	لامت کے ڈر اور عشق بازی کے خوف سے
نذر الصدور علی شفیر ہار	ہم دلوں کو انہدام پذیر کناروں پر چھوڑ دیتے ہیں
ترک الجواری الالسنات عذابی	مانوس جواری (ٹونڈیوں) کو چھوڑ دیتا میرا مذہب ہے
وسوالہا ظفر بستۃ الاشعار	اور ان کو مانگنا ستہ الاشعار کا پانا ہے۔

اس موقع پر ہم سے ہنسی ضبط نہیں ہو سکی ہم سمجھ گئے کہ کتاب کی خبر ان کو ہو گئی ہے اور ہم نے اصلی حالت کہہ دی انہوں نے مہربانی سے عذرا قبول کر لیا اور بات ٹال گئے۔ کتاب کو اپنے تین بیٹوں میں جو خوش خط اچھے ناقل اور مامرا دیب تھے تقسیم کر دیا۔ ان لوگوں نے نقل لے لی اور بہت جلد اصلی کتاب ہم کو واپس کر دی۔

تبہا ہی امیر ملتونین کو اندکس پہنچنے اور وہاں طاغیہ روم پر غلبہ حاصل کرنے کو بہت دیر نہیں گزری تھی کہ امیر موصوف

اور اندکس کے روسائے وطوائف کے تعلقات خراب ہو گئے۔ امیر موصوف نے روساء اندکس کو معزول کرنے کا ارادہ کیا اور سبتہ سے فوجیں اور امدادی ٹولیاں اندکس بلا لیں۔

معتد نے ہمت سے کام لے کر اپنے قلعوں کو مستحکم کیا ساز و سامان محفوظ مقاموں میں رکھے اور مدافعت کے موقعوں پر اپنے بیٹوں کو مامور کیا۔

اشبیلیہ پر جو معتد کا مسکن اور دار السلطنت تھا امیر سیر حملہ آور ہوا اور قرطبہ پر جہاں مامون متعین تھا امیر محمد بن الحجاج نے حملہ کیا۔ اور زندہ کی طرف جہاں راضی ابن معتد تھا چند ہوشیار سرداران فوج نے پیشقدمی کی۔ عرصہ تک یہ حالت رہی کہ فریقین ایک دوسرے پر پیہم حملے کرتے رہے اور اس اثنا میں ایسے ایسے واقعات پیش آتے رہے جن کی تفصیل کی اس کتاب میں گنجائش نہیں ہے۔

ماہ جمادی الاخریٰ ۴۸۴ھ میں قرطبہ فتح ہو گیا۔ راضی مارا گیا اور اس کا سر لا کر اس کے باپ کے نظر کے سامنے گھمایا گیا۔ یکشنبہ کے روز ماہ رجب میں دس دن باقی تھے کہ دشمن قہر و غلبہ کے ساتھ اشبیلیہ میں بمقابلہ معتد کے داخل ہو گیا اور عام غارتگری اور گھروں کی لوٹ ہوتی رہی۔ معتد اپنے بیٹے مالک کے ساتھ مدافعت کیلئے نکلے۔ مالک جس کا لقب فخر اللہ تھا مارا گیا اور سواروں کا ایک دستہ جو معتد کے قریب پہنچ گیا وہ شکست کھا کر گھر کے اندر داخل ہو گئے اور جب رات کی تاریکی چھا گئی

اس وقت اپنے بڑے بیٹے رشید کو امیر کے پاس بھیجا امیر ان سے نہیں ملے اور اپنے ایک خادم کو رشید پر تعینات کر دیا رشید واپس آئے اور جو بے اعتنائی ان کے ساتھ کی گئی معتمد کو اس سے مطلع کیا معتمد کو مملکت کا یقین ہو گیا وہ گریہ و بکا اور آہ و زاری کے شور و ہنگامہ میں اہل و عیال سے رخصت ہوئے اور بیٹے کے ساتھ گھر سے باہر نکلے اور دونوں ایک محفوظ خیمہ میں فظمین کی نگرانی میں لاکر رکھے گئے۔ ان کی عورتیں قصر سے باہر نکال دی گئیں اور جو کچھ قصر کے اندر تھا سب پر قبضہ کر لیا گیا۔ معتمد کو حکم دیا گیا کہ زندہ اپنے بیٹے کے نام خط لکھ دیں اور انہوں نے اس کی تعمیل کر دی۔

جب معتمد کو خیمہ میں لاکر رکھا گیا اور ان کا خزانہ کھو دیا گیا اس وقت ان کو اطمینان و سکون ہو گیا۔ پھر معتمد اور جو لوگ ان کے ساتھ تھے سب سمندر پار طنجہ پہنچا دیئے گئے اور ماہ رمضان سنہ مذکور میں مستقل طریقہ برطنجہ میں مقیم ہو گئے۔ سفر وریا میں معتمد نے اسی حال کی نسبت کہا ہے اللہ ان پر رحمت نازل کرے۔

لما انس والموج يد نيتي يقصيني
 والموت كاد من البربان ياتيني
 ابصرت هولا وان الدهر ابصر
 لا بصرا الدهر امر اليس بالدون
 قد كنت ضنا بنفس لا اجود بها
 فبعته اضطرار ابيع مغبون
 كم ليلة بت مطويا على حرق
 في عسر من عيون الديرفي الحين
 فلك احسن امر اهر ظلت به
 في ظل عزة سلطان وتمكين

ہم اس حالت کو نہیں بھولے کہ موج ہم کو کبھی نزدیک اور دور کرتی تھی اور معلوم ہوتا تھا کہ غمگین خدا کے پاس میرے لئے موت آجگی ہم نے ایسی دہشت دیکھی کہ اگر زمانہ اس کو دیکھ لے تو وہ ایسی چیز دیکھے جو حقیر نہیں ہے۔ ہم زندگی کے ایسے حریف تھے کہ اس کو خوشی سے دینا نہیں چاہتے تھے نتیجہ یہ ہوا کہ مجبوراً کونسا رہ گیا تھا بچھا پڑا۔ ہم نے بہتری راتیں تپتی ہوئی آگ پر لیٹ کر بسر کی ہیں۔

پھر یہ حالت اچھی ہے یا وہ جس سے ہم ہمیشہ سلطنت و مملکت کی عزت کے سایہ میں رہتے

ولم تکن والذی تعنوا لوجوه لہ
 عرضی مہانا ولا مالی بمخزون
 وکخلوت من الہیجا معترک
 والحرب ترفل فی اثوابھا الجون
 یارب ان لم تھب حالا استریہ
 فھب لعبد اجرا غیر مہنون
 اور قسم ہے اس ذات کی جس کے آگے سب ذلیل ہیں کہ
 نہ ہماری عزت و آبرو کی اہانت ہوتی اور نہ ہمارا مال مخزون
 حالانکہ ہم جنگ کے معرکہ میں بہتیری دفعہ اس حالت
 میں گزرے ہیں کہ جنگ اپنے سرخ کپڑوں میں لڑ کر ہی تھکا
 اے اب! اگر تو نے ہم کو غیر مسرور حالت عنایت کی ہے
 تو اپنے بندہ کو تو غیر منقطع اجر بھی عنایت کر۔
 معتمد کی بیٹیوں پر ان کے نکلے جانے کے دن بڑی مصیبت گزری اور
 فلاکت نے ان کو اپنے ہاتھ سے سوت کات کر لیسراوقات کرنے پر مجبور کیا۔
 خود معتمد بھی ایسی ایسی مصیبتوں میں مبتلا رہے جن کی وجہ سے قید کی
 تکلیف ان کے لئے بہت بڑھ گئی اور بیڑی نے ان کو بے بس کر دیا آخر کار وہ
 انعامات منتقل کر دیئے گئے یہاں ان کی بیڑی کھول دی گئی اور کچھ وظیفہ مقرر کر دیا
 گیا جو چار برس تک ان کو ملتا رہا اور بالآخر موت نے تمام تکلیفوں سے نجات
 دلائی۔ اللہ ان پر رحمت نازل کرے۔

غرناطہ جانا | ابن صیرفی نے یوسف ابن تاشقین کے غرناطہ پر قبضہ کرنے
 اور وہاں کے امیر عبد اللہ ابن بلکین حنفیہ بادیس کو مغزول
 کرنے کے ذکر میں وزیر کیشنبہ تیرھویں ماہ رجب ۳۹۳ھ کے واقعات میں بیان
 کیا ہے کہ ابن عباد اور خلیفہ ابن مسلمہ سوار و پیادے اور تیر اندازوں کی جماعت
 کے ساتھ بڑے ساز و سامان سے آئے۔ ابن عباد کے آنے سے امیر المسلمین
 کو بڑی مسرت ہوئی اور ان کو ابن عباد کی دوستی کا یقین ہو گیا۔
 یہ لوگ امیر المسلمین کی خدمت میں حاضر ہوئے ابن عباد کے دل میں
 یہ طمع تھی کہ رئیس غرناطہ کے سارے مال و دولت پر قبضہ کر کے شہر مذکور
 جو بڑے بڑے کے بدلے ان کے بیٹے کو دیا جائے۔ وہ اپنے بیٹے کو ساتھ لائے تھے
 اور امیر المسلمین سے انھوں نے یہ خواہش ظاہر کی۔ امیر المسلمین نے ان سب
 کے ساتھ ایسی بے التفاتی و ناراضی ظاہر کی کہ دونوں نے امیر المسلمین کے ہاتھ
 سے بچ کر اپنے شہر واپس چلے جانا چاہا۔

ابن عباد نے امیر المسلمین پر یہ ظاہر کیا کہ اشبیلیہ سے دشمن کے نقل و حرکت کی ایسی اہم خبریں آئی ہیں کہ ان کا اشبیلیہ پہنچ جانا ضروری ہو گیا ہے اور اس جیلہ سے واپس جانے کی اجازت طلب کی۔ ابن عباد اور خلیفہ ابن مسلمہ دونوں کو واپس جانے کی اجازت مل گئی۔ دونوں نے موقع کو غنیمت سمجھا اور فوراً رخصت ہو کر اپنی اپنی جگہ چلے گئے اور یہ سمجھے کہ اب اپنی ریاست کے مالک ہوئے۔

ولادت | معتمد علی اللہ ۲۳۱ھ میں شہر باجہ میں پیدا ہوئے اور ۲۶۱ھ میں والی ہوئے اور ۲۸۲ھ میں معزول کئے گئے

وفات | ماہ ربیع الاول ۲۸۵ھ میں اپنی جاریہ اعتماد کے انتقال کے بعد بمقام اغمات وفات پائی۔ اعتماد کے مرنے کا

اس قدر صدمہ ہوا کہ اس کے بعد زیادہ دن زندہ نہ رہ سکے۔

خود اپنا مرثیہ | معتمد کو جب اپنی موت کا احساس ہوا اس وقت اشعار ذیل میں خود اپنا مرثیہ کہا اور فرمایش کی کہ یہ ان کی قبر پر لکھ دیا جائے:-

قبر الخریب سقاك الراح الغادی
حقا ظفرت یا شلاء ابن عباد
بالعلم بالعلم بالنحی اذا اتصلت
بالخصب ان اجد بو بالری للصداد
بالطاعن الضارب الراحم اذا اقتلوا
بللوت احمر بالضر عامه العادی
بالدهر فی تقم بالبحر فی نصر
بالبدر فی ظلم بالصدر فی النادی
نعم هو الحق فالجانی علی قدر
من السماء ووا فانی بلعباد
ولم اكن قبل ذاك النعش اعلمه
بکیس کی قبر اچھ کو صبح و شام کی بدلی سیراب کرے
سچ ہے کہ تو نے ابن عباد کے اعصاب کو پالیا ہے۔
تو نے اس شخص کو پالیا ہے جو علم اور احسان کا مجموعہ تھا
اگر لوگ تمھاری تمھارے تو وہ فراخ سالی تھا یا کسے کیلئے سیرابی تھا۔
جب لوگ جنگ کرتے تو وہ نیزہ باز تلوار مارنے والا
اور تیر انداز تھا، موت احمر تھا، غضبناک ٹھیر تھا
نقمت میں دہر تھا نعمت میں بحر تھا
تاریکی میں بدر تھا مجلس میں صدر تھا۔
ہاں۔ وہ (موت) حق ہے۔ تقدیر کے موافق
آسمان سے دفعہ ہم پر آری اور وقت مقرر پر ہم کو پالیا
اور ہم اس تابوت کے قبل یہ نہیں جانتے تھے کہ

ان الجبال تمادی فوق اعواد
 لفاک فاروق بما استودعت من
 رؤاک کل قطوب البرق رعاد
 یبکی احاہ الذی غیبت وابلہ
 تحت الصیفیح بد مع راح غادی
 حتی یجودک دمع الطل منہراً
 من عین الزهر لم یبخل باسعاد
 ولا تزال صلوات اللہ نازلہ
 علی د فینک لا تحصى بتعداد
 تیکرہ فون پر نازل ہوتی رہے

دوسروں کے
 لیے ہوئے مرئے
 ابن صیرنی نے کہا کہ معتد کی وفات کی نسبت اختلاف ہے
 چنانچہ کہا جاتا ہے کہ ماہ ذیحجہ میں واقع ہوئی اور نماز عید سے
 فارغ ہو کر ایک جماعت روتی اور دعائے رحمت کرتی ہوئی

قبر پر گئی۔ عبد الصمد اگر قبر کے سامنے کھڑے ہوئے اور اشعار ذیل پڑھے۔
 ملک الملوک اسامع فانادی
 ام قد عدتک من السماء عودی
 لما حلت منک القصور فلو تکن
 فیہا لما قد کنت فی الاعیاد
 اقبلت فی ہذا الثری للک خاضعاً
 وتخذت قبرک موضع الانشاء
 اور روتے ہوئے منہ کے بل گرے اور قبر کو بوسہ دینے اور اپنے
 چہرہ پر خاک ملنے لگے۔ اس پر سارا مجمع اس قدر رویا کہ ان کے لباس تر ہو گئے
 اور گریہ و بکا کی آواز سے شور برپا ہو گیا۔ اللہ عبد الصمد اور اس شہر والوں کو جزائے خیر دے۔

محمد بن سعد

نام و نسب اور کنیت | محمد نام کنیت ابو عبد اللہ، لقب امیر ہے سلسلہ نسب یہ ہے

محمد بن سعد بن محمد بن احمد بن مزینش جذامی اور بعضوں نے کہا ہے کہ قبیلہ تجیب میں پیدا ہوئے اور سن شعور کو پہنچے۔

اولیت ابن سعد کی اولیت مشہور ہے بیرون شہر افراغہ طائیبہ ابن ادومیر کو ان کے باپ نے بڑی شکست دی تھی جس سے وہ

بہت مشہور ہو گئے اور خاندان کی عزت بہت بڑھ گئی۔

بعض نے کہا ہے کہ محمد کے باپ سعد افراغہ اور اس کے مصافحات کے سبب سالار مقرر ہوئے تھے اور وہاں کا انتظام کرتے تھے۔ ابن ادومیر ان کے مقابلہ میں آیا وہاں اس کی مدافعت میں ان کی لیاقت کی اور حصار کے اندر ان کے صبر و استقلال کی بڑی شہرت ہوئی یہاں تک کہ اللہ عزوجل نے ابن ادومیر کو ابن غانیہ کے ہاتھ سے شکست دلانی۔

سعد نے اس کے بعد خود سری ظاہر کی اس کی مشکلات پر غالب آگئے اور ان کی شہرت بہت بڑھ گئی۔ ان کے بیٹے محمد رئیس ہوئے اور سعد بیٹے کی الفت میں جاں بحق ہوئے۔

ابن سعد اور ابن عیاض کے درمیان جو مرسیہ کا امیر بن گیا تھا صہری قرابت تھی اور اسی تعلق سے ابن سعد نے اس کو بلنسیہ کا والی مقرر کر دیا تھا۔ ابن عیاض کے انتقال کے بعد ابن سعد بلنسیہ روانہ ہوئے، اثناء راہ میں خبیر ملی کہ دشمن نے حصن حلال میں معاہدہ توڑ کر فساد کر دیا ہے۔ وہ حصن حلال کی طرف متوجہ ہو گئے اور اس کو فتح کر کے واپسی میں بلنسیہ پر قابض ہوئے۔ اس سے ان کی ناموری اور زیادہ ترقی کر گئی اور اسی کے بعد مرسیہ نے ان کی اطاعت قبول کر لی اور ان کی رفعت و عظمت مستقل ہو گئی۔

حال ابن حمار نے لکھا ہے کہ ابن سعد کم سنی ہی میں اپنی شجاعت اور شرافت اور باپ کی شہرت کی وجہ سے معزز ہو گئے تھے۔

اسی وجہ سے اکیس برس کی عمر میں ان کو قیادت (سبب سالاری) کی طرف میلان ہوا اور پھر اپنی حیرت انگیز شجاعت و شہامت سے ترقی کر کے ایک پائدار حکومت اور شاندار سلطنت قائم کر لی۔ وہ بلند مرتبہ اور عظیم الشان شخص ہو گئے۔

اور ان کا ذکر ہر قوم میں پھیل گیا۔

ایک دوسرے مورخ نے لکھا ہے کہ وہ دور میں، قوی بازو، پختہ رائے اور مضبوط عزم والے تھے۔ معافی کا نام نہیں جانتے تھے انتقام لینا پسند کرتے تھے اور ان کی سزا خوفناک ہوتی تھی۔ مختصر نور المریدین میں لکھا ہے کہ وہ جسم میں طاقتور اور عظمت میں ذی اقتدار و با اختیار تھے اور شہسواری، شجاعت، شہامت اور ریاست سے متصف تھے۔

اسی مصنف نے لکھا ہے کہ وہ ہفتہ میں دو دن دو شنبہ اور جمعرات کو مصاحبوں کے ساتھ شراب پیتے تھے اور سرداران فوج

بیکاری و خرابی

اور ملازمین خاص اور فوجی سپاہیوں کو انعام بانٹتے تھے عید و نکلی تقریب میں گائیں ذبح کرتے اور گوشت فوجیوں میں تقسیم کرتے تھے اور درمیان میں بہترے کھیل تماشے کرتے رہتے تھے جس سے اہل فوج کے دلوں پر ان کا قبضہ ہو گیا تھا۔ اور وہ لوگ ان کے نہایت خیر خواہ ہو گئے تھے۔ ان تقریبی مجالس میں وہ کبھی کبھی مال بھی دے دیا کرتے تھے۔

نقل ہے کہ ایک دن ابن سعد نے ابن ازرق اپنے ایک فوجی سردار کو مدعو کیا اور اپنے بعض قرابت مندوں کو ساتھ لے کر سردار مذکور کیساتھ ایک مجلس میں بیٹھ کر جس کو رنگین اور پر تکلف کپڑوں اور چاندی کے ظروف وغیرہ سے آراستہ کر رکھا تھا خوب شراب پی اور تمام دن کھیل تماشہ اور شراب خواری میں گزار دیا اور اس طرح دن تمام کرنے کے بعد آخر میں سارے ظروف اور جو کچھ اس مجلس میں کپڑے وغیرہ کی قسم سے تھا سب ان لوگوں کو دے دیا۔

کہتے ہیں کہ وہ بہودہ مشاغل میں لپٹا رہتا تھا اس نے بہت سی بونڈیاں جمع کر رکھی تھیں اور ان میں سے متعدد کو بیک وقت ایک چادر کے اندر اپنے ساتھ سلاتا تھا اور گانے بجانے اور ناچ کا بڑا شوقین تھا۔

مکر وہ و قابل نفرت حرکات

یہ بھی کہتے ہیں کہ اس کے پاس ایک نوجوان تھا جس کا نام حسن تھا، اس کی گردن بہت گداز اور پیٹھ بہت فریبہ اور چوڑی تھی جس وقت شراب پیتا اس نوجوان کو گودتا تھا اور اس کے بعد بہت انعام دیتا تھا۔ اس کا کاتب جس کا لقب سلامی تھا اور جو شراب بننے کے وقت ہمیشہ اس کے پاس حاضر رہتا اور شراب پلاتا تھا اسی کے متعلق کہتا ہے۔

ادھر کٹوس للدم والرز | جام شراب اور رز (گودنے) کا دور چلا کہ
فقد ظفرنا بدولة العز | ہم نے عزت کی دولت پالی ہے
ونعم الکف من قفا حسن | اور ہاتھ کو حسن کی پیٹھ سے نرم کر
فالہفافی لینتہ الخرز | کہ اس کی پیٹھ ریشم جیسی نرم ہے
وصاحبان طلبت احدعه | اور وہ ایسا شخص ہے کہ اگر تم اس کی رگ گردن
فلم یکن جید لہ لمعتز | مانگو تو اس کی گردن کچھ خود داری نہیں کرے گی
قد ائخنی علی احدعی فاطرنی | وہ میری رگ گردن پر جھبک پڑا اور مجھ میں طرب پیدا کر
وہز عطفی ایماہرز | میرے پہلو کو متحرک کر دیا۔

سلامی نے جس وقت یہ اشعار ابن سعد کو سناے اس نے سلامی کو بہت انعام دیا۔ یہ اشعار مشرق تک مشہور ہو گئے اور لوگوں نے اس کو ظرافت بنا لیا۔

ابن سعد نے لباس پوشاک ہتیار اور لگام وزن وغیرہ میں عیسائیوں کی وضع و بہت اختیار کر لی تھی ان کی زبان کا اس کو بہت شوق ہو گیا تھا۔ اور جماعت سے علیحدہ ہو جانے کی وجہ سے وہ عیسائیوں کی حمایت میں داخل ہونے ان کے ساتھ موافقت کرنے اور ان کے رؤسا سے مدد لینے پر مجبور ہو گیا تھا۔ اس نے اپنی حکومت کے ابتداء ہی میں حاکم رچلونہ کے ساتھ ایک مقررہ خراج پر اور حاکم قشتال سے دوسری معینہ رقم وصول کر لی تھی اور ان لوگوں کو بچاس ہزار انتقال سالانہ ادا کرتا تھا۔ اس نے اپنی عیسائی فوج کے لئے معلومہ مکانات بنوائے اور شراب خانے قائم کئے اور جن لوگوں سے مدد لیتا تھا ان کو وظیفہ دینے کے لئے رعیت پر ظلم کرتا۔

اس کے شہروں میں ٹیکس بہت زیادہ اور گراں بار ہو گئے تھے۔ اس نے بعض کھانے کی چیزوں کی دوکانیں کھولیں جو فروخت سے بہت نفع حاصل کرتی تھیں اور آمدنی خاص اس کی ہوتی تھی۔ اور بکری اگائے اور بیلوں پر نئے نئے ٹیکس لگائے۔

خوشی کی تقریبات اور تفریحات کے ٹیکس کے حالات بھی عجیب ہیں۔ بعض مورخین نے ایک معتبر شخص کی روایت سے بیان کیا ہے کہ خود راوی تہر جیان میں وزیر ابو جعفر قشقی کے ساتھ تھا۔ وزیر موصوف کے پاس مرسیہ کا ایک شخص جس کو وزیر پہچانتا تھا آیا وزیر نے اس سے ابن مردنیش کا حال اور اس کے عادات و اطوار کی نسبت دریافت کیا شخص مذکور نے کہا کہ ہم نے ابن مردنیش کے کارپردازوں کا جو ظلم و ستم اپنی آنکھ سے دیکھا وہ یہ ہے کہ شاطیہ کے ایک شخص کے پاس جس کا نام محمد ابن عبدالرحمن تھا شاطیہ کے سامنے ایک مختصر سی جائداد تھی جس پر وہ زندہ گی بسر کرتا تھا اس زمین کا ٹیکس اس کی آمدنی سے زیادہ تھا محمد ابن عبدالرحمن اس کا ٹیکس ادا کرتے کرتے فقیر ہو گیا اور بھاگ کر مرسیہ چلا گیا ابن مردنیش نے حکم دے رکھا تھا کہ رعیت میں سے جو شخص بھاگ کر دشمن کے پاس چلا جائے اس کا مال ضبط کر کے خزانہ میں داخل کر دیا جائے شاطیہ شخص نے کہا کہ ہم وطن سے بھاگ کر مرسیہ گئے اور وہاں لوگوں کی عمارتوں میں مزدوری کرنے لگے اور اس ذریعہ سے میرے پاس دو مثقال سعدی جمع ہو گئے ایک دن ہرم بازار میں گھوم رہے تھے کہ میرے وطن شاطیہ کے کچھ لوگ مل گئے ہم نے ان لوگوں سے اپنے اہل و عیال کا حال دریافت کیا اور یہ سن کر کہ وہ سب آرام سے ہیں ہم کو بڑی خوشی ہوئی پھر ہم نے اپنی جائداد کا حال دریافت کیا اور ان لوگوں نے بتلایا کہ وہ ہمارے لڑکوں کے قبضہ میں ہے۔ ہم نے وہ رات ان لوگوں کو اپنے یہاں ٹہرایا گوشت اور شراب خرید لائے اور رات بھر گاتے بجاتے رہتے صبح ہوتے ہی زور سے دروازہ کھٹکھٹانے کی آواز آئی ہم نے پوچھا کہ تم کون شخص ہو آنے والے نے جواب دیا کہ ہم لہو لعب کے ٹھیکہ دار ہیں اور

یہ ٹھیکہ پورا میرے ہاتھ میں سے رات تمھارے ہاں تمام شب وصول
 بختار ہاں سے اس تقریب کا ٹیکس ادا کرو ہم نے کہا کہ واٹڈ ہمارے
 ہاں کوئی تقریب نہیں تھی اس پر ہم بکڑ کر قید کر دیے گئے اور آخر کار ضروری
 سے جو انتقال جمع کئے تھے اس میں سے ایک انتقال وہ کر قید سے چھوڑ کر
 گھر آئے۔ گھر پہنچ کر خبر ملی کہ ابھی شاطبہ سے فلاں شخص آیا ہے ہم اپنے
 گھر والوں اور قراہتمندوں کا حال دریافت کرنے کے پاس گئے
 اور جو حالت ہم پر گزری تھی اس سے بیان کی ہماری حالت سن کر وہ رو دیا اور
 تمام رات ہم دونوں روتے رہے صبح ہوتے ہی کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا یا ہر نکلے
 تو ایک شخص کو دیکھا جس نے کہا کہ ہم مہتمم میراث میں ہم کو معلوم ہوا ہے
 کہ رات تمھارا کوئی امیر قراہتمند مر گیا ہے جس پر رات بھر تم لوگ روتے رہے
 اور اس کا سارا ترکہ تم نے رکھ لیا ہے ہم نے کہا کہ جناب ہم کسی دوسرے
 پر نہیں بلکہ خود اپنے حال پر رو رہے تھے لیکن اس نے ہماری تکذیب کی
 اور ہم کو قید خانہ بھیج دیا اور دوسرا انتقال اس کو دیکر گھر واپس آئے۔
 گھر آ کر ایک عورت سے جو کپڑے و سحر تھی ہم نے اس سے اپنے بدن کے
 کپڑے دھو دینے کو کہا اور کپڑے اٹا کر اس کے حوالہ کئے عورت نے ہنسنے کیلئے
 ہم کو ایک زنار (لنگی) دیا ہم اسی حال میں تھے کہ ابن مردیش کا محتشہ تیار
 اور سے گزرا۔ باشندگان جبل میں سے ساتھ آدمی زنار پہنے ہوئے اس
 کے ساتھ جا رہے تھے۔ اس نے ہم کو بھی ان کی شکل میں دیکھ کر ہنسا
 میں پکڑ لیا اور دس دن تک حصن مشقوٹ میں کام کرنے کا حکم دیا ہم دس
 دن تک زمین کوڑتے اور کام کرتے رہے اور رو کر سپہ سالار مذکور
 سے اپنی مصیبت کی داستان بیان کیا کئے یہاں تک کہ اس نے مہربان
 ہو کر ہم کو چھوڑ دیا۔

ہم مرسیہ جانے کے ارادہ سے واپس آ رہے تھے کہ شہر کے دروازہ
 پر میرا نام دریافت کیا گیا اور ہم نے محمد ابن عبدالرحمن نام بتلایا اس پر لوگوں
 نے ہم کو پکڑ لیا اور ہم پر بوجھ لا دیا گیا اور وہ لوگ کہنے لگے کہ یہ اسی کی جماعت

سے سے دمن ارباب السحالی بکذا و کذا و نیا را) یہ سن کر ہم نے کہا کہ واللہ ہم شاطبہ کے رہنے والے ہیں صرف میرا نام اس کے نام کے موافق ہو گیا ہے اور جو کچھ ہم پر گزری تھی ہم نے اس سے بیان کیا وہ ہم پر مہربان ہو گیا اور میرے حالات پر ہنسے لگا اور ہم کو چھوڑ دینے کا حکم دیا اور ہم میدان سے یہاں چلے آئے۔

اس زمانہ کے قبضہ جواد بلاد شرقی یعنی مرسیہ، بلنسیہ، شاطبہ اور وانیہ پر ابن سعد اور اس کی مختصر تاریخ نے قبضہ کر لیا۔ پھر ان کی حکومت کا دائرہ زیادہ وسیع ہوا وہ جیان البسطہ اور وادی آتش پر قابض ہو گئے

قبر مونہ بھی ان کے قبضہ میں آ گیا اور انھوں نے قرطبہ اور اشبیلیہ سے جنگ چھیڑی اور معلوم ہوتا تھا کہ غنقریب وہ سارے اندلس پر قابض ہو جائیں گے۔

ابن سعد نے اپنے صہرا بن ہمشک کو جیان کا والی بنایا اور وہ جیان میں رہ کر قرطبہ کو تنگ کرنے لگا اور استجہ پر غالب آ گیا۔ وہ ۵۵۵ھ میں غرناطہ میں داخل ہوا اور یوسف ابن بلال پر جوان کے اصرار میں سے تھا حسن بظرف اور اس کے قرب و جوار میں حملہ کر دیا۔

پھر ابن سعد اور ان کے صہر کے تعلقات خراب ہو گئے اور ابن سعد کے زوال کا یہی سبب ہوا۔

ابن سعد کے عہد میں دشمن نے ۵۴۳ھ میں شہر طروشہ پر قبضہ کر لیا اور حسن خلیج اور حسن شرانیہ پر بھی قابض ہو گیا۔

ابن سعد کا غرناطہ ابن ہمشک جس وقت غرناطہ میں داخل ہوا قلعہ غرناطہ اس کے مقابلہ میں بند ہو گیا اور ابن ہمشک نے جانا

اس فوج کو جو غرناطہ کے محصور موحدین کی مدد کو آئی تھی مرج الرقاد میں شکست دی۔ اس آئنا میں موحدین کی حالت سنبھل گئی۔

سید ابو یوسف ان کی مدد پر آمادہ ہوئے اور سمندر عبور کر کے مالقبہ میں سید ابو سعید کیساتھ آئے۔ اس وقت ابن ہمشک نے اپنے صہرا سعد ابو عبد اللہ محمد بن سعد

سے مدد طلب کی۔ ابن سعد اہل شرق اور عیسائیوں کی ایک بڑی فوج ساتھ لے کر خود غرناطہ پہنچے۔ وہاں ان کی فرو دگاہ (کیمپ) ربوہ سامیہ متصل بطن بیازین میں جو آج تک کدیہ مردنش کے نام سے مشہور ہے بے اطمینانی پھیل گئی اور ابن سعد وہاں سے جیان چلے گئے۔ وہ جیان سے بھی شکست کھا کر بھاگے اور نصف شہر سے برابر ان کو شکست ہوتی رہی اور پھر کبھی فتح نصیب نہیں ہوئی۔

وفات موحدین ابن سعد پر غائب آگئے ان کے مقبوضات کا بڑا حصہ ان کے ہاتھ سے نکال لیا اور ان کو فاش شکستیں

دیتے رہے بالآخر وہ شہر مرسیہ میں محصور ہو گئے اور آٹھ ماہ حصار میں سوئے جب ۵۶۱ھ کو اڑتالیس سال کی عمر میں انتقال کر گئے۔

ابو القمر ہلال نے ابن سعد کے برعکس موحدین کی اطاعت قبول کر لی اور برابر ان کا وفادار اور فرماں بردار رہا جیسا کہ اپنے موقع پر بیان کیا جائیگا۔

محمد ابن یوسف

نام، نسب، کنیت اور لقب محمد نام، ابو عبد اللہ کنیت، شاہی لقب متوکل علی اللہ تھا ابن ہود کے نام سے مشہور تھے سلسلہ نسب یہ ہے محمد ابن یوسف ابن ہود جد امی اندلس کے امیر المسلمین تھے۔

اولیت محمد ابن یوسف مستعین ابن ہود کی اولاد سے تھے اس خاندان کی اولیت و حکومت مشہور و معروف ہے اور

ان کے امرا نام آور ہیں۔

محمد ابن یوسف نوے ماہ رجب ۶۲۵ھ کو مرسیہ سے نکل کر اطراف کے شہروں میں گئے۔ اس وقت ان کے ساتھ محض تھوڑی سی فوج تھی۔ لوگ اس کو محسوس کر رہے تھے اور ایک شخص کے ظہور کے منتظر تھے

جس کا نام وہی ہو گا جو ان کا نام ہے اور اس کے باپ کا نام وہ ہو گا جو ان کے باپ کا نام ہے اور اس کی امارت و سلطنت کی پیشین گوئی کرتے اور اسی وجہ سے یہ موحدین کے زمانہ میں کئی و فہ مشکلات میں مبتلا ہوئے۔ کسی پیشین گوئی کرنے والے نے موحدین سے کہہ دیا تھا کہ فوجی طبقہ کا ایک شخص جس کا نام محمد ابن یوسف ہو گا تمہارے مقابلہ میں خروج کرے گا اور اسی بنا پر موحدین نے جیان کے ایک شخص کو قتل کر دیا تھا۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ایک پیشین گوئی کرنے والا ابن ہود سے ملا اور ان کو غور سے دیکھ کر کہا کہ تم اندلس کے سلطان ہو اپنی جان کی حفاظت کرو اور ہم تم کو بتلاتے ہیں کہ مقدم قسبی تمہاری حکومت قائم کرنے والا اس کے پاس چلے جاؤ کہ تمہاری سلطنت قائم کرے۔

قسبی ایک شخص تھا اور رہزنی کیا کرتا تھا دیر لوگوں کا ایک گروہ جو کھلے صحرا کے ورنڈے تھے اس کے ساتھ تھا اور ان لوگوں کی حالت شہرت بکڑ گئی تھی۔ ابن ہود مقدم کے پاس گئے اور اس پر یہ تجویز پیش کی۔ مقدم نے منظور کر لیا اور کہا کہ ہم آپ کے اقبال پر اعتماد کر کے آپ کے نام سے ابھی دشمن کے ملک پر حملہ کرتے ہیں چنانچہ حملہ کر دیا اور بہت سی بکریاں اور قیدی ہاتھ آئے۔ اب اس قسم کے مختلف گروہ ابن ہود کے ساتھ ہو گئے اور جیسا کہ بیان کیا گیا ہے مضافات مرسیہ کی پہاڑیوں میں ابن ہود کی بیعت کی سید ابو العباس نے مرسیہ کی فوج سے ابن ہود پر حملہ کیا اور ان کو شکست دے کر نکال دیا لیکن ان کے ساتھ والے پھر ان کے پاس جمع ہو گئے اور اب انہوں نے عوام میں عباسیوں کے لئے تحریک شروع کی مختلف اقسام کے لوگوں کی ایک بھیڑ ان کے ساتھ ہو گئی اور بغداد کے خلیفہ مستنصر باللہ نے ان کے پاس سند و فرمان بھیجا اس تحریک میں بہت لوگ شریک ہو گئے اور اس کو شہرت ہو گئی۔ ابن ہود بڑے بڑے شہروں پر قابض ہو گئے اور فوجیں طیار کر کے دشمنوں کو منلوب کر لیا۔

ابن ہود نے قسبی کے ساتھ جو وعدہ کیا تھا وہ پورا کیا انہوں نے قسبی کو

اشبیلیہ کے بیڑہ کا حکمراں بنایا پھر سبتہ کے بیڑے کے ساتھ سبتہ کی امارت اور
 لوازم امارت بھی اس کو سپرد کی لیکن بعد میں اہل سبتہ نے قشتی سے بغاوت کر کے
 اس کو مغزول کر دیا اور وہ بھاگ کر سمندر میں چلا گیا اور منفقو و اچھڑ گیا یہاں تک کہ
 معلوم ہوا کہ وہ مغربی اندلس کے سمندر میں قید ہے ایک عرصہ تک وہ
 اسی حالت میں رہا پھر بڑھاپے میں قید سے چھوٹا اور رباط اسف میں مر گیا۔
 حال ابن ہود بہادر، مشتقل مزاج، کریم، سخی، باوفا، متوکل،

نیک دل اور بے پروا شخص تھے اور اسی وجہ سے ان کے
 حکام صدر مقامات میں مثلاً ابو عبد اللہ مہمی مر یہ میں اور ابو عبد اللہ ابن
 رتوں مالقہ میں اور ابو یحییٰ عتبہ ابن یحییٰ جد والی غرناطہ میں ان پر غالب آگئے
 تھے۔ وہ لوگوں کو اپنا مطیع نہیں بنا سکتے تھے مزاج میں طیش غالب تھا کاموں
 میں جلد بازی کر بیٹھتے تھے اور بغیر طیاری کے مقابلہ پر آمادہ ہو جاتے تھے
 اور اس لئے نہ کوئی فوج طیار کی اور نہ کبھی عقل و تدبیر سے کام لیا۔

اس عہد کے بعض واقعات ابن ہود کو متعدد شکستیں ہوئیں۔ دو دفعہ سلطان الغالب باللہ
 کے مقابلہ میں ایک مرتبہ بیرون اشبیلیہ میں اور اس دفعہ

ابن ہود نے سمندر میں بھاگ کر جان بچائی۔ دوسری مرتبہ
 غالب باللہ نے یہ مقام اسمہ مضافات غرناطہ میں شکست دی۔ کہتے ہیں کہ
 یہ سب شکستیں ۶۳۲ھ میں اور اس کے قریب قریب واقع ہوئیں۔

۶۳۵ھ میں ابن ہود اور المامون اور لیس امیر المؤمنین کے درمیان
 اشبیلیہ میں مقابلہ ہوا۔ المامون نے ابن ہود کو بری طرح شکست دی اور ان کی فرودگاہ پر
 قابض ہو گئے اور ابن ہود نے المامون سے بچنے کے لئے مرسیہ میں پناہ لی۔

پھر مراکش میں فساد ہو گیا اس وجہ سے المامون نے اس معرکہ سے
 ہاتھ اٹھالیا اور متروک ہو کر فتنہ مراکش کی طرف متوجہ ہو گئے۔ ابن ہود کی
 حالت سنبھل گئی اور مرسیہ پھر غرناطہ اور اس کے بعد مالقہ نے ان کی اطاعت
 قبول کر لی۔

۶۳۷ھ میں ابن ہود اپنی شہامت کی بدولت بڑی بڑی فوجیں ساتھ لیکر

شہر ماروہ کی مدد کو گئے جس کے ساتھ دشمن نے جنگ چھیڑ رکھی تھی اور اس کا محاصرہ کر لیا تھا۔ بیرون ماروہ طاغیہ سے مقابلہ ہوا۔ کہتے ہیں کہ ابن ہود نے کچھ غور و فکر نہیں کیا اور بذات خود دشمن پر حملہ کر کے اس کے خیموں میں گھس گئے اور جب اپنی فوج کے پچھلے حصہ کی طرف واپس آئے تو یہ دیکھا کہ ان کے غائب ہو جانے کی وجہ سے ان کی سپاہ کے قدم اکھڑ گئے ہیں اور وہ بھاگ رہے ہیں۔ الفرض ان کو فاش شکست ہوئی اور دشمن اس کے بعد ماروہ پر قابض ہو گیا۔

ابن ہود کو متعدد دمعروں میں فتوح بھی ہوئے۔ ۶۲۹ھ میں وہ ایشیلیہ پر قابض ہوئے اور اپنے بھائی ابو نجات سالم کو جس کا لقب عماد اللہ تھا وہاں کا والی مقرر کیا۔

۶۳۱ھ میں قرطبہ نے ان کی اطاعت کر لی اور ان کی طاقت کو استحکام دیا۔ ۶۲۵ھ میں وہ غرناطہ اور مالقہ پر قابض ہوئے اور دوسرے شہریں مطیع ہو گئے۔

ماہ شوال کے عشرہ اول میں رئیس ابو سلطان ابن ابی السجاج ابن سعد کے دونوں بیٹے رئیس ابو زکریا اور رئیس ابو عبد اللہ امیر ابو جمیل کی اطاعت چھوڑ کر ابن ہود کی اطاعت میں داخل ہو گئے اور جو کچھ ان دونوں کے قبضہ میں تھا اس کے لئے ابن ہود کی بیعت کی۔

نویں شعبان ۶۲۶ھ روز جمعہ کو ابن ہود نے جنگ کے جزیرہ خضراء پر قبضہ کیا۔

ماہ شوال کے دوسرے عشرہ میں رات کے وقت خبر ملی کہ دشمن نے شہر وادی آش کا رخ کیا ہے وہ اسی وقت راتوں رات بسواری اسپ چل کر دن کو بچا یہ پہنچے اور پھر اسی میل چل کر دشمن کو جاگھیرا اور اس کے ایک ایک شخص کو قتل کر دیا کہ ان میں سے ایک تنفس بھی نہیں بچا۔

۱۔ واقعات سنین کی ترتیب غیر مرتب ہے۔ مترجم

براوران | ابن ہود کے ایک بھائی رئیس ابو نجات سالم تھے ان کا لقب عماد الدولہ تھا۔ دوسرے ابو الحسن عضد الدولہ تھے ان کو ایک جنگ میں دشمن نے گرفتار کر لیا تھا اور قیدیہ میں مال کثیر ادا کرنا پڑا تھا۔ تیسرے ابو اسحق شرف الدولہ تھے۔ ان سب کی طرف سے من امیر فلاں (از جانب امیر فلاں) لکھا جاتا تھا۔

اولاد | بیٹے کا نام ابو بکر اور لقب واثق باللہ تھا۔ ابن ہود نے ان کے لئے اہل اندلس سے بیعت لی اور اپنا ولی عہد بنایا تھا۔ ابن ہود کے بعد وہ والی اور مرسیہ کے مستقل حاکم ہوئے اور تھوڑے ہی دن بعد مر گئے۔

غرناطہ جانا | ابن ہود کئی دفعہ غرناطہ آئے۔ ایک دفعہ ۶۳۱ھ میں جب بغداد کے خلیفہ عباسی کی طرف سے ان کے پاس علم اور فرمان تقرر آیا تھا خلیفہ کا فرمان انھوں نے عید گاہ غرناطہ میں کھڑے ہو کر لوگوں کو سنایا اس وقت وہ سیاہ لباس میں تھے اور ان کے سامنے سیاہ علم نصب تھا۔ یہ دن نماز استسقا کے لئے مقرر کیا گیا تھا ابھی وہ فرمان مذکور تمام نہیں کرنے پائے تھے کہ آسمان سے بارش شروع ہو گئی اور یہ دن ایک زیارت اور کرامت کا دن بن گیا۔

عید گاہ سے واپس آنے کے بعد ابن ہود نے حکم دیا کہ فرمان مذکور میں جو القاب ان کے لئے درج ہیں تمام شہروں میں وہ القاب ان کی طرف سے لکھ کر بھیج دیئے جائیں۔

وفات | ابن ہود کی موت کے سبب میں اختلاف ہے۔ ایک سبب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ انھوں نے اپنی زوجہ سے عہد کیا تھا کہ اس کی زندگی میں اس کے ساتھ کسی دوسری عورت سے تعلق نہیں کریں گے جب وہ امیر ہو گئے تو ایک نہایت خوبصورت رومی عورت جو کسی رومی سردار کی لڑکی تھی قید ہو کر ان کے ہاتھ لگی اور ان کو بہت پسند آئی انھوں نے اس عورت کو اپنے نائب ابن رمیہ کے پاس چھپا کر رکھا۔ کہتے ہیں کہ

ابن ربیعہ کو اس سے تعلق ہو گیا اور جب اس کا محل ظاہر ہوا اس وقت ابن ربیعہ راز فاش ہو جانے سے ڈرا اور ابن ہود کو ہلاک کر دینے کی سازش کی جب ابن ہود بیرون مریہ پہنچے اس وقت ابن ربیعہ نے ان کو اس رومی عورت کے پاس جانے کی ترغیب دی اور رات کے وقت بے خبری میں اس طرح ہلاک کر دیا کہ چار آدمیوں کو تعینات کر رکھا تھا جنہوں نے تکیوں سے گلا گھونٹ کر ان کو مار ڈالا۔ دوسرے دن یہ اعلان کر دیا کہ وہ دفعہ مر گئے اور معتبر اشخاص کو اس واقعہ کی اطلاع کر دی۔ اصل حقیقت اللہ جانے۔

ابن ہود کی وفات چوبیسویں ماہ جمادی الاخریٰ ۶۳۵ھ کو واقع ہوئی۔ ابن ہود کی ولایت کی نسبت عوام میں جو افواہ پھیلی ہوئی تھی ان کے متعلق شاعر کہتا ہے۔

لمسام یہ زاد الزمان طلاقہ وہ ابن ہود) ایک بہا شخص میں جن سے زمانہ کی رونق بڑھ گئی
ولدت لنا فیہ الامانی مورحاً اور ہماری امیدوں میں انکے ساتھ وابستہ ہو جانے سے لذت آگئی
فقتل لبني العباس ماہی دولة بنی عباس سے کہہ دو کہ ان کی حکومت وہ نہیں ہے
انار بها الحق المبین وانجدا جس سے حق مبین نے مدد لی اور اس کو مدد دی ہو
فان الذی قد جاء فی الکتف صفا اس لئے کہ کتابوں میں جس شخص کا بیان اس دنیا کی
بتمہید ہندی الارض قد فاهتدا اصلاح کیلئے آیا ہے وہ آگیا اور اصلاح بھی ہو چکی۔
فان بشرتنا بن ہود وحمدا کتابوں نے ہم کو ابن ہود محمد کی بشارت دی تھی اور اللہ نے
فقد اظہر اللہ ابن ہود محمدا ابن ہود محمد کو ظاہر کر دیا۔

محمد بن احمد

نام و نسب و کنیت | محمد نام کنیت ابو بکر تھی غرناطہ کے رہنے والے تھے
اور وطن | اور وادی آلمشش میں سکونت اختیار کر لی تھی یہ لقب نسب

یہ ہے۔ محمد ابن احمد ابن زید ابن الحسن ابن ایوب ابن حامد ابن زید ابن متخل غافقی۔

اولیت

یہ خاندان اصل میں اشبیلیہ کا ہے۔ راز کی نئے استیجاب میں اس خاندان کے ذکر میں لکھا ہے کہ زید غافقی کا خاندان اشبیلیہ میں آباد ہے۔ وہاں ان کی بڑی جماعت ہے اور سب شہسوار ہیں اور زمانہ قدیم سے معزز علیے آتے ہیں۔ پہلے یہ لوگ اربوٹہ میں ملازمت کرتے رہے پھر وہاں سے منتقل ہو کر طلیطہ، وہاں سے قرطبہ اور قرطبہ سے غرناطہ آئے۔ ملاحی نے اپنی کتاب میں حسن ابن ایوب ابن حامد ابن ایوب ابن زید کا ذکر کیا ہے اور ان کو غرناطہ کے اہل شوریٰ اور قاضی جماعت میں شمار کیا ہے۔ احمد ابن زید ابن الحسن (صاحب ترجمہ کے والد) اس دن مارے گئے جس روز بنی خالد نے سلطان ابو عبد اللہ الغالب باللہ ابن نصر کے لئے سلطنت کی تحریک شروع کی۔ وہ متوکل علی اللہ ابن ہود کی طرف سے غرناطہ کے عامل تھے اور دین، مال اور فضل کے جامع تھے۔

حال و شہرت

محمد ابن احمد اندلس کے ایک ممتاز اور بلند مرتبہ رئیس تھے وہ پیدائشی پاک دامن، پرہیزگار، لہو و لعب سے محترز اور پاک باز تھے ان کی وجہ معاش حلال و طیب تھی اور وہ شریف النسب اور عالی خاندان تھے۔ اپنے شہر میں وزارت پر مامور ہوئے پھر شہر کے سواروں کے مقدم بنائے گئے اور اپنی جرأت سے سواروں سے مشکل کام لئے اور دشمن کے لئے کوئی موقع باقی نہیں چھوڑا وہ ایک مشہور اور نامور شخص ہو گئے اور اللہ کی راہ میں مستعد رہے۔ ساتھ ہی ایمان کی قوت معاملہ کی درستی اور حسن ہیئت سے متصف تھے تاریخ اشعار اور امثال جاہلیت سے وسیع واقفیت رکھتے تھے قواعد دین کے مضبوطی سے پابند تھے طہارت کے اہتمام میں غلور رکھتے تھے اور خباث سے کنارے رہتے تھے جد کو اختیار کرتے اور جہاد کے تعزیر میں کوڑ پڑتے تھے۔

اساتذہ

محمد ابن احمد نے غرناطہ میں شیخ ابی جاعہ ابو عبد اللہ فحار سے

پڑھا۔ اور اپنے شہر میں استاد ابو عبد اللہ طرسوتی سے پڑھا اور اصلی نفع ان ہی سے حاصل کیا تھا۔

وہ بلند آواز تھے۔ مزاج میں تغافل شعاری و بے پروائی تھی اور مجلسوں میں ان کی ہیبت کم طاری ہوتی تھی۔

جب سلطان ابو عبد اللہ کو شکست ہو گئی تو وہ اپنی سلطنت سے بھاگ کر وادی آتش چلے گئے وہاں محمد ابن احمد ان کی مدد پر آمادہ ہوئے شہر میں ان کی حکومت قائم رکھی ان کے کام میں مدد اہنت چھوڑ دی، اور ان کے دشمن کی باتوں میں نہیں آئے۔ یہاں تک کہ سلطان وادی آتش سے نکل کر عدوہ روانہ ہوئے۔ اس وقت سلطان کے لئے راہ کی امان صرف ان کی ذات سے تھی اور جب تک سلطان اپنی جائے پناہ میں نہ پہنچ گئے وہ ان کے لئے اپنی جان فدا کرنے پر مستعد رہے۔ پھر انھوں نے سلطان کے مامن کو اس حالت میں چھوڑا۔

زوال اور وفات سلطان نے محمد ابن احمد کو خانگی امور کے لئے مخصوص کر لیا وہ ان سے بہت خوش رہتے تھے اور راز دار بنا کر اپنی ذات

کے ساتھ واپس کر لیا تھا۔

پھر ان کی شہامت و ریاست کی وجہ سے ناراض ہو گئے اور ان کو اور ان کے بیٹے کو جو اپنے وقت کا ایک منتخب شخص اور اپنے ابناء و جنس کا مایہ ناز تھا گرفتار کر کے دونوں کو مجرموں کے تہ خانہ میں قید کر دیا اور بے خبری میں قتل کرا دینا چاہا۔

پھر دونوں کو بہت سے دوسرے معززین کے ساتھ جو اسی قسم کے جرم میں ماخوذ تھے نصف ماہ محرم ۶۲ھ میں شہر منکب میں منتقل کر دیا اور ماہ ربیع الاول کے عشرہ اول میں سب کو پانز بجیر دریا کی راہ سے بجایہ بھیج دیا۔ بجایہ پہنچ کر یہ لوگ عزت و آرام سے رہے اور وہاں سے براہ دریا ٹونس روانہ ہوئے تھے کہ تا کر ونا کے قریب وجواریں دشمن کے بیڑے نے ان لوگوں کو آگھیرے۔ بیڑے اوہلما نوں کے درمیان جنگ ہوئی اور اس معرکہ میں محمد ابن احمد نے

شرافت اور جوانمردی کے بڑے جوہر دکھائے۔ مجر کا بیان ہے کہ اس نے محمد بن احمد کو اس حال میں دیکھا کہ وہ تلوار کھینچے ہوئے دشمنوں پر وار کر رہے تھے اور کہتے جاتے تھے کہ یا اللہ ہمارے لئے اس کو شہادت بنا دے۔ دشمن ان مسلمانوں پر جوان کے ساتھ تھے اور ان میں ان کے بیٹے بھی تھے غالب آیا اور سب کو شہر عناب میں لے جا کر قتل کر دیا۔

محمد بن احمد کے ایک بیٹے اصح کی طرف چلے گئے تھے جو اس عہد میں سکون اور فضل وین اور حیا وغیرہ شریفانہ عادات کے ساتھ واپس آئے ہیں۔ غرض اس طرح شب جمعہ آٹھویں رجب ۶۲۲ھ کو محمد بن احمد کو شہادت کا درجہ حاصل ہوا اللہ ان کو اس سے شفع کرے۔

شعر
قاضی جماعہ ابو الحسن ابن الحسن نے ہم کو ان کے حسبِ ایل اشعار سنائے۔

یا ایہا المرتجی الطاف خالقہ وفضلہ فی صلاح الحال والمآل ان کنت توفن حقاً لطف خالقنا فانشمخ بانفک عن قبل وعن قال فان لله لطفاً عز خالقنا عن ان یقاس بتشبیہ ومثال وکل امر وان اعیانک ظاہرہ فالصنع فی ذاک لایجیری علی بال	اے وہ جو اپنی موجودہ حالت اور مال کار کی بہتری میں اپنے خالق کے الطاف و فضل کی امید رکھتا ہے اگر تو حقیقت میں ہمارے خالق کے لطف پر یقین رکھتا ہے تو تیل و قال سے اپنی شان کو بلند رکھ۔ بلاشبہ لطف اللہ کی صفت ہے لیکن ہمارا خالق اس سے برتر ہے کہ تشبیہ و تمثال سے اس کا قیاس کیا جاسکے ہر وہ امر جس کی ظاہری حالت تم کو پریشان کر رہی ہے اس میں بھی اللہ کا احسان ہے جو دل پر نہیں گزرتا۔
--	--

محمد بن احمد

نام، نسب و وطن اور کنیت	محمد نام ابو عبد اللہ کنیت اور ابن محروق کے نام سے مشہور تھے سلسلہ نسب یہ ہے محمد بن احمد بن احمد اشعری غرناطہ
----------------------------	--

کے رہنے والے تھے۔ محل سلطانی کے وکیل اور آخر عمر میں وزیر ہو گئے تھے۔
 حال اور اولیت ابن محروق ایک پاک دامن اور پرہیزگار شخص تھے نیکی
 کی طرف میلان اور صالحین سے محبت رکھتے تھے حرام کی طرف
 نظر نہیں اٹھاتے خوں ریزی سے بچتے خصوصیت کے ساتھ سمجھے اور قابل اعتبار
 تھے شروط (و ثابق) کی کتابت کرتے تھے اور غرناطہ کے راست گفتار
 قابل اعتبار لوگوں میں سب پر فائق تھے خط پاکیزہ تھا اور طلب علم خصوصاً
 فرائض میں مشارکت رکھتے تھے۔ اوب میں اچھی دستگاہ تھی۔ امرانکی مدح مرانی
 کر کے کتابت کے درجہ تک ترقی کر گئے تھے۔

عروج جس وقت وزیر ابن حکیم پر عتاب ہوا اور اس کا مال و اثاثہ
 ضبط ہو کر محل سلطانی میں لایا گیا اسکی نگرانی و شمار وغیرہ پر
 ابن محروق متعین ہوئے اور ایسی ہوشیاری و مستعدی سے کام کیا کہ اسی
 ذریعہ سے وکالت کی خدمت پر ترقی کر گئے زمانہ نے موافقت کی اور
 ان کو بڑی وجاہت حاصل ہوئی وہ کثیر دولت اور وسیع قطعہ زمین کے مالک
 ہو گئے اور اپنی دانشمندی اور آمدنی میں ہمیشہ اضافہ کرتے رہنے سے دنیا
 سمیٹ لی۔

دولت نصریہ کی چھٹی پشت میں شیخ الغزاة سالار طائف عثمان ابن
 ابی العلاء کی تدبیر سے وہ وزارت کے آسمان پر چڑھ گئے اور شیخ موصوف نے
 ان کو ایسے درجہ پر پہنچا دیا جہاں ان کے لئے دنیا کا سیلاب بہ رہا تھا۔
زوال و موت لیکن اس محبوب حالت میں ان کے لئے تلخ کامی چھپی ہوئی
 تھی اور اشد سبجانہ نے اسی شیخ کے ہاتھوں ان کی مدت حیات
 کا تمام کرنا مقرر کر رکھا تھا۔ الغرض وہ مہر شے پر حاوی ہو گئے اور
 سلطان نے ان کو صاحب نبالیا اور اس کے بعد شکرہ میں ان کے اور
 ان کے مہر پرست کے درمیان مشہور کشیدگی واقع ہو گئی۔
 شیخ مذکور نے سلطان سے ان کی شکایت کی اور ان سب لوگوں کو
 جو ان کے دروازہ پر رہتے تھے نکلوا دیا اور وہ خود سلطان کے پاس جانے

روک دیے گئے جس سے ان کے حالت میں ابتری پیدا ہو گئی پھر ان کو اس تدبیر سے ہلاک کرا دیا کہ رئیس کبیرہ سلطان کی داوی کے گھر میں جہاں وہ رئیسہ مصطفیٰ کے ساتھ معاملات میں گفتگو کر رہے تھے دو کم سن مملوک نوجوانوں نے جوان کی اردلی میں رہتے تھے ان پر خنجر سے حملہ کیا۔ اوہ گھر کے حوض میں کود پڑے اور یہ دونوں غلام ہر طرف سے ان پر خنجر چلاتے رہے یہاں تک کہ جان نکل گئی۔
رحمہ اللہ تعالیٰ۔

اسامذہ | ابن محروق نے اساذ ابو جعفر ابن زبیر سے پڑھا تھا اور اساذ موصوف کی فراست ان کے متعلق صحیح ثابت ہوئی

محمد ابن فتح

نام و نسب اور کنیت: محمد نام، سلسلہ نسب یہ ہے محمد ابن فتح ابن علی انصاری کنیت ابو بکر تھی اور قاضی جماعت تھے۔

حال | محمد ابن فتح تدبیر و حیلہ میں اور حق کے دلائل باطل کے نقابوں اور شہادات کے علل سمجھنے میں تیز و طرار، صحت و قلعیت سے

میں یکساں و مہر برآورد، حالات و واقعات میں صاحب بصیرت نیک چلن شیریں کلام پاکیزہ اطوار اور عالی مرتبہ شخص تھے۔

اشبیلیہ پر دشمن کے غالب آجانے کے وقت وہاں سے نکل گئے

اور مالقہ و لبطہ میں قاضی رہے پھر غرناطہ میں خادم ہوئے اور اس کے بعد سابق خدمت کے ساتھ شرطہ (پولیس) کی خدمت بھی اضم کر دی گئی۔ پھر قاضی مقر کر دیے گئے اور تیس برس تک ان کی ولایت قائم رہی۔

وفات | شب بستر و یکم ماہ ربیع الاول ۶۹۰ ہجری کو انتقال کیا۔

محمد ابن احمد

<p>نام و نسب کنیت اور وطن</p>	<p>محمد نام، سلسلہ نسب یہ ہے محمد ابن احمد ابن علی ابن حسین ابن علی ابن زیات کلاعی کنیت ابو بکر تھی، ان کے والد جو شیخ ابو جعفر ابن زیات مشہور تھے بلش کے رہنے والے۔</p>
<p>حال</p>	<p>دہماری تصنیف کتاب "عاید الصلہ" سے ماخوذ ہے۔</p>
<p>ابو بکر ابن زیات رحمہ اللہ عادات و اخلاق اور بہت کی خوشنمائی اور وقار میں اپنے والد کے مشابہ تھے لیکن وہ اپنے مرتبے کی حفاظت کرتے شاندار سی قایم رکھتے اور اپنے والد نیز خود اپنی ذاتی حیثیت سے اعزاز و اکرام کے خواہشمند رہتے تھے۔</p>	
<p>مشائخ کی اولاد میں وہ عقل و فہم ادب و تہذیب اور عزت و حشمت میں یادگار زمانہ تھے۔ اسی کے ساتھ خط ایسا خوب و لاجواب تھا کہ نگاہ کو روک لیتا تھا۔ روایت عالی تھی اور فنون و قراءت و فقہ و عربیت و ادب و فرائض اور وثائق و احکام کی معرفت میں مشارکت رکھتے تھے۔ اپنے شہر میں قاضی مقرر ہوئے اور خطابت و امامت میں اپنے والد کی قایم مقامی کی اور اس رسم و عمل درآمد کو قایم رکھا۔ ان سے سفارت کا کام بھی لیا گیا اور انہوں نے اس کو اسی طرح انجام دیا جیسا ان کی قسم کے لوگ انجام دیتے رہے ہیں۔ وہ اپنے شہر میں پڑھاتے اور نفع پہنچاتے رہے۔</p>	
<p>اساتذہ</p>	<p>استاذ خطیب ابو محمد ابن ابی السواد باہلی اور غرناطہ کے شیخ الجماعت اتاذ ابو جعفر ابن زبیر سے پڑھا تھا۔ ان کے</p>
<p>علاوہ ان کے نانا جوان کے باپ کے ماموں بھی تھے حکیم عارف ابو جعفر ابن الخطیب نیز خطیب زیاتی ابو الحسن فضل ابن فضیہ اور زبیر ابو عبد اللہ ابن رشید ان کے شاہیر اساتذہ ہیں سے ہیں۔</p>	

محمد بن علی

نام و نسب کنیت | محمد نام ابو عبد اللہ کنیت ، اور ابن الحجاج عرف ہے سلسلہ
نسب یہ محمد بن علی ابن عبد اللہ ابن محمد ابن الحجاج ۔ ان کے دادا
اشبیلیہ کے رہنے والے تھے ۔

حال | ابن الحجاج اعمال ہند سیر سے واقفیت رکھتے تھے اور
قلعہ شکن ہلاکت آفریں آلہ جنگ بنانا اور اس سے کام لینا خوب
جانتے تھے ۔ ابو یوسف منصور ابن عبد الحق کے عہد میں منتقل ہو کر شہر فاس
چلے گئے اور ابو یوسف کے لئے ایک بڑے طول و عرض قطر کی چرخ بنائی جس کی
محیط میں متعدد گوزے لگائے تھے اور اس کی حرکت نظر نہیں آتی تھی ۔ یہ چرخ
آج تک بلحد فاس کے محل شاہی میں منصوب ہے اور ان آثار میں سے
ہے جن کے دیکھنے کو لوگ سفر کر کے جاتے ہیں ۔

ابن الحجاج نے سلا میں صنعت شروع کی تھی ۔ اپنے باب کی ہلاکت
کے بعد شاہان بنی نصر کے دوسرے سلطان کے دربار میں چلے گئے وہ سلطان
کی خدمت میں ایسے وزیر سے بھیجے کہ مقربین بارگاہ میں ہو گئے اور پیش قرار
وظیفہ مقرر ہو گیا ہاں تک کہ سلطان موصوف کے بیٹے امیر المسلمین ابی الجیوش
نصر کے وزیر ہو گئے اور لیاقت کے ساتھ اس کو سرانجام کیا ۔

ابن الحجاج سے لوگ اس وجہ سے ناراض ہو گئے کہ وہ رومیوں کے
مقالات کو پسند کرتے تھے اور کھانے اور گفتگو اور اکثر احوال و ہیئت میں انہیں
رومیوں کی مشابہت اختیار کر لی تھی اور اپنی لاشست گاہ رومیوں کے امثال
اور حکیمانہ اقوال سے آراستہ رکھتے تھے ۔ اگرچہ وہ حیلہ و تدبیر اور غور و فکر میں
ایک غیر معمولی شخص تھے دُور رس اور گہری سمجھ رکھتے تھے اور گویا ہمیشہ کوڑے
پر کھڑے اور انگاروں پر لوٹے رہتے تھے لیکن بچپن میں رومیوں کے درمیان

رہنے سے ان کا رنگ ان پر اس قدر چڑھ گیا تھا اور ان کے قوائی عقلی میں جن کا نشوونما رومیوں کے گھر میں ہوا تھا اس طرح داخل ہو گیا تھا کہ کسی حال میں نہ چھوٹ سکا۔

بہر حال وہ نرم مزاج اور بشاش طبیعت کے آدمی تھے رومیوں کی زبان اور ان کے علم تاریخ میں یگانہ روزگار تھے لازمت کے دستور و قواعد میں مشاق اور شاہی درباروں کے ساز و باز کا اچھا تجربہ رکھتے تھے۔

ان کے آقا سلطان کے مقابلہ میں عوام کی شورش کا حال پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔ شورش کرنے والوں نے بلا اعلان مطالبہ کیا کہ ابن اسحاق ان کے حوالے کر دیئے جائیں انھوں نے شورش کا سبب ابن اسحاق کو قرار دیا اور ان پر قوم کے ساتھ غداری کا الزام ٹھہرایا لیکن سلطان نے ابن اسحاق کے ساتھ وفاداری کی ان کو حوالہ کرنا منظور نہیں کیا اور جان بچالی۔

یہ حالت اس وقت تک رہی کہ سلطان خود بادشاہت سے علیحدہ کر دیئے گئے۔ سلطان کی معزولی شیخ الغزاة سرگر وہ طایفہ عثمان ابن ابی العلاء کے ذمہ داری میں ہوئی اور وہ اپنی ساری جماعت اور تمام مال و اسباب کو تحفظت و احتیاط ساتھ لے کر منتقل ہو گئے اور عدوہ پہنچ کر امیر ابو حفص عمر ابن سلطان کبیر ابو سعید کے پاس پناہ گزیں ہوئے۔ امیر موصوف نے ایک عرصہ پناہ میں رکھنے کے بعد اللہ کے غضب سے بے خوف ہو کر سلطان موصوف کو قتل کرادیا اور ان کی فوج منتشر ہو گئی۔ اور اسی اثنا میں ابن اسحاق کا بھی انتقال ہو گیا۔

وفات | ابن اسحاق کی وفات بلجدید شہر فاس میں عشرہ اول
ماہ شعبان ۳۱۳ھ میں واقع ہوئی۔

محمد ابن رضوان

نام و نسب کنیت | محمد نام اور ابو یحییٰ کنیت تھی سلسلہ نسب محمد ابن رضوان ابن محمد
ابن احمد ابن ابراہیم ابن ارقم ہے وادی آس کے رہنے والے تھے اور وطن

حال | محمد بن رضوان ایک مشہور رئیس نامور عالم عالی حسب اور شریف النسب شخص تھے۔ نہایت قابل بڑے ہوشمند عربیت اور لغت کے امام اور حساب ہنیت اور ہندسہ وغیرہ علوم کے ماہر تھے۔

شیخ نے کہا کہ محمد بن رضوان تمام علوم مذکورہ میں ان سب لوگوں پر فائق تھے جن سے ہم ملے ہیں اس کے ساتھ مروت احسان تواضع اور دینداری میں اپنے سلف اور اپنے خاندان عالی کے نقش قدم پر چلتے تھے۔ جب وہ غرناطہ میں مقیم تھے ہم اکثر ان کی صحبت میں بیٹھا کرتے تھے اور غرناطہ اور اس کے ماسوا دوسرے شہروں میں بھی بارہا ان سے ملے ہم نے ان کو ایک شریف اور بزرگ شخص یا ما جن کی ذات میں علم و فضل اور حسن اخلاق جمع تھا۔ وہ واضح اور صاف لکھتے تھے اور ان کے خط کی ایک خاص شان تھی جس سے وہ علانیہ پہچان لیا جاتا تھا اور کسی دوسرے کے خط سے نہیں ملتا تھا۔

اپنے شہر میں قاضی مقرر ہوئے اس کے بعد برشانہ کے والی ہوئے اور طرز عمل قابل تعریف رہا۔

اساتذہ | محمد بن رضوان نے ابوالکرم جو دی ابن عبدالرحمن سے ساتوں قراءت غریب اور لغت پڑھا اور اس تعلق سے ہمیشہ ان کے ساتھ رہے کبھی علیحدہ نہیں ہوئے۔ اور شیخ موصوف نے ان کو عام اجازت عنایت کی۔ ان کے ماسوا اپنے شہر کے دوسرے علما سے بھی استفادہ حاصل کیا اور جس زمانے میں غرناطہ آتے جاتے تھے وہاں کے بہت سے علما کی صحبتوں میں شریک ہوتے تھے۔

تالیف | محمد بن رضوان نے ایک کتاب تالیف کی اور اس کا نام "الاحتفال فی استیفاء اللغی من الاحوال" رکھا۔ یہ ایک بڑی کتاب ہے اور ہم نے اس کو دیکھا ہے۔ "الغریب المصنف" کا اختصار کیا ہے علم نجوم کے متعلق نظم اور شہر میں بہت سی یادداشتیں لکھیں۔ ایک رسالہ اصطلاح خطی اور اس کے عمل پر لکھا اور اسباب عرب کا شجرہ مرتب کیا۔

وفات | محمد بن رضوان نے شبِ شنبہ سترھویں ماہ ربیع الآخر ۶۵۶ھ کو انتقال کیا۔

محمد بن محمد (ابو البرکات)

نام و نسب کنیت | محمد نام کنیت ابو البرکات، عرف ابن الکاج ہے اور دوسرے شہروں میں آپ بلقیعی مشہور ہیں۔ سلسلہ نسب محمد بن محمد بن ابراہیم بن محمد بن خلف بن محمد بن سلیمان بن سواد بن احمد بن حزب اللہ

ابن عامر بن سعد بن عیاش (جن کی کنیت ابی عیون تھی) ابن جمود (جو اندلس میں موسیٰ بن یحییٰ کے ساتھ داخل ہوئے تھے) ابن عنبسہ ابن حارثہ ابن عباس ابن مرادس ہے۔ اہل غرناطہ کے لکھنے سے بلقیعی اور نشاۃ و ولادت اور سلف کے اعتبار سے مری ہیں۔

اولیت | شیخ ابو البرکات کا سلسلہ نسب حارثہ ابن عباس ابن مرادس تک ابھی مذکور ہوا۔ حارثہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

صحابی اور آپ کے ایک خطیب و شاعر تھے۔ اسلام میں بھی رئیس رہے اور جاہلیت میں بھی رئیس تھے شیخ کے سلف خصوصاً ابراہیم کے ولی اللہ ہونے اور حق العباد کی رعایت رکھنے کی شہرت ایسی ہے جس کو ہر شخص جانتا ہے۔ ان کے جد مادری مثلاً ابو بکر حبیب اور چچا زاد بھائی ابو اسحاق وغیرہ کے حالات سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ جیسا کہ عبد الحمید الملقی ابن ابار، ابن طلحہ، ابن فرقون ابن صاحب الصلوٰۃ ابن زبیر اور ابن عبد الملک وغیرہ اصحاب کی فہرستوں سے ظاہر ہوتا ہے جنہوں نے مشاہیر اندلس کا تذکرہ لکھا ہے۔ وہاں دیکھنا چاہئے۔

حال | شیخ ابو البرکات اپنے وطن شہر مریہ میں اس حالت سے سن شعور کو پہنچے کہ وہ عفت کے ستون تھے حیا سے نظر بھی رکھتے تھے

افسردہ رہتے اور تنہائی پسند کرتے تھے خالص مال اور غیر مشکوک کھانے پر بسر کرتے تھے۔ صرف ان ہی لوگوں کے گھر دیکھے جاتے جو ان کو بلا تے تھے ماحلقہ اسانید (درس حدیث) میں یا سفر یا شہر کے باہر کسی مسجد میں جہاں عبادت گزاروں کا موقع

مہیا ہے۔ وہ نہ بازار جاتے تھے نہ کسی مجمع میں نہ کسی دعوت میں نہ کسی حاکم یا والی کی مجلس میں۔ اور جن امور کی نسبت ان کی عادت یہ ہو گئی ہے کہ ان کو ہاتھ نہ لگائیں ان میں کسی طرح ہاتھ نہیں ڈالتے۔

شیخ نے ایک دور کا سفر کیا اور مغربی علاقہ کے اندر بجایہ تک گئے اس سفر میں انھوں نے خاموش اور گمنامی کے ساتھ وہاں کے علما صلحا اور ارباب پر نظر ڈالی آثار کا معائنہ کیا اور جو کچھ دیکھا اس کو قلمبند کیا۔ پھر اندلس واپس آئے اور درس و تدریس، قضا اور خطابت میں مشغول ہو گئے۔

اب اس وقت وہ ایک یگانہ روزگار شخص ہیں۔ ان میں اصلی شرافت کا جوہر ہے جو سلامت فطرت پر مبنی ہے۔ ان کے نفس میں سادگی ہے باطن و ظاہر یکساں ہے وہ بہت جلد رو دیتے ہیں ان کے چہرہ سے بزرگی ٹپکتی ہے اور خوش طبعی نیک نیتی ظاہر ہوتی ہے پھر اس کے ساتھ عہد کی نگہداشت مشارکت کی فضیلت لطف صحبت، مستقل مزاجی، ارادہ کی سچائی، حمیت اور پند و موعظت کی بلاغت میں بھی فرد ہیں۔ اور جامع دماغ ہونے کی حیثیت سے اپنے زمانہ کے مرجع اور وقت کے حاصل ہیں۔

نیز وہ منبر کے شہسوار (فصیح و خوش تقریر) ہیں جن پر ہیبت اور گھبراہٹ نہیں طاری ہوتی قرآن خوش اگانی سے پڑھتے ہیں رونے کے موقع پر سسکیاں لے کر روتے ہیں عوام کی بھلائی کے حریص ہیں نصیب اوقات پر متاسف رہتے ہیں اور ان کو دین اور دنیا کی ریاست عطا ہوئی ہے۔

شیخ کے اوصاف کا یہ مختصر بیان ہے اور اختصار اس موقع پر مبالغہ کا کام دیتا ہے اور الماع و اشارہ کافی ہو جاتا ہے۔

ولایت | ماہ جمادی الثانیہ ۱۰۵۰ھ میں قاضی مقرر ہو کر شالاش گئے۔ بعد ازاں مریتہ اور سلونان کے والی ہوئے اس کے بعد بجایہ

کے والی ہو کر وہاں چلے گئے۔ پھر بجایہ سے واپس آکر مالقہ کی مجلس درس میں شیخ مسلم کا درس دیتے رہے جس میں ان کی مہارت مسلم تھی پھر فاس گئے پھر وہاں سے اندلس واپس آئے اور اپنے وطن شہر مریتہ کو مستقر بنا کر وہاں کی جامع مسجد میں

دس دینے لگے پھر مالقہ کے قاضی مقرر ہو کر وہاں گئے پھر غزنی مالقہ کے قاضی ہوئے اور قضا کیسے
خطابت بھی اضافہ کی گئی پھر قاضی ابو محمد بن صایح کی وفات کے بعد مرہ کی قضا پر واپس بلائے گئے۔
شیخ کی ولایت کے متعلق میری تالیف "طرفۃ العصر" کے الفاظ حسب ذیل ہیں
تیسویں شعبان ۷۴۶ھ کو اپنے غرناطہ پہنچنے کے دن معزز علما اور
رؤساء حضرة (غرناطہ) کی درخواست پر ان کی ہمنیت لیتے ہوئے اپنی قیام گاہ
پر جو حمرا کے ایک شاہی محل دار الضیافت و منزل جلالت کے اندر تھی قیام اختیار
کیا اور خیر کی ترویج حق کی تبلیغ اور اشاعت علم کے سلسلہ میں لوگ جماعتوں میں
اور نیز تنہا دن بھر ان کو گھیرے رہنے لگے۔

شیخ کے پہنچنے کے وقت یہ حالت تھی کہ افق غبار آلود و مہور ہوا تھا اور
زمین خشک تھی موسم سرد کا ایک حصہ جو ان کی ولایت کے مہینے کے موافق
تھا اس حال سے گزرا تھا کہ بدلی سے ایک قطرہ بھی نہیں ٹپکا اور آسمان پر ایک
دفعہ بھی بجلی نہیں چمکی تھی۔ شخص اپنی اپنی فکر میں مبتلا تھا فحط کی شدت نمودار
ہو گئی تھی اور بیج اپنی جگہ پڑے تھے۔ لیکن خوش قسمتی سے جس وقت شیخ منبر کے
زمینوں سے اترے ان کے دعاء استسقا کی مقبولیت اور ان کے خشوع کی برکت
ظاہر ہوئی اور رحمت کی بارش شروع ہو گئی۔

ہم نے اسی وقت یہ پر لطف شعر موزوں کر کے سنائے۔

ظمئت الی السقیا الاباطح والربی | وادی اور شیلے پانی کے ایسے پیاسے ہو گئے
حتی دعونا العامر عامجا | ہم لوگ اس سال کو خشک سالی کا سال کہنے لگے۔

والغیث مسدول الحجاب وانما | اور ابر پردے کے اندر چھپا ہوا تھا اس کو

علم العیام قد ومکوفت | آپ کے آنے کا علم ہوا تو اس نے بھی اقد کی

شیخ احکام میں نظر کرنے لگے اور ایسی صحیح رائے قائم کرتے اور شبہات

کو اس طرح رفع کرتے تھے کہ گویا تیر ٹھیک نشانہ پر جا پہنچتا تھا۔ خطابت میں

ایسا عمدہ طریقہ اختیار کیا کہ گویا مطالب کو قالب بلاغت کے دل میں ڈھال دیتے

اور ہوا دشت کے احکام و مسائل کا فیصلہ مختلف اسالیب بلاغت قبض و بسط

اور وعد و وعید وغیرہ کے استعمال کے ساتھ ایسی صحت اور درستی سے کرتے کہ

جو کچھ وہ کہتے اس کا زیادہ حصہ بدیہی اور کامل مدلل معلوم ہوتا۔
 ہمارے شیخ ابوالبرکات نے لکھا ہے کہ پھر ہم بوجہ مذکور الصدر غرناطہ سے
 واپس ہوئے اور چونکہ مرہہ میں وبا پھیلنے کی شہرت تھی وہیں ٹھہرے رہے۔ پھر
 مرہہ کی قضا و خطابت پر دوسری دفعہ مقرر کئے گئے۔ یہ تقرر اوائل ماہ رجب ۷۶۷ھ
 میں ہوا اور یہ حالت اس وقت تک رہی کہ بوجہ مذکور وہاں سے واپس ہوئے۔
 آخر رجب ۷۶۷ھ میں پھر اس خدمت پر واپس لائے گئے۔ اللہ کرے کہ اب اس
 علیحدگی اللہ سبحانہ کے لئے ہو۔

اس وقت ہم ابوالمطرف ابن عمیرہ کے شعر کو پڑھتے اور اپنے حسبِ حال
 پاتے ہیں۔

قد سبنا الی الکتابہ یوما	ہم ایک دن کتابت کی طرف منسوب کئے گئے
توجاءت خطۃ القضاء تلہا	اس کے بعد قضا کا عہدہ آیا
وبکل لہنلق للمجد الا	اور کسی سے بھی ہم نے مجد (بزرگی) نہیں پایا
منزلانا ینا وعیشا کرہا	بلکہ منزل دور اور عیش تلخ ہوتا گیا
نسبۃ بدلت فلوتتغیر	نسبت بدل گئی پر ہم نہیں بدلے
مثل ما یرع المہندس فیما	جیسا کہ نسبت کے بارہ میں مہندس سمجھتا ہے۔

ہم نے شعر میں خطابت کی جگہ کتابت کا لفظ بنا دیا ہے۔ اب ہم تم
 سے ایک عجیب بات جو ہم نے دیکھی ہے بیان کرتے ہیں اور تم اس کو بخوبی
 جانتے بھی ہو۔ وہ یہ کہ اس عہدہ میں سب سے بہتر کام جو ہم سے صادر ہوا
 یعنی وہ عمل جس پر ہم ثواب کی امید رکھتے ہیں اور ساتھ ہی جو شخص بغیر دنیا کی
 طرف التفات کئے ہوئے فخر کرنا چاہے اس پر فخر بھی کر سکتا ہے یہ ہے کہ ہم نے
 اللہ سبحانہ ہی پر اعتماد رکھا۔

تصنیفات شیخ نے اپنے قلم سے میرے پاس جو چند فصلیں لکھی ہیں
 ان میں سے ایک افضل کے الفاظ یہ ہیں۔

میری تصانیفات کا یہ حال ہے کہ اکثر نام تمام ہیں اور ان کا بیضہ نہیں ہوا ہے
 بخلاف ان کے ایک کتاب "قدیکو الجواد" ہے اس میں ان چالیس غلطیوں

کا بیان ہے جو بوجہ اشکال کے نسب کے نسبت کرنے میں پیش آتی ہیں۔ ایک ضخیم کتاب نظمِ جمل میں ہے۔ ایک کتاب ”خطر فبطر و بطر فخطر“ ہے یہ کتاب وثائق ابن فتوح پر کچھ اشارات ہیں ایک کتاب ”الانصاح فی من عرف بالاندلس بالصلاح“ ہے۔ ایک کتاب ”الحركة الدخولیه فی مسالة الما لقیة“ ہے۔ ایک مختصر کتاب ”خطرة المجلس فی کلمة وقعت فی شعر استنصر بہ اہل الاندلس“ ہے۔ ایک نام کتاب ”تاریخ المریة“ ہے۔ ایک شعر کا دیوان ہے جس کا نام ”العذب والواجح فی شعر ابی البرکات ابن الحاج“ ہے۔ اس دیوان کے انتخاب کا نام قاضی شریف نے اللؤلؤ والمرجان اللذان من العذب والواجح یستخرجان رکھا ہے۔ ایک کتاب ”عرايس نبات النواظر المجلوة علی منصات المنابر“ ہے۔ یہ ان خطبوں کے فصول پر مشتمل ہے جو اشاکے کئے گئے۔ ایک کتاب ”المؤمن علی انباء ابناء الزمن“ ہے۔ ایک کتاب حروفِ تہجی کی ترتیب پر کتابوں کے نام اور ان کے مولفین کے ذکر میں ہے۔ ایک کتاب ”ما التفت لابی البرکات فی ما یشبه الکرامات“ ہے۔ ایک کتاب ”ما رأیت و ما رأی لی من المقامات“ ہے۔ ایک کتاب ”المرجع بالدراک علی من انکر وقوع المشترک“ ہے۔ ایک کتاب ”مشہات اصطلاح العلوم“ ہے۔ ایک کتاب ”الفلسفیات“ ہے۔ ایک کتاب میں وہ تقریریں ہیں جو صحیح مسلم نے دس کے وقت ہم نے کی تھیں۔ اور ایک کتاب ”الفصول والابواب فی ذکر من اخذ عنی علما من الشیوخ والاتباع والاصحاب“ ہے۔

شیخ نے اس کے بعد لکھا ہے ”جوانی کے جوش اور امنگ کا وقت گزر گیا ناامیدی طاری ہو گئی اور موت قریب پہنچ چکی اور نفس کا حال یہ ہو گیا ہے کہ وہ ان سب کو مہمل بیکار اور ناقابل توجہ سمجھنے لگا ہے جن سے کوئی شخص مردوں کے درجہ تک نہیں پہنچ سکتا،

پھر جن محرکات سے ان کاموں کی ترغیب ہو سکتی ہے وہ میرے حق میں منفقو وہیں۔ ان میں سے ایک محرک ایسے طلبہ کا اجتماع ہے جو ان علوم کے تشنہ اور حد درجہ شائق ہوں جو میرے پاس ہیں اور مرچہ میں یہ موقع کہاں؟

دوسرا محرک ان کے ذریعہ سے ریاست حاصل کرنے کا خیال ہے اور آج ان کے ذریعہ سے کون رئیس بن سکتا ہے اور بالفرض اس سے ریاست حاصل بھی ہو سکتی ہو جو بلحاظ حالت زمانہ مجال ہے تو ہم میں اس ریاست کا شوق مفقود ہے۔ تیسرا محرک یہ ہے کہ جس شخص کے ہاتھ اس قسم کے کام سرانجام ہوں اس کی قابلیت قابل رشک سمجھی جائے اور یہ حالت بھی نہیں پائی جاتی۔ چوتھا محرک یہ ہے کہ افادہ سے مقصود خالص اللہ کی رضا مندی ہو اور انصاف کی بات یہ ہے کہ ہم میں یہ بھی مفقود ہے۔ پانچواں محرک بقاء نام کی خواہش ہے اور یہ ایک کم زور خیال ہے جو ہماری طبیعت سے بعید ہے۔ چھٹا محرک یہ خیال ہوتا ہے کہ جو کام شروع کیا گیا ہے اور اس کے مبادی میں محنت کی جا چکی ہے ضایع ہو جائے گا اور یہ چھٹا میرے نفس میں ایک حد تک موجود ہے۔ ہم نے جن لوگوں کو دیکھا اور پایا ہے ان کا نام اور ان سے جو کچھ اخذ کیا ہے اس کو قلب بند کرتے رہتے ہیں اور اس کا اظہار انشاء اللہ اس وقت ہو گا جب اذا الصحف نشرت کا وقت آئے گا۔

ہمارا حال یہ ہو گیا ہے کہ اکثر اوقات ہم اپنے آپ سے باہر ہو جاتے ہیں اس وقت جو فہیم آدمی ہم کو بہ نگاہ بصیرت دیکھے اس کو ہمارے ساتھ ہمدردی اور مہربانی کرنے کے سوا اور کوئی چارہ نہیں ہے اس لیے کہ وہ ایک ایسے شخص کو دیکھے گا جو دن کے اکثر حصہ میں سر جھکائے اپنے انجام پر غور کر رہا ہے جس نے جوانی کے زمانہ میں اپنی صلاح کی طرف توجہ نہیں کی اور نہ اس زمانہ میں جب کہ موت قریب ہے عبارت کے لباس سے آراستہ ہوا بوجہ بے یار و مددگار ہونے کے کسی حق کے اقامت پر مستعد نہیں ہوتا اور بعض علوم باطن کا مشاہدہ کرنے سے جن سے ایک شریف آدمی کا دل پریشان رہتا ہے اور وہ اس کو دفع نہیں کر سکتا دینا کے کسی راحت و آرام کی طرف مائل نہیں ہوتا۔ آدھا دن ایک ناشائستہ مکان میں رہ کر گزارتا ہے کبھی سوچتا ہے اور کبھی ایسی چیزیں لکھتا ہے جن کی نسبت یقین رکھتا ہے کہ کبھی ان سے منتفع نہیں ہوگا۔ اور آدھا دن لوگوں کے ساتھ بیٹھ کر کبھی ایسی باتیں دیکھتا ہے جن کو نا پسند

کرتے اور کبھی ایسی باتیں سنتا ہے جن کو ناپسند کرتا ہے۔ نہ کوئی ایسا دوست ہے جو اس کو آخرت کے امور پر دلا دے اور نہ ایسا جو دنیا ہی کے امور میں اس کے ساتھ ہمدردی کرے۔ اس آلودگی سے یا اللہ تیرے ہی پاس فریاد ہے، اے وہ جس کے ہاتھ میں خلق اور امر ہے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ

اشعار
شیخ کی ایک طویل نظم ایک غیر معمولی مضمون پر جو شیخ کے ساتھ مخصوص ہے ان کے دیوان سے نقل کی جاتی ہے۔ شیخ نے

فرمایا کہ یہ نظم جاہ ذیحجہ ۱۲۵۰ھ بمقام سبتہ اپنی حالت کے بیان میں موزوں کی گئی اور سبتہ کے استاذ ابو عبد اللہ ہانی اور ادیب کامل ابو القاسم حسینی اور ابو القاسم حرب اللہ وغیرہ نے مجھ سے سنی اور نقل کی جب ہم سبتہ سے علیحدہ ہو کر ملک ریف گئے تو وہاں ابتدا میں چند ابیات بڑھائے اور ملک ریف سے زیادہ شہر وادی آتش میں بہت اضافہ کیا گیا۔ نظم مذکور حسب ذیل ہے۔

تاسفت لکن حین عزالتا سفا وکفکفت دمعین لا عین تذرف اراقب قلبی مرۃ بعد مرۃ فالفاہ ذیاک الذی انا عرف و امر سکونا و هو فی الرحل سائر ونادی بالسن و المنازل ترجف سقیم و لکن لا یحس بدائہ سوی من لہ فی عالیۃ الموت موقف وجاذب قلبا لیس یاوی لمائف وعالج نفسا داؤھا ینصاعف واعجب ما فیہ استواء صفاتہ اذ الہم شقیہ او السریتر ف اذ احدث الضراء لم ینفعل بہا وان حلت السراء لا یتکفیف	ہم نے افسوس کیا لیکن اس وقت جب افسوس کرنا مشکل ہو گیا اور ہم نے افسوس پونچھا جو وقت کہ کسی آنکھ سے افسوس نہیں نکلتا ہم اپنے دل پر بار بار نظر ڈالتے ہیں پھر بھی ہم اس کو وہی پاتے ہیں جو میرا جانا ہوا ہے وہ اس حال میں کہ کجاوہ میں بیٹھا چل رہا ہے سکون کا خواہاں ہے اور اس حال میں کہ نزلیں حرکت کر رہی ہیں اس کا طالب ہے وہ بیمار ہے لیکن اس کی بیماری کو کوئی محسوس نہیں کرتا بجز اس شخص کے جو موت کی حالت میں کھڑا ہے اور ایسے قلب سے کشمکش کر رہا ہے جو کسی مالوف جگہ قرار نہیں لے سکتا اور ایسے نفس کا علاج کر رہا ہے جس کی بیماری بڑھتی جاتی ہے اور اس قلب کی سب سے زیادہ تعجب انگیز حالت یہ ہے کہ خواہ اس پر رنج کی بدبختی وارد ہو یا خوشی کا سامان ہیا ہو اسکا حال یکساں رہتا ہے۔ جب مصیبت نازل ہوتی ہے تو وہ اس سے متاثر نہیں ہوتا اور اگر مسرت نازل ہوتی ہے تو اس میں نئی کیفیت نہیں پیدا ہوتی
---	---

<p>نہ اس کی کسی روش سے اس کے مقصود آخر کا پتہ لگتا ہے</p> <p>زندگی کی قسم ہمارے دل سے زیادہ مسرت دوسرے کوئی نظر نہیں آتا۔ پھر ہم نہ تو اس جماعت سے ہیں جن کا انتہائی مقصود ان کے زن و فرزند اور کپڑا اور روٹی ہے۔</p> <p>اور نہ ہم کو فضول کاموں کی نئی نئی فکر رہا کرتی ہے کہ کل ہمارا دست آئے گا یا میرا بچہ کوئی نئی خبر خوش لائے گا اور نہ ہم ان لوگوں میں ہیں جن کا بڑا کام صرف تر و تازہ باغ اور نازک کمر مشقوں کے ساتھ دل بہانا ہے اور نہ ہم ان لوگوں میں ہیں جن کی انتہائی تمنا سرٹھی آواز یا ندیم و شراب کے ساتھ دل بستگی ہے اور نہ ہم ان لوگوں میں ہیں جن کو ان کے کارخانہ جانتے ٹکڑیوں میں مبتلا کر دیتے اور باغ اپنا گرفتار بنا لیتے اور باتوں کی سحر ان کی صحبت میں رہتے ہیں۔ اور نہ ہم ان لوگوں میں ہیں جن کا مقصد مال جمع کرنا ہے۔ کہ اگر وہ ان کو نظر آجائے تو اس کے لیے لڑکھرائے ہوئے دوڑ کر جائیں۔ یا وجودیکہ انقلاب زمانہ نے میرے پاس ایک کھل۔ اور سوکھی روٹی کے ٹکڑے کے سوا دوسرے کوئی مال نہیں چھوڑا ہے۔ اور نہ ہم ان لوگوں میں ہیں جن کو مقصود یہ دنیا ہے اور جن کو اس کے جمال و زینت نے فریبہ بنا لیا اور نہ ہم ان لوگوں میں ہیں جنہوں نے سوال کو پیشہ بنا لیا اور نہ ان لوگوں میں جو خود داری سے محروم رکھے گئے ہیں اور نہ ان لوگوں میں جن کی سچی کو اللہ نے کامیاب کیا اور دنیا میں ان کی ہمت مصلیٰ اور مصحف کی طرف ہے</p> <p>معرض ہم نہ تو جو اے نفس کے لیے دن کو کھیل تماشہ کے سر غنہ میں اور نہ اللہ کا قرب حاصل کرنے کے لیے رات تقویٰ میں بسر کرتے ہیں اور ہم قنفذ زمانہ کی مخالفت کر کے اپنے زمانہ سے جنگ کرتے ہیں</p>	<p>مذاہبہ لم تبتد غایۃ امرہ</p> <p>فوادى لعمری لا یری منہ اسرف</p> <p>فما انامن قوم قضا ری لہم و ہم</p> <p>بنو ہم و اہلو ہم و ثوب و اغف</p> <p>ولا لی بالاسراف فکر محدث</p> <p>سیغد و جیدی او بشیری یطرف</p> <p>ولا انامن لہوہ حیل شانہ</p> <p>بروض اینق او غزال ٹھفہف</p> <p>ولا انامن انفسہ غایبۃ المتی</p> <p>بصوت رخیما و ندیہ و قرقت</p> <p>ولا انامن تر دھیدہ مصانع</p> <p>ویسبیدہ بستان و یدنیہ مخرف</p> <p>ولا انامن ہمہ جمعہا فان</p> <p>تراوت لہ یسعی لہا و ہو صرحف</p> <p>علی ان دھری لم تدع علی صروفہ</p> <p>من المال الا مسیحة او مچلت</p> <p>ولا انامن ہذہ الدار ہمہ</p> <p>وقد غرہ منہا لجمال و زخرف</p> <p>ولا انامن للسوال قد انبری</p> <p>ولا انامن صین عنہ التعفف</p> <p>ولا انامن لمح اللہ سعید ہم</p> <p>فہستہم فیہا مصلی و مصحف</p> <p>فلانی ہوئی اضعی الی اللہ وقائد</p> <p>ولا فی تقی امسئی الی اللہ یزلف</p> <p>احارب عہدی فی نقیض طباہ</p>
--	--

وحرىك من يقضى عليك تحرف
وانظرة شذرا باصلفت ناظر
فيعرض عنى وهو ازهى واصلف
واضبطه ضبط المحدث صحفه
فيخرج فى التصحيف انى مصحف
وياخذ منى كل ما عزّ نيل
ويبد وبعملى منه فى الاخذ مخفف
ادور له فى كل وجه لعلنى
سائته وهو الذى ظل يحذف
ولما يسنا منه تمناضرة
فليريقى فيها عليه تشوف
تكلفت قطع الارض اطلب سلوة
لنفسى فما جدى بتلك التكلف
وخاطرت بالنفس العزيزة مقدا
اذ اما تحطى النعل قصر مرهف
وصرفت نفسى فى شيون كثيرة
لحطى فلم يظفر بلك التصرف
وخضت لاناوع المعارف الجوا
ففى الحين ما استخرجتها وهى ناز
ولما حط من تلك للمعاني بطائل
وان كان اهلواها الطالوا واسرفوا
وقدم من عمرى الالد وها انا
على ما مضى من عهد االكلف
وانى على ما قد بقى منه ان بقى
لحرمة ما قد ضاع لى التحوف

اور تمھارا ایسے شخص سے جنگ کرنا جو تم پر حاکم ہے نباوت
اور ہم اس کو غصہ اور نفرت کی نگاہ سے گھورتے ہیں تو
وہ تکر اور نفرت ہی کے ساتھ ہم سے اعراض کرتا ہے
اور ہم زمانہ کو غلطی سے ایسا محفوظ رکھنا چاہتے ہیں
جیسا کہ محدث اپنے صحیفوں کو محفوظ رکھتا ہے پھر صحیف میں
تکلیف ہے کہ ہم غلطی کر رہے ہیں۔ اور زمانہ ہم سے وہ تمام شے لے لیتا
جس کا پانا عزیز ہے۔ اور اس سے لینے میں میری جہالت ظاہر ہو
اور ہم اس امید پر کہ اس کو قائم رکھ لیں گے اس کی ہر طرف
چکر لگاتے ہیں اور اس کا یہ حال ہے کہ وہ ہمیشہ مذبذب ہوتا جاتا ہے
اور جب ہم باپوس ہو گئے کہ اس سے کوئی ضرورت آسان ہوگی
تو ہم کو اس کا کچھ اشتیاق نہیں رہا
ہم نے اطمینان نفس کی طلب میں سفر کی مشقت برداشت
کی لیکن اس مشقت سے ہم کو کوئی فائدہ نہیں ہوا
اور ہم اس وقت بھی آگے بڑھ کر نفس عزیز کو خطرہ میں
ڈالتے رہے جب نوک دار کاٹنے جوتے کے اندر سما جاتے تھے
اور ہم نے اپنے نفس کو اپنے فلاح کے لئے بہت حالات
میں الٹ پلٹ کیا پھر بھی اس الٹ پھیر سے کچھ فائدہ نہیں ہوا
اور ہم نے مختلف اقسام کے معارف کے دریا میں غوطے لگائے
اور فوراً ہی جو کچھ ہم نے برآمد کیا اور خود دریا سب تمام ہو گئے
اور ہم کو ان معانی سے کوئی فائدہ نہیں پہنچا
اگرچہ ان کے قدر داں بہت کچھ کہتے اور مبالغہ کرتے ہیں
الغرض میری زندگی کا لذیذ ترین حصہ گزر گیا اور اب
ہم اس کے گزرے ہوئے زمانہ پر افسوس کر رہے ہیں
اور ہم گزشتہ مافات کا خیال کر کے
باقی ماندہ زندگی سے ڈرتے ہیں۔

<p>اور ہم زندگی کی باتوں کو یہ فرض کر کے کہ وہ ٹھہری ہوئی ہیں شمار کرتے ہیں اور فرض محال کافی گمراہی ہے اس کے علاوہ اگر ان کا کھٹرا ہونا جدا تسلیم کر لیا جائے تو وہ ان امیدوں کے معارض ہے جن پر ہم حرکت کر رہے امیدیں ہم سے کہتی ہیں اور اپنے طریقہ کے مطابق تبدیل و تحریف کر کے کہتی ہیں۔</p>	<p>اعدالی الی العمر والفرض صومھا وحسبک من فرض المحال تعسف علی انھا ان سلطت جدلیۃ تعارض آمالا علیہا تفہف تحدثنی الآمال وہی کدیہما تبدل فی تحدیثھا و تحریف بانی فی الدینا سا قضا مآربی و بعد یحق الزہدی والتفتن وتلک امان لا حقیقۃ عندها افی قرنی الضدین یبقی التکلف و رب ذوی حلوشکوت الیہم ولکن لفہم الحال اذناک لوفیوا فبعضہم یزری علی و بعضہم یغض و یرئی بعضہم یرصدف و بعضہم یوفی الی تعجب و بعضہم ما قدر ابد یتوقف فیسی استماعا ثم بعد اجابۃ علی غیر ما تحدوہ یجد و ینصف فلا ہو یدلی علی تعقلا ولا ہو یرزی بی ولا ہو یعنف وما امرنا الا سوا و انما عرفنا و کل منہم لیس یعرف فلو قد فرغنا من علاج نفوسنا و حطوا لدنا یا من عیوب و انصفا اما ہر من علۃ ارمیت ہمہم</p>
<p>کہ ہم دنیا میں اپنی ساری حاجتیں پوری کر لیں گے تب اس کے بعد ہمارے لیے زہد و تقشف مناسب ہوگا اور یہ ایسی آرزوئیں ہیں جو حقیقت سے بہت دور ہیں کیا دو مخالف حریفوں میں تکلف باقی رہ سکتا ہے اور ہم نے اکثر عقلمندوں سے اپنی حالت بیان کی لیکن یہ لوگ اس پر بھی میری حالت نہیں سمجھ سکے بعض لوگ ہم پر نکتہ چینی اور بعض ہماری تحقیر کرنے لگے اور بعض نے مرثیہ پڑھ کر منہ پھیر لیا اور بعض میری طرف تعجب سے اشارہ کرنے لگے اور بعض نے شک ہو جانے کی وجہ سے توقف کیا اس نے اسکا راہ کے ساتھ سنا پھر جواب دینے کے بعد جوتے پر جوتا اور قدم پر قدم رکھتا ہوا میرے برخلاف دوسری راہ چلا گیا۔ نہ تو اس نے ہمارے مقابلہ میں اپنی عقلمندی ظاہر کی اور نہ ہم پر نکتہ چینی کی اور نہ ملامت و عتاب سے کام لیا اور ہم سب کی حالت یکساں ہے بجز اس کے کہ حالات کا ہمیں علم ہوا اور ان کو نہ ہوا کاش لوگ اپنے نفوس کے علاج سے فارغ ہو کر ذلیل عیوب سے باز آتے اور انصاف سے کام لیتے ان کی امیدیں ایک بیماری کی وجہ سے ہیں جس نے ان کو ٹپک دیا ہے</p>	

ولم يعرفوا الغوارها وهي تلف
 وقضنا لهم في الكتب عن كنه امرهم
 ومثل من تلك الحقائق يكشف
 وصنفت في الآفات كل غريبة
 فحساء كما يحوى الغريب المصنف
 وليس عجيبا من تركيب جملهم
 اذا نحن مثلنا اذهبي وانحف
 فما جاءنا الا باعرا من اسب
 اينهض من كف الجبان المثقف
 ولكن عجيب الامر علمي وعقلتي
 فديتكم اى المحاسن الكشف
 الا انما الاضداد يظهر سرها
 اذا ما وفي المقدور فالرأي يخلف
 ايا رب ان اللب طاش بما جرى
 به قلم الاقتار والقلب يرجف
 وانا لندعوهم ونحشى واهنا
 على رسحك الشرعي من لك يعكف
 اقول وفي اثناء ما انا فائل
 رأيت المنيا وهي لي تتخطف
 واني مع الساعات كيف تقلبت
 لا سمها ان فوق متمد
 وما جرد التسوية الاشبيبتى
 تخيل لي طول المدي فاسوف
 اذا جاء يوم قلت هو الذي يلي
 ووقتك في الدين اجلس مخفف

اور انھوں نے اس کے عمق کو نہیں جانا ہے حالانکہ وہ ان کو ہلاک
 کر رہی ہے۔ اور ہم نے کتابوں میں ان کی حقیقت حال کو ان کیلئے
 کھول کھول کر بیان کیا اور ہم ہی جیسے لوگ ان حقائق کو کھولتے ہیں
 اور ہم نے آفات نفس کی نسبت نئے نئے مضمون تصنیف کیے
 اور خواہش کے مطابق وہ ایک نادر تصنیف ہو گئی
 اور ان کے تہل مرکب سے یہ عجیب نہیں ہے کہ ہم اس کا
 جو نقشہ کھینچیں وہ مغزور بھی ہو اور بد عقل بھی
 پس وہ جس طرح میرے ساتھ پیش آیا وہ اس کے مناسب
 حال تھا کیا ایک بزدل کے ہاتھ سے تلوار اٹھ سکتی ہے
 لیکن تعجب کی بات ہمارا علم اور ہماری غفلت ہے
 ہم تم پر فدا کن کن محاسن کو ظاہر کریں
 جان رکھو کہ اضداد کا راز ظاہر ہو کر رہتا ہے
 جب کبھی تقدیر وفا کرتی ہے عقل بوفائی کرتی ہے
 اے میرے رب! تقدیر کا قلم جس امر کے لئے چل چکا ہے
 وہاں عقل بے کار ہو جاتی اور دل کا پٹنہ لگتا ہے
 اور ہم ان (عقل و قلب) کو پکارتے ہیں (ان سے مدد مانگتے ہیں)
 اور ڈرتے ہیں۔ اور جو شخص
 ہم کہتے ہیں اور اس اثنا میں کہ ہم کہتے ہوتے ہیں
 تمنائیں ہم کو نظر آتی اور ہم کو لے بھاگتی ہیں
 اور اوقات خواہ کسی طرح الٹ پلٹ کریں ہم ان کے
 ساتھ رہتے ہیں اور ان کا جو تیر چلتا ہے اس کے شانہ جتے ہیں
 اور اس تاخیر کا باعث میری جوانی کے سوا اور کچھ نہیں ہے جو ہم
 درازی مدت کا خیال دلاتی ہے اور ہم تاخیر کرتے ہیں
 جب ایک دن آتا ہے ہم کہتے ہیں کہ یہ دن پھر آؤں
 حالانکہ دنیا میں تمہارا وقت مختصر سی نشست ہے

<p>ہم ایک قدم آگے بڑھاتے اور اسی وقت دوسرا چھپے کر لیتے ہیں اگویا جب آفتاب ظاہر ہوتا ہے تارے چھپ جاتے ہیں گویا کہ ہم نجد کے راستہ پر چل کر تہامہ پہنچنا چاہتے ہیں</p>	<p>اقدم رجلا عند تاخیر اختہ اذا لاح شمس فالکواکب تکسف کافی لجنیدی المراقدهم (ولعرا دھم والحصین بان ینطف)</p>
<p>اور فرض کرو کہ ہم شبانچے گزرنے اور پیری کے آنے تک زندہ رہیں کیا پھر بھی تاخیر مباح ہو سکتی ہے ؟ تاخیر کیونکہ جائز ہو سکتی ہے حالانکہ یہ راہ ریاضت چاہتی ہے اور ریاضت جوانی کے زمانہ میں آسان ہوتی ہے جو شخص اصلاح پزیر ہونے کی صلاحیت ہی نہیں رکھتا وہ اصلاح</p>	<p>وہبنی اعیش هل اذا شباب مفرح وولی شبانی هل یباح التسوف وکیف ویستدعی الطریق ریاضة وتلك علی عصر الشباب توظف متی یقبل التقویہ غیر مطیقہ</p>
<p>اور یا اور کچھ نہیں ہے مگر اس کے سہرا کا ظہور کہ جب کثافت قریب ہوتی ہے تو صفائی آسان ہوتی ہے ہم کہتے ہیں کہ قیدیوں کے عذر کو سب سے زیادہ قبول کرنا والا تو ہے۔ اور بندہ پر سب سے زیادہ فضل اور مہربانی کرنے والا تو ہے ہم دریا کے بھنور میں ڈالنے گئے ہیں اور ہمارے پانوں کو دوسرا شخص پکڑے ہوئے ہے اور ہوا موج کو پھینٹے دے رہی ہے اور کائنات میں وجود کے عجیب عجیب اسرار ہیں جن سے عارفین ہی واقف اور مطلع ہیں ہم ان کے پاس تھوڑی دیر ٹھہرے اور چاہا کہ یہ لوگ عاجز اور در ماندہ کی دستگیری کریں مگر وہ پیچھے ہٹ گئے پس ہمارے لئے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے کہ اپنی گروہیں تسلیم و اطاعت کے دروازہ پر ڈال دیں کہ بندہ کے لئے یہی ایک راہ ہے جس کے سوا دوسری کوئی نہیں</p>	<p>ولولم یکن الا ظہور لسترہ اذا مادنی التدنیس ہاذا التنظف اقول الا ساری انت اولی بعدرہم وانت علی المملوک امری واعطف قد فتابج البحر والغیر آخذ بارجلنا والریح بالموج تعصف وفی الکون من سر الوجود عجائب اطل علیہا العارفون واشرفوا وقت علیہم وقفة فتاخروا ودوت بان القوم بالکل سعفوا فلیس لنا الا مخطر قاپنا بابواب الاستسلام واللہ یلطف فہذا سبیل لیس للعبد غیرہ</p>

ع۔ یہ مصراع بہم ہے۔ مترجم

والا فماذا يستطيع المكلف | اور نہ مکلف اس کے سوا اور کیا کر سکتا ہے
ایک دوسری نظم میں اپنے اور اپنے نفس کا باہمی مکالمہ موزوں کیا ہے۔
اس نظم کو ہم نے تباریخ ۲۹ ماہ محرم ۱۳۵۵ھ روز سہ شنبہ وقت زوال بمقام
رابطة العقاب خانقاہ شیخ ولی اللہ ابوالحسن البیہری رحمہ اللہ خود شیخ کی زبان سے
قلبتہ کیا۔ وہ ہوندا۔

یا نبی شجون حدیثی الافصاح | ہمارے قصہ کی دردناکی اس کے افشا سے مانع ہے
اذلا تقوم بشرح حدالانواح | اس لیے کہ الواح اس کی شرح کی متحمل نہیں ہیں
قالت صغیة اذ مررت بحیہا | صفیہ نے جس وقت ہم اس کے قبیلہ میں ہو کر گزرے
افلا تنزل ساعة تروح | کہا کہ کیا اتر کر تھوڑی دیر آرام نہیں کر لو گے؟
فاجبتہا لولا الرقیب لکان ما | ہم نے اس کو جواب دیا کہ اگر رقیب (نگہبان) نہ
تبغی لہ بعد الغد و سروح | نہ ہوتا تو جو کچھ تم چاہتی ہو یعنی کل کے بعد جانا دہی
قالت وهل فی الحی حی غیرہ | صفیہ نے کہا کہ کیا اس قبیلہ کے سوا کوئی دوسرا قبیلہ
فاسمع فدیتك فالساح سروح | بھی ہے (جہاں تم آرام کرو) پس نرمی سے کام لو ہم تم پر فدا کہ
فاجبتہا ان الرقیب هو الذی | نرمی میں فائدہ ہے۔ ہم نے اس کو جواب دیا کہ وہ نگراں
وسر دت منا هل فیضہ الارواح | اللہ ہی ہے۔ جس کے شہیدہ فیض پر ارواح جا کر اترتی ہیں
وهو الشہید علی موارد عبدا | اور وہ اپنے بندے کے راستوں کو دیکھتا رہتا ہے
سیان ما الاخفاء والا فصح | جس کے نزدیک ظاہر اور پوشیدہ برابر ہے
قالت واین یكون جود اللہ اذ | صفیہ نے کہا کہ جب ہم اللہ سے ڈرتے ہی رہینگے تو اس کی
نحشی ومنہ ہذا الافراح | بخش کہاں جائے گی حالانکہ یہ خوشیاں بھی اسی کی طرف سے ہیں
فافرح باذن اللہ جل جلالہ | پس اللہ جل جلالہ کے حکم سے خوشی مناؤ
واشطح فنشوان الموی شطاح | اور شطیح کرو کہ محبت کا مغمور شطاح ہوتا ہے
واجمع علی ذہم الرجاء ولا تحف | اور رجا کی ضمانت پر خوش رہو اور خوف نہ کرو کہ حکم
فالحکم رحیب والنوال مباح | میں وسعت ہے اور عطیہ مباح ہے
وازل علی حکم السرور ولا تبیل | اور سرور کے حکم پر اترنا اور فکر نہ کرو
فالوقت صاف ما علیک جناح | کہ وقت صاف ہے اور اس میں تم پر کوئی گناہ نہیں ہے

<p>اور بھائی جان! جس کے نام پر جام گردش کرتے ہیں تم بھی اسی کے نام پر جیہ چھوڑ کر بے لگتنی اختیار کرو اور اس دن کو دیکھو کہ اس کا دانت ہنسی سے کھل رہا ہے اور اس کے پیشانی کا نور چمک رہا ہے اس کے انوار پھیلے ہوئے ہیں اور اس نے اپنا جام بھر لیا ہے اور اس کا پھول اور شراب برابر ہیں اور دنیا کی طرف رحمت کی نظر سے دیکھو کہ اس کی وفا اس کی جفا کو رفع کر دیتی ہے دنیا کو اس کے تلون پر ملامت نہ کرو کہ اس کی رات کی شام کے بعد صبح بھی ہے ہم نے اس کو جواب دیا کہ اگر تو جانتی ہوتی کہ دنیا کے تارکوں پر کیا ظاہر ہوتا اور کیا نظر آتا ہے اور وہ دقیق معنی کیا ہیں جن کی وجہ سے ایک قوم پہاڑوں میں سرگرداں پھر کر نعرے لگا رہی ہے یہاں تک کہ یہ قوم جس شے کے عشق میں دشت زور دی اور سیاحت کر رہی تھی اس کو دیکھ کر سکر میں مبتلا ہو گئی تو ہم کو معذور رکھتی اور جان لیتی کہ ہم اس شے کے طالب ہیں جس کی کنجی دنیا میں زہد ہے پس اے صفیہ! رضا کا دروازہ کھٹکھٹانے والے کو اس کی حالت پر چھوڑ دے اللہ جل جلالہ دروازہ کھولے گا اے قبیلہ! فلاح کے لئے اٹھ کھڑا ہو اور مجھے چھوڑ دے کہ میری جماعت سواری آگے بڑھا رہے گئی اور چلی گئی شیخ کے ہاتھ کی تحریر سے جو انھوں نے میرے پاس لکھی ہے ہم بخشنہ ان کے الفاظ ذیل میں نقل کر دیتے ہیں جو اس طرح ہیں:۔</p> <p>بسمحمد ان کے جو ہم نے غرناطہ میں اور کسی قدر برجہ میں موزوں کیا ذیل کی</p>	<p>واخلع عذارک فی الخلاعۃ یا اخی باسم الذی دارت بہ الاقداح وانظر الی ہذا النہار فسنتہ ضحک و نور جبینہ و ضاح انوارہ ضحک و اترع کا سما وقد استوی ریحانہ و الراح وانظر الی الدنیا بنظرہ و حمتہ فجفا وھا بو فائہا ی نزا ح لا تعذل الدنیا علی تلویہا فلیلہا بعد المساء صباح فاجبتہا لو کنت تدیری ما الذی یبد و لتا سرکھا و ما یلتاح ما کان معنی غامض من اجلہ قد ساح قوم فی الجبال و صا حوا حتی لقد سکر و اعن الامر الذی ھا موا بہ عند العیان و سا حوا لعذر تنی و علمت انی طالب ما الزہد فی الدنیا لہ مفتاح فاترک صفیۃ قارعا باب الرضا واللہ جل جلالہ الفتحاح یا حی حی علی الفلاح و خلنی جماعتی جثو المطی و سراحوا شیخ کے ہاتھ کی تحریر سے جو انھوں نے میرے پاس لکھی ہے ہم بخشنہ ان کے الفاظ ذیل میں نقل کر دیتے ہیں جو اس طرح ہیں:۔</p>
---	--

ایک نظم ہے ہمیں یہ نظم بہت پسند ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ وہ خاص تمھارے لئے لکھی گئی ہے۔ مضمون غیر معمولی ہے۔

اور کوئی شبہ نہیں کہ جیسا شیخ نے لکھا ہے یہ نظم اسی درجہ کی ہے۔

خذها علی ریح الفقیہ سلافۃ

تجلی بہا الاقمار فی شمس الضحیٰ

ابدی اطباء القلوب لاهلها

منہاشرا بالنفوس میرحسا

واذا اسر و قد قال فی نشواہا

قل انت بالاحلاص فی من قد صحا

یا قوتہ دارت علی اریابہا

فاہترت الاقدام منہا واللحا

مزجت فغار الشیخ من ترکیبہا

فلذاک جردھا و صاح و صرحا

و بدت فغار الشیخ من اطہارہا

فاشد یتدرا الحجاب ملوحا

لا تعترض اید علی مسبر قد

قد غار من استارہا ان یفتحا

و کذاک لا تعتب علی مستہتر

لمریدر ما الا یضاح لما اوضعا

فالبعض قد یہوی الی رب و بعضہم

قد ضاق ذرعا بالعرام فیرحما

لا تحنین علی العدا لہا تفتا

نظرا ربناح العاشقین فیرحما

الحب خمر العارفین فوظفت

حما علی من ذاقہا ان یسطحا

نقیہ کے علی الرعم سلافہ (اشراب) پی نے

جس سے دن کے آفتاب میں چاند نظر آجائیں

قلب کے طبیبوں نے اہل دل کے لئے

ایسی شراب تجویز کی ہے جو نفوس کی تکلیف کو زائل کر دیتی ہے

اور جب کوئی شخص اس کے مخمور کی شان میں کچھ کہے تو تم بھی

اخلاص کے ساتھ اس شخص کی شان میں کہو جو صحیح الحواس ہے

وہ یا قوت کا دانہ ہے جو اپنے قدر دانوں میں دوڑ کر رہا ہے

اور اس سے قدم اور دڑھسوں میں خنیش پیدا ہو جاتی ہے

اس میں آمیزش کی گئی تو شیخ کو اس کا مرکب کرنا پسند نہیں ہوا

اور اسی لئے اس نے اس کو برہنہ کیا اور دھوپ دکھلائی اور غصا

اور وہ ظاہر ہوئی تو شیخ نے اس کے ظاہر ہونے کو بھی پسند نہیں کیا

اور وہ ڈر کر جلد ہی سے اس پر اشارہ کا پرودہ ڈال دیا

تو بھی کسی سوتے ہوئے (خاموش) شخص پر اعتراض نہ کر

وہ اس کا پرودہ کھولنا پسند نہیں کرتا

اور اسی طرح کسی فضول بگو اس کرنے والے پر بھی عنایت

نہ کر جو اطہار کرتا ہے اور نہیں جانتا کہ اطہار کیا ہے

اس لیے کہ بعض کشمکش پسند کرتے ہیں اور بعض

عشق پر قابو نہیں رکھ سکتے اور اپنی جگہ سے ہٹ جاتے ہیں

تو عدالت کی نسبت کسی ہاتھ کا خوف نہ کر

جو عاشقوں کے نشاط و سرور کو دیکھ کر اعتراض کر دیتا ہے

عارفوں کی شراب محبت ہے اور جو شخص اس کا مزہ

چکھتا ہے اس پر شطح کرنا لازم ہو جاتا ہے

<p>پس تو اس وجود اور اس کے اہل پر تعجب سے شطح غلط کہ جس کو ترجیح دی جاتی ہے وہ قابل ترجیح نہیں ہوتا ان کے جنازہ کی نماز پڑھ دینے کے یہ لوگ مردہ ہیں اور شہادت کی موت نہیں مرے ہیں کہ تہذیب منور اور قبیح ہے اور ان کے ساتھ استہزا کر اور جب ان کے نصیحت کرنا ہے کہیں کہ</p>	<p>فاشط علی هذا الوجود واهله عجبا فليس براحم من رحما كبر عليهم انهم موتى على غير الشهادة لا ما عتروا قبحا واهزا بغير فتمتى ليقول نصحا واهو اهج فقل حتى الاقى مفلحا واذا امر بهم استخف فقل له بالله يا يحيى ابن يحيى دع جحا ابنى سليم قدامنا مجنون نكفر مجنون ليلى العارفين به نحا هل لستوى من ابراهيم محبببه مع من بذكر جيبه قدامنا فافرح وطب وابهج وقل ماشئنه ما اقل الفقراء بل ما املحا</p>
<p>اور جب ان میں کا عقلمند شخص حقیر سمجھے تو اس سے کہہ کہ اے یحییٰ ابن یحییٰ اللہ کے لئے عقل کو چھوڑ اے بنی سلیم! تمہارا بیٹوں اپنی چال چلا اور اس کے عارفین کی لیلیٰ کا مجنون اپنی چال چلا کیا وہ شخص جس نے اپنے محبوب کا اعلان نہیں کیا اسی کے برابر ہے جس نے اپنے محبوب کا ذکر طشت از بام کر دیا پس خوش اور شاد اور مسرور رہ اور جو چاہے کہ فقر انہایت کا میاب بلکہ نہایت دلکش لوگ ہیں۔</p>	<p>اشیخ کے مقطوعات اپنے بلند اغراض و مقاصد میں عجائب کے نمونہ اور لیا س صنایع کے طرہ امتیاز ہیں۔ قطعہ ذیل میں بعض علما کی طرف اشارہ ہے جن سے سبتہ کے ایک حلقہ علم میں ملاقات ہو گئی تھی۔ ان كنت لا ابصرتك لا ابصرت بصيرتى فى الحق برهانها لا غروانى لحو اشاهدكم فالعين لا تبصر انسانها ذیل کا قطعہ غرض تو یہ ہے اور اس میں صنعت معنوی ہے۔ یلوموتى بعد العدا عن الهموم ہم کو لوگ سبزہ خط کے بعد محبت پر ملامت کرتے ہیں</p>

یہ سہرا خوب ہے۔

اہل تصوف کی اصطلاح شطح اس حالت کا نام ہے جس میں بعض صوفیاء اپنا لہجہ جیسے کلمے بول اٹھتے ہیں۔ مترجم

و مشلی فی رجبذ بہ لا یفند
 یقولون لی امسک فذل الصبح قل بدلا
 و کیف میری الامساک والنیط اسود
 حالانکہ ہم جیسے شخص کو اس کے عشق میں طامت نہیں کی جاتی
 ہم سے کہتے ہیں کہ رک جاؤ کہ اب صبح نمودار ہو گئی
 حالانکہ بقیہ خیلہ اسود ہے رکنا کیونکر ہو سکتا ہے
 ذیل کے قطعہ میں غیر معمولی قسم کی صنعت ہے۔

ومصنفہ الخالد بن مطویرہ الحشما
 علی الجبین والمصفری زین بالخوف
 لہما ہیئتہما الشمس عند طلوعہما
 واکتہما فی الجبین تغرب فی الخوف
 اور زرد رخسار والی جن کے دل میں خوف
 سما یا ہوا ہے اور زردی خوف کی علامت ہے
 طلوع کے وقت اسکی ہیئت ایسی ہوتی ہے جیسی آفتاب کی
 لیکن وہ معاً صبح میں غروب ہو جاتی ہے
 ذیل کا قطعہ نصیحت کے متعلق ہے اور ایک خاص واقعہ پیش آنے پر

نکام کیا گیا تھا

لا تبذلن نصیحة الا لمن
 تاتقی لبذل النعم منه قبولا
 فاالنعم ان وجد القبول فضیلة
 ویکون ان عدم القبول فضولا
 نصیحت نہ کرو مگر اسی شخص کو جس میں
 نصیحت کرنے کے عوض میں قبول کا اثر پاؤ
 اس لیے کہ نصیحت اگر قبول کر لی جائے تو فضیلت ہے
 اور اگر قبول نہ کی جائے تو فضول گوئی ہے
 قطعہ ذیل حکمت میں ہے۔

ما رأیت الھوم تدخل الا
 من دروب العیون والاذان
 غرض طوقا و سدا سمعاً و مہما
 تلق ہما اذ لا تتقی بضمان
 ہم نے رنج و غم کو آنکھوں اور کانوں کے سوا
 کسی دوسرے رستہ سے داخل ہوتے نہیں دیکھا
 آنکھیں رکتھو اور کان بند کرو اور جب بھی رنج
 و غم سے ملاقی ہو تو پیر کسی ضمانت پر بھروسہ نہ کرو
 قطعہ ذیل کا مضمون شیخ کے اولیات سے ہے۔

حزنت علیک العین یا مغنی الھو
 والدھع منها بعد لجنک مارقا
 والذ ان، قل صبغت بلون ازرق
 او ما ذری ثوب الما تفر ازرقا
 اے محبت کی منزل آنکھ تیرے لئے محزون ہوئی
 کہ تیرے علاوہ ہونے کے بعد اس کے آنسو نہیں تھے
 اور اسی لئے وہ نیلے رنگ میں رنگ گئی
 کیا تو اتنی لباس کو نیلگوں نہیں دیکھتی

ذیل کا قطعہ معافی کی شان میں ہے۔ شیخ نے لکھا ہے کہ معافی میں فکر کرتے ہوئے سگتہ میں نظم کیا۔

ابحث فی ما انا حصلتہ | ہم نے جو کچھ حاصل کیا پاک کے اندر آنکھ کے چھپ
عند انغاض العین فی جفنا | جانے کے وقت ہم اس پر غور کر کے ہیں
احسبني كالشاة محسرة | تو ہم اپنے کو بکری کی طرح جگالی کرتا ہوا پاتے ہیں
تمضع ما لخرج من بطنها | کہ جو اس کے پیٹ سے نکلتا ہے اسکو چباتی رہتی ہے

قطعہ ذیل کی نسبت لکھا ہے کہ سگتہ میں اندر رش اور برجہ کے درمیان عین حالت سفر میں موزوں کیا اور خود ہم کو بہت پسند آیا حالانکہ اپنا کل کلام جو ہم سے سرا انجام ہوتا ہے ہم کو پسند نہیں ہوتا۔ ہم کہتے ہیں کہ حقیقت میں یہ قطعہ اس قابل ہے کہ شیخ اس کو پسند کریں۔

تطالبنی نفسی بالیس لوابہ | ہمارا نفس ہم سے ایسی شے کا مطالبہ کرتا ہے جو
یدان فاعطیها الامان فتقبل | اسکو دہی نہیں جا سکتی پھر ہم اسکو امان دیتے ہیں اور وہ اسکو قبول کر لیتا
عجبت لخصم لرج فی طلباته | ہم کو ایسے مخالف پر تعجب آتا ہے جو اپنے مطالبات
یصلح عندہ بالمحال فیفصل | پر اصرار کرے کہ اس سے محال شے پر صلح کی جائے اور وہ تصفیہ کر لے۔

قطعہ ذیل کی نسبت لکھا ہے کہ سنہ مذکور میں عورتوں کی مذمت میں موزوں کیا۔

ما رایت النساء یصلحن الا | ہم نے عورتوں میں اس کے سوا کوئی صلاحیت نہیں
للذی یصلح الکلیف من اجلہ | دیکھی جس کے لئے بیت الخلا صالح ہوتا ہے
فعلی ہذا الشریطۃ صالح | پس ان سے اسی شرط پر صلح کرو کہ کسی مرد
هن لا تعد بامرء عن محله | کو اس کی جگہ سے نہ سرکا دیں۔

قطعہ ذیل کی نسبت لکھا ہے کہ یہ بھی سنہ مذکور میں موزوں کیا۔
فدهجوت النساء دهر افلوا ب | ہم ایک زمانہ تک عورتوں کی ہجو کرتے رہے پھر
لخ لادنی صفات الذمیمہ | بھی ان کے ادنیٰ صفات ذمیمہ کو نہیں بیان کر سکے
ماعسی ان اقول فی ہجو من قد | بھلا ہم اس کی ہجو میں کیا کہیں گے جس کو

حصہ المصطفیٰ باق سبح شیمہ | مصطفیٰ صلعم نے بدترین خصلت کیساتھ مخصوص بتایا ہے
 اویبقی لنا من العقل والادی | کیا ہم میں عقل اور دین کچھ بھی باقی رہے گا
 ن اذا عدت المثالب قیمرہ | جب کہ ہم مصائب کو قابل قدر سمجھنے لگیں گے
 قطعہ ذیل کی نسبت لکھا ہے کہ ایک تاریخ میں جو اسباب یاد نہیں رہی
 یہ دو بیستیں نظم کیں۔ متقدمین کے یہاں یہ مضمون کہیں نہیں دیکھا۔ اگر کوئی
 شخص خراسان کا سفر کرے اور وہاں سے صرف یہ دو شعر لادے تو اسکا
 شمار ان لوگوں میں کرنا چاہیے جن کی محنت رایگاں نہیں گئی اور جن کی گشت امید
 سہ سبز ہوئی۔

جب کہ قلب کے لئے زمانہ کی تلخی، عہد شکنی، وعدہ کی خلاف ورزی
 کی تکلیف ناقابل برداشت ہو جاتی ہے اس وقت ان دو بیتوں
 سے دل کے لئے راحت و سکون کا ایک وسیع دروازہ کھل جاتا ہے۔
 یہ مصیبت، ان تمام مصائب سے زیادہ تکلیف دہ ہے جن میں
 بنی آدم مبتلا ہیں اور انسان کی سرشت میں داخل ہے اور اس کے ہر حال
 و نشان میں نمایاں نظر آتی ہے "ولقد عہدنا الی آدم من قبل فنی" اور
 ہم نے آدم سے پہلے ہی عہد لے لیا تھا پھر وہ بھول گیا۔

رحی اللہ اخوان الخیانة انهم | اللہ خیانت کاروں کا بھلا کرے انہوں نے
 کنونا صونات البقاء علی العہد | ہم کو عہد پر قائم رکھنے کی مشقت سے بچا دیا
 فلوقد و فواکنا ساری حقوقهم | اگر وہ لوگ دغا کرتے تو ہم ان کے حقوق کے امیر
 نواوح ما بین النسیئة والنقد | ہو کر ادھار اور نقد کے درمیان آمد و رفت کرتے رہتے
 قطعہ ذیل کی نسبت ہم کو بطریق کنایہ مخاطب کر کے مزاحاً لکھا ہے
 کہ ہم نے بلا دہند میں ایک شخص کو دیکھا تھا جو ابوالبرکات ابن الحاج کے
 نام سے مشہور تھا اور اس کے باغ میں ایک حوض تھا جسکا نام ہم نے
 اس کی جہو میں کہا۔

قالوا ابوالبرکات ما فوج | لوگوں نے کہا کہ ابوالبرکات کا پانی کھاری ہو گیا
 فقد ابوالبرکات لا ابوالبرکات | تو وہ ابوالبرکات (بکسر) ہو گیا نہ برکات

لہ برکات برکت کی جہو ہے جس کے معنی حوض کے ہیں۔ ترجمہ

قلنا لان یسکننی بموجوداتہ | ہم نے کہا کہ اُس کی کنیت ایسی چیزوں کے ساتھ ہو
اولیٰ من ان لکنی بمحد ومانۃ | جو اُس میں موجود ہیں اس سے زیادہ بہتر ہے کہ معدومات
کے ساتھ کنیت رکھی جائے۔

قطعہ ذیل کی نسبت لکھا ہے کہ منجملہ اُن اشعار کے ہے جن کو ۱۴۵ھ
میں موزوں کیا۔

قد کنت معدوماً بعلیٰ وما | ہم اپنے علم اور اپنے وعظ کے ساتھ
ایت من وعظیٰ بایب البشر | انسان کے اور اشاعت کرتے معدوم ہو گئے
من حیث قد املت اصلاحہو | اس حیثیت سے کہ ہم وعظ اور علم سے انسان
بالوعظ والعلوم فخر النظر | کی اصلاح کی امید رکھتے تھے پھر فکر نے اختیار تمیزی
فلم اجدنا وعظاً للناس من | سے کام لیا اور ہم نے انسان کے لئے گائے کے چمڑے
اصوات وعظا جلود البقر | کے واعظوں سے بڑا واعظ کسی کو نہیں پایا۔

۱۴۵ھ

قطعہ ذیل کی نسبت لکھا ہے کہ ۱۴۵ھ میں بندر گاہ تلہی بلد منین
میں ہم کو دریا کے اندر دوران سر ہو گیا تھا اُس وقت اپنے بعض اصحاب
کو مخاطب کر کے موزوں کیا تھا۔

راسی بہ ہوس جدید لا الذی | ہمارے سر میں ایک نیا درد پیدا ہو گیا ہے وہ
تداریہ من ہوس قد یوفیہ | پرانا درد نہیں جس کو تم جانتے ہو
قد جل ما ابدیہ من ہذا کما | یہ نیا درد وہی جس کو ہم ظاہر کر رہے ہیں اسی طرح
قد جل من ذاک الذی اخصیہ | بڑا ہے جیسا کہ وہ درد جس کو ہم چھپائے ہوئے ہیں بڑا ہے

قطعہ ذیل کی نسبت لکھا ہے کہ میرا یہ کلام عمدہ اشعار میں سے ہے
دوسری محرم ۱۳۱۰ھ شب جمعہ کو ہم رات کے وقت تنہا حمام المخذق
کے اندر رہ گئے تھے۔ چراغ بجھ گیا اور ہم سوچنے لگے۔ دل میں وہ خیال
گزر ا جو لوگ کہتے ہیں کہ چکیوں اور جاموں میں رات کے وقت خصوصاً تاریکی
میں جن نظر آتے ہیں اور ان مقامات میں رات کی تاریکی میں تنہا جانے کی
شاذ و نادر کوئی شخص جرأت کرتا ہے۔

ہم نے اس وقت اپنے نفس میں ایک طرح کی قوت محسوس کی

اور ہم کو اوٹام پیدا ہونے لگے اس وقت ہم نے فی البدیہہ آواز بلند کہا۔
 زعمنا لادین عقولہم مقدار رہا جن لوگوں کے عقول کی مقدار یہ ہے کہ اگر
 ان عقولت المبیع غیثین
 ان الیوم مسموٰرہ بالین و الہ
 محرام عندہم و ان ابیقین
 ان کان ما قالوہ حقا فاحقر و ا
 للیوم ہذا الیوم من صفین
 فلائن حذرتم فاعلموا بحقیقتہ
 الی مضارع قیس المجتون
 قطعہ ذیل کی نسبت لکھا ہے کہ ہم ایک دن باغ میں گئے وہاں ہم
 سے دھوپ میں ایک کھل پھیلا ہوا پایا جو نہ ہمارا تھا اور نہ اس عورت کا جو
 باغ کی محافظ تھی یہ پھینچنے پر محافظ عورت نے بتلایا کہ میرے ہمسایہ کا ہے اس پر
 ہم نے کہا۔

من منصفی من جارتہ جارت علی
 مالی کجانی کذبت من اعدائہا
 عہدت الی الشمس الی ان شرت علی
 ارضی و فیہا قدر مت بکسانہا
 لولا شیوم یوم تیبس انکسا
 لیسری لوجب السحب جیل ضیائہا
 لقضیت من ذاک الخناس لانتہی
 اصبحت من دار اعلیٰ فیضلائہا
 اشارہ ذیل کی نسبت لکھا ہے کہ ہم حمہ سجایہ کے ایک مکان کی طرف
 چلے اور ہمارے ساتھ ہمارا کتا بھی چلا جو ہمارے باغ کی نگہبانی کرتا تھا۔ کتے کا
 کا نام قطیر تھا۔ یہ نام جیسا کہ بعض لوگوں کا قول ہے اصحاب کہف کے
 کتے کا تھا یہ کتا جس سے مریت تک گیا اس پر ہم نے کہا۔

صفتا

رحلت وقطمیر صلی سرفیق
یوانس قلبی بطول الطریق
فلما نحت اننا خ حذائی
یلا حظنی لخط خل شفیق
ویرعی اذمة سرفیق کما
یراعی الصدیق الصداوق الصدیق
علی حین قومی بنی آدم
بلوہم ام یوقوا حق سوتی
ولا فرق بین الابعاد منهم
وبین اغنی مستحب شفیق
او ابن متی تلقہ تلقہ
هوئی اشتیاق بقلب خفوق
فما تمہم من ولی حمیم
ولا ذی اخاء صحیح حقیق
وہا ہیک من یفضل کما
علیہم فیا ویلہم من رفیق
الامن یرق لشیخ عزیز
ابی البرکات الفتی البلیقی
قطعہ ذیل کی نسبت لکھا ہے کہ ایک تاریخ میں جو یاد نہیں رہی یہ
دو شعر موزوں کئے۔

وانی الخیر من زمانی و اہلہ
علی انی للشر اول سابق
لحا اللہ دہراً اقلتا قدمت اہلہ
فتلک لعمر اللہ احدی البوائق
ذیل کا مضمون ایسا ہے جو بہت کم ذہن میں گزرتا ہے۔

بلاشبہ ہم اپنے زمانہ اور اہل زمانہ سے بہتر ہیں
باوجود اسکے کہ ہم برائی میں سب سے آگے بڑھے ہوئے ہیں
جس زمانہ کے لوگوں کے پیشوا ہم ہوں اللہ اس
زمانہ پر لعنت کرے اللہ کی قسم یہ ایک بڑی مہیبت ہے
ذیل کا مضمون ایسا ہے جو بہت کم ذہن میں گزرتا ہے۔

ہم چلے اور قطمیر ہمارا رفیق کتا
ساری راہ ہمارا دل بہلاتا گیا
پھر حیب ہم قیام کرتے تو وہ بھی ہمارے ساتھ ہی
قیام کرتا اور ہم کو ایک مہربان دوست کی طرح دیکھتا رہتا
اور ہماری رفاقت کا حق اسی طرح ادا کرتا جس طرح
ایک سچا دوست بچے دوست کا حق ادا کرتا ہے
ایسے وقت میں جبکہ ہماری قوم بنی آدم نے اپنے
کھمبہ پن سے ہمارے حقوق نہیں ادا کئے
ان میں دور کا تعلق رکھنے والوں اور حقیقی بھائی کے
درمیان جو محبت کا دعویٰ رکھتا ہے کوئی فرق نہیں ہے
نہ اس بیٹھے ہی کو کوئی امتیاز ہے جس سے تم جب ملتے ہو
تو اشتیاق سے جھلکے ہوئے دمہکتے ہوئے دل کیساتھ ملتے ہو
الغرض ان میں سے کوئی بھی دوست خالص نہیں ہے اور
نہ صحیح اور حقیقی برادرانہ تعلق رکھنے والا ہے۔
اور جو شخص کہتے کہ ان لوگوں پر ترجیح دیتا ہے اسکی طرف
سے یہ عذر کافی ہے۔ ایسے دوست خراب ہوں!
دیکھیں! ایک سبکیں شیخ ابوالبرکات البلیقی
شخص پر کون مہربان ہوتا ہے

لا ياترك الله في الزهاد انهم
 لم يتركوا عرض الدنيا لفضلهم
 بل اثقلتهم تكاليف الحياة فلم
 يصابروها ففعلوا ثقل حملهم
 وعظمو الناس منهم ثم تكلموا فغدا
 من غبطة الناس في حوص لا جلالهم
 نعموا اسلموا ان القوم قد زهدوا
 ذكوا و اعلى اناس فضل تركهم
 من حيث قد اعدوا التبرج دونهم
 لا شئ احسن من ترجيح فضلهم
 فالمال والحديد والراحات غاير ما
 يحكى لنا الزهد في ذامن اجلهم
 والزاهدون براحت القلوب مع ال
 ابدان قروا وعزوا العبد ذلهم
 فكل ما فرقا قد عوذوا عرضها
 لمنه وزادوا اثناء الناس كلهم
 فقلعه ذيل في نصبت لكها
 شراب کی مذمت میں کہا تھا اس
 کوئی نئی بات نہیں ہے۔

۱۵

اللہ زاہدوں میں برکت نہ دے، حقیقت
 یہ ہے کہ ان لوگوں نے سامان دنیا کو اپنی برتری کی وجہ نہیں چھوڑا ہے
 بلکہ زندگی کی تکلیفیں ان پر گراں ہو گئیں اور
 یہ لوگ انکو برداشت نہ کر سکے اور اپنے بارگاہی سے گھبر گئے
 اور لوگ ترک دنیا کی وجہ سے ان کی عظمت کرنے لگے تو یہ
 لوگوں کی تعظیم و تکریم کی وجہ سے خود لوگوں کی حرص میں مبتلا ہو گئے
 ان ہم تسلیم کرتے ہیں کہ قوم نے تواضع سے بھی زیادہ اختیار
 کیا ہے اور لوگوں نے ان کے ترک دنیا کی فضیلت کو بہت بڑھا دیا
 چونکہ اس قوم کو دوسروں کے مقابلہ میں ترجیح حاصل ہو گئی ہے
 پس کوئی شے انکے فضل کی وجہ ترجیح سے زیادہ بہتر نہیں ہے
 اس لئے کہ مال اور عمدہ چیزیں اور آرام بھی وہ انتہائی
 چیزیں ہیں جنہیں انکے بڑے بڑے بزرگوں کا زہد بیان کیا جاتا ہے
 حالانکہ زاہدوں کو دل کے آرام کے ساتھ بدن کا آرام
 بھی حاصل ہو جاتا ہے اور وہ مجنوں و انحرار کے بعد معزز ہوتے ہیں
 پس جو کچھ اللہ لوگوں نے چھوڑا اس کے عوض میں کوئی
 مطلب حاصل کیا اور تمام لوگوں کی تعریف اس پر زیادہ ملی
 قطعاً ذیل کی نصبت لکھا ہے کہ مشائخ میں دنیاوی حیثیت سے
 لئے کہ دینی حیثیت سے شراب کی مذمت

بعض نے شراب کی مذمت اس وجہ سے کی ہے
 کہ شراب آدمی کے دین میں نقصان پیدا کر دیتی ہے
 اور اس شخص کے قول کو تسلیم کر لیا ہے جو یہ کہتا ہے کہ وہ
 دنیا کی بڑی بڑی مجلسوں میں داخل ہوتی ہے
 اور بڑی بڑی دولت کو برباد کر دیتی ہے کہ تم
 دائم الخمر کے پاس کوئی نئی پرانی چیز نہیں پاؤ گے

لقد دم بعض الخمر قوم لانها
 تکر علی دین الفقی بنفسا
 وقد سلوا قول الذی قال انها
 تحمل من الدنيا باعظم نسا
 وتذهب بالمال العظيم فلن تری
 لها منها من طارف و قنلا

وہ شام تک کریم اور سید رہتا ہے اور صبح ہوتے ہوتے سلیم العقل ہونے کے بعد حق اور بے سمجھ بنجاتا ہے اور کہتے ہیں کہ شراب بیخ و فکر کو رفع کرتی ہے حالانکہ یہ شراب کی اصلی خاصیت نہیں بلکہ صرف عاریت ہے ورنہ اس کیلئے یہ لوگ گائیوالے کو نہیں بلاتے۔

(بیاض)

اور سرکہ سے اس کی تلخی کا علاج کیا جاتا ہے وہ تلخی جس کی انتہا میں کانٹا لگا دیا گیا ہے۔ اگر انسان کو اس کے بچپن میں گلا ہوا سیسہ پلایا جائے تو یقیناً وہ اس بہترین زاد پر خوش ہو گا۔ شرابیوں کے حال کی ایک خوبی یہ ہے کہ وہ

اور اس بد نصیب کے حال کی ایک خوبی یہ ہے کہ جب اسپر شراب کا غلبہ ہو جاتا ہے تو وہ اسکو نیند کی چادر اڑھا دیتی ہے پھر ہنشین اسکی روح کو ہوشیار کرنے کیلئے آتے رہتے ہیں اور گائیوالا گا کر ان کو مردت کی طرف لے چلتا ہے اور خلق کے درمیان اس کا حصہ یہ ہوتا ہے کہ اسکی ٹہنیہ پر مار پڑتی ہے اور لنبیر جنگ کے وہ جلا د کا گرفتار ہوتا ہے یہ لوگ دیوانے ہیں جو اوہام میں مبتلا ہیں انکی سعی برباد ہے کہ یہ لوگ وعدہ کی خوشنوائی پر بیچ کو محقق کرتے ہیں

ذیل کی نظم میں اپنے نفس کا نوحہ ہے اور یہ بتلایا ہے کہ جو کچھ مطلوب ہے وہ ان کے ہمجنسوں میں نہیں پایا جاتا۔ اس نظم کی نسبت لکھا ہے کہ

فیمسی کریم سید اشرقتدی
سفیہا حلیف الغی بعد سشاد
وقالوا تسلی وهو عاریة لها
والافلویا تو الذک بشاد

وخل ید اوی من سرارتها التی
اواخرها مضروبة بقتاد
ولوا شرب الانسان مہلا بھلا
لا صبح مسرور ابا طیب زاد
ومن حسن حال الشاربین انہم
یرومونہا بالرغو برق و ساد
ومن حسن ذالمحروم ان مداہم
اذ اغلبت تکسوة ثوب رقاد
فیختلف الندمان طرا لروحہ
ویجد وہم نحو المروءة حادی
ومن حظہ بین الوہابی ضرب ظہرہ
فیمسی بلا حوب رہین جلا
مجانین فی الاوہام قد ضل سعیرہم
یخففون بیعا بحسن وعاد

سے یہ مصرع واضح نہیں ہے۔

۱۵۴ میں عرذ کے دن جب جبال مرید کے ایک غار میں گوشہ نشین تھے موزوں کی۔

لوگ سمجھتے ہیں کہ پہاڑوں میں رجال صالحین رہتے ہیں جو ابدال ہوتے ہیں اور دعویٰ کرتے ہیں کہ جو شخص پہاڑوں میں سیاحت کرتا ہے وہ بہر حال ان لوگوں سے۔ بلے عکا ہم نے ان پہاڑوں کو بار بار طے کیا کبھی جوتے کے ساتھ اور کبھی بغیر جوتے کے ہم نے ان میں ساتیوں

اور تیروں کے پھل جینیے نیش عقرب کے سوا کچھ نہیں دیکھا اور درندوں کو دیکھا جو رات کے وقت دوڑتے رہتے ہیں نہ پوچھو کہ ان راتوں میں ان کا کیا حال تھا اگر ہم دوسرے کنارہ پر ہوتے تھے جب بھی شیر کے دانتوں کو دیکھتے تھے

اور جب تاریکی چھا جاتی تھی اُس وقت خواب پریشاں کی صورت میں ہمارے پاس ابلیس آتا تھا اور رات کا گو پاکہ مونس بن جاتا تھا اور اگر وہ نہ ہوتا تو ہماری عقلوں میں خلل واقع ہو جاتا ہے شخص جو اس خیال میں مشقت اٹھاتا ہے اس خیال محال کو چھوڑ مردوں سے مردوں کے سوا کوئی نہیں ملتا قطعہ ذیل کی نسبت لکھا ہے کہ دوستوں کی مذمت اور دشمنوں

کی مدح میں نیا مضمون ہے اور ہمارا یہ کلام اسی مضمون پر ہے۔

اللہ ہمارے دشمنوں کو جزائے خیر دے کہ ان کا آنا جانے کا مقتضی ہے ان ہی دشمنوں نے ہم کو نیک کام پر مجبور کیا

ذعموا ان فی الجبال رجالا صالحین قالوا من الاید ال وادعوا ان کل من ساح فیہا فسیلقا ہم علی کل حال فاخترقنا تلالک الجبال مرارا بنعال طور اودون نعال مارا ینابھا خلاف الاقاعی وشبعا عقرب کمثل النبال وسبعا یجرون باللیل عدوا لا تسلنی عنہم تبک اللیالی ولوانا کتالذی العدا ولا الاخر سہی رأینا نواجذ الوبیال واذا اظلموا للذبی جاء ابلیس البینایز و مرطیف خیال ہو کالایس فیہا ولو لا ہر اصیبت عقولنا بالخیال خل عنک المحال یا من تعنی لیس تلقی الرجال غیر الرجال قطعہ ذیل کی نسبت لکھا ہے کہ دوستوں کی مذمت اور دشمنوں کی مدح میں نیا مضمون ہے اور ہمارا یہ کلام اسی مضمون پر ہے۔

۱۱۱

وہو صر فونا عن المنکر
 وھو اقعدا ونا بحلس حکو
 و فہم رقینا علی المنابر
 وھو صیر ونا ائمة علم
 و دین وحبک من مخز
 عدوی یؤول خیری بشر
 وان جت بالاقم لہم یسدر
 وانت تری فرق من بعدل
 بین المسئ و بین البری
 ولا زود اللہ احمی ابنا
 بزاد تقی و لا خیر
 ہم حر ونا علی کل اثر
 وما انت لو لاھو محتری
 عفوا عن اکابرنا منا
 فکانوا اضر من الفاتر
 اعاری القوم ثوب التقی
 والی مما اعاروا بری
 اذا اخل عونی و لہ یصحو
 والی بالنفع متہم عری
 فمن کان یلذب حال الرضا
 ویصدق فی غضب مقتری
 بلی سوف تلقی لدی الی التین
 بحکم ہوی النفس حکم الفری
 فیارب ابق علینا عقولا
 نلیع بہا ثرا لاشتری

اور ان ہی نے ہم کو بڑے کام سے باز رکھا
 اور ان ہی نے ہم کو مجلس حکم میں بٹھایا
 اور ان ہی لوگوں میں ہم بھروسہ رکھتے
 اور ان ہی نے ہم کو علم اور دین کا امام بنایا
 اور فخر کے لئے یہ کافی ہے
 ہمارا دشمن ہمارے خیر کی شر کے ساتھ تاویل
 کرتا ہے اور اگر ہم گناہ کرتے ہیں تو معذرت نہیں رکھتا
 اور تم جانتے ہو کہ جو شخص اچھے اور برے لوگوں
 کے درمیان انصاف کرتا ان میں کیا فرق ہے
 اور اللہ ہمارے دوستوں کو تقویٰ اور نیکی
 کا زاد نہ عنایت کرے
 ان ہی دوستوں نے ہم کو ہر گناہ پر جرأت دلائی
 اور اگر وہ نہ ہوتے تو ہم کو جرأت بھی نہ ہوتی
 ان لوگوں نے ہمارے بڑے بڑے گناہوں کو معاف
 کر دیا اور اس طرح نشہ آور شے سے زیادہ مضر ہو گئے
 (دوستوں کی) قوم نے ہم کو تقویٰ کا لباس عاریت دیا
 حالانکہ جو کچھ انہوں نے ہم کو عاریت دیا ہے ہم اس سے بری ہیں
 پس ان لوگوں نے ہم کو دھوکہ میں رکھا اور نصیحت
 نہیں کی حالانکہ ہم ان کی نصیحت کے زیادہ مستحق ہیں
 پھر جو شخص رضامندی کی حالت میں جھوٹ بولے
 اور غصہ کی حالت میں سچ بولے وہ مقتری ہے
 ہاں ابدوں کی حالتوں میں ہوا و نفس کے مطابق حکم
 کرنے سے تم پر مقتری کا حکم لگایا جائیگا
 پس اے رب ہم لوگوں کی عقلوں کو باقی رکھ
 جن کو ہم بیچ دیتے ہیں پھر نہیں خرید کرتے

شیخ نے لکھا ہے کہ یہ مضمون کبھی کسی شخص کے کلام میں میری نظروں سے نہیں گزرا تھا پھر اس نظم کے بعد ایک شخص کا کلام دیکھا جس کا مضمون حسب ذیل ہے۔

عداۃ لہم فضل علی ومنتہ
فلا اذہب الیہ عنی الاعادیا
فہم یجثوا عن زلتی فاجتنبتہا
وہم ناسفونی فالکسیت المعالیہ
ہم پر ہمارے دشمنوں کا فضل و احسان ہے
پس اللہ ہم سے دشمنوں کو دفع نہ کرے
اس لئے کہ دشمن ہمارے لغزشوں کی تفتیش کرتے ہیں
تو ہم ان سے بچتے ہیں اور وہ اہلے مقابلہ میں فخر کرتے
ہیں تو ہم عزت و شرف حاصل کرتے ہیں۔

گویا ہمارا قدم اس کی ساق پر پڑا (یعنی مضمون میں توار و ہوا)
قطعہ ذیل کی نسبت لکھا ہے کہ موزوں کرتے وقت خیال تھا کہ

ہم اس مضمون میں سابق ہیں۔

ہم نے زمانہ کے ہاتھ سے جو اچھی راتوں کا

خلسنا لیلۃ من کف دھور
ضنین باللیالی الطیبات

اس رات میں ہم خواہش اور عقل دونوں کے

سکنا للہوی والعقل فیہا
مسالك قد بعدن عن الشتات

ایسے راستوں پر چلے جن میں اختلاف نہیں تھا

ہم نے اس شب میں نفس کا حق کچھ ادا کیا

وہی اللہ مرعی المشبات
فلم نرقیلہ فی الہسروقتا

اور کچھ اللہ تعالیٰ کا حق جو یاد رہے

یادت حسناۃ فی السیئات
پھر اس کے بعد ذیل کے شعر سے واقفیت ہوئی۔

لاولئان علی المصلی (کذا)

تسرق فی نسکھا الذنوب
(بوجہ تصحیف ترجمہ نہیں کیا گیا)

اور گویا ہماری ساق اس بد نصیب کے قدم پر پڑی ہم نے اس

کے معنی کو زوائد سے پاک کیا اس میں وضاحت پیدا کی اور اس کی کمی

پوری کر کے اس کے مضمون کو درست اور بلند کیا۔

رہ گئی شیخ کی نثر اس کا حال یہ ہے کہ اپنے زمانہ کی مروجہ نثروں سے
 جامعیت و بلاغت اطناب اور حلاوت میں بہت بلند مرتبہ ہے۔ شیخ
 قافیہ بندی کی طرف کم مائل ہوتے ہیں اور تکلف کم اختیار کرتے ہیں۔ اس
 نثر کی مقدار اتنی زیادہ ہے کہ تمام نہیں ہو سکتی۔ اس مختصر اشارہ کے بعد ہم
 اس کا ایک جزو قلیل پیش کرتے ہیں۔ سفارت مغرب سے ہمارے واپس
 آنے پر شیخ نے کسی سابق شاعر کی دو بیتوں کو عنوان بنا کر ہم کو لکھا۔
 یا ایہنا النفس الیہ اذہبی
 فحبہ مشہور من مذہبی
 ایاسنی التوبۃ من حبہ
 طلوعہ شمساً من المغرب
 بل بخلک من التمثیل بالشمس
 نلوکان طلوعک علی ہذہ الاوطان
 اطلوہما الاصبح جہا لک عباد و
 لوکان نزولک مطر التکیفت العینی
 تو اباد امثا ولولامعرفتنا معش
 اخوان الصفا باسرار انفسنا حکمتنا
 بان قلوبنا تحالی لامد قائنا و لکن
 سبقت عیون السعاده بالجلال فلام
 تصادف بالرضا محلا لان تحویل
 محال لا ذلت محروسنا بعین
 الذی لا تاخذنا سنۃ ولا نوم۔
 کو لے کر آگے بڑھ گئیں اس لئے آپ نے رضا کی آنکھ سے کوئی مرتبہ نہیں
 پایا کیونکہ تحصیل حاصل محال ہے۔ وہ آنکھ آپ کی نگہبان رہے جس پر غنودگی
 طاری ہوتی ہے نہ نیند۔

اور جب ہم کو ریاست انشا کی خدمت ملی اس وقت شیخ نے ہم کو لکھا۔

عنا

تخصکم یا محل الا بن الارضی
ولادة والاخ الصادق اخلاصاً
وود اخصکم اللہ من السعادة
باعلاہا مرتقی و افضلہا عقبی و
احلہا غنی و اکرمہا مسعی تخبیة
اسعاد الی ایام لقائم من المسلمی
عنہا بتامیل العود الیہا المترجم
او ثناء بتدوید الفکر فیہا محمد ابن
الحاج ابقالا اللہ عن شوق والذی
لا الہ الاہولوا جلد قط مثله الی
ولی حمیم واللہ علی ما نقول وکیل
معرفا اننی بعلاقہ ویصلینی عن
کسرة فجامعہ مما اغتنی بہ من
توقلکوا بالرتبة التي ما زال احیاءکم
منظومین علی انک لہم تردد بدلتک
رتبة علی ما کنت باعتبار الاہلیة
والمکانة الطیة الاعند الاطفال
والاغفال والمخلقة من النساء
والرجال لکن افرغنا ہذا
المخاطبة المحیطة فی قالب
الجمہور فلم تسر نیہا علی الاصح
لکن علی الجمہور ولو کانت
مصارف الوجود بیلی لو افتای
من وجود منازل سمانہ منازل
واوطانک افلاکہ مرآب و

انے قائم مقام سرزند دلہن اور اخلاص و محبت
میں برادر صادق! اللہ آپ کو ایسی سعادت
کے ساتھ مخصوص کرے جس کا زینہ سب سے بلند
جس کا انجام سب سے افضل جسکی دولت سب سے
زیادہ محمود اور جسکی سعی سب سے زیادہ شریف ہو
ہم محمد ابن الحاج کی طرف سے جو سعادت کی جگہ
حصول سعادت کی امید سے دلو تسلی دیتا اور اپنے
اوقات سعادت کے فکر و خیال میں گزارتا ہے آپ کو
اُس سے ملنے کے دن تک دعاء اسعاد کیساتھ مخصوص کرتے
ہیں اللہ اس کے شوق کو باقی رکھے اور قسم ہے اُسکی
جسکے سوا کوئی معبود نہیں کہ ہم نے ایسا شوق کبھی دوست
مخلص کے لئے نہیں محسوس کیا اور اللہ ہی پر ہے قول کا
وکیل ہے۔

یہ اقرار کرتے ہوئے کہ بلاشبہ ہم
آپ کے احیاء ہمیشہ سے یہ سمجھتے رہے ہیں آپکے اس ہمدہ
پر ترقی کر نیسے بلحاظ اہلیت اور مرتبہ عالیہ کے آپ کے
درجہ میں کوئی زیادتی نہیں ہوئی مگر لڑکوں اور احمقوں
اور خانہ نشین عورتوں اور مردوں کے نزدیک لیکن ہم
یہ رسمی خط جمہور کے خیال کے مطابق لکھا ہے اور اس میں
صحت و واقعت کا نہیں بلکہ جمہور کا اتباع کیا ہے
اگر وجود کے انقلابات میرے اختیار میں
ہوتے تو ہم آسمان وجود کی منزلوں کو آپکی منزلیں
بناتے اور اُسکے افلاک کو مرکب بنا کر آپ کا قدم
اس پر رکھواتے اور پانی پینے کیلئے آپ کو اُس کے
کوثر پر لیجاتے اور آپ کو اُس کی سب سے بلند

اور تک کوثرہ مشربا واحللتک
 ارفدہ معقلا واقبتک بدارہ
 مصباحا واهلالتک اسرامہ
 تحفا وقد تبلغ المقاصد سیالغ
 لا تنتھی آفایہا الاعمال فحرف
 وما نضرہ لتک الجملة الجلیلة
 التاضلة ما اللہ دقیب علیہ
 ومحیط برقائقہ ولو کانت
 لہذا العید الغافل الماسور فی
 قیل نفسہ المحزون بانہ تاب
 الایام راس عمرہ فی غیر شیء
 دعوة فی ماعد اھذا الوجہ لجد
 حتم یغلب علی ظنہ ان التلیم
 بذات الصدور ولا ہامن
 قبولہ بارقہ یخصک بجا
 واللہ شہید علی ما تکنہ الافئدة
 وهو حسبنا ونعم الوکیل
 والفضل جعروالی اسن عدیلة
 فلنقتصر اضطرارا ونکف امتثالا
 للرم والقیادا امتع اللہ بہ

چوٹی پر ٹھہراتے اور روشنی کے لئے آپ کو اس کا
 بدر دیتے اور آپ کی خدمت میں اس کے
 اسرار کا تحفہ پیش کرتے۔ اور مقاصد اس درجہ
 تک پہنچ جاتے جس کی انتہا تک اعمال نہیں پہنچ
 سکتے پس ہم ہیں اور آسجناب کی بزرگی اور فاضل
 ذات مجموعہ صفات کے لئے جو کچھ ہمارے دل
 میں مضمحل ہے وہ ہے جس سے اللہ خبردار اور
 اس کے ذرہ ذرہ سے واقف ہے۔

ص ۱۲۱

اور اگر اس بندہ غافل کے لئے جو اپنے نفس
 کی قید میں گرفتار اور اس غم میں مبتلا ہے کہ زمانہ
 نے اس کے سرمایہ بزرگی کو محض لا حاصل
 نارسا کر دیا اس جہت کے سو کسی دوسری
 طرف رغبت ہوتی تو وہ کوشش کر کے یہ ظن غالب
 حاصل کرتا کہ علیم بذات الصدور نے اس کو
 قبولیت کا شرف بخشا ہے پھر اس طرف کیساتھ آپ کو
 مخصوص کرتا اللہ دلوں کے بھید سے واقف اور
 ہمارے لئے کافی اور بہتر وکیل ہے۔

اور فضائل بکثرت اور محاسن متعدد ہیں اس لئے ہم
 مجبوراً اختصار سے کام لیتے اور رسم کے موافق و مطابق
 اسی قدر پر بس کرتے ہیں۔

محمد بن عبد اللہ بن منظور قوسی

نام کنیت، سکونت	محمد نام، ابو بکر کنیت، شہر مالقہ کے رہنے والے ہیں۔
اولیت	ابو بکر کی اصل ایشیلیہ کے ایک خاندان سے شروع

ہوتی ہے جو اپنی خصوصیت برتری اور اصالت میں مشہور ہے، جس کی شہادت وہ کتابیں دیتی ہیں جو اس خاندان کے بارے میں لکھی گئی ہیں، جن میں ایک کتاب "الروض المحظور فی اوصاف بنی منظور" ہے۔
حالات "کتاب عائد النصلہ" میں ابوبکر کے حالات اس طرح مذکور ہیں:-

"ابوبکر بہت خلیق، متواضع، خوش مزاج اور خندہ رو ہونے میں، علوم کی کافی دستگاہ رکھتے ہیں، لوگوں کی مبالغہ آمیز ستائش کرتے ہیں، بہت تجربہ کار اور محاکمے کے خوگر ہیں، اور دستاویز کی شرطوں کے علم میں بصیرت رکھتے ہیں، اکثر مقاموں میں عہدہ قضا پر مامور کئے گئے، بعد ازاں شہر مالقہ میں جو ان کا مسکن ہے ترقی دی گئی، یہاں ان کی سیرت مشکور اور کارنامے قابل ستائش ثابت ہوئے، خشیت الہی سے جلد متاثر ہو کر آبدیدہ ہو جاتے ہیں، عقیدے کے اچھے ایتار میں مشہور اور صدقہ دینے میں نیک نام ہیں، ان کے علاقے کا جو مصیبت زدہ شخص ان کے مستقر سے گزرتا ہے اس کی دعوت وہ ضرور کرتے ہیں، اپنے اسلاف کی روش اور وضع کے پورے پابند ہیں، ناظم اور ناشر ہیں اور ان صنغوں میں کوتاہ دست نہیں ہیں۔"
اساتذہ ابوبکر کے اساتذہ کے نام یہ ہیں:-

استاذ ابو محمد بن ابی سداد ان کے پاس ابوبکر نے قراءت کی اور ان کی صحبت میں رہ کر بہت کچھ فائدے حاصل کئے۔
اور وہ اساتذہ اعلام جن سے سماعت کی ان کے نام یہ ہیں:-
خطیب ولی ابو عبد اللہ طنجالی ابو عبد اللہ بن ادیب جو ایک سن رسیدہ راویہ عدل ہیں،
ابو الحکم مالک بن مرصد یہ ایک معمر بزرگ ہیں، شیخ و صوفی ابو عبد اللہ محمد بن احمد قشیری۔
فاسی، ان فاسی بزرگ سے خرقة تصوف بھی حاصل کیا، خطیب ابو عبد اللہ بن رشید

شیخ قاضی ابوالمجد احوص، ابن مجاہد رندی معروف بہ سبار، خطیب وزاہد ابو عبد اللہ سلال، اور جزیرہ خضر اور میں خطیب ابوالعباس بن خمیس سے ساعت کی جن اساتذہ نے لکھ کر اجازہ عطا کیا ان کے نام یہ ہیں:-

ابو عبد اللہ بن زبیر، فقیہ ابوالحسن بن عقیل رندی، معمر وزیر ابو علی طنجی، ابوالحکم ابن منظور جو ابوبکر کے والد کے چچا زاد بھائی ہیں اور ابو عبد بن کمال۔ مذکورہ بالا ناموں کی یہ فہرست میں نے خود ابوبکر کی تحریر سے نقل

کی ہے۔

مجھے ابوبکر نے اپنی تالیفات کی اطلاع دی ہے، تفصیل

تالیفات

یہ ہے:-

(۱) نجات المسوک و عیون التبر المسوک، اس کتاب میں خلفا و زرا اور ملوک کے اشعار جمع کئے ہیں (۲) کتاب السعوب الوالقه والظلال الوارقه، اعتقاد فلاسفہ کے رد میں لکھی گئی ہے (۳) کتاب الصیب الہتان الوالف بغایات الاحسان، اس کتاب میں صحیح احادیث نبوی اور قرآن شریف کی سورتوں سے دعائیں اخذ کی گئی ہیں (۴) کتاب البرہان، اس میں قرآن شریف کی سورتوں کے خواص بیان کئے گئے ہیں، (۵) کتاب فی الوقایق، اس میں رقائق کے متعلق چالیس حدیثیں ہیں جو سنداً موصول ہیں (۶) کتاب تحفة الابراہ، مسئلہ نبوت اور اس کے اسرار میں ہے (۷) کتاب الفعل المبرور والسعی المشکور، قاضی ابومحمد بن منظور کے حالات میں ہے۔

اشعار ابوبکر کے اشعار میں سے دو شعر نقل کئے جاتے ہیں:-

ما للعطاس ولا للفال من اشو | چھینک اور فال میں کوئی خاص اثر نہیں ہے
فتق قد یتک بالزمن واصطبر | میں تپیر قربان جاؤں اخذائے زمن، پر اعتقاد کر کے صبر کرو
وسلو الامر فالاحکام ماضیة | اور ہر کام کو اس کے جوالے کر دو کیونکہ تمام احکام جو چل رہے ہیں
تجری علی السنن المربوط بالقدر | وہ قضا و قدر کے مربوط قاعدوں پر جاری

ہیں،

محمد بن علی بن خضر بن یارون غسانی

نام، کنیت، ابو عبد اللہ کنیت، ابن عسکر عرف ہے، شہر مالقہ کے
عرف، سکونت رہنے والے تھے۔

کتاب الذیل والتلکہ میں ابن عسکر کے حالات بایں طور
تحریر کئے گئے ہیں:-

”ابن عسکر خوش بیان، نحوی، تیز ذہن، علوم میں صاحب تبحر، خوش خط
راوی حدیث، تاریخ دان، حافظے کے قوی، فہیم، فنون میں یکساں و خیل، یکے و نیدار
نیابت بامروت، فاضل سنی، عام و خاص میں معظّم، بڑے خلیق، خوش صحبت،
مراخ حوصلہ، لوگوں کے حاجت روا، اور بہت بردبار تھے۔“

جو شخص اُن کی برائی کرتا وہ اُس کی بھلائی کرتے، اپنے جاہ سے دوسروں
کو نفع پہنچاتے، اور بذات خود بہت سخی تھے، وثیقوں کے ناقد اور مبصر، نظم و نثر
میں الٰہیہ اس طرح تحریر کرتے کہ اُن کی بلاغت اور خوبی قائم رہتی تھی۔

ابتداءً شہر مالقہ میں قاضی ابو عبد اللہ بن حسن کی نیابت میں مدت تک
عہدہ قضا کے فرائض انجام دئے بعد ازاں امیر عبد اللہ بن نصر نے بروز شنبہ
۴۱۲ھ میں اسے قتل کا حکم سنایا اور اسے قاضی بنا دیا مگر وہ اس استقلال سے کچھ
ذائقہ نہ پائے اور اس سے باز رہنا چاہا مگر امیر موصوف کے اصرار سے اس عہدے
کو قبول کر لیا اور نہایت خوش اسلوبی سے اُس کے فرائض انجام دئے اور
اُن حقوق کو جو باطل میں چھپ گئے تھے ظاہر کر کے احکام جاری کئے۔

ابن عسکر عزیمت کے پختہ، پر ہیبت، بہت دلیر تھے اور صاف بیانی
کے فیصلے لکھتے تھے، خدائی کاموں میں ملامت گروں کی ملامت سے بالکل
نڈرتے تھے، اور اسی روش پر انھوں نے اپنی باقی عمر گزار دی۔

اساتذہ ابن عسکر نے جن اساتذہ سے روایت کی ہے اُن کے

نام یہ ہیں:-

ابو اسحاق، ابوبکر بن عتیق، ابو جعفر جلیان، ابوالحسن شقوری، ابوالحجاج بن شیخ،
ابو الخطاب بن واجب، ابوزکریا صہبانی نزیل غرناطہ۔
تلاذہ ابن عسکر کے تلاذہ کے نام یہ ہیں:-

۱۶۴

ابوبکر بن خمیس جو ابن عسکر کے بھانجے تھے، ابوالعون اور
ابو عبداللہ بن بکر البیری، ان لوگوں نے ابن عسکر سے روایت کی ہے، ابوالقاسم
بن عمران، اور ابو عبداللہ بن آبار نے ان سے تحدیث کا اجازہ حاصل کیا ہے۔
یزعراقین کی ایک جماعت کو ابن عسکر نے اجازہ لکھ کے دیا، یہ
اہل بغداد کی ایک جماعت تھی جسے اہل اندلس نے طلب کیا تھا جس کا تذکرہ
ابوبکر بن ہشام کے ضمن میں گزر چکا ہے، اس جماعت کی نظم و نشر کی خوبیوں کا
ابن عسکر نے اعتراف کیا ہے۔
تصانیف ابن عسکر نے بکثرت مفید اور بہترین کتابیں تصنیف کیں
جن کے نام یہ ہیں:-

(۱) المشرع الروتی فی الزیادۃ علی المروی اس میں چالیس
حدیثیں ایسی ہیں جن کے راویوں میں ان کے استاد صانی کا نام آیا ہے،
مجھے معلوم نہیں کہ اس اسلوب پر ان سے پہلے کسی اور نے کتاب لکھی ہو،
اس تصنیف سے ان کے استاذہ کی کثرت اور روایت کی وسعت کا اندازہ
ہو سکتا ہے (۲) نزہۃ الناظر یہ کتاب حضرت عماد بن یاسر رضی اللہ عنہما
کے مناقب میں ہے، الخیر المختصر یہ صبر کی تشلیقیں لکھی ہے۔ اس کتاب
کو ابو محمد بن احوص نابینا واعظ کے لئے تالیف کیا تھا، اہتمام المسیر
وافتحار القصر والفقہ یہ ایک رسالہ ہے الاکمال والاعلام فی صلیۃ الاعلام
بجالس الاعلام من اهل مالقۃ الکرام اس کتاب کا دوسرا نام مطلم الانوار
ونزہۃ الابصار ہے اس میں مالقہ کے رؤسا اور اکابر کے مناقب اور اخبار
لکھے ہیں، اس کتاب کے ختم ہونے سے پیشتر ابن عسکر کی وفات ہو گئی تھی
تکمیل ان کے بھانجے ابوبکر محمد بن خمیس نے کی، میں نے اس کتاب سے
اپنی اس تالیف میں جا بجا واقعات نقل کئے ہیں۔

پیشتر اس سے کہ آسمان معارف سے ابن عسکر کے وجود کا آفتاب غروب ہوا انھوں نے اپنی موت کی خبر حسب ذیل اشعار میں دی تھی :-

ولما التقى اهلنا ولسون حجة
كانت منها قلوبنا حيطم
اور جب آکا دن سال کی میری عمر ہو چکی
اور میں کنویں کے چرخ والی لکڑی کی مانند ہو گیا جو
ٹوٹ رہی ہو

ترقيت اعلاها لانظر فوقها
مدبر الخفا منى على منه اسلم
تو اس سال سے اونچا ہو کر موت کی درازی کو اوپر دیکھنے لگا
تاکہ شاید میں اس سے بچ سکوں

اذا هو قد ادنى الى كائنا
ترقيت فيه نحوه وهو سلم
ناگاہ موت میرے نزدیک آگئی
گو یا کہ سال مذکور موت کی طرف چڑھنے کا زمین ہے

واحدب تحسب في ظهيرة
سفينة في نهر عائم
متعلق ابن عسکر نے دو شعر کہے تھے :-
ایک کوزہ پشت کے متعلق تمہارا خیال ہے

مثلث المثلثة لکنه
في ظهيرة زاوية قائمه
کہ اسکی پشت پر ایک کشتی ہے جو نہریں تیر رہی ہے
وہ خلقہ مثلث ہے مگر

انھوں نے ایک نہایت اعلیٰ نظم لکھی بھی تھی وہ یہ ہے :-
میں نے اپنی درخواست قبول کی نہ اسلئے کہ میں آپ کے مقصد کا اہل ہوں
اور نہ آپکی محبوب شے آسان اور قابل برداشت ہی ہے

اعبتك كاني لهما رسته اهل
ولا ان ما احببت محتمل سهل
علم ایک دریا ہے جس کی پہنائی وسیع ہے
اور میں اس دریا میں دو ایک بار بھی اتر کر سیراب نہ ہوا

وما العلم الا البحر تد طال مدة
وما الخيل في الورود ولا ناسل
اور میں اپنے آپ کو اس کا کیونکر اہل سمجھوں
جبکہ میرے نفس میں دو باتیں بیکارمی اور جہالت آگئی ہیں

وكيف ادانى اهل ذاك وقد اتى
على النفس امر ان البطلان والجمل
میں اپنے رب سے عفو گناہ کا خواستگار ہوں
بیشک وہ بندے کے عفو تقصیر کا اہل ہے

واسئال ربي العفو عنى فانه
لما يرتجيه العبد من عفو اهل
بیشک وہ بندے کے عفو تقصیر کا اہل ہے

والاوت
سال ولادت تقریباً ۵۸۴ھ ہے۔

وفات | روز چہار شنبہ وقت ظہر ۴ ربیع الثانی ۳۶۷ھ کو
وفات پائی۔

محمد بن یحییٰ بن محمد بن یحییٰ بن احمد

ابن محمد بن ابی بکر بن سعد

نام و نسب | محمد نام، ابو عبد اللہ کنیت، ابن بکر عرف ہے، نسلاً اشعری
ہیں، مآلقتہ ان کا مرزبوم ہے اور بلج کی اولاد سے ہیں جن کا
سلسلہ نسب یہ ہے۔

بلج بن یحییٰ بن خالد بن عبد الرحمن بن زید بن ابی بردہ مسمیٰ عامر بن ابی عامر
ابن ابو موسیٰ (اشعری) مسمیٰ عبد اللہ بن قیس صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ابن حزم نے بلج کو ان عربوں میں شمار کیا ہے جو اندلس میں آکر بس
گئے تھے۔

حالات | "کتاب عائذ الصلہ" میں ابن بکر کے حالات اس طرح
مسطور ہیں۔

"ابن بکر علماء کے صدر، فضلاء کے سردار، سادہ مزاج، اور صفائی پسند
تھے، ان کا حلقہ درس و بیچ اور ان کی نظر گہری تھی، واضح مسلک کے پابند،
انصاف پسند، احکام و قرأت کے عارف، تاریخ و اسناد جرح و تعدیل کے
لحاظ سے حدیث کے ماہر، انساب اسما و کنیتوں کے حافظ، عربیت کے
محقق، اصول و فروع لغت، عروض، فرائض اور حساب میں یکساں و خلیل،
نیک خلق اور پر وقار تھے، طلبہ کے مہربان، علم اور علما کے دوست اور
اہل علم کے قدر افزا تھے، تصنع سے پاک، پوشاک میں بے تکلف اور خود وار
تھے، فیصلہ نافذ کرنے میں سخت اور اس کی نصرت میں مشہور تھے۔ اولاً انہیں
اپنے شہر مالقہ میں سرداری کی خدمت ملی جس کے فرائض میں رفاہ عام اور

امور حل و عقد کی نگرانی تھی بعد ازاں اسی شہر میں عہدہ قضا پر فائز کئے گئے انہوں نے اس عہدے کی عزت کو بہت بڑھایا اور اپنی نرمی کو چھوڑ کر حق کے فرما تیز دار ہو گئے اور پھر بھی وہ پڑھنے پڑھانے میں مشغول اپنے اوقات کے پابند اور نفع رسانی میں حریص تھے، اس کے بعد وہ محرم کے عشرہ اول ۱۲۳۶ء کو غرناطہ کے قضا اور خطبے کی خدمت پر مامور کئے گئے۔ ان فرائض کے انجام دینے میں حقانیت کو ظاہر کیا گیا کہ وہ ہوں پر جرحیں کر کے ستر سے زیادہ آدمیوں کو کھوٹا قرار دیا جس کی وجہ سے وہ ایک ایسی عداوت اور کشاکش کے دریا میں اترنے کے لئے انجام کی پروا کئے بغیر اٹھ کھڑے ہوئے جس کی ہولناک موجوں کے تھپیڑے آ کر ان سے ٹکرائے اور اپنے بھنور میں انہیں خوب غوطے دئے جس کی سخت مشقت اور کید میں وہ ایسے مبتلا ہوئے کہ دوسرا شخص اتنا مبتلا نہ ہوا تھا یہاں تک کہ وہ راتوں کو نماز پڑھنے کے لئے شاہراہ چھوڑ کر گلیوں میں سے غیر سطحین حالت میں جمانے لگے، اور اس باب میں ان کے ساتھ بہت سے واقعات پیش آئے، اور ان کی یہ حالت اُس وقت تک قائم رہی جب تک اللہ تعالیٰ کی مشیت تھی۔

ایک دفعہ امیر نے کسی شاہد کے متعلق انہیں مجبور کیا کہ دوبارہ اُسے ثقہ اور عادل مان لیا جائے مگر اُس وقت بھی وہ نرم نہ ہوئے، باوجود ان حالات کے وہ غرناطہ میں اشاعت علم کے لئے ہر وقت آمادہ رہتے ہوئے تمام علوم و فنون کا درس دیتے رہے اور طالبان علم کو فائدہ پہنچا کر انکو فارغ التحصیل بنایا، وہ عربیت، فقہ، اصول اور قرآن پاک کا درس دیتے، فرائض اور حساب کی تعلیم اور حدیث شریف کی شرح بیان کرتے اور اُس کی سماعت کے لئے نہایت وقار سکون حسن تجمل اور الشراح صدر کے ساتھ مجلسیں منعقد کرتے تھے۔

قاضی و مورخ ابو الحسن بیان کرتے ہیں کہ ہمارے شیخ ابو عبد اللہ بن ابی بکر

عہد ابی بکر سے ابن بکر کے جدا علی مراد ہیں۔ مترجم

جو ہمارے قریبی کسراالی رشتہ دار تھے بڑے صاحب عزم و ارادہ، حکم ناطق اور فیصلے کے آدمی تھے، خدا اُن پر رحم فرمائے وہ ہر عہد سلطنت میں صاحبِ صولت اور ہر گج رو کے لئے شعلہ جوالہ تھے انھوں نے حاسدوں کے دلوں کو جلا کر عہدہ قضا کی عزت بڑھائی اور اُس سے گرد و غبار کو دور کر کے اپنے علوم کے ذریعے سے صداقت کے تاروں کو روشن کیا، مشکل سے مشکل باتوں کو نافذ کیا، اور اُن جگہوں میں ثابت قدم رہے جہاں انسان بھٹک جاتا ہے، اپنی محنتوں سے لوگوں کو قائل کیا اور اپنے تعلق سے نکتے پیدا کئے۔

توقیع ہمارے دوست ابو جعفر شقوری نے ہم سے بیان کیا کہ ایک روز میں ابن بکر کے اجلاس میں بیٹھا ہوا تھا دفعۃً

ایک عورت اُن کے سامنے آئی اور ایک رقعہ پیش کیا جس کا مضمون یہ تھا ”میں اپنے طلاق دینے والے شوہر سے محبت رکھتی ہوں چاہتی ہوں کہ کوئی شخص اُس سے سفارش کر کے رجعت کرادے“ ابن بکر نے رقعہ لیکر اُس کی پشت پر یہ توقیع لکھی۔

”تمام ستائش خدا کے لئے ہے، جو شخص اس تحریر کے مضمون سے واقف ہوا سے چاہئے کہ ایک فریادرس کی طرح ہوش و گوش سے سن کر اس عورت کے لئے اُس کے شوہر سے سفارش کر دے، اور اس کو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اُس سفارش کی پیروی سمجھے جو بیرہ کے لئے مغیبت سے کی تھی، خدا ہم سب کو عقل و دین عطا فرمائے اور ہدایت یافتہ لوگوں کے مسلک پر چلائے“ اس کے بعد شقوری نے ہم سے کہا کہ کسی نے مجھ سے پوچھا کہ خود ابن بکر نے سفارش کیوں نہ کی میں نے جواب دیا کہ حاکم کے لئے یہ زیبا نہیں ہے کہ وہ خود اس قسم کی سفارشاتیں صراحتہً کیا کرے۔

شاعری دو بیتوں کے علاوہ جو ایک عربی النسب کسان کی تعریف میں ہیں ابن بکر سے شعر نہیں سنے گئے، وہ دو

بیت یہ ہیں:-

لام العواذل بنت النبع والنشور
درخت نبع اور نشور کی لکڑی کی ملامت گروں نے ملامت کی

تذری بعطف قصب البان والعلم کہ اُسے علم اور بکائن کی شاخ کی لچک کو عیب ناک کر دیا
قوام قامتہا تمام معطفہا اُس کے قامت میں پوری لچک ہے
من تلق تفتله تصمیرا ونصم جس کسی سے نقل میں ملتی ہے اُسے وہیں ہلاک یا چاک کر دیتی ہے
اساتذہ ابن ابی بکر نے استاد خطیب صاحب فنون ابو محمد بن سید اور
یابی سے قرآن عظیم کی تعلیم جماعت کے ساتھ اور تنہا حاصل

کئی زبان عربی اور حدیث کی تعلیم بھی اُن سے پائی اور اُن کی صحبت میں رہ کر
اُن کے اخلاق سے آراستہ ہوئے، شیخ صالح ابو عبد اللہ محمد بن عیاش خزرجی قرطبی
سے حدیث کی اکثر کتابیں پڑھیں جن میں صحیح مسلم بھی ہے، اس کے ایک حصے
کے سوا پوری سماعت شیخ موصوف سے کی۔
دوسرے اساتذہ کے نام یہ ہیں:-

قاضی ابوالقاسم قاسم بن احمد بن حسن بن سکوت، فقیہ صد کر بیر ابو عبد اللہ
بن ربیع، فقیہ قدوۃ الولی ابو عبد اللہ محمد بن احمد طتجالی، شیخ قاضی ابوالحسن بن استاذ
علامہ ابوالحجاج بن مصادم، استاذ خاتمہ معلمین ابو جعفر بن زہیر، خطیب محدث
ابو عبد اللہ بن رشید، خطیب ولی صالح ابوالحسن بن فضیلہ، استاذ ابوالحسن بن لباد
مشرقی، شیخ استاذ ابو عبد اللہ بن کمال۔

اہل سبتہ میں جن اساتذہ نے ابن بکر کو اجازہ دیا انکے نام یہ ہیں:-
شیخ الشفاء ابو علی بن ابی تقی طاہر بن ربیع عدل راویہ ابوفارس عبد العزیز
بن ہواری، ابواسحق تلمسانی، الحاج عدل راویہ ابو عبد اللہ بن حصار، استاذ
مغزنی ابوالقاسم بن عبد الرحیم قنسی، استاذ ابوبکر بن عبید، شیخ معمر ابو عبد اللہ بن
ابوالقاسم بن عبد اللہ انصاری۔
اہل افریقیتہ میں جن اساتذہ سے ابن بکر نے اجازہ حاصل کیا ان کے
نام یہ ہیں:-

ادیب معمر ابو عبد اللہ بن مارون، ابوالعباس احمد بن محمد بالقی، محمد
بن محمد بن سید الناس یعمری، عثمان بن عبد القوی بلوی، یہ اہل مصر سے ہیں،
عالم انساب شرف الدین عبد المؤمن بن خلف و میاطی، انکے علاوہ

مصر، شام اور حجاز کے اساتذہ سے بھی فائز المرام ہوئے۔	ولادت
آخر ذی الحجہ ۳۷۷ھ میں پیدا ہوئے۔	وفات

جزیرہ طریف کی جنگ میں مسلمانوں کو جو شکست ہوئی تھی اسی میں ابن ابوجحیفہ شہید ہوئے لوگوں کا گمان ہے کہ ابن بکر کے پاس ایک خچر تھا، اس جنگ کے بعض شکست خوردہ اشخاص نے انھیں مشورہ دیا کہ وہ اس پر سوار ہو لیں مگر ان میں سواری کی قوت باقی نہیں رہی تھی جواب دیا "یہ یوم فرحت ہے میں واپس جا رہا ہوں" یہ اشارہ تھا اس آیت کی طرف جو شہدائے متعلق ہے (فرحین بما آتاهم اللہ من فضله) یعنی اللہ نے ان شہداء کو جو فضیلت دی ہے اس سے وہ خوش ہیں، یہ واقعہ روز شنبہ وقت چاشت ۷۷ھ جمادی الاولیٰ ۳۷۷ھ کو پیش آیا۔

محمد بن احمد بن محمد بن عبداللہ بن محمد بن محمد

ابن محمد بن علی بن موسیٰ بن ابراہیم بن محمد بن ناصر

ابن خبوز بن قاسم بن حسن بن علی بن ابيطالب

رضی اللہ عنہ

یہ نسب نامہ محمد کی تحریر سے منقول ہے، ان کی برتری مشہور ہے۔

یہ فاضل روزگار کمال کی نشانیوں میں سے ایک نشان،	حالات
وقار و صحت رائے، اور دوراندیشی میں بینظیر تھے، بروباری	

اور اعتماد پاکیزگی اخلاق کے ساتھ نرمی انبساط کے ساتھ انقباض، یہ اسباب تھے جن کے باعث انھیں قوموں پر غلبہ حاصل ہوا، میانہ رو، خوش خلق، خواہشوں پر قابو رکھنے والے، عنخوار، صبر و حسن اخلاق میں ممتاز، اور بڑے

حیا دار تھے، دل کے مضبوط، بلند ہمت، خوش پوش، ہمنشینوں کے لئے مفید، بلا کے تیز اور بلند فہم تھے، علم کی سند کے ساتھ، حسب و نسب کی بلندی، پاکیزگی، نفس اور حسن طبیعت سے متصف تھے، بلاغت کے علمبردار، میدان بیان کے راہرو، زبان اور اس کی شناخوں میں بیکٹائے روزگار، اور اس کی خوبیوں کے مالک تھے، ہمشال حافظہ رکھتے تھے، امثال و شواہد نوک زبان تھے، وسعت نظر اور راست بینی سے آراستہ، غفلت و کم فہمی سے مبرا، نوادرتی، اخبار و تاریخ، عروض و قافیہ و بدیع سے مزین، فقہ کی تدریس و علوم میں برتر، مسائل کے استخراج میں ماہر، درس و تدریس کے بارگراں کے متحمل، تصنیف میں ممتاز، حاضر و باغ، فصیح زبان اور اپنے خاندان کے لئے باعث فخر تھے،

ولایت **محمد بنو نصر** سے پانچویں بادشاہ کے عہد میں غرناطہ آئے،

عہد شباب تھا اور زبان کا علم، اسالیب بیان سے واقفیت کی کوئی حد نہ تھی، شیریں اور خالص شعر کہتے تھے، اس اعلیٰ قابلیت نے ترقی کا راستہ ہموار کر دیا، اور دو کتابت انشا کے سلسلے میں منساک کر لئے گئے، جو اس زمانے میں ایک نایاب چیز شمار کی جاتی تھی، پھر ان کا فضل مشہور ہوا، اور ان کی شرافت کا شہرہ دور دور ہوا تو ان کا منصب دائرہ علم سے عہدہ حکومت کی طرف منتقل ہوا، تا آنکہ ۴۴۰ ہجری میں کو مختلف جگہوں میں رہنے کے بعد غرناطہ میں قلمدان کتابت و عہدہ قضا و خطبہ ہاتھ میں لیا، اور فیصلوں کا بارگراں اپنے سر لے لیا، اور بزرگی کا اہل اپنے کو ثابت کر دکھایا، اس حال میں کہ با اختیار و بارعب، نکتہ چینی سے تقریباً محفوظ رہے اور تائید و توثیق ہمیشہ ان کے ہر کا سب رہی، تقریروں کی بلاغت کا کیا پوچھنا، زبان صاف اور سلیس، بڑے بڑے مقررین ان کے سامنے دم نہیں مار سکتے تھے، دشمنوں کے یہاں سفیر بنا کر بھیجے گئے، اور اپنی کوششوں میں کامیاب، مشوروں میں عدائے اور حیا و شرافت میں ممتاز رہے، یہاں تک کہ عہدہ قضا سے شعبان ۴۴۵ھ کو بلا کسی عیب چینی یا جرم کے معزول کئے گئے، اس کے بعد مسند درس کو زینت دی، اور علوم ادبیہ و فقہ کی تعلیم کے لئے اپنے کو وقف کر دیا

لیکن پھر کچھ ہی دنوں کے بعد ان کے دلی قدر و ان امیر مملکت نے،
 وادی آتش (جو غزناطہ کا ایک حصہ ہے) میں اسی اعزاز و وقار کے ساتھ
 قاضی مقرر کر دیا، جس کے بعد وہ اپنے عہدے پر منتقل ہو گئے،
 ہمارے استاد ابو الحسن بن الجیاب اور ان کے درمیان بہت
 دوستانہ تھا، اس معزولی کے بعد دونوں نے شعر و شاعری میں خوب
 اپنے خیالات کا اظہار کیا، اور داد و قصاحت دی۔

مندرجہ ذیل اشعار میں وہ معزولی پر تسکین دیتے ہیں، اور
 عہدہ قضا کو ملامت کرتے ہیں کہ اُس نے ایسے بزرگ سے کیوں روگردانی کی
 لامر حیا بالناشر انما اراک
 ان جہلت رفعة مقدارک
 لو انہا قدا وتیت ارشدا
 ما برحت تعشواخی نارک
 اقمتم بالنور المبین الذی
 منہ بدت مشکاة النوارک
 و منظر الحاکم الحکیم الذی
 یتلی علیہ طیب اخبارک
 مالیت مثاک کفو الہما
 ولا اوت الی اکوم من دارک

جدائی اور علیحدگی اختیار کرنے پر وہ مسرور نہ ہو
 کہ اُس نے تمہارے بلند مرتبے کو نہ پہچانا
 اگر اسے پوری سمجھ ہوتی
 تو وہ حصول منفعت کیلئے ہمیشہ تمہاری آگ کا رخ کرتی
 میں اُس نور الہی کی قسم کھا کر کہتا ہوں
 جس سے تمہاری روشنی کا چراغ ظاہر ہوا
 اور اُس دانا فیصلہ کرنے والے کی قسم
 جس کی پاکیزہ خبریں تم پر تلاوت کی جاتی ہیں
 میں نے تمہارا سا عہدہ قضا کا اہل کسے کو نہیں پایا
 اور کبھی تم سے زیادہ شریف گھرا سے نہیں دیکھا

پھر غزناطہ میں عہدہ قضا پر مامور کئے گئے، اور اپنے مشہور اوصاف
 بزرگی، پاکیزگی، عدل کا التزام اور خودداری کے ساتھ داد و قضا دیتے رہے،
 یہاں تک کہ سلطان نے شہ عید کے دن داعی اجل کو لبیک کہا، اس
 حال میں کہ وہ ان کے فیصلوں سے خوش، اور ان کے اقتدار پر مطمئن رہے،
 اس کے بعد ان کے فرزند ارجمند جانشین ہوئے، ان کے منصب پر اٹھوں
 نے بھی اظہار خوشنودی کیا، اور ان کی عزت و اکرام میں مبالغہ کیا، اور انکی
 ہمنشینی کے خواستگار رہے،

اساتذہ

محمد نے سبتہ میں اپنے نیکانہ روزگار، پاکیزہ خیال والہ راجد سے پڑھا، اور ان کے علاوہ ابو عبد اللہ بن ہانی کے سامنے زانو سے تلمذ تم کیا، اور زیادہ تر انہیں سے استفادہ کیا، امام اساتذہ ابو اسحاق غافقی سے بھی شرف شاگردی حاصل ہے، خطیب ابو عبد اللہ غامری، خطیب محدث ابو عبد اللہ بن شہید، قاضی ابو عبد اللہ قرطبی اور فقیہ زاہد ابو عبد اللہ بن مریش سے روایت حدیث کی، اور مشہور عالم ابو القاسم بن حرث اور دیگر علما سے بھی استفادہ کیا،

مصیبت

سلطان مذکور کی وفات کے دن محمد پر ایک عجیب مصیبت آئی، جس نے انہیں چور چور کر دیا، وہ مسجد کے میں تھے کہ ان پر بہتوں کے پاؤں پڑے اور ایک امیر جو مر یہ کا امام تھا ان پر گر گیا اور ان کی عبا کا دامن ان کے منہ پر لپٹ گیا، جس سے ان کی سانس رک گئی، اور کچھ دیر تک موت و زلیست کی کشمکش میں رہے، تا آنکہ خدا نے انہیں اس سے نجات دی، تو ہلاکت سے بچے اور اس بیچ و اضطراب کے مقام سے دور نکل گئے، اور فوراً فصد کھلوا لی، اور اللہ نے شفا دی، اور جب وہ بحال ہوئے، تو بادشاہ کے ایک نہایت ہی مستمد رازداں نے بیان کیا، کہ سلطان نے اپنی وفات سے پیشتر اپنا خواب بیان کیا تھا، کہ وہ مسجد کی محراب میں قاضی موصوف کے ساتھ جاوہ فرما ہیں، کہ ان پر ایک کتے نے حملہ کیا، جس سے ان کا کپڑا خون آلود ہو گیا، اس خواب نے انہیں بہت غمگین کیا، اور طرح طرح کے وسوسے پیدا ہونے لگے، یہاں تک کہ قاضی موصوف کے برطرف کرنے کا تہیہ کر لیا، تاکہ توہم و فکر کا ڈر وازہ بند ہو سکے، لیکن خدا نے بزرگ و برتر نے پھر ان کے دل میں ڈال دیا، کہ فیصلہ کے نفاذ کو ذرا موخر کر دیں، یہاں تک کہ وہ خواب سچا ثابت ہو اچنانچہ مذکورہ بالا حادثہ رونما ہوا،

تصانیف

محمد کی تصنیفات نہایت بلند معیار کی ہیں، ان میں

بعض یہ ہیں:-

(۱) ارفع المحجب المستورة في محاسن المقصودة، اس میں اویب ابوالحسن حازم کی مقصودہ کی ایک ایسی بمثال شرح کی ہے جس سے بہتر مشکل ہی سے ممکن ہو سکتا ہے،
(۲) ریاضة خزرجی کے قصیدہ کی شرح ہے، یہ مصنف کے اعلیٰ تبحر اور وسعت معلومات کی بہترین شاہد ہے،
(۳) ابو عبد اللہ بن مالک کی کتاب التسمیہ میں کی شرح بھی نہایت عمدگی کے ساتھ کی ہے جو تقریباً مکمل ہے۔

(۴) درر السمط فی خبر السبط کی شرح کا بھی آغاز کیا تھا، یہ کتاب خوبیوں کی جامع اور مفید ابواب پر مشتمل ہے،

محمد شاعر و شاعری کے میدان کے شہسوار ہیں نہایت بلند معیار و پاکیزہ ذوق سے بہرہ ور، بیکٹائے روزگار اور

سند مانے جاتے تھے، ان کا کلام حسن لفظ اور خوبی معنی دونوں کا جامع تھا، زبان صاف اور رواں، بندش چست اور پچیدگی کا نام نہیں، ان کے کلام کا ایک حصہ جو جہدا المقل کے نام سے موسوم تھا، مجھے خاص طور پر عنایت ہوا، یہ بے مثال منظومات کا مجموعہ نکلا، اس کا دیباچہ یہ ہے:-

تقریفیں بزرگ و برتر باری تعالیٰ کے لئے ہیں، التجا ہے، کہ ہمیں غلط اقوال اور بُرے اعمال سے بچائے، اور خاتم الانبیاء سیدنا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر خدا کی رحمت و درود نازل ہو، میرے نتائج فکر اور جو کچھ کبھی کبھی دل سے زبان پر آجاتا ہے، ان کا ایک حصہ ان اوراق میں محفوظ ہے، اگر میں عقلمندی و احتیاط سے کام لیتا، تو ان میں کچھ جمع نہ کرتا، بلکہ ان کے چھپانے اور دفن کرنے میں عرب کی روش اختیار کرتا، لیکن میں نے مٹانے پر محفوظ کرنے کو ترجیح دی، اور لوگوں کے اس قول پر عمل کیا، ”ان من احسن ما اوتیتہ العرب الابیات“ (جو سب سے بہتر چیز عربوں کو دی گئی ہے وہ شعر ہے) اور اگر یہ اس بزرگ کے سامنے پیش کی جائیں، اور وہ پوچھ بیٹھے،

کہ یہ فکر کی بیٹیاں دفن ہونے سے کیونکر بچ گئیں؟ تو میں جواب دوں گا کہ میں نے آپ کے حرم کے محفوظ سامنے ہیں انہیں بیاہ دی ہے کہ اپنی فکر کے مکان میں انہیں استراحت و شب باشی کا موقع مل جائے، اور میں نے اس یقین کے ساتھ انہیں ہدیہ دیا ہے کہ آپ کا عالی ظرف ان کے عیوب سے چشم پوشی کا کفیل ہے، اس قلیل ہدیے کو میری طرف سے عنینت سمجھتے کہ محتاج کی کوشش کو کم نہیں کہا جاتا، ان کے فخر کیلئے یہ کافی ہے، کہ جناب کے زیر سایہ انہیں رہنے کی جگہ مل گئی، اور ان کیلئے یہ عزت بس کرتی ہے، کہ جناب کے نتائج فکر اور ان میں ہمسائیگی و قربت کا رشتہ قائم ہو گیا،

پیدائش

وفات

محمد ماہ ربیع الاول ۶۹۶ھ کو سبت میں پیدا ہوئے،
محمد منصب قضا پر متمکن تھے کہ شعبان ۷۶۸ھ کے اوائل
میں غرناطہ میں انتقال کیا،

محمد بن احمد بن عبد الملک القشتالی

نام، کنیت محمد نام اور ابو عبد اللہ کنیت، مرکز اسلام فاس میں
قاضی جماعت کے عہدے پر سرفراز تھے،

حالات ابو عبد اللہ عالی خاندان اور حسب و نسب کے اعتبار
سے ممتاز تھے، قدیم الطلب، ظاہر التخصیص بہت باوقار

اور اعتماد و اخلاق میں ممتاز تھے، مخلص اور پاک نفس، دوستوں کے ساتھ
اچھا برتاؤ کرنے والے تھے، فن ادب میں اعلیٰ دستگاہ رکھتے تھے، خوش گو
شاعر، اور اعلیٰ الشاہداز، فن معانی میں تجنیس و تنبیح کے عالم تھے، جس
خوش نصیب نے ان سے فیض حاصل کر لیا، گویا اس نے علم و بزرگی کے
ایک رکن کو حاصل کر لیا، سلطان المعظم ابو عنان فارس نے انہیں غرناطہ
میں عہدہ قضا پر مامور کیا، اور ان پر سلطان کی عنایت خاص طور پر مبذول

رہی اور ان کی قسمت کا ستارہ چمک اٹھا، ان کی سچی قدر و منزلت ہونے لگی، سلطان کے سفیرین کر بار ما اندلس گئے، وہاں ان کی بزرگی و رتبہ عالی کا سکہ بیٹھ گیا۔

۱۳۴

جب اندلس میں حکومت پر ادا بار آیا اور لوگوں کو کوچ کرنا پڑا، تو مجھے ان کی بزرگی، مشورہ اور حسن صحبت کے متعلق ایسی قابل رشک خوبیوں کا تجربہ ہوا، کہ بے اختیار تعریف کرنے کو جی چاہتا ہے، اور میں نے ان کی شان میں مندرجہ ذیل شعر کہے:-

من ذالجد فضائل القشتالی
والدھر کاتب ایھا والستالی
علم اذا التمسوا الفنون بعلمه
مرعی المشیح ونجعة المکتال
نال التي لا فوقها من رفعة
ما املتها حيلة المحتال
وکنی بارت تراث عن جدہ

تشتالی کے فضائل کون بیان کرے۔
جبکہ زمانہ انکی خوبیوں کو لکھنے والا اور تلامذت کرنیوالا ہے
جب انکے وسیع علم سے کچھ حاصل کر سکی سعی کی جائے
تو وہ قحط زدہ کے لئے سرسبز میدان اور نشہ کام کیلئے
شاداب سیراب گاہ کے مانند ہیں۔
وہ اتنی بلندی پر پہنچ گئے ہیں جس سے اوپر کوئی بندھی نہیں ہے
اور جہاں تک کسی کے کوشش کر سکیا خیال تک نہیں گیا تھا
یہ کہنے کیلئے کہ انھیں بزرگی و علم کا ترکہ اپنے آبا و اجداد
سے ملا ہے یہ کافی ہے

ان المقدم فیہ عین التالی کہ ان میں پچھلا اگلوں سے کم نہیں ہوتا
اے جماعتوں کے قاضی! میں آپ کی تعریف میں کن خوبیوں کا
حوالہ دوں، کیا ان قدیم کمالات کا جو آپ کی بزرگی کا باعث ہیں، یا آپ کے
نئے اوصاف کا جو آپ کی باتوں کے سننے پر مجبور کرتی ہیں، اور دونوں کی دونوں
دریائے ناپید آکنار کی مانند ہیں، کہ تصور بھی اس کا احاطہ کرنے سے عاجز ہے
اور حال یہ ہے کہ تیز رفتار گھوڑے سے کوئی نہیں بڑھ سکتا، اور انتھک
کوشش کرنے والا نہ منزل مقصود کو پہنچتا ہے، اور نہ اپنی سی کوشش میں
ورینج کرتا ہے

اور اس شرافت اور خوبی کا کیا کہنا، جس کی شہادت

پرانی خبریں کر دیتی ہیں اور اس خاندانی نسبت پر جو ناحق بات سے گریز کرتی، اور سچی باتوں سے اتصال کی کوشش کرتی ہے، اور ایسے علوم جو حق کی بنیادوں کو ثابت اور استوار کرتے ہیں، شہادت سے اشتباہ کو دور کرتے ہیں، خدا جانتا ہے، کہ آپ کے سایہ عاطفت نے زمانے کے ستم سے مجھے بچا لیا، اور اس نے میرا بال تک بیکا نہیں کیا، اگرچہ زمانہ شیر یا پیل ہی کو مجھ پر کیوں نہیں ابھار دیتا، کہ اب میں اس حکومت کے زیر سایہ آ گیا ہوں، جس کی نگاہ انتخاب جناب پر پڑی ہے، اور جس کے سونے کے کھرے بن کر اس کے معیار نے نمایاں کر دیا ہے، رحمت و عزت اور ایسے حقوق کے نگہبان کے سائے میں آ گیا ہوں، جس کی سیکڑوں ہزاروں میں مثال دیکھائی ہے، اور اللہ سے اعتماد ہے، کہ اچھا بدلہ عنایت فرمائیں گا، اور حضور والا کی فضیلتوں کی طرف نسبت ظاہر کرنے سے اب تک یہ سفر مانع رہا ہے، جو ختم ہونے کا نام نہیں لیتا، اور کچھ ایسے ناگوار حالات ہیں، جن کی کدو تیں خاکسار اور جناب عالی کے درمیان حائل رہی ہیں، اور اگر یہ باتیں نہ ہوتیں تو خوشی و مسرت کی زندگی بسر کرتا، اور جناب سے فائدہ حاصل کرتا، خدا آپ کی زندگی میں برکت دے کہ وہ نزدیکی حاصل ہو، جو اچھلتی کدو دور کر دے، اور تعلق اتنا بلند ہو جائے، جس کے مقابلے میں کسی خوبی کا ذکر نہ ہو، رہا جناب کا حکم اس قصیدے کے بھیجے کے بارے میں، جس کا مرتبہ صرف آپ کی نظر عنایت نے بلند کر دیا ہے، اور آپ کی نیک نیتی اور اخلاص کو اس میں جدت نظر آئی تو اس حکم کی تعمیل ہو سکتی ہے اور معمولی غور و تامل کے بعد نقص ظاہر ہو جاتا ہے، اور میری بڑی امید یہ ہے، کہ چشم پوشی کی جائے، اس لئے کہ یہ ایسی فکر کے نتائج ہیں، جس کی آگ لیل و نہار کی گردش سے بچہ چکی ہے، اور بہت درجہ لوگوں نے اس کا معیار بدل دیا، اور حق تو یہ ہے، کہ جناب کی ذات ان غلطیوں کے مطالعے اور اس کو چھپنے کی راہ پیمائی سے بلند و برتر ہے، لیکن حکم کی بجا آوری ضروری ہے، اور بزرگی و شرف کا یہ ایسا حکم تھا جس سے سرتابی کی گنجائش نہیں تھی، اور جناب والا اپنے قدر دان

اور مرتبہ شناس محمد بن خطیب کا سلام قبول کہیں
اُس کے جواب میں انہوں نے سپاس گزار سی کے لہجے میں دوبارہ
کہا:۔

<p>وَأنت ليجر الزهو وفضلته بردھا حسنا قلة اصحت نسجت وحدھا للذہ ای قصیدة اهدیت لو یهد المعارض نحو غایة قصیدھا لاین الخطیب بها محاسن جمدة یلقی الخطیب فرامته فی عدھا س البلاغة عند اودع حافظا قد صا نرحتی فشا من عندھا فی غیر عقد نفیته بسحرھا فلذاتی سلسا منظم عقدھا لیراد ما فیہا فقت معاودا من علی سہا او معلما من بردھا حتی رعت بہا لا بعد غایة باء انقصر فی البلوغ بعدھا حدان من نظم و نثر ان من یلقاہما یوجع بذل لہ عبدھا اولی یذابضاء مولیہا فما لی قدرۃ حتی اقوم بحمدھا ورفضت تکذیب المنی متشعبا لعلی مرھا بصا دس وعدھا فبذلت شعری رافعا من قد رھا وہزنت عطفی رافلا فی بردھا</p>	<p>شان تجتر سے چادر گھسیٹے ہوئے ایسی حسین عورت آئی جو اپنی آپ مثال ہے آپ کے بھیجے ہوئے قصیدے کا کیا کہنا مقابلے کا ارادہ کر نیوالا جس کا پتا بھی نہ پاسکا اس قصیدے سے ابن خطیب کے ایسے کمالات ظاہر ہوئے ایک مقرر بھی اُس کے شمار کرنے سے عاجز ہے ان کی بلاغت کا راز اب تک ایک محافظ کے سینے کی امانت تھا، یہاں تک کہ اس قصیدے سے ظاہر ہوا اس قصیدے نے اپنے چادر کو کتنی گرمیوں میں پھونکا ہے اسی لئے اسکا ہر نہایت سلیقے سے پرویا ہوا ہے یہ اس کا مطلب بخوبی نہ سمجھ سکا، تو میں ایکے صفوں کو دوبارہ دیکھنے لگا اور اسکے نقش و نگار کا پتہ لگانے یہاں تک کہ میں نے اُسے نہایت باکمال انسان کے سپرد کیا جو اُس کی گنتہ تک پہنچنے سے عاجز ہے نظم و نثر دونوں کا اعجاز ہے، جو اس کا مقابلہ کرنا چاہیگا، نا کام و شیمان ہرگز احسان کو نیوالے نے ایک بیش بہا احسان کیا ہے میری قدرت سے باہر ہے کہ اسکی تعریف کر سکوں اور قلم و تلوٹناؤں کو میں نے قصیدے کے منتظر کی بلندی کی وجہ سے ترک کر دیا تو اس کا ارتبہ نمایاں کرنے کے لئے میں نے شعر کہے اور اسکی چادر میں نے بھی اپنے بدن کو حرکت دینے کی کوشش کی</p>
--	--

خدا آپ کی عزت میں زیادتی دے اور سفر میں اجنبیت و وحشت
 پرائس کو فتح دے، یہ چند معمولی اور کم حیثیت اشعار ہیں پریشان حال چڑیا کی
 خوراک اور مانگنے والے فقیر کی غنیمت کے طور پر
 اس روال قیاض طبیعت کا ابر گہر بار برس اور میری طبیعت کی
 تار کی طوق کی علحدگی کی طرح دور ہو گئی، کاش اس وقت میرے لئے زباں اور ی
 کا دروازہ بند ہو چکا ہوتا اور میں یکسر خاموش رہتا لیکن میں نے کہا، اور کم
 کہنے والے کی کوشش زیادہ کہنے والے کی قسمت کی برابری کر سکتی ہے،
 اور کبھی ادائے واجب کے لئے تھوڑا کہنا کافی ہوتا ہے۔ تو میں نے ان
 اشعار کو تقاضا کے باوجود ارسال خدمت کیا، اور ان اشعار کا عذر بھی ختم
 ہو گیا، میں نے ان کے ذوق و شوق کو انھیں کے الفاظ میں ادا کر دیا ہے،
 اور جناب کی چشم پوشی یا رضامندی سے محروم نہیں رہیں گے، اور اللہ سے دعا
 ہے کہ انس و محبت کے ساتھ تعلقات کو استوار کرے، اور اجتماع کا موقع دے،
 اور سلام مؤدبانہ اور اللہ کی رحمت و برکات جناب کی درگاہ میں خاص طور پر
 پیشکش ہیں
 از محمد بن احمد قشالی
 اور محمد قشالی آجکل فاس ہی میں نیکنامی کے ساتھ قاضی کے فرائض
 انجام دے رہے ہیں، اللہ انھیں دیر تک یاقی رکھے کہ وہ دوسروں کو
 فائدہ پہنچائیں

محمد بن محمد بن احمد بن ابوبکر بن یحییٰ بن عبدالرحمن

ابن ابوبکر بن علی قرشی مقری

نام و کنیت	محمد نام کنیت ابو عبداللہ تلمسان کے رہنے والے فاس
خاندانی حالات	میں قاضی القضاة ہیں منہ رجبہ ذیل حالات ابو عبداللہ مقری کی خود نوشت تحریر سے

منقول ہیں

پہلے ہمارے بزرگ غرناطہ گاہے گاہے آیا کرتے تھے سب سے پہلے
 عبد الرحمن بن ابوبکر مرقی سکونت پذیر ہوئے جو شیخ ابو مدین کے مرید و رفیق
 تھے، شیخ نے ان کے اور ان کی اولاد کے لئے دعائے خیر کی تھی، جس کی
 قبولیت نمایاں ہے، یہ پانچویں پشت میں میرے دادا ہیں، میرا سلسلہ و نسب
 یہ ہے، محمد بن محمد بن احمد بن ابوبکر بن کلبی بن عبد الرحمن، اور یہ نمازیں بہت
 حاضر القلب رہتے تھے، بارہ مختلف طریقوں سے ان کی آزمائش کی گئی، مگر کبھی
 کسی طرف متوجہ نہ ہوئے، کہا جاتا ہے کہ یہ حضور قلب ان کے پیر شیخ ابو مدین
 کے برکات سے ہے، پھر ان کی اولاد جہاں تک پتا چلتا ہے، تجارت کے ساتھ
 مشہور ہوئی، ان لوگوں نے جنگوں میں کنوئیں کھدوائیں، اور تاجروں کے لئے
 راستہ پر امن بنایا، اور کوچ کا سامان اس طرح پر کیا، کہ ایک ڈنکا ساتھ لے کر اور
 آگے آگے چھڈا ہوا در کھینے کے پانچ بیٹے تھے، جن میں سے ایک ابوبکر ہیں،
 سبھوں نے اپنی املاک اور آئندہ منافع پر برابری کے ساتھ سا جھا کیا، ابوبکر محمد
 (جو باپ اور مال دونوں جانب سے میرے (عمل ہیں) لہذا ان میں اور آگے
 بڑے بھائی عبد الرحمن (جھلماسہ میں اور دو چھوٹے بھائی ایوانا میں رہتے تھے،
 ان لوگوں نے اطراف میں مکانات اور عمارتیں بنوائیں، آزاد عورتوں سے
 شادی کی اور لوٹریوں سے بھی ان کی اولادیں ہوئیں، اور طہسانی جنگل والوں
 کے پاس حسب الطلب سامان تجارت بھیجتے تھے، اور جنگل میں رہنے والے
 چمڑا، ہاتھی دانت خریدنے اور سونا روانہ کرتے تھے، جھلماسہ (جھلماسہ کے ہیرے)
 ترازو کے کمانے کی طرح ان دونوں کو بازار کے نرخ اور مختلف ملکوں اور تاجروں
 کے حالات لکھ کر بھیجتے تھے، اس طرح ان کی دولت بڑھ گئی اور مالی حالت
 بلند ہو گئی، جب تکو در نے ایبلاقی اور اس کے آس پاس کا علاقہ فتح کیا، تو
 ان کا بہت مال ضائع ہوا، حالانکہ انھوں نے جھلماسہ کی کر کے جان و مال کے
 دفاع کی کوشش کی تھی،
 پھر وہ بادشاہ کے پاس آنے لگے، سلطان نے بڑی اوجھٹائی کی

۱۷۹

اور اپنے علاقے میں تجارت کے لئے آسانیاں پیدا کر دیں، اور ”محب دلی و رفیق تونس“ کے لقب سے یاد کرنے لگا، پھر تلمسان والوں کو بھی اپنی ضرورتوں کے لئے سلطان لکھتا تو اسی طرح خطاب کرتا، میرے پاس ان کے اور شاہان مغرب کے خطوط موجود ہیں، جو اس کے شاہد ہیں۔ جب بادشاہ ان کی ٹٹھی میں آگئے، پھر کیا تھا، ہر جگہ آسانیاں ہی آسانیاں تھیں، مال و دولت بیشمار حاصل کیا، اس لئے کہ اہل مصر کی آمد سے پیشتر دیا ر مغرب سے کافی مال آیا کرتا تھا، جس کی قیمت کافی ملا کرتی تھی..... کہا کرتے تھے، کہ اگر خرابی نہ ہوتی تو اپنے ہی وطن میں تجارت کرتا، اور صحرا کے تاجروں سے نہ ہوتا، جو خراب مال لے کر جاتے ہیں، اور اس کے بدلے سونا لاتے ہیں، جس کی اطاعت گزار می تمام دنیا کرتی ہے، اور ان کے علاوہ لوگ سونا لے جایا کرتے ہیں، اور ایسی چیزیں لاتے ہیں جو بہت جلد مٹ جانے والی ہیں، ان میں بعض ایسی چیزیں بھی ہوتی ہیں، جو اخلاق خراب کرنے والی، اور اوباشوں کو برائی کی ترغیب دیتی ہیں،

۱۳

جب ان بزرگوں کا زمانہ ختم ہوا، تو ان کی اولاد متروکہ مال بیدریغ خرچ کرنے لگی، اور ترقی و زیادتی کی کوشش بالکل نہیں کی، پے در پے فتنوں کے شکار ہوئے، اور بادشاہوں کے ظلم سے نہ بچ سکے، ان کی حالت اس زمانے تک برابر پست ہوتی رہی، اسی کا نتیجہ ہے، کہ مجھے اس اندوختے سے ٹھی ہوئی دولت کی کچھ نشانیاں ملی ہیں، جن میں قابل یادگار چیزوں کو سینے سے لگائے بیٹھا ہوں، اور بقیہ اشیا معاش کا سبب ہیں، اس ترکے میں کتابوں کا بڑا ذخیرہ بھی شامل ہے، جو تحصیل علوم میں ممد و معاون ہوا، اس لئے میں خدا کا نام لے کر تعلیم میں مشغول ہو گیا، اور تمام اہل شہر سے ملا اور مقیم و مسافر کی سب سے کچھ نہ کچھ سماع و اطا و دونوں طریقوں سے علم حاصل کیا،

حالات

ابو عبد اللہ مقری مغربی حصے میں اپنی کوشش و سعی، حفظ و نگہداشت، معلومات و روایت تمام اعتبار سے بہت ممتاز ہیں

دل کے صاف، زود فہم، قول کے سچے، بناوٹ سے دور، ہشاش بشاش اور باحیا تھے، دل کے پاک، سراپا اخلاق، کاموں کی پابندی میں مشہور، گوشہ نشینی، اور شوق عبادت میں معروف تھے، توجہ اور عقد اتامل میں بہت تکلف اور سختی سے کام لیتے، ہیرے اور ہاتھوں سے نیت کرنے میں مشقت برداشت کرتے، اور پھر ٹیک بیک ایک دہشتناک آواز کے ساتھ تحریر باندھتے، جس سے بسا اوقات نامانوس لوگوں کو تکلیف ہوتی، اور یہ ان کے حسن معاملہ اور سادگی کی دلیل ہے، فیاض و سخی، مطالعہ و تعلم میں برابر مشغول رہنے والے، پاکیزہ اخلاق و دیانت میں نیک نام علمی مباحثوں میں منصف اور وسیع النظری کے ساتھ ہمیشہ حصہ لینے کے لئے تیار رہتے، اور مناظروں میں جوڑ کا خیال نہ کرتے۔ علم سے بخل نہ کرتے، ہر طرف یکساں توجہ رکھنے والے، دلائل زور سے بیان کرتے، جھگڑے اور فخر سے دور، باذوق طلبہ کے فضل کا ہمیشہ اعتراف کرتے، علوم عربیہ، فقہ و تفسیر کے باہر حدیثیں یاد کرتے، اخبار و تاریخ اور علوم ادب کے حصول و حفظ کے لئے گوشہ نشین ہو جاتے، علوم جدل و منطق میں بھی خاصہ درک تھا، کتابت کا ملکہ تھا اور شعر بھی خوب کہتے تھے، اور صوفیہ کے اصول میں اہل علم کی طرح گفتگو کرتے، اور اس میں تالیف بھی کرتے، مشرق کا سفر کیا، حج سے بھی فائز ہوئے، اور مشاہیر علماء سے ملے، ایک سفر نامہ بھی ان سے یادگار ہے، پھر وطن چلنے کے بعد خدمت علم میں منہمک ہو گئے، امیر المومنین ابو عنان نے (جو بیچی اور شاہانہ شان و شکوہ، نیز دینی اخوت میں مشہور تھے) مغرب کی مسند حکومت پر متمکن ہونے کے بعد ان سے نہایت اچھا سلوک کیا، اور خاص انعام و اکرام سے سرفراز کیا، اور شہر فاس میں قاضی جماعت کے عہدے پر سرفراز کر دیا، اس میں ان کا اصلی جوہر خوب چمکا، اور مدت تک داد و قضا دیتے رہے، اس طرح پر کہ حق کو نافذ کیا، اور لوگوں کو مطیع بنایا، انصاف و صحت رائے کو ترجیح دی، مشکلات برداشت کیں، اور نہایت عاجزی سے کام لیا، اس کا نتیجہ یہ ہوا، کہ انکی جانب سے

دلوں میں حسن ظن پیدا ہوا اور عام و خاص سب کے محبوب رہے، مجھے ان کی عدالت میں جانے کا اتفاق ہوا، خصوصاً اور و لائل کے سننے میں اتنے سکون سے کام لیتے اور فریقین کے ساتھ اتنی نرمی برتتے، کہ میں انگشت بدندان رہ گیا۔

ورود غناطہ ابو عبد اللہ مرقی عہدہ قضا سے علیحدگی کے کچھ دنوں بعد

سفارت پر امور ہوئے، اسی سلسلے میں جمادی الثانیہ

۱۳۳۸ھ کے آغاز میں اندلس آنا ہوا، مفوضہ قرعین کی انجام دہی اور اس کو بحسن و خوبی پورا کرنے کے بعد واپسی میں الملقہ اتو سے یہاں ان کی رائے ہوئی، کہ خدمت سلطانی سے الگ اور اس منصب سے عہدہ برآہو جائیں

اسی لئے ٹھہر گئے اور اپنا ارادہ عام طور پر ظاہر کیا، اور اپنے رفقاء کے سفر کو بھی القطار سفر کے عزم سے مطلع کیا، اس کے بعد وہ دنیا و مافیہا سے الگ ہو کر بارخدا میں منہمک ہو گئے، اور لوگوں نے بھی انھیں مسند و سمعہ

آخر یہ خبر میری پہنچی تو اسے اس خیال سے تکلیف ہوئی کہ یاد الہی کے لئے اس کے حد و حد سے کیوں ہجرت کی گئی، نیز سفارت کے کام کو ناہم چھوڑنے اور ذمہ داریوں سے سبکدوش ہونے سے پیشتر قطع تعلق پر بھی ناخوشی شکا

اظہار کیا، اور صاحب مذکور کی طرف سے اس کا دل ہل گیا، اور اس کو تہمت اور نفرت پر بھی مجبور کیا، اس لیے نہیں تھا، اور ایسے خدام کی ایک جماعت طیار ہوئی جو شہر کے مواقع میں آتے رہنے والی دلائل دینے میں ہوشیار اور

ملاست کا راستہ اختیار کرنے میں طاق اور اسام کے بدلے فساد کو اختیار کرنے میں بیباک، الزام لگانے اور بتلائے مصیبت کرنے کی خوگر اور نفرت و قطع تعلق کو ان کی پناہ گزینی کا سبب ٹھہرانے میں پیش پیش تھی اور صحت حالات نے

غناطہ پہنچ کر اور اس کے مسی میں گوشہ نشین ہو کر خدا کی درگاہ میں پناہ لی، اور بہر کرنے والوں کو یہ آیت (من یجیر دلا جبار علیہ) (جو پناہ دیا ہے اور اس کے پناہ گزین پر کوئی ظلم نہیں کرتا) یاد دلا کر خوف دلایا، تو لوگوں کو انکا بہت خیال ہوا اور قاصد تک آئے، ورنہ اس اثنا میں ایسی سفارشات پہنچی،

جس نے اُن کے سر سے یہ الزام معاف کر دیا، اور انہیں اپنے حال پر چھوڑ دیا گیا۔

ان حالات کے بعد وہ غرناطہ کے دو مشہور عالم قاضی جماعت ابو القاسم حسنی (جن کا تذکرہ پہلے آچکا ہے) اور شیخ خطیب ابوالبرکات ابن الحاج کے ساتھ واپس ہوئے، تاکہ یہ اُن کی زبانی سفارش کیوں، پھر بدلی پھٹ گئی، اور تکلیف دور ہو گئی، اور ان دونوں نے دربار سلطانی میں باریاب ہو کر حسب ذیل عریضہ گزارا، جو میر لکھا ہوا تھا، جیسا کہ کتاب رکناسۃ الدکان بعد انتقال السکان میں درج ہے جو سلاسل میں جمع کی گئی ہے، ”دربار عالی جہاں سفارشیں محبوب رکھی جاتی ہیں اور وسائل کی نگہداشت ہوتی ہے، جو وعدوں کو پورا کرتا ہے، اور احسان و کرم کی تکمیل کرتا ہے، اور بے پایاں احسانات اُس کی بزرگی میں اضافہ کرتے ہیں، اور لمبی چوڑی تعریفیں اس کی مدح سے عاجز ہیں، اور وہ سلطان چوہمار سے باپ کے مرتبے پر ہے، جس کی بزرگی بے پایاں ہے، جس کا اقبال روشن ہے، اور جو اللہ پر ایمان راسخ رکھتا ہے اور اعمال صالحہ میں اس کی نیت خالص ہے، اور زبانی اسکی توصیف سے عاجز ہیں سلطان فلاں بن فلاں، اللہ تعالیٰ اُن کو ہمیشہ قائم رکھے، ان وسائل کے لئے جن کی وہ نگہداشت کرتے ہیں، اور ان سفارشوں کے لئے جن کی وہ عزت و توقیر کرتے ہیں، اور ایسے اعلیٰ اخلاق کے لئے جو کسی شریف دل اور شریف انسانوں کی دعاؤں پر لیک کہتے ہیں، اپنی حکومت کی شان بڑھانے والے اور اپنے مرتبے میں چار چاند لگانے والے، اللہ بزرگ و بتر کے بعد جن کا ہر چھوٹے بڑے کام میں بھروسہ ہے، خادم فلاں کا پاک و مؤدبانہ سلام، اور خدا کی رحمت اور اُس کی رحمتیں خاص ہوں جناب کے عالی مقام اور پدرانہ بڑائی کے ساتھ۔ اُس خدا کی حمد جس نے اچھی عادتوں کو اس پر و نسل بنایا، کہ اس کی عنایت ان افراد کے ساتھ خاص طور پر رہتی، اور ان اخلاق کے ساتھ ان نفوس قدسیہ کو ممتاز کیا، جو اُس کی قربت و عزت سے مشرف ہیں، ایسی حمد جو ان نعمتوں کے مقابل ہو، جو اس کی بارگاہ سے ہمیشہ اور بار بار صادر

ہوتی ہیں اور درود و سلام ہو ہمارے آقا و محمد پر جو اس کے رسول اور نیک بندے ہیں جو خصوصیت کے بلند ترین درجوں پر فائز ہیں جو ہدایت کے واضح و نمایاں ترین انوار سے ممتاز ہیں اور سعادت و کامرانی کی نشانیوں کے ایسے مشعل میں جس کا جلو و نگاہوں کے لئے پسندیدہ ہے، اور خدا رضامند ہو، ان کی اولاد اور اصحاب سے جن کی نیتوں کی سچائی کا امتحان وہ کر چکا ہے، ان کے ذکر کو شیرین بنا دیا ہے پھر ان کی خوبیوں کا کیا کہنا، زبانوں کو کس قدر حلاوت و شیرینی معلوم ہوتی ہے، اور آپ کی پدرانہ مرتبت کے لئے دعا کرتے ہیں اللہ اس کی برتری کی حفاظت کرے، کامیابی جس کی لونڈی و کامرانی جس کی رکاب تمھارے ہوئے ساتھ چلتی ہے، اور ان خدام سے جو اپنی مژدہ رٹانے والی سواریوں پر میدانوں کو قطع کریں، ہم نے جناب کو غرناطہ (اللہ اس کی نگہبانی کرے) سے لکھا ہے، اللہ آپ کو بلند و بالا عزت دے، اور آپ کے کارناموں کو تو صیف عام سے سرفراز فرمائے، اور ایسے نیک اخلاق سے آراستہ کرے، جن سے معلوم ہو کہ عنایت ربانی جناب کے حال پر قدیم ہے کہ یہ ہم نے اس حال میں لکھا ہے، کہ محبت ظاہر نمایاں اور روز افزوں ہے، اور ہمدردی و عقیدت عام ہے۔

اور اللہ تعالیٰ آپ کو بلند اقبال کرے، اور آپ کی بزرگی کی نگہبانی کرے، ہم نے جناب عالی کو شیخ ابو عبد اللہ مقرمی نیکو کار فقیہ و حافظ کے بارے میں خطاب کیا ہے، اللہ ہمارے اور ان کے لئے بھلائی کرے، اور انکی عنایت فرماوے، سب اپنی امیدیں مطابق پائیں، یہ عرضہ فرمان شاہی غیر فیصل شدہ قضایا اور ان لگائی ہوئی باتوں کے جواب میں ہے، جو دربار عالی سے اس کے بارے میں صادر ہوئے ہیں، ہم جناب کی خدمت میں ایسی سفارش پیش کرتے ہیں جس کا مثل آپ کے دربار سے نامنظور نہیں ہوتا، اور اس کا پیا سا آپ کے قبیل کے گھاٹ سے دور نہیں کیا جاتا، جیسا کہ آبا و اجداد اور ان اسلاف کا طریقہ رہا ہے، جن کی خوبی اخلاق ہر طرح آشکارا ہو چکی ہے، اور ہم نے یہ خطاب اس وقت تک نہیں کیا، جب تک ہمیں ان کے حالات سے صدق ضمیر

اور بزرگی و پرہیزگاری اور دنیا کے مال و اسباب سے نفرت اور دنیوی چیزیں
 نیز اجتماع سے بالکل پرہیز اور وظائف و اوراد کے ساتھ شب و روز مصروفیت
 کا یقین نہ ہو گیا، اور جب ہمیں معلوم ہوا کہ وہ مالقہ میں اسی نیک غرض سے
 قیام پذیر ہیں جو انہوں نے مشہور کیا ہے اور اس کی خوبیوں کو سب پر
 ظاہر کر دیا تو ہم نے حکم دیا کہ ان کی خبر گیری کی جائے اور ان کی ذاتی ضرورتوں کا خیال
 رکھا جائے، بیت المال کے عشر کے پاک مال سے کچھ انہیں بھی دیا جائے
 اور ہم نے ان سے کہا کہ جو کچھ بغیر سوال کے ملے اس کے مستند و درست
 ہونے میں کوئی کلام نہیں، تو وہ مالقہ سے۔ جہاں تک ہم لوگوں کا علم سے
 روانہ ہو گئے اور غرناطہ میں گمنامی کی حالت میں بسر کرنے لگے، اور درئے
 کی ان جگہوں میں رہنے لگے، جو طلبہ علم اور نیکو کار لوگوں کے لئے مخصوص
 ہے، اس طرح کہ ان کے آنے کی خبر صرف ان لوگوں کو معلوم ہو سکتی جو ان سے
 ناواقف اور کمی تجربہ کے باعث ان کے کمالات سے بخبر تھے، پھر اسکے بعد
 جناب کی طرف سے سربراہ آوردہ لوگ آئے، ایسی حالت میں ہم لوگوں پر
 فرض ہو گیا، کہ سفارش کریں، اور بردباری و کرم کے بازار میں طلب رحم و عفو
 کی متاع پیش کریں، اور ہم نے ان کے دنیا اور اہل دنیا سے نفرت کے بارے
 میں جو کچھ معلوم تھا لکھا، اور یہ کہ وہ ایسی طرح متوجہ ہیں، کہ جس نے اس
 طرف رغبت کی اس نے گویا ایک اعلیٰ چیز کو ترجیح دی، اور جس نے دنیا
 کا متاع دے کر خریدا، وہ عنایت فراوان اور خیر کثیر کا مستحق ہوا۔ اور ہم نے
 آپ سے درخواست کی، کہ ان کو اس کا خیر کی اجازت دے دیں، جس کے لئے
 وہ عزم کامل کے ساتھ کمر بہت باندھ چکے ہیں، آپ کی ذات کو یہ کتنا زیب
 دیتا ہے، کہ اس سے دنیا کا طلبگار اپنی مراد کو پہنچے اور طالب آخرت کی
 آرزو میں بھی برائیں اور جس کی پرہیزگاری سے زاہد اور جس کے علم سے عالم
 وسیلہ پکریں، اور نیکو کار و بدکار دونوں اس کے کرم سے مالا مال ہوں۔
 دربار شاہی سے امان ملی جو ایک بڑی آرزو اور فائدہ اور ظہار مست
 کے طریقوں سے ایک طریقہ تھا، تو ہم نے دیکھا کہ اب ناخیر ظلم ہے، اور دوبارہ

عرضداشت میں ناکامی نہیں ہوگی، جبکہ آپ کی بزرگی سے معافی اور وفا کا یقین ہے، اور ان کو سفر کے لئے آمادہ کرنے میں جلدی کی، اور یہ کہ وہ سفر اپنی خوشی سے کریں، کہ مقصد کو پہنچیں، اور راستے میں کامیابی سے ہمکنار ہوں، اس لئے کہ دامان الہی سے وابستہ ہونے والے کو جناب کے دربار سے یقینی کامیابی حاصل ہے، اور دین متین نے اس کے دل سے خوف کو دور کر دیا ہے، اور سعادت و کامرانی کی کمی کا طالب آپ کی مدد سے مقصود کو پالیتا ہے، اور جبکہ اس حالت کی اصلاح کے لئے بڑے جس کے بارے میں برابر آپ کو براہِ نگینہ کیا جاتا تھا اور آپ کا علم اس کی خوبیوں کی بغیر تعریف کے تصریح کرنا تھا، تو پورا کر دیجئے۔

اللہ آپ کو حیات دے۔ اس چیز کو جو ہم خط میں نہ ادا کر سکے، اور اصل میں اس جواز کی حدیث بھی بڑھا دیجئے کہ یہ اس بارے میں صحیح ترین حدیث ہے، اور ان کو ان کی خواہش کے مطابق آزاد چھوڑ کر ہماری عرض پوری کیجئے، اس طرح پر کہ وہ اسباب دنیاوی سے قطع تعلق کر کے گناہوں سے بچنے والے اور توبہ کو شرف قبولیت عطا کرنے والے کے دربار کا رخ کر سکیں، اور قیامت و محاسبہ کے دن کی تیاری کریں، اور ان پر اس دربار کی عنایت کا اظہار کیجئے، جن کے دامن سے وہ وابستہ ہیں، اللہ آپ کی امیدوں کو بھی اسی درگاہ سے وابستہ کرے، اور ہم اللہ سے پناہ مانگتے ہیں، کہ ہماری سفارش جناب کے دربار سے ناکامیاب واپس آئے۔ اور ہم نے ایسے لوگوں کو اپنا نائب بنا کر بھیجا ہے، جو آپ سے گفتگو میں ہماری اچھی طرح قائم مقامی کریں گے، اور دلیل و محبت کے عوض آپ کی مرضی سے ان کی رہائی کی درخواست کریں گے، اور یہ دونوں فلاں اور فلاں ہیں، اگر مجبوریاں نہ ہوتیں تو اس کام کے لئے خطوط سے پیشتر ہم لوگ خود پہنچتے، اور امید ہے کہ آپ اس درخواست کو اپنے بلند اخلاق سے اس طرح نوازیں گے، کہ زبان سے بے اختیار تعریف نکل پڑے، اور جو امید سے بڑھ کر ہو، کہ محبت و دوستی کا رشتہ اور مستحکم ہو جائے، اور اللہ تعالیٰ آپ کو آبائی عزت کی حفاظت اور بخشش کرنے کے لئے دیر تک قائم رکھے، اور آپ کے آستانے اور بلند مرتبے کے ساتھ سلامتی اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اور

اس کی برکتیں مخصوص ہوں یہ ۲۱ جمادی الآخرہ ۳۵۵ھ کو لکھا گیا، اللہ اپنی مشیت سے نفع دے، اور ہمارے لئے اپنی ذات کی طرف توجہ آسان کرے،

اساتذہ

ابو عبد اللہ مقبری لکھتے ہیں: میں نے بہن لڑکوں سے پڑھا اور استفادہ کیا، ان میں تلمسان کے دورکن اعظم اور

مشہور عالم محمد بن عبد اللہ بن امام کے بیٹے ابو زید عبد الرحمن اور ابو محمد عیسیٰ اور تلمسان کے حافظ و مدرس اور مفتی عمران بن یوسف مشدابی اور تلمسان کے گوہر شب چراغ اور ڈوبے بہا ابو اسحاق ابراہیم بن حکیم کنانی سلوی زیادہ ممتاز ہیں اور ان میں سے قاضی ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن عبد التور اور شیخ ابو عبد اللہ محمد بن حسن برونی اور ابو عمران موسیٰ مصمودی معروف بے بخاری بھی ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے برونی کو کہتے ہوئے سنا کہ شیخ ابو عمران بخاری پڑھتے تھے، اور ان کے ایک ساتھی مسلم کا درس دیتے تھے، اور دونوں بخاری و مسلم کے نام سے مشہور تھے، ایک روز ان دونوں نے قاضی کے سامنے گواہی دی جب مدعا علیہ نے جرح کی اجازت چاہی تو اس سے ابو عمران نے کہا، کیا تم جامع صحیحین بخاری و مسلم پر جرح کرو گے؟ قاضی اس پر مٹھس پڑا اور فریقین کے درمیان صلح کرادی، پھر فرمایا، کہ میرے ان متقی اساتذہ میں سے جن سے میں نے علم حاصل کیا، تلمسان کے خطیب شیخ ابو عثمان سعید بن ابراہیم بن علی خیاط ہیں جنہوں نے ابو اسحاق طیار کا زمانہ پایا تھا اور انھیں میں سے ابو عبد اللہ محمد بن محمد غزمونی بھی ہیں جو خواب کی تعبیر میں بڑے ماہر تھے، ان کا عیب و غریب واقعہ یہ ہے کہ وہ ابو یعقوب یوسف بن عبد الحق کی قید میں تلمسان کے دیگر رفقا کے ساتھ تھے، جس زمانے میں کہ اُس نے تلمسان کا محاصرہ کر لیا تھا، غزمونی کے ایک رفیق ابو جمعہ بن علی الجرامی نے خواب دیکھا، کہ وہ ایک گول ہنر کے کفار سے کھڑا ہے، اور پانی نکالنے کے برتن اس کے بیچ کے گڑھے میں ڈالے جاتے ہیں، وہ پانی پینے کے لئے آیا، پانی لینے کے بعد معلوم ہوا کہ اُس میں خون اور گوبر ہے، اُس کو چھوڑ کر پھر چلو سے پانی

عوضاً

پینا جاہا، تو پھر وہی حال ہوا، ایسے ہی تین بار یا زیادہ اتفاق ہوا، آخر وہاں سے پیٹ گیا، دوسرے حصے میں بھی ویسے ہی پانی نظر آیا، مجبوراً اُس نے پانی پیا، اتنے میں وہ بیدار ہو گیا، دیکھتا ہے کہ دن ہو چکا ہے، اس نے غزموٹی کو خبر کر دی، انہوں نے فرمایا، کہ اگر تمہارا خواب سچا ہے، تو ہم عنقریب اس جگہ سے آزاد ہوں گے، سوال یہ ہوا کہ کیونکر؟ فرمایا کہ نہر سے مراد زمانہ ہے، اور گڈھے سے بادشاہ، اور تم جراح ہو، اپنے ہاتھوں کو اُس کے پیٹ میں دو گے، تو اُن میں خون اور گوبر لگ جائے گا، اور اس کے لئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں، ابھی حاشت کا وقت نہیں ہوا تھا، کہ جراح کی پکار ہوئی، نکلنے کے بعد دیکھا، کہ بادشاہ کے سینے میں ختختر چھو یا گیا ہے، اُس نے اپنا ہاتھ اُس کے پیٹ میں دیا، جس سے اُس میں خون اور گوبر لگ گیا، اُس نے زخم پر ٹانگے لگا دئے، باہر آنے کے بعد پانی دیکھا، ہاتھوں کو دھویا اور نوش کیا، پھر تھوڑی دیر کے بعد بادشاہ نے رحلت کی، اور تمام قیدی رہا کر دئے گئے۔

ابو عبد اللہ مقری کے اساتذہ میں امام بنیظیر ابو عبد اللہ محمد بن ابراہیم احمد عدیری اہل تلمسانی بھی ہیں، علوم عقلیہ اور وقت نظر و حسن فہم میں اتنے ممتاز تھے کہ لوگ اُن کے پاس سفر کر کے آتے تھے، ابو عبد اللہ مقری بیان کرتے ہیں کہ فاس میں ہمارے استاذ ابو عبد اللہ محمد بن یحییٰ باہلی المعروف بابن المسفر والی سجایہ کی طرف سے قاصد ہو کر آئے، طلبہ اُن کے پاس حاضر ہوئے، اور اثنائے گفتگو میں ذکر کیا، کہ ناصر الدین کے زمانے میں فخر الدین کی تفسیر سورہ فاتحہ کا ایک ٹکڑا حل نہیں ہوتا تھا، اور شیخ بھی اُسے حل نہیں کرتے تھے، وہ عبارت یہ تھی،

” ثبت فی بعض العلوم العقلیۃ ان المرکب مثل البسیط فی الجنس والبسیط مثل المرکب فی الفصل وان الجنس اقوی من الفصل“
بعض علوم عقلیہ میں ثابت ہوا ہے، کہ مرکب جنس میں بسیط کی مثل ہے، اور بسیط فصل میں مرکب کی مثل ہے، اور جنس فصل سے زیادہ قوی ہے۔

اُس کو لوگ شیخ اہلی کے پاس لے گئے، شیخ نے غور کے بعد کہا، کہ یہ کلام تصنیف شدہ ہے، اصل اس کی یہ ہے، "ان المرکب قبل البسیط فی الحسن والبسیط قبل المرکب فی العقل وان الحسن اقوی" مرکب حس میں بسیط سے پہلے اور عقل میں بسیط مرکب سے پہلے ہوتا ہے، اور حس زیادہ قوی ہے، ابن المسفر کو خبر ہوئی، تو ماننے سے گریز کیا، شیخ نے اُن لوگوں سے کہا، کہ اور نسخوں میں تلاش کرو، چنانچہ بعض نسخوں میں وہی عبارت ملی، جو شیخ نے کہا تھا،

سفر ابو عبد اللہ مقری نے مشرق کی طرف بجایہ کا سفر کیا، اور وہاں اکابر سے شرفیابہ حاصل کیا، جن میں فقیہ ابو عبد اللہ محمد بن یحییٰ الباہلی ابن المسفر اور فقیہ بن فقیہ ابو عبد اللہ

محمد بن الشیخ ابو یوسف یعقوب الزواہی قاضی بجایہ اور ناصر الدین کے بعد مشہور امام معقولات ابو علی حسن بن حسن بن زیاد قابل ذکر ہیں، اور تونس میں قاضی شہر فقیہ ابو عبد اللہ بن عبد السلام سے استفادہ کیا، قاضی مناجح ابو محمد الاحمی سے بھی ملے، قضاء و قسٹ میں حفظ حدیث کے اعتبار سے ممتاز تھے، اور فقیہ ابو عبد اللہ بن مارون کے درس میں بھی حاضر ہوئے، جو ابن حاجب کے رسالہ فقہ و اصول کے شارح ہیں، اور سعادت حج سے مشرف ہوئے، اور مکہ مکرمہ میں مختلف اطراف و اکناف کے علما کی صحبت سے مشرف ہوئے، جن میں امام وقت ابو عبد اللہ محمد بن محمد عبد الرحمن التوزری معروف بہ خلیل اور امام بلند مقام ابو العباس ابن رضی الدین شافعی زیادہ اہم ہیں،

پھر شام آئے، اور دمشق میں امام ابن تیمیہ کے شاگرد شمس الدین ابن قسیم الجوزی، صدر بن عمادی مالکی، اور ابو القاسم بن محمد مینی شافعی وغیرہ کی زیارت سے فائز المرام ہوئے، اور بیت المقدس میں ابو عبد اللہ بن مثبت، قاضی شمس الدین بن سالم اور فقیہ عبد اللہ بن عثمان وغیرہم سے استفادہ کا موقع ملا،

تصانیف ابو عبد اللہ مقری نے سو سے زیادہ فقہی مسئلوں پر مشتمل ایک کتاب لکھی، جس میں فکر و نظر کے تمام قواعد درج ہیں اور

تصوف میں

(۱) اقامۃ المریدین

(۱) رحدۃ المستبیل

(۲) کتاب الحقایق والرقائق کتابیں لکھیں۔

شعر

میں ابو عبد اللہ مرقی کے اشعار میں سے لمحۃ العارض لتکللہ
الفقیہ بن الفارض نقل کرتا ہوں جس کے ،، اشعر زمانے
کے دستبرد سے محفوظ نہ رہ سکے۔ خدا کی توفیق سے میں اُن کا پتا لگانے میں کامیاب ہوا
فصل اقیال سے

رفضت السوی وهو الطہارۃ عند ما میں نے ہمارے کا سبب معارفتہ پھوڑ دیا جب
تلفعت فی مطہوی وهو تنینتی میں نے محبت کو چا اور ڈھل جو کہ میری زینت ہے
وجدت الحمی وهو المصلی مہمہا اور میں رسم جو کہ نازا کر تکی جگہ ہے آیا اس طرح پر
ابو جہلہ قلبی و بھہہا وهو قیلتی کہ اپنے دل کے کئے پر، کی طرف متوجہ تھا جو کہ میرا تئید ہے
وقمت وما استفتوت الابد کرھا اور میں نے قیام کیا اس حال میں کہ صرف اسی کی یاد سے افتخ کیا
واحرمت ابوہما الغیبیہ توحسنتہ اور ایسا، سلام باہد معا جس کا کوئی کہارہ نہیں
قدائی ان کاحت رکوع وان دلت اگر وہ ظاہر ہو تو میرا دل کبھی کبھی اور اگر تریب جو
بجورد وان لاهت قیام بحسرة ترحمہ اور اگر مجھ سے غافل ہو تو سیرت کی راتہ قیام ہے
علی انتانی القرب والبعاد واحدا حالانکہ ہم نزدیک اور دوری میں ایک ہیں
تالفتنا یا الوصل عین التفتت ہمارا وصل عین جدائی ہے
وکوہن ہجیر خضت ظہان طاویا کتنی دوپہر ایسی گزری کہ میں بھوکا پیاسا اسکی تلاش میں رہا
الیہا ودلیجور طویت برحلتہ اور کتنی تاریکیاں سفر میں بسیر کر دیں
ونہا القیت الموت احمر والعدا اور اسی اثنائیں تکلیف وہ موت اور دشمنوں کے
بوردۃ اسنان الرماح وحادۃ نیزوں کی تیزی اور آبدار و معادوں سے مقابلہ ہوا
وبینہ بین العدل فیہا منادل اور میرے اور طاہرہ کی فہم الودا کے درمیان اتنی ہنر لیں ہیں
تذسیک ایام الفجار وموتہ جو تمہیں جناب فجار اور موتہ کے واقعات بھلا دیں
ولما اقتسہنا خطیتنا فحامل اور جب ہم نے ہناراستہ الگ کر لیا، تو کوئی بے سبب
فجار بلا احیر و حاسل برتہ فحوریں مبتلا ہوئے والا ہے اور کوئی نیکی پر عمل کرنے والا
خلا مسمی من ذکرہا استعدتہ جب میرے کا اور اسکے تذکرے سے خالی ہو گئے، تو میں نے

۱۳۴

فعا د ختام الامر اصل القضية تو آخر کار وہی قیے کی اصل نکلی
 رکعلی علی حکم المہوی من تجلد اور محبت کے فیصلے کے سامنے میرے صبر کے واقع
 دلیل علی ان المہوی من سجیتی اس کی دلیل ہیں کہ محبت میرے خمیر میں ہے
 یقول سمیری والاساسالم الاسی میرا ہنشیں کہتا ہے اس حال میں کہ دو اغم کا چارہ گرے
 ولا توضع الاوزارء الالمحتہ اور بوجہ صرف مشقت کے باعث رکھے جاتے ہیں
 ولوان محوسات موقدنا سہا اگر میں محوس کی آگ کا روشن کرنے والا ہوتا
 لما ظل والامنہلا ذاشر لعیۃ تو وہ بھی ایک چشمہ فیض کی صورت اختیار کر لیتی
 ولو کنت بحر العربین فیہ نھیۃ اور اگر میں سمندر ہوتا، تو اس میں اس آگ کے لئے
 لعین اذا نام الغرام استحرت جو محبت کی غفلت میں بھی پیاسی ہوتی ہے، ایک قطرہ نہ ہوتا
 فلا ردم من نقب المعادل امن تو اب دیواروں کا گرنا پھاؤڑوں کے زد سے بچا نہیں
 ولا ہدم الالک شید یقوہ کذا اور نہ
 فہم تقول الاسفطسات منک اور نہ
 غلام مزاج رکتب او طبیعتہ؟
 فان قام لم یثبت لدنک قاعدہ
 واکافانت اللہ صاحب قعدۃ
 رہا انت یا ہذا المہوی ما اوہوی کذا
 ام الناس ام دساس عرق الاموحد
 والی علی صبری کما انت واصف
 وحالی اقوی القاہین بھجۃ
 اقل الفسفی ان عجم من جسمی الفسفی
 وما شا کہ معشار بعض شکیتی
 والیہ شوقی انی ما ذکر تہا
 ولم انساها الا احترقت بلوعتی
 واخفی الخوی قوم الصواعق منک فی

اگر کھڑا ہو تو کوئی ہمارے سامنے نہ بیٹھ سکے
 اور اگر بیٹھے تو کوئی اٹھانہ سکے
 اسے محبت تو کیا ہے، پانی یا محبت
 یا آگ، یا مادہ محبت کو جوش میں لانے کا باعث
 اور میں اپنے صبر کے باوجود، جیسا کہ تو جانتا ہے،
 میرا حال ان لوگوں کا سا ہے، جو دیلوں کو مستحکم پکڑتے ہیں،
 بیماری کو دور کرتا ہوں، اگر بیماری میرے جسم سے آتا جائے
 اور مجھے جتنی تکلیف ہوتی ہے، وہ میرا ذرا محبت کا عشر عشر بھی نہیں
 اور میرا معمولی شوق یہ ہے کہ میں جب بھی انکی یاد سے غافل رہا
 یا اسے بھول گیا، تو اپنی اندرونی سوزش سے جل جاتا ہوں
 اور محبت کو چھپایا، ان سجلیوں نے جو تیری جانب سے

سہ یہ شعر واضح نہیں ہے اس لئے ترجمہ نہیں کیا گیا۔ مترجم

جو ای واخفی الوجد صبر المودة
 واسهل ما اتقى من العدل انى
 احب اقل ذكرها ونفسى حتى
 وارج خطوطى اليوم منتها حفيضا
 بالامس وسل ح الحفون الهوى
 واوزامرى ان دهرى كلسه
 كاشاء الحناء يوم الهزمية
 اروح وما ليق التاسف من احدى
 واعد ووما بعد والتفجع خطتى
 وكالبض بغير الدهر والسر سودة
 مساء نهانى طي طيب المسر ت
 وشان الهوى ما قام عرفت ولا تسل
 وحسبك ان لم يجر الحبيب من وئيتى
 ستقام بلايرء ضلال بلا هدى
 اوام بلا سرى دم لا بقية
 ولا عتب فالايام ليس لها رضا
 وان ترض منها الصبر فهو تعنتى
 الا ايها اللوام عنى قوضوا
 ركاب ملاهى فهو اول محنتى
 ولا يقبل لوفى اليكاه ولا البكى
 دخلوا سبيلى ما استطعتم ولو عنى
 افما سلسلت بالدمع عيني ان جنت
 ولكن رأت ذلك جمال فجنت

ص ۱۳۸

میرے دل میں کونڈیں اور صبر نے محبت کو پوشیدہ رکھا
 اور ملامت کر نیوالے مجھے معمولی سزا یہ دیتے ہیں، کہ میں
 اس کی بدترین یاد اور اپنی رسوائی کو دوست رکھتا ہوں
 اور میری خوش نصیبوں کی معراج آج اس کی کل کی پستی ہے
 اور پہنے والی آنکھوں کی گرمی کا نکال لینا ہے
 اور میرا مختصر حال یہ ہے، کہ میرا پورا زمانہ
 حسد کی خواہش کے مطابق شکست کا دن ہے،
 میں شام کو آتا ہوں اس حال میں کہ اخوس میری امت
 سے نہیں ملتا
 اور میں صبح کو جاتا ہوں اس حال میں کہ غم میرا راستے سے تجاوز نہیں کرتا
 اور اچھے دن چمکے ازلواروں کا طبع اور بوسے دن نیزوں کے مثل میں
 ان کی برائی خوشی کے پردے میں ہے۔
 اور محبت کا حال وہی ہے جو تم جانی چکے اور اسے نہ چھو
 یہی کافی ہے کہ میری صورت نے محبت کی خبر نہ دی
 وہ محبت بیماری ہے جسکے لئے شفا نہیں، مگر ابھی ہے بغیر ہدایت کے
 پیاس ہے سیرابی سے محروم اور خون ہے جسکی کوئی قیمت نہیں
 اور وہ کوئی رنج نہیں، لے زمانے میں خوشنودی نہیں
 اور اگر صبر اس سے راضی ہو تو یہ میری سرکشی ہے
 اے میرے ملامت کر نیوالو، ملامت کا قافلہ مجھ سے
 الگ کرو، اس لئے کہ یہ میری پہلی آزمائش ہے
 اور مجھے رونے اور آنسو بہانے پر سرزنش نہ کرو
 اور تم سے جہاں تک ہو سکے، مجھے اور میری سوزش کو اپنے
 حال پر چھوڑ دو
 میری آنکھوں سے کسی گناہ کے باعث آنسوؤں کا سیلاب نہیں جاری
 ہوا ہے، بلکہ اس حسن کو دیکھ کہ جنوں ہو گیا ہے

وہ جس جلوہ نما ہوا اس حال میں کہ امید کے اطراف تاریک ہیں اور میری عقل گمراہ ہے اور تاریکیوں کے پردے پڑ گئے ہیں اسکا ظہور اسوقت ہوا، کہ رشتہ ظہور منقطع ہو چکا تھا، اور میں اپنی بصیرت و بصارت کی مدد سے اسکی طرف لوٹ گیا
(فصل اتصال سے)

محبت میں کتنے ایسے موقع بھی آئے جن کے لئے میں نے نيزوں اور تلواروں کے سارے میں موت کے منہ میں جانے سے بھی دریغ نہ کیا،

میں اس کے لئے اپنے مجاہدہ کی حد سے تجاوز کر کے شاہدے تک پہنچ گیا چونکہ میری ہمت بلند تھی اور میرا حال جلال میں حلول کر گیا، اب میں ہر صورت میں تنزلی کی صورت کے سوا کچھ نہیں دیکھتا ہوں

میں اپنی پریشان حالی میں دوسروں کی نگاہوں سے غائب ہو گیا اور جب تک میرا نام اور کنیت نہ مٹ گئی مستینہ نہ ہوا،

اور میں نے عالم ناموس سے نفس امارہ کے ذریعہ سے خطاب کیا اور پھر نفس مطمئنہ کے واسطے سے لاہوت پلٹ آیا اور میرا علم یقین عین حقیقت ہو گیا

اور مجھے تک پہنچنے کیلئے میرے رب کے سوا کوئی پردہ نہ رہا اور میں نے تلویں کو تمکین عزت سے بدل لیا اور میرے تمام حالات میں بلندی کے منامات ہیں

اور فرق کے بعد غائب ہو گیا اس حال میں کہ جمع میرا موقف ہے، محو کے ساتھ اور اثبات و تثبیت کے وقت اور بسا اوقات سوئی کے ناکے میں داخل ہو گیا، اور میری بڑائی کی وجہ سے وہ تنگ ہو گیا۔

اور میرا تنگ ہونا روئے زمین کا پھیلاؤ ہے،

تجلی ما جاء الرجاء حوالک
ورشدی غاو والعمایات عمت
فلم یستبین حتی کانی کاسف
ورلمجت ابصاری لہ وبصیرتی

و کم موقف لی فی الہوی خفت دونہ
عباب الرودی بین الطبوا والاسدنتہ

فخاوزت فی حدی مجاہدتی لہ
مشاہدتی اما سمت لی ہمتی
وحل جالی فی الجلال فلا اری

سوی صوره التزیدہ فی کل صوره
وغبت عن الاعیار فی یتہ حالتی
فلم انبتہ حتی اتھی اسمی وکتبتی

وکاتبنتہ ناسوتی بامارۃ الہوی
وعدت الی اللاہوت بالمطمئنۃ
وعلم یقینی صار عینا حقیقتا

ولم یبق دونی حاجب غیر ہیبتی
وبدلت بالتلویں تمکین عذۃ
ومن کل احوال مقامات رفعة

وقد غبت بعد الفرق والجمع موثقی
مع المحو والاثبات عند تشبیتی
و کم جلت فی سم الخیاط وضاق لی

لبسطی وقبضی بسط وجہ البسیطۃ

وما اخوت الاوت بقراط زاهدا
وفي ملكوت النفس الكبر عبادة
وفقرى مع الصبر اصطفيت على الغنى
مع الشكر اذ لم يخط فيه مشوبتى
والفرجى ما كنى عنه اهل
اور میں نے زہد میں بقراط کے خم کے سوا کسی کو پسند نہ کیا
اور نفس کی سلطنت میں بہت عبرت ہے
اور صبر کے ساتھ محتاجی کو شکر کیا تمہ تو انگری پڑ
ترجیح دی اس لئے کہ اس میں بدلہ خوب نہیں ملا
اور میں محبت کو چھپاتا ہوں جب محبت والے اُسے
کنایہ میں بیان کرتے ہیں

والکنى اذا هم صر حربا الخيبة
اور میں کنایہ میں بیان کرتا ہوں جب وہ اپنی ناکامی
کا اقرار کرتے ہیں

وانى فى جنسى ومنه لواحد
كنوع فصل النوع علة حصنى
تسببت فى دعوى التوكل ذاهبا
الى ان اجدى حيلتى ترك حيلتى
واخر حرف صار منى اولا
اور میں اپنی جنس میں نوع کی طرح
ایک ہوں، نوع کی فصل میرے حصے کی علت ہے
اور میں توکل کے دعوے میں اس قدر آگے بڑھا کہ
اب ترک اسباب ہی میرا ذریعہ ہے
اور میرا آخری حرف ارادت میں اول ہو گیا

اور ایک حرف مقام عبودیت میں
وقف کے دن اس کی قوم کی منزل سے واقف ہوا
تو ایسی جماعت میں شب بسر کی جس نے اختلاف کو
دور کر دیا تھا

فاصوت اقضى النفس منها منى الهوى
واقضى على قلبى برعى الرعبه
فيايتها بالنفس دار اسكنتمها
وبالقلب منه منزل كما فيه حلت
فخلص الاستحقاق نفسى من الهوى
واوجب الاستحقاق تسليم شفعة
فيا نفس لا ترجع تقطع بيدينا
ويا قلب لا تجزع ظفرت بوحدك
تو میں دل کی آرزو میں پوری کر رہا
اور اپنے دل پر نگرانی سے ظلم کر رہا
میں نے اپنے نفس کے عوض اس کے دل میں گھر بنایا
اور اپنے قلب کے عوض میں اس کے دل میں منزل کی
تو استحقاق نے میرے نفس کو محبت سے نکال لیا
اور استحقاق نے شفعہ ماننے کو واجب کر دیا
تو اے نفس اب نہ واپس آ، کہ ہمارے تعلقات ختم ہو چکے
اور اے دل قسمت گجرا کہ تیری مراد یعنی تنہائی حاصل ہو گئی

(فصل اولال سے)

تیرے جمال کا ایک منظر میری آنکھوں کے سامنے ظاہر ہوا
 حسن نے اپنی چمک کی ایک سوزش سے میرے دل کو ہلاک کر دیا
 اور تیری گفتگو کا ایسا خوشگوار حصہ میرے کانوں میں پہنچا
 جسے تیری ذات سے نمایاں اتصال تھا اور مستحکم ہو گئی

تبدت لعینى من جمالك لمحمة
 ايات فوادی من سناها بل فحة
 ومرت لبمى من حد یتك ملحمة
 تبدت لهما نیک القرآن وقربت
 ملائى بن عذاری استین وجدی استن
 سماعی عن حالی ابن دقائلی اصمت
 فمن شاهدی سخط ومن قائلی رضا
 وتلوین احوالی وتمکین رتبی
 مراى اشارات مراعى تفکر
 مراقی نہایات مراسى تثبت
 وفی موقفی والدار اتوت رسومها
 تقرب اشواقی تبعد حسرتی
 معانی امارات معانی تذکر
 صبا نى بد ایات مثانی تلفت
 وبت عزام والحبيب بحضرة
 ورسد سلام والرقیب بغفلة
 ومطلع بدر فی قضیب علی لقا
 فویق محمل عاظم دون وجبیه
 وماکن سخن با لى لب ما
 حوت اضلعی فضل القنا السمهری
 ومنبت ممسك من شتیق بن منذر
 علی سوسن غض بجنة وجنة
 ووصف اللالی فی الیواقیت کما
 تعل لصراف الراح فی کل صحرة

اور میرے توقف میں جب کہ گھر کی نشانیاں مسٹ چکیں ہیں
 شوق کی نزدیکی اور حسرتوں کی دوری ہے
 علامتوں کی معانی یاد کی مسنزیں
 آغاز کے اصول اور توجہ کے "مثانی" ہیں
 اور محبوب کے سامنے محبت کا اظہار کرنا
 رقیب کی غفلت سے سلام کا جواب دینا ہے
 اور بالوکے ڈھیر پر چاند کا ظہور
 تاریکی سے نیچے ایک بے رونق مکان کے جیسا ہے
 اور بابلی جادو کی کمیں گاہ جس کا محل میرا دل ہے
 سمہری نیزوں کا سا ہے

اور اس کے موقی کی طرح آبدار دانت ہیں
 جو ہر صبح کو شراب کی گردش سے دوبارہ سیراب ہوتے ہیں

شکھ چونکہ یا شمار اصل کتاب میں غلط طبع ہوئے ہیں اسلئے انکا ترجمہ چھوڑ دیا گیا ہے (مترجم)

سل السبیل العذب عن طعم ریقۃ
ونکھتہ بخبرک عن علو خبرک
ورمان کافور علیہ طوابع
من الند لم تحمل بہ بنت من سۃ
ولطف ہواء بن خفق و بانۃ
ورقہ ماء فی قواریر فضۃ
لقد عز عنک الصبر حتی کاسر
سراقت لحظ منک للمتلفست
وانت ان لم تبق منی صیابۃ
منی النفس لم تقصد سواک بوجہۃ
وکل نصیح منک لیس فی لم سمعی
وکل ملیح منک یبدو لم تلتی
تھون علی النفس فیک وانھا
لتکرم ان تغشی سواک بتظیرۃ
فان تنظرینی بالرضا تشف علی
وان تظفرنی باللقا لطف علی
وان تذکرینی والحیاۃ لم یدرھا
عدلت لامنی منیتی بسنیتی
وان تذکرینی بعد ما اسکن الیتری
تجلت لاجاہ عند ذاک ودلت
میلینی والاحد دی الوعدا تذکر
صیابۃ نفس ایقنت بتفلت
فہا ام بوھا لک بتتوفۃ
ایم لھا خلف الحلاب ندرت
فلما رأی ان لا ینارم خلفھا

اس کے لعاب دہن کی خوشبو کو شیریں شہے سے پوچھو
کہ وہی تمہیں اسکی صحیح خبر دے گا
اور انار کی طرح رخسار میں جن پر تری کے ایسے آثار ہیں
جو کسی قطرہ آب کے شرمندہ احسان نہیں ہیں
اور ہوا کا لطف مہرکتے ہوئے دل اور بانہ کے درخت کے پاس ہو
اور صاف پانی چاندی کے برتنوں میں ہو
اس وقت تیرے لئے صبر و شوار ہو گیا، گویا کہ وہ
طالب توجہ کے لئے زردیدہ نگاہیں ہیں
اگرچہ تو نے میرے لئے محبت نہیں باقی رکھی
نفس کی آرزوؤں نے تیرے سوا کسی طرف رخ نہیں کیا
تیری ہر بات میرے کانوں تک پہنچ جاتی ہے
اور تیری ہر قابل دید چیز میری آنکھوں کو نظر آ جاتی ہے
تیری راہ میں میرے نزدیک جان کی کوئی قیمت نہیں بلکہ
اس کیلئے یہ گناہ ہے کہ تیرے سوا کسی کو نظر بھر کر دیکھے
اگر تو مجھے کلمہ رضا سے سرفراز کر دے تو میری بیماریوں کا خاتمہ ہے
اور اگر ملاقات سے کامران کر دے، تو میری پیاس بجھ جائے
اور اگر تو میری زندگی میں مجھے یاد کرے
تو میں اپنی بہترین آرزو کو پانیکے لئے موت کا سہلہ تلاش کروں
اگر تو مجھے خاک لحد میں سپرد ہونے کے بعد یاد کرے
تو اس وقت اسکی تاریکی دور ہو جائے اور قبر میں اجالا ہو جائے
تو ہم سے اچھا بڑا ذکر یا تجدید وعدہ کر، ورنہ تو
اس دم واپسین کو پائیگا جسے رطت کا یقین ہو گیا ہے
اس بچپڑے کی ماں بھی جو اپنی زمین میں ہلاک ہو رہی ہے
اور جو دہن سے دد دھ دیتی ہے
لیکن جب اُس نے دیکھا کہ بچپڑا اسکی چھاتیوں کو سس نہیں کرتا

منہ

<p>تو یک بیک اُس نے دودھ کوروک لیا شام کو آتی ہے تو اُسے یاد کر کے روتی ہے اور آخر رات کو بھی اُس کی یاد میں شوق و وجد کا اظہار کرتی ہے اس ماں کی سوزش بھی مجھ سے زیادہ نہیں ہاں اتنا فرق ہے کہ میں نے اپنا شیوہ صبر رکھا ہے تو صبح و شام جب اُس کی یاد آتی ہے دن کو اسکی بیٹیوں پر تسکین دیتا ہوں اعراض کے سوا تمام مصیبتوں کو کم سمجھتا ہوں محبت جدائی اور تیری رضا حاصل کرنا میری تمنا ہے خدا کو تر سے مجھے کہ اسکی سدائے صباحی سے متاثر ہو کر محبت کی آگ نے میرے دل کو جلا دیا اور اسکی منزل اور شاخوں پر اسکے گمانے کی جگہ کو بھی اللہ تبارک کرے کہ اس کے دلگداز نغمے نے دل کی دنیا میں ایک اضطراب پیدا کر دیا ہے۔ اُس نے ایک عجمی سرالایا، اور گزشتہ عہدوں کی یاد سنا زہ کر کے میری محبت کو برا ٹھہرنا کر دیا اور آنکھوں سے سیلاب اشک جاری ہو گیا اور اس آتش محبت کو ہوا مل گئی جو میرے پہلو میں افسردہ پڑی تھی میں نے صحرائے بریقین کی طرف ایک نظر اٹھائی جس سے میں نے دل ملایا، تو اُس سے ایک آواز سنائی دی اس غمگین دل اور حجازی نگاہوں کا کیا کہنا اگر آنکھیں مجھوں ہو کر تیں تو یہ پہلے دیوانی ہوتیں اور دل کے اقرار پر تعجب ہے کہ اس کے راز پر دے کے پیچھے ظاہر ہوئے، اور جب آنکھ سے دریافت کیا، تو اُس نے کس غیبی سے خبر دیا</p>	<p>اذا ہی لترسل علیہ وصنت بکت کلما راحت علیہ وانما اذا ذکرته اخر اللیل حنت بالکثر منی لوعۃ غیر انی رایت وقار الصبر احسن حلیتہ فرحت کما اعد و اذا ما ذکرتمہا اطامن احشائی علی ما اجنت اهون ما لقا لا الامن القلی ہوی ونوی نیل الرضا منک بعینتی الاتال للہ الحماۃ غد و لا لقد اصلت الاحشاء نیران لوعۃ وقائل مغناہا وموقف شخیرہا علی العنق ما ذاہیت حین غنت فغنت اغناء عجمیا فہیت عزای من ذکری عہود تولت فارسلت الا جفان سبحا و اوقدت جوای الذی کانت ضلوعی اکننت نظرت لبعراء البریقین نظرت وصلت بہا قلبی فصل وصلت فیالہا قلبا شجیا ونظرت حجازیۃ لوجہ طرف لجدت وواعجبا للقلب کیف اعترافہ وکیف بدلت اسرارہ خلف سترتہ وللعین لما سوئلت کیف اخبرت</p>
---	---

مراد ۱

وللنفس لما وطلت كيف دلت
 وكنا سلكتنا في صعو ومن الهوى
 يساى باعلام العلا كل رتبة
 الى مستوى ما فو قد نيد مستوى
 فلما توافينا ثبت و زامت
 وكنا عقدنا عقدا الوصل بيئنا
 على نحو قربان لى قبر شيبه
 موكله بالندى ايام عهد
 فلما توافنا شدت و محلت

اور نفس جیب مجبور ہوا، تو کس طرح اُس نے پتہ دیا،
 اور ہم محبت کی اسی منزلوں میں چلتے تھے
 جو بلندی کی چوٹیوں تک ہر مرتبے سے چمک کرتی تھی
 ایسی بلندی تک جس کے اوپر کوئی بلندی نہیں،
 اور پہنچنے کے بعد میں ثابت رہا اور اُسکے قدم لڑکھرائے گئے
 اور ہم نے آپس میں پیمان وصل باندھا تھا
 اسی طرح جیسے کہ قربان نے شیبہ کی قبر پر
 اور اس کا زمانہ فتوں سے مستحکم کیا گیا تھا،
 اور جب ہم سب مضبوط ہو گئے تو میں استوار رہا اور وہ
 سست پڑ گئی
 (فصل احتفال سے)

از وراعتار ارضها بتنسك
 واقصد حجابيتها بتجسلة
 وفي نشأني الاخرى ظهرت بماعلت
 لدر نشأتى الاولى على كل فطرة
 ولولا خفاء الرمز من لاولن ولهم
 تجد هاشملى ملكا بتشتت
 ولولعجيد عهدنا عقدا خلة
 قضيت ولعريقض المنى صدق توة
 بعثت الى قلبى بشرابا سامت
 على قدام عيناي منذ فكفت
 فلم بعد ان شام البشاد لا شام
 جفا الشام من نور الصفات الكريمة
 فيالك من نور لوان التفات
 تعارض منه بالنفوس النفيسة
 لعل حركه اشار اصل كتاب في غلط طبع ہوئے ہیں اسلئے ان کا ترجمہ چھوڑ دیا گیا ہے (مترجم)

میں عبادت کے طور پر اُسکے خطے تک نمرہ کر کے جاتا ہوں
 اور کفارہ کی نیت سے اُس کے گھر کا حج کرتا ہوں
 اور اپنی دوسری زندگی میں فطرت پر غالب آ گیا
 اس لئے کہ اس بلندی تک میری پہلی فطرت پہنچ چکی تھی
 اور اگر میری محبت کو وہ بظاہر انکار سے نہ چھپاتی
 تو وہ ضرور مجھ سے وصل کے لئے آمادہ ہوتی
 اور اگر پیمان محبت میرے عہد کی تجدید نہ کرتا
 تو میں ختم ہو جاتا اور آرزوئیں صدق دل سے توبہ نہ کرتیں
 میں نے دل کو خوشخبری دی کہ اس کی بنا پر کہ جو کچھ
 میری آنکھوں نے بہت پہلے دیکھا تھا،
 اس نور کا کیا کہنا، اگر اس کی ایک موج
 پاکیزہ دلوں سے ٹکڑا جائے

تحدث اناس الصيانت طيبها
 باحلمة من حراقة حرقه
 وتنبئ اصال الربيع من الريا
 واشجارها ان قد تجلت فجلت
 تنخب اصوات البلايل انما
 تغنت بتجميعي على كل ايكه
 فهد اجاني منادى في بعد حرقه
 فكيف به ان قرتني بخلة
 بتدي ومائل الحجاب ولا ونا
 وغاب ولم يفقد شاهد حرقه
 له كل غير في تجلي مظهر
 ولا غير الا ما تحت كف غير
 تجلي دليل واحجاب تنزه
 وايات عرفان وحوثت
 فما شئت من شئ واليت انه
 هو الشئ لم تحمد خبار اليتي
 وفي كل خلق من كل عجيبة
 وفي كل خلق من كل لطيفة
 وفي كل خاف منه مكن حكمة
 وفي كل باد منه مظهر جلوة
 وفي طي اوراق الحساب وسر ما
 يتم من الاعلاد فايد البتة
 وفي نفات السحر في العقد التي
 تطوع لها كل الطباع الا بتة

باد صبا کے جھونکے بیان کریں کہ
 اس کی لہو شبو چلے ہوئے دل کی سوزش کے سبب سے ہے
 اور بہار کی شام ٹیلور اور درختوں کے اوصاف
 بیان کرنے کہ اس کی جلو گسٹری سے یہ سب روشن ہو گئے ہیں
 اور بلبل کی آواز جائے کہ

اے ہر درخت پر میرے ہی راگ کو اڑایا ہے
 حسرت کی دوری میں میرے جمال کا یہ عالم ہے
 اگر تو مجھے دولت قربت سے مالا مال کرے تو کیا حال ہو؟
 ظہور کے بعد بھی حجاب قائم رہا، نہ قریب ہوا
 اور دور ہوا مگر ہمارے سامنے سے غائب نہ ہوا
 اس کے لئے تمام تبدیلیاں میں اسکی جلوہ آرائی میں ایک مظهر ہے
 اور کوئی تغیر اس کے سوا نہیں ہے جو تبدیلی کا ہاتھ بدل دے
 دلیل کا ظہور اور تشریح کی روپوشی
 معرفت کا ثبوت ہے اور ثبوت (استواری) کا ثبوت

اور اس کی ہر مخلوق میں تمام عجائب ہیں
 اور اس کی ہر خلقت میں تمام لطائف ہیں
 اور اس کی ہر پوشیدگی میں پوشیدہ راز ہیں
 اور اس کے ہر ظہور میں ایک جلوہ کا مظهر ہے

.....
 اور ان گروہوں کی جن پر جادو کے متر پڑے جاتے ہیں
 تمام خود دار طبیعتیں مطیع ہوتی ہیں

ص ۱۵۲

چونکہ اشعار اصل کتاب میں غلط طبع ہوئے ہیں اسلئے انکا ترجمہ چھوڑ دیا گیا ہے (ترجمہ)

بصور شكلا مثل شكل وتعليق
 عليه باوهام النفوس الخبيثة
 وفي كل تصيف وعضو يدان
 اختلاج وفي التقويم محبلى لروية
 وفي خضرة الكون ترحى شرابه
 مواعيد عروق على اثر صفة
 وفي شجر قد خوفت قطع اصلها
 فبان بها حمل لا قرب مداة
 وفي النخل في تليقها معتبر بما
 الالفين عن خير البرية واسكت
 وفي الطابع النسبتي في الاحرف التي
 بين منها النظر كل خفية
 وفي صنعة الطلسم والكيميا و
 الكنوز وتنوير المياح المعينة
 وفي حرد اقسام المودب محرمنا
 وحزب اصيل الشاذلي و بكرة
 وفي سيمياء الخاتمي ومد هب ابن
 ن سبعين اذ يعزى الى شربا عتر
 وفي المثل الاولي وفي النخل الالى
 بها او هو الماسا مورا بسنة
 وفي كل ماني الكون من عجب وما
 سوى الكون الا ناطق بعجيبتر
 فلا ستر الا وهو نيدرسي صر
 ولا جهر الا وهو نيدر كلبية

ایک شکل دوسری شکل کے مثل بناتا ہے اور اس پر
 خبیثت روحوں کے اوٹام سے بلند ہوتا ہے
 اور ہر دانستہ غلطی اور بدن میں
 اختلاج ہے، اور تقویم میں رویت کا نظارہ ہے،
 اور دکھوں کی سبزی میں جس کا عرق نکالا جاتا ہے،
 زردی کے بعد عروق کے مثل غلط وعدے ہیں
 اور اس درخت میں جسکی جڑ کاٹنے سے ڈرایا گیا
 اس میں معمولی مدت کا حمل ظاہر ہوا
 اور کھجور کے درخت اور اسکی پرورش میں، اور جو کچھ
 اس بارے میں خیر البشر سے منقول ہے، اس سے عبرت
 لے اور خاموش رہ۔

اور طلسم و کیمیا کے فن میں اور خزانوں میں
 اور آسائش پہنچانے والی نہروں کے خشک ہونے میں
 اور مودب کے اقسام کے یاد کرنے میں نجات ہے
 اور شاذلی کی شام صبح کے ورد ہیں
 اور حاتم کی علامت حسن میں اور ابن سبعین
 کے مذہب میں جو بدعت کی طرف منسوب کیا جاتا ہے
 اور پہلے امثال میں، اور سابق فرقوں میں
 جسکی وجہ سے لوگ سنت پر عمل پیرا ہو سکے بعد وہ ہم میں مبتلا ہو گئے
 اور خلقت کی تمام چیزوں میں عجائب ہیں، اور فطرت کے
 علاوہ بھی تمام چیزیں عجائب کی شہادت دیتی ہیں
 تو کوئی ایسا از نہیں جس میں وہ پوشیدہ نہ ہو
 اور کوئی ظہور ایسا نہیں جس کی نیریت وہ نہ ہو

<p>ذکر سے ان حروف سلیمہ کے اقسام کی صحت کو دریافت کرو جن پر کلام کا مدار ہے</p>	<p>سل الذکر عن الصاف اصناف ما ابتنی علیہ الکلام من حروف سلیمۃ</p>
<p>اور بعض کو بعض میں رکھنے کے بارے میں</p>	<p>ومن وضعہا فی بعضہا وبلوغ ما انت فیہ امضی عدہا وثبت</p>
<p>عقل والوں کے لئے خزانوں کا رمز ضروری ہے اور صاحب حکمت کے سوا کسی کا ظلم نہیں ہے</p>	<p>فلا بد من رمز الکنوز لذی الحیا ولا ظلم إلا ظلم صاحب حکمتہ ولولا سلام ساق للامن خیفتی</p>
<p>اور اگر وہ مجھے نہ پاتی مگر اپنی مہربانی سے</p>	<p>لعاجل مس البر وخوفی لمیتتی ولولم توالتی عناقیل لعلو لعل</p>
<p>اگر ناکامی میری موت کی خبر دیتی تو میں اپنی امیدوں کو تھکاتا اور محبوب (نعم) نے</p>	<p>قضى العتب منی بغیة بعد وحشتی ونعرا قامت امر ملاکی بشکرہا کما ہونت بالصبر کل بلیۃ</p>
<p>جیسا کہ میرے صبر سے تمام مصیبتیں آسان کر دی ہیں (فضل اغتفال سے)</p>	<p>سرت لبقوادی اذسرت فیہ نظرتی وسانت ولعراثن العنان بعطفۃ</p>
<p>میری نگاہیں میرے دل میں پیوست ہو گئیں وہ اپنا کام کرتی رہیں اور رحم و شفقت سے منہ نہ موڑا اور یہ اس طرح کہ جب آفتاب نے تاریکی میں</p>	<p>وذلك لما اطلع الشمس فی الدجی حیاء انہ الحیین فی خیر لیلۃ یمانیۃ لو ائجدت حین ائجدت</p>
<p>(انبیاء الحیین) کا چہرہ بہترین رات میں نمایاں کر دیا وہ زمین کی رہنے والی جب نجد کا رخ کرتے ہوئے پسینہ پسینہ ہو جاتا تو تمھاری آنکھوں نے زندہ کو مردہ کے مثل اس طرح کبھی نہ دیکھا ہو گا</p>	<p>لعا البصرت عیناک حیاء کمیت لاصحۃ فی نصیما قدم بنی</p>
<p>اس کی خیر خواہی میں اٹھ بیعت لے گیا ہر عیش کے بادشاہ کیلئے اسکے سبب سے امن و امان ہے وہ آئی اور ٹھہری پھر فریاد</p>	<p>لکل نجاشی رہا حصن ذمۃ امت فخطت دحلہا ثم لم یکن</p>
<p>رخصت کا وقت آگیا، یہاں تک کہ وہ روانہ ہو گئی</p>	<p>سوی وقفۃ التودیع حتی استقلت ولکنہا ہمت نافتد کہرت</p>
<p>لیکن اس نے تم سے فتنہ کا ارادہ کیا</p>	<p>انہ پو</p>

اس کتاب میں غلط طبع ہوئے ہیں اس لیے اس کا ترجمہ چھوڑ دیا گیا ہے (مترجم)

نضاً قضاء الحسن قد صاف صلات
اجلت خیالاتی لا احب لہ
ولم انتسب منہ من غیر اعداۃ
علی انہی کلی وبعنی حقیقۃ
وباطل اوصافی وحق حقیقتی
وچینی واصلی و العوارض کلہا
ونوعی و شخصی و الہواء و مسورتی
و جسمی و نفسی و الحشا و عزامہ
و عقلی و روحانی القدر سببہ
ونی کل لفظ عنہ میل لمعنی
ونی کل معنی مند معنی اللوغتی
و دھری بہ عید لیوم عمر و بپہ
وامری امری و الوہی تحت قبضتی
و وقتی شہود فی قتا و شہد لہ تد
ولا وقت لی الا مشاہد غیبہ
اراد معنی حیا و وہما و اللہ
مناط الثریا من مد اذک رؤیتی
واسمعہ من غیر اطلاق کاندہ
یلقن سمعی مایوس مجتہتی
ملأت بانفام الحبیۃ یا طنی
کانک نور فی سراسر سیرینی
و جبیت باجلال ارجاء ظاہری
کانک فی افق کواکب زینۃ
فانت الذی اخفیہ عند تسوی
وانت الذی اید یہ فی حین شہرتی

پیرا سے شاہان حسن کا پرانا فیصلہ یاد آگیا، تو رک گئی
اٹنے ایسے خیال کی عزت کی جس کی تعظیم میں نہیں کرتا ہوں
اور بلا وجہ میں نے اس کی طرف انتساب ظاہر نہیں کیا
باوجودیکہ میرا کُل اور بعض سبب حقیقت ہے
اور میرے باطل اوصاف اور میری حقیقت کی اصل ہے
اور میری جنس اور فصل اور تمام عوارض
اور نوع و شخص اور ہوا اور میری صورت
اور میرا جسم و نفس و دل اور اس کی محبت
عقل اور میری پاک روحانیت
اس کے ہر لفظ پر متوجہ ہو جاتے ہیں
اور اس کے ہر معنی میں میرے در و محبت کے معنی پوشیدہ ہیں
اور میرا زمانہ امن میں "یوم عروبتہ" کی عید ہے
اور میرا حکم میرا حکم ہے اور مخلوق میرے قبضہ قدرت کے اندر ہے
اور میرا وقت اس فنا میں شاہد ہے جس میں حاضر رہا
اور میرے لئے غیب کے مشاہدے کے سوا کوئی وقت نہیں
میں اس کو اپنے ساتھ جس دوہم میں دیکھتا ہوں
اور پردہ میری قوت باصرہ کے لئے غیب کے مقصود ہے
اور میں اس کی باتیں بغیر گفتگو سنتا ہوں
گویا کہ میرے دل کے خطرات میرے کانوں کو پہنچتے رہتے ہیں
محبت کے آثار سے اپنا باطن معمور کر دیا
گویا تو میری پوشیدگی کی گہرائیوں میں ایک نور ہے
اور جلال سے اپنے ظاہری اطراف کو جلوہ آرا کر دیا ہے
گویا میرے ظاہری افق کیلئے تو روشن ستاروں کی مانند ہے
تو ہی ہے جسے میں اپنی پوشیدگی کے وقت چھپاتا ہوں
اور تو ہی ہے جسے شہرت کے وقت ظاہر کرتا ہوں

<p>توخوشی سے تکر کر، میں برداشت کروں گا۔ تعلقات کو قطع کر۔</p>	<p>فتہ احتل واقطع اصل واعل ستقل</p>
<p>میں صلہ رحم کروں گا، بلند ہو، میں لپستی اختیار کروں گا، تو حکم دے، میں بجالاؤں گا، مشقت میں مبتلا کر میں مبتلائے غم رہوں گا، اپنی نزدیکی سے محروم کر، میں ثابت رہوں گا، اگر میں اپنے ذل پر تیری وجہ سے عتاب کروں، کبھی اس میں عتاب کا ذرہ برابر اثر نہ پاؤں،</p>	<p>ومراحتل واملل امل وادم اثبت قتلبی ان ماتبتہ فیک لم احید لعیتی فی الدھر موقع نکتہ</p>
<p>اور میرا نفس پاکیزگی کی وجہ سے تیرے سوا سب سے دور رہتا ہے، اسے صرف تیرا ہی احسان یاد ہے</p>	<p>ونفسی تنبوعن سواک نفاسہ فلا تمنئی الا الیک بمنتہ</p>
<p>امیدیں تجھ سے جتنی بلند چیزوں کی تمنا رکھتی ہیں، جس سے بدرجہا معمولی چیزیں تدبیروں کے بغیر نہیں حاصل ہوتیں، وہ اُس کے ارد گرد گشت لگاتی رہیں مگر کوئی ٹھکانا نہ ملا،</p>	<p>تعقلت الآمال منک بقوق ما ادی دونہ ما لاینال بحیلہ وحامت حوالہا وما واقفت حمی</p>
<p>ماریسی کی بدلیوں نے چشمہ اشک جاری کر دیا، اگر تیری رضا مندی مجھے نہ حاصل ہو سکی اور تو نے میرے ساتھ عفو سے نہ کام لیا، تو عمر بھر شومی قسمت کا ماتم کروں گا،</p>	<p>سحائب یاس امطرات ماء عبوی فلوفاتی منک الرضا ولحقتی بعفوبکیت الدھر فوت فضیلہ</p>
<p>اگر میں اہل ایمین کے ساتھ خوش و خرم ہوتا تو اس فضیلت کا مرثیہ خوان ہوتا جو مجھے حاصل تھی، اور کتنے مرحلے ایسے آئے جب تیری جستجو کرتا رہا</p>	<p>ولو کنت فی اهل الیمن منعما بکیت علی ما کان من سبقیتہ وکو من مقام فت عنک سائللا</p>
<p>جہاں پر زندہ کو زندہ اور مردہ دیکھتا،</p>	<p>اری کل حی کل حی ومیت</p>
<p>فاراب میں ابو نصر کے پاس دست سوال دراز کرتا ہوا آیا، کہ شاید اس کا علم میری پیاس بجھا دے</p>	<p>انیت بفاراب ابانصر ہا فلم جد عندہ علما یرد غلتی</p>
<p>ابن سینا میرا سوال بھی نہ سمجھ سکا، تو اب بتا کہ اُس سے کس طرح شفا کی امید کروں</p>	<p>فلم یدر ما قوی ابن سینا وسائللا فقل کیف ارجو عندہ برء علتی</p>
<p>تو کیا اب ان دونوں کے بعد ابن رشد سے امیدیں البتہ کروں یا ابن طفیل کا دروازہ کھٹکھٹاؤں</p>	<p>فهل فی ابن رشد بعد ہذین مرثی وفی ابن طفیل لاحثاث مطیتی</p>

اگر خدا کی پناہ گاہ مجھے نہ بچالیتی، تو ان لوگوں کے ساتھ میری کوششیں رائیگاں ہو گئی تھیں تو نے مجھے ایسے راستے کی توفیق دی جو حق کی طرف لیجا نیوالا ہے اور مجھے جہالت و غفلت کی نیند سے بیدار کر دیا

اور ابن ادہم کی سواری کو اپنا گھوڑا بنایا اور اُس کو حقائق اشیاء کی قید محبت سے نجات دی اور حلاج کے پاس آیا جو ”سولی“ کے نشہ میں مخمور تھا اور اپنی توجہ کے کو گڈھے میں پھینک دیا تو میرا قول مشکور اور میری رائے کامیاب ہوئی اور میرے افعال کی ہر جگہ تعریف کی جاتی ہے اپنی معرفت پر راضی ہو کر بلند مقام کو پہنچ گیا

اور رضامندی کے بعد میرے اکابر نے اسی بلند مقام پر بٹھایا میں نے اس طرح زندگی بسر کی، کہ نہ بغض کا ڈر ہے نہ تکلیف کا کھٹکا اور اپنے محبوب کے دیار میں محبوب قلوب ہو گیا اب میں انہیں کے ساتھ صبح و شام رہتا ہوں اس حال میں نفس کی تمام آرزوئیں پوری ہو رہی ہیں، اور انہوں نے مجھے اپنا کلام سنایا، جو حال قبض میں کہا تھا، اور میں نے

طلب حمت کیلئے میں نے تیری طرف ہاتھ بلند کیا ہے، اور اظہار ذلت و سکنت کیلئے تیرے سامنے آنکھیں بند کر لی ہیں اب میں اس حال میں اٹھا ہوں، کہ امید آگے بڑھاتی ہے، اور خوف جو مل و باغ پر مسلط ہے، روکتا ہے،

اگر امید کی بجلی جکتی ہے، تو ایک قدم آگے بڑھاتا ہوں

اس لئے ان کا ترجمہ چھوڑ دیا گیا ہے (مترجم)

لقد قناع لولا ان تدارکني حمى
من الله سعي بينهم طول مدتي
فقيض لي نهما الى الحق سالحا
والقطنى من نوم جهلى وغفلتي
فخصنت انظارا الجند جنيدا لها
بترك تلى من رغبت ربح رهبت

و كسرت عن رجل ابن ادھم ادھما
وانقذت من اسرجب الاسترلا
وعدت على حلاج بسكري بصلبة
والقيت بلعام التفاتي بهوثة
فقولى مشكورا ورائى ناجح
وفعلى محمود بكل محبلة

رضيت لعرفانى فاعليت للعلا
واجلسنى بعد الرضا في جلتى
لغشت ولا ضير العفاف ولا قلى
وحصرت جيلب افى ديار احبه
فها انا ذا امسى واصبح بينهم
مبلغ نغنى منهم ما تمتنت

(اور انہوں نے مجھے اپنا کلام سنایا تھا)

الىك بسطت الكف استنزل الفضلا
ومنك قبضت الطرف استشعر الذلا
وما انا ذا قد قمت ليقدمنى الرجا
ومحجم بي الخوف الذى خامر العقلا
اقدم رجلا ان لعنى برق مطمع

سہ چونکہ یہ اشعار اصل کتاب میں غلط طبع ہوئے ہیں اس لئے ان کا ترجمہ چھوڑ دیا گیا ہے (مترجم)

اور اطراف تاریک ہیں اسلئے پیشقدمی سے رکتا ہوں اور میری ایسی غلطیاں ہیں، اگر مجھے پستی میں گرا دیں، تو مجھے امید نہیں ہے کہ معاف کیا جاؤں اور یہ کہ میں روزخ میں ڈالا جاؤں گا،

اگر رحمت ربانی شریک حال ہو تو اس کے سہارے پہنچنے کی امید ہے ورنہ دوسری صورت میں مقدر کا لکھا پورا ہوگا،

ت سے یہ بھی ہیں)

ایسی محبت جس کی آگ پہلو میں سلگتی رہتی ہے، اور انسانوں سے ٹھنڈا نہیں کر سکتے،

ایسا غم جس میں محبت سے تحریک ہوتی ہے، اور مصیبت و خوف کا اثر نہیں ہوتا،

اور ایسی تنہا جب امید اُس کی کامیابی کے

اسباب مہیا کر لیتی ہے، تو موت اُسے قطع کر دیتی ہے، اے محبت تجھے خدا کا واسطہ بتا،

کہ آخر تو عشاق کے ساتھ کیا برتاؤ کرینوالی ہے

(فرمایا، کہ مندرجہ ذیل شعر ایسے لوگوں کو لکھے گئے تھے جن سے کچھ

تکلیف پہنچی تھی)

اگر تم ان لوگوں سے ہمارے تعلق دریافت کرو، تو معلوم ہوگا

کہ ہم ایسے پانی ہیں، جسے ارادوں نے بہایا ہے،

ہم عرب ہیں، جو تلواروں سے اپنی روزی حاصل کرتے ہیں، اور بلند نیزوں کے خیمے بناتے ہیں،

ان کی عزت و شرف نے زندگیوں کو خطرہ میں ڈال دیا ہے، کہ ان کی عزت یعنی شرافت پر حرف نہ آئے،

ہمیں ان سے بزرگی و رانت میں ملی ہے

ایسا اثر ہے کہ ہم موت سے خوش ہوتے ہیں، لیکن دل تنگ نہیں ہوتے،

وتظلم ارجائی فلا اتقل الرحیلا
ولی عذرات لست امل ان هوت
بنفسی ان لا استقیل وان اصلی

فان تلذکتی رحمة انتعش بہا
وان تکن الاخری فاولی بالاولی

(اور فرمایا، کہ میرے منظومات

وحد لتعصرہ الضلوع
وما تیردہ المدامع

ہم تحرکہ الصبابة
والمہابة لا تطلوع

امل اذا وصل الرحبا
اسبابه فالموت قاطع

باللہ یا ہذا الہوی
ما انت بالعشاق صانع

(فرمایا، کہ مندرجہ ذیل شعر ایسے لوگوں کو لکھے گئے تھے جن سے کچھ

تکلیف پہنچی تھی)

نخن ان تسأل بناس معشر

اہل ماء فخرتہ السماء

عویب من بیضہم ارزاقہم
ومن السم الطوال الخیم

عرضت احسابہم ارواحہم
دون نیل العوض وہی الکرم

اور ما تونا المجد حتی اتنا

نرفی الموت ولا نزوح

<p>لوگوں کے نزدیک اسکے سوا ہمارا کوئی گستاہ نہیں کہ حملہ وزیارتی کے وقت انصاف و حق کا مطالبہ کرتے ہیں العزلی کے مندرجہ ذیل ابیات پر میں نے</p>	<p>وما لنا في الناس من ذنب سوى اننا نلوي اذاما اقتحموا (فرمایا) کہ قاضی ابوبکر بن یہ شعر کہے</p>
<p>مسجد اقصیٰ اور ان پاک آیات کی قسم جو اس میں تلاوت کی جاتی ہیں جذبات شوق</p>	<p>اما والمسجد الاقصى وما يتلى فيه نصا لقد رقصت بنات الشوق بين جوانحي رقصا</p>
<p>میرے پہلو میں رقص کرتے ہیں (میرا شعر)</p>	<p>فاقلع لي اليه هوى جناحا عزمه رقصا اقل القلب واستعدى على الجثمان فاستعصى</p>
<p>مجھے اُس کی طرف محبت لے گئی جس کے عزم کے بازو کاٹ دئے گئے تھے دل میں دلولہ پیدا ہوا اور جسم کے لئے یار ہونے لگا، تو جسم نے بھی ناگواری ظاہر کی میں ان دونوں کے درمیان پریشان رہا نہ قریب ہوتا ہوں نہ دور</p>	<p>فمقت اجول بينهما فلا ادنى ولا اقصى لا تجتن لطي قد وها اسرا فقد وها اسرا من قبل سخنون</p>
<p>(فرمایا) کہ میں نے راوی مدوہ کے متعلق بطور توریہ کے کہا) کوئی تعجب نہیں کہ ہرنی نے شیر کو دھوس دی اسلئے کہ اس سے پہلے بھی سخنون (ہرنی) (اسد) کو دھو کر دیکھا ہے (فرمایا) کہ میرے منظومات میں سے یہ شعر بھی ہیں)</p>	<p>انبت عودا ابتعا بدأت بها فضلا والبسته بعد اللحي الورقا فظل مستشعرا مستدثرا اسرجا ريان ذاب هجة لستوقف الحدقا فلا تشنه بكمرو ولا الجنى فلكم عودته من جميل من لدن خلقا</p>
<p>ایسے احسان سے جو صرف احسان کی خاطر تھا، ایک عود اٹھایا اور چھالکوں کے بعد اُسے پتوں سے آراستہ کیا وہ اپنی بھینی بھینی خوشبو کے ساتھ بڑھتا ہوا ایسا نظر فریب و خوش منظر ہوا، جس پر نگاہیں بے اختیار جم جائیں اُسے بری طرح گلچینی سے عیب دار نہ کر اس لئے کہ اُس کی پیدائش کے وقت سے خدا جانے</p>	<p>انبت عودا ابتعا بدأت بها فضلا والبسته بعد اللحي الورقا فظل مستشعرا مستدثرا اسرجا ريان ذاب هجة لستوقف الحدقا فلا تشنه بكمرو ولا الجنى فلكم عودته من جميل من لدن خلقا</p>

میں

کتنا حسن سلوک کیا گیا ہے

وانف القدی عندنا اثر اللدھر منبثہ خس و خاشاک کو اُس سے دور کرو اور اُسکی جز کو تری پہنچا یا کرو
وغذہ برجاء واسقہ عداقا امیدوں کی غذا دو اور نعمتوں سے سیراب کرو
واحفظہ من جانات اللدھر اجمعہا اور زمانے کے تمام حوادث سے اُس کو بچاؤ
یا جاء منها علی ضوء و ما طرقا خواہ وہ دن کو آئیں یا رات کو

غرناطہ کی مجلسوں سے متعلق جہاں میں نے اُن کی بہت سی بیان کردہ
باتیں محفوظ کرنی تھیں ان میں مندرجہ ذیل قصہ بھی ہے: ایک بار وہ سلطان
ابو تاشفین عبد الرحمن بن ابی حم کی مجلس میں حاضر ہوئے، اثنائے گفتگو میں
ابوزید بن الامام نے کہا کہ ابو القاسم مقلد ہیں اور اُن کی نگاہ امام مالک کے اصول
تک محدود ہے، اور ابو موسیٰ عمران بن موسیٰ مشدالی نے ان سے اختلاف
کرتے ہوئے کہا کہ اگر وہ امام مالک کے مقلد ہوتے، تو اُن سے اختلاف کر کے
دوسروں کی تائید نہ کرتے، اس موقع پر ابوزید نے شرف الدین تلمسانی کی ایک
عبارت پیش کی، جس میں اُنھوں نے اجتہاد مخصوص کی مثال میں ابن القاسم
اور مزنی کو پیش کیا ہے، کہ جیسے ابن القاسم امام مالک کے اور مزنی امام شافعی
کے مقلد ہوتے ہوئے اجتہاد مخصوص کے مالک ہیں، اس پر عمران بول اٹھے
کہ یہ مثال ہے، اور مثال کا صحیح ہونا ضروری نہیں، اس پر ابوزید بن امام ضبط
نہ کر سکے، اور ابو عبد اللہ بن عمر سے کہا کہ آپ کیا فرماتے ہیں؟ اُنھوں نے کہا
کہ میں اس فقیہ کی گفتگو نہ سمجھ سکا، ہاں یہ جانتا ہوں کہ اہل علم کے نزدیک مثال
کے باطل ہونے سے مثل نہ (جس کے لئے مثال لائی جاتی ہے) کا باطل ہونا
بہیں لازم آتا تو ابو موسیٰ نے سلطان سے کہا کہ یہ اصولیوں کا تحقیق شدہ مسئلہ
ہے، اس پر میں نے کمنی کے باوجود کہا کہ دونوں میں کسی نے تحقیق کا حق
بہیں ادا کیا، اصل یہ ہے کہ مثال کبھی واقعی ہوتی ہے، اور کبھی تقریب
کے طور پر اصل کی بنا پر شیخ ابن ابی عمرو نے یہ فرمایا، اور یہی ٹھیک ہے دیکھئے،
سیویہ کہتا ہے، (ہلنا امثال) یہ مثال ہے، اور پھر اس کے بارے میں
کچھ نہیں کہتا، جب یہ بات معلوم ہوئی، کہ مثال کبھی تقریب کے طور پر

سوال

ہوتی ہے، تو مثال کا صحیح ہونا ضروری نہیں ہوتا، نیز اس کے باطل ہونے سے
 مثل کہ کا باطل ہونا بھی لازم نہیں آئیگا، اصل میں دونوں قول ایک ہیں،
 اور فرمایا کہ اسی بادشاہ کے سامنے ایک دوسری مجلس میں حاضر
 ہونے کا اتفاق ہوا کسی نے ابو زیدین الامام کے سامنے مسلم کی حدیث
 (لَقِنُوْا مَوْتًا كَهْلَا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ) اپنے مردوں کو لا الہ الا اللہ کی تلقین کرو سنائی،
 اس پر شیخ ابو اسحق بن حکم سلوی نے کہا، کہ یہ تلقین (بے تلقین کئے جانے کا
 حکم ہے، حقیقت میں قریب الموت ہے، اور یہاں پر مردہ مجازاً استعمال کیا گیا
 ہے، آخر حقیقت (محتضراً بگو) بجائے مجاز (موتاً بگو) کیوں اختیار کیا گیا،
 حالانکہ اصل معنی حقیقی ہے، ابو زید نے اس کا جواب دیا کہ غیر تلقینی بخش، اور
 میں نے استاد سے سنتیج کا کچھ حصہ پڑھا تھا، میں نے کہا کہ قرآنی کا خیال یہ ہے،
 مشتق زمانہ حال میں معنی حقیقی پر معمول ہوتا ہے، اور مستقبل میں مجاز پر، اور
 ماضی میں دونوں کا احتمال ہوتا ہے، مگر یہ جبکہ محکوم بہ ہو، اور اگر حکم باسناد
 اسی کے ساتھ متعلق ہو جیسے کہ اس حدیث میں ہے، تو اس صورت میں
 معنی حقیقی بازنائیاں لئے جائیں گے، پھر نہ مجاز ہوگا، نہ سوال کی ضرورت
 ہوگی، یہ نہیں کہا جاسکتا کہ ان کی دلیل میں شک و شبہ کی گنجائش ہے،
 اس لئے کہ انہوں نے اجماع نقل کیا ہے، اور اجماع ان چار چیزوں میں سے
 ہے جس کے لئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہوتی، ہاں یہ خرابی ضرور ہے
 وہ ایک اتفاقی مسئلے میں دلیل لائے، جیسا کہ لکھی اور دیگر علماء و جوب طہارت
 پر دلیل لائے ہیں، بلکہ یہ اور قبیح ہے، کہ ائمہ کا ارکان دین میں داخل ہونا
 ظاہر ہے، پھر اگر ہم اجماع کا نہ ہونا بھی مان لیں، تو بھی کہہ سکتے ہیں، کہ یہ ان
 علامات کی طرف اشارہ ہے، جو عموماً موت سے پہلے ظاہر ہوتے ہیں،
 اس لئے ان علامات سے پیشتر کلمہ تلقین کرنے سے ممکن ہے، مریض کو وحشت
 ہو، اس حدیث میں تلقین کا وقت بتایا گیا ہے، یعنی ان لوگوں کو کلمہ کی تلقین کرنی
 چاہئے جس کی موت کا یقین ہو جائے یا یہ کہا جائے، کہ لفظ احتضار کے احتمال سے
 گریز وجہ ابہام ہے، دیکھئے کہ احتضار میں کس قدر اختلاف ہے، آیا احتضار کی ابتدا

فرشتوں کی آمد سے ہوگی، یا حضور اجل سے یا لوگوں کی آمد سے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ یہ ایک پوشیدہ حالت ہے، جسے کسی حکم کی دلیل بنانے کے لئے ظاہری وصف و علامات کی ضرورت ہوگی، جیسا کہ ہم نے ذکر کیا، یا احتضار کی آمد موت سے ہوگی، اور اس کا جاننا بھی علامات کے بغیر ناممکن ہے، تو جب ان علامات کا اعتبار ضروری ہو، اس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ اس تسمیہ (موتی) سے انہیں علامات کی طرف اشارہ ہے۔

فرمایا، کہ حدیث (و اذا سلم الامام فلا یتباعد سلامہ ولینصرف) (امام کو چائے کہ سلام پھیرنے کے بعد نہ پھیرے بلکہ اپنی جگہ سے چلا جائے) کے بارے میں ابن ابی زید کا قول ہے، کہ اسکے معنی یہ ہیں کہ امام اتنی دیر تک انتظار کرے، کہ مقتدی سلام پھیر لیں تاکہ وہ کسی کے سامنے سے نہ گزرے، اس کے بارے میں ابو زید کہا کرتے تھے کہ سلام کے بعد مقتدیوں سے امام کا حکم اٹھ گیا، تمام ولیوں کا خیال کرتے ہوئے یہی ہونگے، کہ عام مقتدیوں کا حکم بھی اب مسبوق کا ہو جائیگا یعنی جس طرح مسبوق پر امام کی اطاعت ضروری نہیں ہوتی، عام مقتدی بھی سلام کے بعد آزاد ہوں گے) میرے خیال میں یہ فقہ کی موٹنگا فیاں ہیں اور ابو زید بن الامام خوارجی کے اس قول (المقاربات التي یکن اجتماعاً معہا) کو جو جمل میں ہے (مفارقات) پڑھا کرتے تھے، اور انکی مثال اصمعی کی ہے، جب اُس نے ابو عمر بن العلاء کے سامنے مندرجہ ذیل شعر کو دھرتی و زعمت انک اور تو نے مجھے دھوکہ دیا اور گمان کیا لابن فی الضیف تا مورا کہ گریوں میں تو دودھ اور کھجوروں والا ہے، اس طرح پڑھا:۔

غارتی و زعمت انک اور تو نے مجھے دھوکہ دیا اور خیال کیا کہ
لابت بالضيف تا مورا تو ہمان کو دودھ اور کھجوریں کھلانا چاہتا ہے،
اس پر ابو عمر نے اصمعی سے کہا، کہ اس تحریف کے بعد حطیبہ کے اصلی شعر سے بھی بلند ہو گیا
اسی طرح بیان کیا جاتا ہے، کہ ایک شخص نے رمضان میں خلیفہ کو نماز پڑھائی، اتفاق سے اُسے قرآن
یاد نہیں تھا وہ مصحف میں دیکھتا جاتا تھا، اس طرح بہت سی آیتوں میں تحریف کر دی جیسے (صنعت اللہ)

(عمل "صیغۃ اللہ") ہے، (اصیب بہا من اسماء) اصل "اصیب بہا من یشاء" ہے، انما المشراکون تعیس) حالانکہ صحیح نجس ہے (وعدھا ابابا) (تقیۃ اللہ حیر لکم) صحیح بقیہ ہے (ہذا ان دعوی اللرحمن ولد اکل امرنی منہم یومئذ شأن یعیذہ) اس میں "یعنیہ" کو "یعینہ" پڑھ دیا۔ فرمایا، کہ ایک مرتبہ ابو زید بن امام نے ذکر کیا، کہ ان سے مشرق میں ان دونوں شرطیہ قضیوں کے بارے میں پوچھا گیا، (ولو علم اللہ فیہم خیر الا سمعہم ولو اسمعہم لتوودوہم معرضون) اگر اللہ ان سے بھلائی کی توقع رکھتا، تو ان کو سناتا اور اگر ان کو سناتا، تو وہ اعراض کر کے بیٹھ پھیر لیتے (کہ منطقی اصول سے ان کا نتیجہ "ولو علم اللہ فیہم خیر التولوا" اگر ان سے بھلائی کی توقع رکھتا، تو وہ اعراض کر لیتے) ہونا چاہئے، جو محال ہے، اس کے بعد انہوں نے حاضرین کا امتحان لینا چاہا، تو ابن حکم نے کہا، کہ جو بھی نے لکھا ہے، کہ شرطیہ متصلہ لو یا ان کے داخل ہونے سے مہملہ ہو جاتا ہے، تو یہ دونوں قضیے مہملہ ہوئے، اور مہملہ کا حکم جزئیہ کا ہوتا ہے، اور دو جزئیوں سے قیاس نہیں ہوتا، اس کے بعد سب ابیہ میں ابو علی حسین بن حسن کے پاس حاضر ہونے کا اتفاق ہوا، ان سے اس جواب کا ذکر کیا، نیز زحشری وغیرہ نے جو کچھ لکھا ہے، کہ نتیجہ نہ دینے کی وجہ یہ ہے، کہ خدا وسط مکر نہیں ہے، انہوں نے فرمایا، کہ دونوں جواب گویا ایک ہی ہیں، اس لئے کہ دو جزئیوں سے قیاس اسی لئے مستغ ہے، کہ ان میں خدا وسط کی تکرار نہیں، پھر اپنے شیخ ابو عبد اللہ لبلی سے اس کا ذکر کیا، انہوں نے فرمایا، کہ قیاس کی بنا اصل میں خدا وسط پر ہوتی ہے، اس کے بعد پھر اور شرطیں ہوتی ہیں، کہ وہ دو جزئیوں یا دو سائبوں سے مرکب نہ ہو، اس پر میں نے عرض کی، اس میں کیا حرج ہے، خدا وسط کی بنیاد کو اجمال قرار دیں، اور بقیہ شرائط اسی کی تفصیل ہوں، ورنہ ابن حسین کے قول کے سوا کوئی چیز نتیجہ سے ملے نہیں، میرے اس تشفی بخش جواب کے بعد ابلی نے فرمایا، کہ میں نے پھر لوگوں کے قول کی اتباع کی، چونکہ شرطیہ کلتیہ جزئیہ کی حالت میں نتیجہ نہیں دیتا، اس لئے قرآن کریم کے مہملہ قضیوں کا ہونا ضروری ہے، میں نے عرض کی، کہ یہ ان

قضایا میں ہوگا، جو برہان و حجت کے لئے استعمال کئے گئے ہوں، جیسے (لو کان فیہما الہتہ الا اللہ لفسدنا) اگر زمین و آسمان میں دو خدا ہوتے تو نظام مختل ہو جاتا، لیکن اس قسم کے قضایا میں یہ حکم نہیں ہوگا، میں نے عرض کی کہ پہلا سوال لازم ہوتا، اگر تاخیر نہ ہوتی، جیسا کہ (الولو یطیع اللہ) میں ظاہر ہو چکا، دیکھو ہمارے شیخ ابو بکر یحییٰ بن ہذیل کے حالات میں۔

اور فرمایا کہ جب شیخ ادیب ابو الحسن بن فرحون مقیم مدینہ منورہ تلمسان تشریف لائے، تو انھوں نے ابن حکم سے ان دو شعروں کے معنی دریافت کئے
رأت قمر السماء فاذا کرتی اُس نے آسمان پر چاند دیکھ کر
لیالی وصلہا بالرقمیتین اُن وصل کی راتوں کی یاد تازہ کر دی جو رقمیتین میں
بسر ہوئی تھیں

کلانا ناظر قمر و لکن ہم دونوں چاند دیکھ رہے تھے، لیکن
رأیت بعینہا و رأیت بعینی میں نے اُس کی آنکھ سے اور اُس نے میری آنکھ سے دیکھا
وہ کچھ دیر سوچ کر بولے 'معلوم ہوتا ہے، کہ وہ شخص اُس سے دیکھ رہا تھا،
اور اُس کی نگاہ چاند کی جانب تھی، تو وہ اصلی چاند کو دیکھ رہی تھی، اور انتہائی
شغف و اعجاب کے باعث اُس شخص کا خیال یہ تھا، کہ اصلی چاند ہی حسینہ
ہے، اس طرح پر اُس شخص نے اُس کی آنکھ سے دیکھا، اس لئے کہ معشوقہ اصلی
چاند کو دیکھ رہی تھی، اور یہ مجازی چاند کو دیکھ رہا تھا۔ لیکن فرط محبت کے باعث
اُس کا خیال تھا، کہ آسمان کا چاند مجازی چاند ہے۔ گویا معشوقہ نے اُس کی
آنکھ سے دیکھا۔ اس لئے کہ اُس نے اصل میں مجازی چاند دیکھا۔ اس سے معلوم
ہوتا ہے۔ کہ (فاذا کرتی) میں فاء کیوں لایا۔ اس لئے جب معشوقہ کا دیکھنا
اُس کا دیکھنا ہو گیا، اور وہی حقیقی چاند ہو گئی۔ تو شاعر کا قول (سأت قمر
السماء فاذا کرتی) (اذا کرتی) (تو نے یاد دلایا) کے قائم مقام ہو گیا۔ اس پر
عذر کرنا چاہئے۔ اس لئے کہ بعض ناہنم (واذا کرتی) پڑھتے ہیں۔ حالانکہ پہلے
شعر میں (ف) لانے کا سبب دوسرے شعر کے معنی ہیں۔ اور اس صفت
کو علم بیان میں 'ایذان' کہتے ہیں۔ اور فرمایا کہ مجھے ابن حکم موصوف نے اس شعر

وہ مفہوم الاعطاف قلت لہ انتساب اور پتلی پسیوں والی سے میں نے کہا کہ اپنا نسب بیان کر
 فاجاب ما قتل المحب حوہراہ تو اُس نے جواب دیا کہ دوست کا مار ڈالنا حرام نہیں
 میں نے جواب دیے ذالے کا نسب دریافت کیا۔ میں نے سوچ کر
 جواب دیا۔ کہ میرے خیال میں وہ بنی تمیم سے ہے۔ اس لئے کہ دوسرے مصرعے
 میں اُس نے ما نافیہ کا عمل باطن کر دیا ہے۔ میری گمنامی کے باعث انھوں نے
 اس جواب کی بہت تعریف کی۔ ایک بار ابن فرحون نے ابن حکم سے پوچھا۔
 کہ کیا تم قرآن میں پچھ (رف) اس ترتیب سے دیکھتے ہو۔ میں طرح اس
 شعر میں ہے۔

رأی فحبت فوام الوصل نامتنت اُس نے دیکھا از محبت کی، پھر وصل کا طلبگار ہوا تو
 وہ ترک گئی۔

فسام صبرا فاعیانہ ففضی تو صبر کیا لیکن پھر اُس کے حصول سے عاجز ہو کر
 آخرت کی راہ لی۔

کچھ دیر تامل کرنے کے بعد انھوں نے یہ آیت کریمہ (فظاف علیہا
 طائف من ربک و ہم ناثون) آخر تک پڑھی۔ لیکن فتناد ویر خاتمہ کافی نہیں ہوا۔
 ابن حکم نے ابن فرحون سے کہا۔ کہ کیا تمہیں اور کوئی آیت ایسی یاد ہے
 انھوں نے کہا ہاں یہ آیت کریمہ (فقال اہم رسول اللہ ناقتہ اللہ وسقیانہا)
 آخر تک تلاوت کی۔ گران کا آخر میں ٹکڑا (ولایخاف عقبہا) صحیح نہیں ہوا۔ اسلئے
 کہ اُس میں واو کی قراۃ بھی موجود ہے۔ اس پر میں نے کہا کہ جانے دو۔ اس پر
 سنڈانے کی ضرورت نہیں۔ کہ حروف کے اختلاف سے معانی بھی
 مختلف ہو جاتے ہیں۔ اگرچہ سند پر گفتگو کی گنجائش نہیں ہوتی۔ نیز کلام عرب میں
 اس تعداد سے زیادہ مسلسل (رف) کا اجتماع نہیں دیکھا گیا۔ خواہ اس شرط
 کے ساتھ یا بلا شرط کے۔ جیسے نوح علیہ السلام کا قول (فعلی اللہ توکلنت
 فاجعوا امرکم وشیرکانکم) کہ (میں نے اللہ پر اعتماد کیا۔ اب تم اپنی اور اپنے
 معبودوں کی قوت مجتمع کرو۔) اور اسی طرح پر امراء القیس کے دو شعر جن کا
 پہلا مصرعہ یہ ہے۔

غشیت دیار الحی بالیکرات | میں بکرات میں قبیلہ کے مکانات کو پہنچا
پہلے تین مصرعے یہ ہیں:-

تعامۃ فبرقۃ العیرات
فغول فخلیت فاکناف منج
الی عاقل والحب ذی الامرات

یہ نہیں کہا جاسکتا کہ فالج کی فائر ساتویں ہوئی۔ اس لئے کہ اس کا
عطف عاقل پڑے جو فار سے خالی ہے اور غالباً چھ کی حکمت یہ ہوگی۔
کہ یہ پہلا عدد تام ہے۔ جیسا کہ آسمان و زمین کے بارے میں یہ حکمت بیان
کی جاتی ہے۔ اور زبان کی ادائیں بھی عجیب ہوتی ہیں، اور فرمایا کہ میں نے
ابن حکم کو بیان کرتے ہوئے سنا۔ کہ فاس کے ایک ادیب نے اپنے ایک
دوست کو دو شعر لکھ کر بھیجے۔

میرے پاس کوئی ایسی چیز بھیجو

جس پر فاس کا اشارہ ہو

اور تمہارے پاس ان چیزوں میں سے ایک بھی نہیں

ہے جن کا میں اشارہ کروں

البعث الی بئشی

مدار فاس علیہ

ولیس عندک شیء

صا اشیر الیہ

تو اس نے اہل فاس کی ریاکاری پر تعریض کرتے ہوئے ایک بطموی
کے طریقے پر پکی ہوئی بھیجی اور مجھ سے بیان کیا گیا۔ کہ ابو محمد عبد اللہ بن احمد
ابن بلجوم قاضی فاس جو بلغمی مزاج کے تھے ایک دعوت پر بلائے گئے۔ انکے
سامنے ان کے خسر ابو العباس بن اشقر نے ان کے مزاج کا لحاظ کر کے ان کے
سامنے ایک بڑا پیالہ رکھا جس میں ایک خاص کھانا ناری کے طرز پر پکایا گیا
تھا۔ یہ ڈرے کہ کہیں ان کی ریا کے ساتھ تعریض نہ کی ہو۔ اور ابن اشقر
لوگوں کی غیبت و عیب جوئی میں مشہور تھے۔ قاضی نے انھیں مقروض کا پیالہ
دیا۔ تو لوگ ان کی ذلت سے بہت محظوظ ہوئے۔ اور اپنے استاد ابو محمد عبد اللہ
بن عبد الواحد المیصی کا ذکر کرتے ہوئے کہا۔ کہ میں فقیہ ابو عبد اللہ سطلی کیساتھ
ان کے پاس عید کے دن گیا۔ انھوں نے کچھ ماکولات پیش کیں۔ میں نے

عرض کی۔ کہ اگر جناب بھی ساتھ تناول فرماتے۔ تو ہم اس حدیث کے مستحق ہوتے۔ جو اس بارے میں رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منسوب کی جاتی ہے۔ (من اکل مع مغفور لہ غفر لہ) جو ایک معصوم اور بے گناہ انسان کے ساتھ کھائے گا اس کے گناہ بخش دئے جائیں گے) فرمایا کہ میں سیدی ابو عبد اللہ فاسی کے یہاں اسکندریہ میں حاضر ہوا۔ اور انہوں نے کھانا پیش کیا۔ میں نے اس حدیث کے بارے میں دریافت کیا۔ تو فرمایا۔ کہ میرے دل میں اس حدیث کے بارے میں کچھ شک ہوا۔ تو حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت خواب میں ہوئی۔ دریافت کرنے پر حضور نے فرمایا۔ کہ میں نے یہ نہیں کہا۔ لیکن امید ہے۔ کہ ایسا ہی ہو۔ پھر میں نے ان سے مصافحہ کیا۔ اس مناسبت سے کہ انہوں نے شیخ عبداللہ زیان سے اور انہوں نے ابوسعید بن عثمان بن عطیہ صحیدی سے اور انہوں نے ابوالعباس احمد الملقب سے اور انہوں نے مسمر سے اور انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مصافحہ کیا ہے۔

اور انہوں نے اپنے استاد ابو محمد اللہ لاهی کے واسطے سے بیان کیا۔ کہ ملک عادل کا ایک غلام محمد نامی تھا۔ اس کی فراست و دینداری کی وجہ سے اسے اصلی نام سے پکارا کرتے تھے۔ ورنہ اور خدام کے نام بگاڑ کر یا ساتی یا خادم یا مزین وغیرہ کہا کرتے تھے۔ ایک دن اسے فراش کہہ کر آواز دی۔ وہ سمجھا۔ کہ شاید سلطان کچھ ناراض ہیں۔ مگر چہرے پر کوئی اثر نہ تھا، جب تنہائی ہوئی۔ تو اس خلافت عادت طریقے کی وجہ دریافت کی سلطان نے کہا۔ کہ تم سے کوئی رنج نہیں۔ بات یہ ہوئی۔ کہ مجھے ہانسنے کی ضرورت تھی۔ ایسی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لینا مناسب نہ معلوم ہوا۔ اور فرمایا کہ مجھے مجاہدی اور انہیں امام نجم الدین واسطی نے اور انہیں شرف الدین دمیاطی نے اور انہیں کتاب الحاصل کے مولف تاج الدین ارموی نے اور انہیں امام فخر الدین نے اپنے یہ شعر سنائے۔

نہایت اقدام العقول عقالی | عقل کی ترقی کی انتہا مجبوری درکاوت ہوتی ہے

و اکثر سعی العلمین ضلال
 وارواح تانی و حشہ من جسومنا
 و حاصل دنیا تا اذی و و سیال
 و لہرستقد من بختنا طول عمرنا
 سوی ان جمعنا فیہ قال و قالوا
 و کون رجال قد رایتا و دولست
 فنادوا جمیعاً مسرعین و زالوا
 و کون جبال قد علت شرفاً تھا
 رجال فماتوا و الجبال جبال
 اور اہل دنیا کی اکثر کوششیں رایگاں ہوتی ہیں
 ہماری روحیں ہمارے جسموں سے متوحش ہوتی ہیں
 اور ہماری دنیا کا خلاصہ تکلیف اور الجھن ہے
 ہماری عمر بھر کی بختوں اور علمی مذاکروں سے
 کوئی قائدہ نہ ہوا بجز اس کے کہ ہم نے کہا اور
 قالوا جمع کر دیا۔
 کتنے اشخاص اور کتنی حکومتیں ہم نے دیکھیں
 سب کے سب جلد ہلاک و تباہ ہو گئے۔
 کتنے ایسے اشخاص ہیں جو پہاڑوں کی بلندیوں
 پر پہنچ گئے تھے۔ اور آخرت کو چل بسے اور پہاڑ
 جوں کے توں ہیں

اور شریف قاضی ابو علی حسن بن یوسف بن یحییٰ حسینی کا ذکر ان کے اساتذہ
 میں آچکا ہے۔ فرمایا۔ کہ مجھ سے قاضی ابو العباس الرمدی نے بیان کیا۔ کہ
 قاضی ابو العباس بن الغماز بلنسیہ سے بجایہ آئے۔ اور وہاں گواہی میں عبدالحق
 بن ایچ کے ساتھ بیٹھے۔ ایک روز عبدالحق سفید برنس (ٹوپی کی ایک قسم جو
 آغاز اسلام میں رواج پاگئی تھی) دے کر آئے جس سے ان کی وجاہت میں اضافہ
 ہو گیا۔ اور چہرے کی رونق دو بالا ہو گئی۔ ابن الغماز نے انھیں دیکھتے ہی کہا۔
 لیس البولس الفقید فباہی (۱) فقیہ نے برنس اور مہ کر اظہار رسالت کیا
 و رای اند الملیع فتاھا اور احساس حسن سے تکبر پیدا ہوا۔
 ولوزلیخار اتر حین تبدی (۲) اگر زلیخا اُسے اس وقت دیکھ لیتی۔
 لتمتد ان یكون فتاھا تو وہ بھی آرزو کرتی کہ فقیہ اُس کا معشوق ہو،
 اور فرمایا کہ ابن عمار جامع زیتونہ میں چاند کے انتظار میں بیٹھے۔ اور رویت کے گواہ
 اذان کے منارے سے اترے اور کہا کہ چاند انھیں نہیں نظر آیا۔ اتنے میں
 ان کا چھوٹا پوتا آیا۔ اور اُس نے کہا کہ اُسے چاند نظر آ گیا۔ پھر سب لوگ بچے کیساتھ
 گئے۔ اور اُس نے بسھوں کو چاند دکھایا۔ تو ابن عمار نے کہا کہ واقعات بھی کس طرح

اسیے کو دہراتے ہیں۔ ابو الریح بن سالم کے ساتھ ایسا ہی واقعہ پیش آیا تھا۔ تو ہم نے یہ شعر کہے تھے۔

تواری ہلال الافق عن اعین الوری (۱) افق کا چاند سب کی نگاہوں سے چھپ گیا۔
وارخی حجاب الغیم دون محیّاہ اور اپنے رخسار پر بدلی کا پردہ ڈال دیا۔

فلما تصدی لارتقاب شفیقہ (۲) گر جب اُس نے اپنے بچس کی کھوج میں نکلنا چاہا
تبدی لہ دون الانام فحیّاہ تو وہ بیکے سامنے ظاہر ہو کر اپنے بچس کو تسلیم جالایا

ایک روز ابو عبد اللہ بن النجار کی مجلس میں میں نے محرمات کے بارے

میں ابن عاصب کا قول نقل کیا۔ کہ یہ اصول اور یہ فروع ہیں۔ اور پہلی فرع کے

فروع اور ہر اصل (خواہ کتنی ہی اوپر ہو) کی پہلی فرع "توفرایا۔ کہ اگر ان کا مشہور

عرفی لقب دو لفظوں سے مرکب ہے۔ تو حلال ہیں۔ ورنہ حرام۔ غور کرنے کے بعد میں

نے اُن کا قول صحیح پایا۔ اس لئے کہ اس قاعدے کی چار قسمیں ہوئیں۔ طرفین سے

ترکیب ہو جیسے ابن الغم اور ابنت العوا اور اُس کا مقابل (اب) (باب) اور بنت (بیٹی)

مرد کی جانب سے ترکیب ہو جیسے ابنتہ الاخ والعور (بھائی اور چچا کی بیٹیاں) اس کا

مقابل ابن الاخت والحالۃ (بہن کی بیٹی اور خالہ) (کذا) شیخ رئیس ابو محمد عبد المہسن

بن محمد حضری کا ذکر آیا۔ اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف حول کی اعصاف اچھا نہیں خیال

کرتے تھے۔ ان کے نزدیک "بحول اللہ وقوتہ" کہنا صحیح نہیں تھا۔ یہ اس لئے

کہ وہ اسے مطلق مراد نہیں لیتے تھے۔ لیکن معنی اس کے عدم جواز کے متقاضی

ہیں۔ اس لئے کہ "حول" کے معنی حیلۃ کے قریب ہیں۔ اور اپنے شیخ ابو زید

عبد الرحمن سہاجی کے واسطے سے قاضی ابو زید عبد الرحمن بن علی اللہ کالی سے روایت

کی۔ کہ اُن کے پاس دو شخص آئے۔ جن کے درمیان ایک بکری کے بارے میں

تنازعہ تھا۔ ایک کا قول تھا کہ اُس نے دوسرے کے پاس بکری امانت رکھی تھی۔

دوسرا یہ کہتا تھا کہ وہ ضائع ہو گئی۔ قاضی نے اِیمن سے یہ قسم لگانے کے لئے

کہا۔ کہ وہ باقاعدہ ضائع ہو گئی۔ اس پر وہ بول اُٹھا کہ سبحان اللہ! میں کس طرح اُسے

ضائع کر دوں گا جبکہ اُس کی نگہبانی میں بسا اوقات نمازیں بھی قضا ہو گئیں۔ یہ

سن کر قاضی نے اُس پر جرمانہ کیا۔ لوگوں نے سبب دریافت کیا۔ کہا کہ میں نے

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس قول پر عمل کیا (من ضیعہا فہنثو لہما سواہا اضع) جس نے نماز کو ضائع کیا۔ وہ اور سب کاموں کو برباد کرے گا) اور یگانہ روزگار فقیہ شیخ سے قوت فہم کا ایک قصہ بیان کرتے ہیں۔ انھوں نے فرمایا۔ کہ میں ایک روز قاسم بن محمد صنهاجی کے ہاں تھا۔ کہ ان کے پاس قاضی ابوالحجاج طوطوشی کا ایک رقعہ آیا جس پر لکھا ہوا تھا۔۔

ص ۱۶۴

خیرات مانتویہ مید و لقر، وہ نیکیاں جو تم رکھتے ہو۔ خرچ ہو نیوالی ہیں و مطلی تصحیف مقلوبہا اور میرا مقصود اس کے عکس کو بگاڑنا ہے۔ مجھ سے کہا کہ اس کا مطلب کیا ہے۔ میں نے کہا کہ (تاریخ) میں اُنکے پاس تلمسان میں بیٹھا ہوا تھا۔ کہ ابو عبد اللہ الرباع بالقی مشہور طبیب آئے۔ اور بیان کیا۔ کہ ایک ادیب نے ایک وزیر سے اس مصرعے تم حبیب قلا ینصف پھر ایسا محبوب ہے جو بہت کم انصاف کرتا ہے کے ذریعہ کچھ سوال کیا۔ تو میں نے اُسے لیا۔ اور لکھا اور اُلٹنے کے بعد بگاڑ کر پڑھا تو قصبات ملف شحی ہو گیا۔ نیز بیان کیا کہ ہمارے استاد شیخ اہلی نے فرمایا کہ تازی میں ایک بار ابوالحسن بن بری اور ابو عبد اللہ ترحالی کے ساتھ شب یا شبی کا اتفاق ہوا مجھے نیند آرہی تھی، اور قطع کلام کرنا بھی اچھا نہیں معلوم ہوتا تھا۔ اس لئے میں نے ان سے معری کے اس شعر کو حل کرنے کے لئے کہا

اقول لعبد اللہ اما سقاؤنا جب وادی عبد شمس میں ہماری مشک وخن بوادی عبد شمس و ہاشم پھٹ گئی تو میں نے عبد اللہ سے کہا کہ پانی کے آثار تلاش کر دے

تو میں سو گیا اور وہ دونوں صبح تک سوچتے رہے، مگر مطلب نہ سمجھ سکے۔ آخر مجھ سے دریافت کیا، تو میں نے بیان کیا کہ جب وادی عبد شمس میں ہماری مشک پھٹ گئی، تو میں عبد اللہ سے کہنے لگا کہ دیکھو کہیں پانی کے

لہ مطبوعہ نسخور میں اس جملے کے آخر میں لفظ (کذا) مرقوم ہے، اس جملے میں تصحیف ہو گئی ہے (مترجم) لہ اس شعر میں ابہام لفظ ہاشم میں ہے جو بظاہر اسم مفرد معلوم ہوتا ہے لیکن وہ وادی شمس سے مراد ہے (مترجم)

آتا رہیں یا نہیں، میرے خیال میں اس قسم کا غموض کلام میں جائز نہ ہونا چاہئے اور ایسی تجنیس و ابہام پیدا کرنے میں مقصود فوت ہو جائیگا۔ میں نے انکی خود نوشت تحریر سے نقل کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ ابو حمزہ موسیٰ بن عثمان بن عمر اس بن زریان کا عہد حکومت تھا کہ میری پیدائش تلمسان میں ہوئی۔ مجھے تاریخ ولادت بھی معلوم ہے، مگر میں نے قصداً اس کے ذکر سے احتراز کیا، کیونکہ جب ابوالحسن بن موسیٰ نے ابوطاہر سلفی سے ان کا سن پوچھا تھا تو انھوں نے کہا، اس سے تمہیں کیا عرض؟ اس لئے کہ میں نے ابوالفتح بن زریان سے ان کا سن دریافت کیا، تو انھوں نے جواب دیا، کہ تمہیں اس سے کیا مطلب؟ اس لئے کہ میں نے محمد بن علی بن محمد لبان سے ان کا سن پوچھا، تو فرمایا، کہ اس سے کیا فائدہ؟ اس لئے کہ میں نے حمزہ بن یوسف سے ان کے سن کے متعلق استفسار کیا، تو جواب ملا، کہ تمہیں اس سے کیا حاصل؟ اس لئے کہ میں نے ابوبکر محمد بن علی منقری سے اور انھوں نے ابو اسماعیل ترمذی سے اور انھوں نے امام شافعی سے اور انھوں نے امام مالک سے جب سن کے متعلق دریافت کیا، تو یہی جواب ملا، کہ تمہیں اس سے کیا مطلب؟ اپنے سن کا بتلانا انسان کی مروت سے باہر ہے،

وفات ۱۶۵ء
۵۹ھ محرم کے آخری ایام میں شہر فاس میں وفات پائی، اور
میرا خیال ہے، کہ اس سے ایک سال پہلے ذی الحجہ میں رحلت
کی، اور نعش آبائی وطن تلمسان کو بھیجی گئی۔

محمد بن عیاض بن محمد

نام و نسب	محمد نام ابو عبد اللہ کنیت ہے، وطن سبتہ تھا، سلسلہ نسب اس طرح ہے، محمد بن عیاض بن محمد بن عیاض بن موسیٰ الجیبی، ان کے پردادا ابوالفضل عیاض مشہور قاضی و امام تھے،
حالات	استاذ ابو جعفر بن زبیر کا بیان ہے کہ ابو عبد اللہ الجیبی کا شمار

مشہور انصاف پسند اور صاف باطن قاضیوں میں تھا، فیصلوں میں غور و احتیاط سے کام لیتے، کمزوروں، غریبوں پر ترس کھاتے، امر اور اوصیاء جاہ کے ساتھ سختی سے پیش آتے، ذی علم و جہیہ اور باوقار تھے، گفتگو تکلف کے ساتھ کرتے، مگر فصیح، علم دوست اور اہل علم کے قدر دان تھے، مبتدی طلبہ کی بھی خاطر مدارت کرتے، اور ان کی حمایت میں سینہ سپر رہتے، کہ شاید اس طرح طلبہ کے دلوں میں اہل علم اور علم کی محبت جاگزیں ہو۔ ان کے بعد ان کے جیسا کوئی نظر سے نہیں گزرا، مالقہ میں اپنے والد ماجد کے ساتھ رہے، یہاں تک کہ انھوں نے ۱۰۵۵ھ میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ مجھ سے ہمارے شیخ ابوالحسن بن الجیاب نے بیان کیا کہ میں قاضی موصوف کے پاس حاضر تھا، انھوں نے ایک شخص سے اس کے باپ کی تعریف دریافت کی، اُس نے کہا کہ فلاں بن فلاں۔ اور ایسی تعریف کی جو فاس کے تاجروں کے درمیان مشترک تھی، فرمایا، کون جو لکڑی کا کام کرتا ہے، یا وہ جس کا مشغلہ ہتھیار بنانا ہے، مگر وہ اپنی سادگی کے باعث ان کا مقصود نہ سمجھ سکا، بعضوں نے مجھ سے ان کے عزم کے متعلق بیان کیا، کہ سلطان کے وقار اور رعیب کے باوجود ان سے اور سلطان سے بعض ایسے اختلافات ہوئے جن سے ان کے عزم کی پختگی اور قوت فیصلہ کا اظہار ہوتا ہے، ایک دفعہ کا ذکر ہے، کہ سلطان نے ایک سزایافتہ شخص کی زانی کا حکم دیا، قاضی نے حاکم مجبوس کو ڈانٹا، اور رٹا کرنے کی صورت میں اُسے سزا کی رکھلی دی، ایک مرتبہ ایسا واقعہ ہوا، کہ رویت ہلال کی شہادت بروز عید دن کے آخری حصے میں ملی، اور سلطان کی خواہش تھی کہ کل صبح عید ہو، مگر قاضی موصوف کو کہاں تاب تھی، وہ قلعہ سے باہر نکلے، اور خادم کو حکم دیا، کہ اعلان کر دے، آج عید ہو گئی، اور اس طرح بہت سے واقعات پیش آئے،

اساتذہ

سبتہ میں ابوالصبر ایوب بن عبداللہ فہری اور دوسرے

علماء سے استفادہ کیا، جزیرہ خضراء کا سفر کیا، اور وہاں

مشہور نحوی ابوالقاسم عبدالرحمن بن القاسم القاضی سے سیبویہ کی کتاب پر پڑھی۔ نیز الفارسی کی ایضاح الاستاؤ ابوالحجاج بن مفور سے پڑھی، اشبیلیہ اور

۱۶۶

دوسرے شہروں میں مختلف علماء سے استفادہ کیا۔ قاضی ابوالقاسم بن یحییٰ بن ناخبہ سے فیضیاب ہوئے اور اجازت حاصل کی۔ علمائے مشرق کی ایک بڑی تعداد نے بھی انہیں اجازت دی جس میں حسین بن مندہ کے نواسے ابو جعفر محمد بن احمد بن نصر بن ابی الفتح الصیدلانی نے بمقام اصفہان شوال ۹۱۵ھ میں اجازت دی اور محمد السلفی الحافظ کے استاذ ابوالعلاء الحدادی کے واسطے سے محمد صیرفی سے روایت کی۔ اس کے علاوہ علمائے اصفہان کی ایک کثیر تعداد نے انہیں لکھ کر اجازت دی نیز دوسرے شہروں کے بکثرت علماء سے اجازت حاصل کی، جن میں سے اکثر نے شیخ محدث ابوالعباس مغربی اور قاضی ابو عبد اللہ زدی کے ساتھ اجازت دی۔

تلامذہ | استاذ ابو جعفر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ابو عبد اللہ نے مجھے دوبارہ اجازت دی اور کہا کہ مجھے ابوطاہر برکات بن ابراہیم خشومی نے دمشق سے لکھ کر اجازت دی، انہیں محمد بن احمد الرازی معروف بابن خطاب نے، انہیں محمد بن احمد بن عبدالوہاب بغدادی معروف بہ فسطاط نے، انہیں موسیٰ بن محمد بن عرفقہ سمسار نے بغداد میں، انہیں ابو عمران بن احمد بن الفضل النفزی نے، انہیں اسمعیل بن موسیٰ نے، انہیں عمر بن شاگرد نے، انہیں حضرت انس بن مالک نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ایک ایسا زمانہ آئیگا جب عامل بالین کی مثال اس شخص کی ہوگی جو آگ ہاتھ میں لئے ہو یہ اسناد اس قدر قریب ہے کہ ہم لوگوں کے لئے جو چھٹی صدی ہجری کے پید پیدا ہو ایسی بلند سند کا ملنا دشوار ہے اور اسلئے بن موسیٰ ترمذی کہے استاد ہیں انہی سے ترمذی نے یہ حدیث روایت کی ہے

۱۶۶

ولادت	ابو عبد اللہ ۲۸۵ھ میں سبتہ میں پیدا ہوئے
وفات	اور پختنہ کے دن ۲۸ جمادی الآخرہ ۳۵۲ھ کو غرناطہ میں وفات پائی

محمد بن عیاض بن موسیٰ

نام و نسب	محمد نام ابو عبد اللہ کنیت ہے، سلسلہ نسب اس طرح ہے محمد بن عیاض بن موسیٰ بن عیاض بن عمر بن موسیٰ بن عیاض الجعفی سبتہ کے رہنے والے اور امام ابو الفضل عیاض کے بیٹے تھے۔
حالات	ابو عبد اللہ بڑے فقیہ اور ادیب تھے۔ اندلس آئے اور ابن بشکوال سے کتاب الصلۃ پڑھی۔ غرناطہ میں عہدہ قضا پر سرفراز ہوئے ابن ابی نے ان کا رسالہ دیکھا ہے۔ جس میں انہوں نے اپنے والد کی سوانح اور تعلیم و تعلم کے حالات بیان کئے ہیں۔ میں نے یہ کتاب مالقہ بن ان کے پیروں کے پاس دیکھی ہے۔ استاذ
وفات	اپنے والد ماجد ابو الفضل عیاض سے روایت کی۔ ۳۵۰ھ میں وفات پائی۔

محمد بن احمد بن حبیب

نام و نسب	محمد نام سلسلہ نسب یہ ہے، محمد بن احمد بن حبیب بن حبیب بن محمد بن عبد السلام الکنانی۔
خاندانی حالات	محمد کے جد اعلیٰ عبد السلام حرم ۳۳۳ھ میں بلج بن بشیر بن عیاض قشیری کے ساتھ اندلس آئے اور شدوبہ میں اقامت گزری ہوئی۔ یہ ضمیر بن کنانہ بن بکر بن عبد اللہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس کی اولاد سے ہیں اصلی وطن بلنسیہ ہے، پھر غرناطہ میں سکونت پذیر ہوئے، مشرق اور مغرب کی سیاحت کے بعد غرناطہ واپس ہوئے۔ ۱۶۸
	۱۶ کتاب میں اس جگہ بیاض ہے، مترجم ۱۷ کتاب میں بیاض ہے، مترجم۔

حالات

محمد کنانی بلند پایہ اور خوشگو شاعر تھے، بلند ہمت، شریف النفس، پاکیزہ عادات و اخلاق کے مالک تھے، سبتہ میں ابو سعید

عثمان بن عبدالمومن اور غرناطہ میں اپنے دیگر عزیزوں سے استفادہ کیا، اور ان کی شان میں متعدد قصائد کہے، پھر وطن سے نکل کر مشرق کا رخ کیا، اور ہمعصر ادیبوں کے ساتھ خط کتابت و مذاکرات کا سلسلہ جاری رہا، جس میں ان کی قابلیت خوب نمایاں ہوئی۔ نظم اچھی اور متر ممتاز ہے، ان کی مرسل (بلا قید قافیہ و سجع) تحریریں آسان اور عمدہ ہیں، نیز اچھے عنوان و بلند اسلوب میں لکھی گئی ہیں۔ ان کا سفرنامہ اپنی آپ نظیر ہے، جس کی شہرت دور دور تک پہنچ چکی ہے

محمد کنانی کے ایک اہم کارنامے بیان کیا، کہ انھوں نے اندلس سے

مشرق کا سفر تین بار کیا، اور ہر مرتبہ دولت جج سے مال مال ہوئے، پہلی مرتبہ ابو جعفر بن حسان کے ساتھ ۸۸۰ھ شوال صبح پنجشنبہ ۵۷۵ھ کو روانہ ہوئے، اور ۲۲ محرم ۵۸۱ھ کو غرناطہ واپس آئے، اس سلسلے میں متعدد عجائبات کبار سے فیضیاب ہوئے، جن کا ذکر اساتذہ کے سلسلے میں آتا ہے، اور اپنا مشہور سفرنامہ تالیف کیا، جس میں تمام ملکوں، شہروں، اور مختلف عجیب و غریب منظر و اور مشاہدوں کا ذکر ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ نہایت دلچسپ اور مفید کتاب ہے، جس سے آثار مقدسہ کی زیارت کا شوق تازہ ہو جاتا ہے، جب سلطان ناصر صلاح الدین یوسف بن ایوب بن غازی کے ہاتھوں بیت المقدس فتح ہوا، اور یہ خیر بھجت اثر اطراف و اکناف عالم میں مشہور ہوئی، تو وہ دوسرے سفر کیلئے کمر ہمت باندھ کر ۹ ربیع الاول ۵۸۵ھ کو غرناطہ سے روانہ ہوئے اور ۱۳ شعبان ۵۸۶ھ کو غرناطہ واپس آئے، غرناطہ یالقد اور سبتہ میں یکے بعد دیگرے سکونت پذیر ہوئے، پھر قاس میں اقامت اختیار کی، اور روایت حدیث و تصوف میں منہمک ہو گئے۔ انکی برہنہ گامی و بزرگی مشہور اور ان کے نیک اعمال کی شاہد ہیں۔ پھر تیس بار اپنی بیوی عائکہ ام المجددہ و وزیر ابو جعفر کی لڑکی تھیں، کے انتقال کے بعد سبتہ سے روانہ ہوئے۔ انھیں اپنی بیوی سے بہت محبت تھی، اس لئے یہ

ص ۱۶۹

اُن پر بہت شاق گزرا اور مکہ مکرمہ پہنچنے کے بعد بہت زمانے تک وہیں اقامت پذیر ہو گئے، پھر مصر اور اسکندریہ آکر افاذہ اور استفادہ کرتے رہے، تا آنکہ واصل بحق ہوئے۔

اساتذہ | اندلس میں اپنے والد اور ابوالحسن بن محمد بن ابوالعیش اور ابو عبد اللہ بن احمد بن عروس اور ابن الاصبیلی سے روایت

کی اور حجاج بن یسعون سے علوم ادب کی تحصیل کی، اور سبتہ میں ابو عبد اللہ بن عیسیٰ تمیمی سبتی سے روایت کی۔ اور ابوالولید بن سلہ اور ابوالبراء ایم بن اسحاق

بن عبد اللہ بن عیسیٰ تمیمی سبتی فساتی تونسوی اور قرشی میابجی مقیم مکہ مکرمہ کے چچا ابو حفص عمر بن عبد المجید نے بھی انھیں اجازت دی، ان کے علاوہ ابو جعفر احمد بن علی

قرطبی فتکی اور ابوالحجاج یوسف بن احمد بن علی بن ابراہیم بن محمد بغدادی اور صدر الدین ابو محمد عبد اللطیف حمری امام شوافع نے بھی انھیں اصفہان میں

اجازت دی اور بغداد میں مشہور عالم حافظ ابوالفرج بن ابی جوزیما اور انھوں نے کثرت ابوالفضل بیان کی) سے استفادہ کیا، اور ان کے وعظ کی مجلسوں

میں حاضر ہوئے۔ اور دیکھا کہ یہ کوئی معمولی آدمی نہیں ہیں، بلکہ تمام خوبیاں انھیں کے اندر جمع ہیں۔ اور دمشق میں ابوالحسن احمد بن حمزہ بن علی عبد اللہ بن عباس

سلمی جواری اور ابوسعید عبد اللہ بن محمد بن ابی عمرو نے اجازت دی، ابوالطاہر خشوعی سے بھی اجازت و سماع حاصل ہے۔ ان کے علاوہ عماد الدین

ابو عبد اللہ محمد بن محمد بن حامد اصفہانی مشہور کاتب سے بھی اجازت ہے نیز ان سے روایت و استفادہ کیا۔ ابوالقاسم عبد الرحمن ابن الحسن بن الاخضری بن علی بن عساکر

سے بھی سماع حاصل ہے۔ اور ابوالولید اسمعیل بن علی بن ابراہیم بھی اُن کے اساتذہ میں ہیں۔

تلامذہ | ابن عبد الملک کہتے ہیں کہ ابو عبد اللہ سے ابواسحق بن مہیب اور ابن الواعظ ابو تمام ابن اسمعیل ابوالحسن بن نصر بن فاتح

۱۰ کتاب میں بیاض ہے، ترجم۔

بن عبد اللہ البجائی، ابو الحسن علی الشادبی، ابوسلیمان بن حوط اللہ، ابو زکریا، ابو بکر
یحییٰ بن محمد بن ابی النعمان ابو عبد اللہ بن حسن بن محیر ابو العباس بن عبد المؤمن البنائی
ابو محمد بن الحسن اللوائی، ابو محمد بن سالم عثمان بن سفیان بن اشقر تیممی تونسلی نے
استفادہ کیا۔ اور اسکندریہ میں رشید الدین ابو محمد عبد الکریم بن عطاء اللہ
اور مصر میں رشید الدین بن عطاء شجر القضاة بن ابجیاب اور ان کے خلف الرشید
جمال القضاة نے ان سے استفادہ کیا

تصانیف تصنیفات میں ابو عبد اللہ کے منظومات قابل ذکر ہیں۔

ابن عبد الملک کا بیان ہے کہ میں نے ابو تمام حبیب

بن ادس کے دیوان کی مثل ان کا ایک دیوان دیکھا ہے جس کا ایک حصہ
ان کی بیوی ام البجد کے ہوشیہ میں عاص ہے، اُس کا نام (وجد الجوامع فی تابین
القرین الصالح) رکھا ہے۔ اور ایک دوسرا حصہ ہے جس کا نام (نظم الجان
فی التشکی من اخوان الزمان) ہے۔ ان کی انشا مرسل بہت اچھی اور حکم
پر مشتمل ہوتی ہے۔ ان کی تصنیفات میں ان کے سفر نامہ (کتاب الرحلتہ)
کا بھی ذکر کیا جاتا ہے، مگر ابو الحسن الشادبی کہتے تھے کہ یہ ان کی تصنیف نہیں،
بلکہ ان کے مختصر نوٹ تھے، جنہیں ان کے شاگردوں نے تہذیب اور تبویب
کے بعد کتاب کی صورت میں جمع کر دیا ہے۔

شعر شاعری جب ابو عبد اللہ مدینہ طیبہ کے قریب پہنچے تو رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کے جوش میں انہوں نے

مندرجہ ذیل نظم کہی جو بہت مشہور ہے

اقول وانت باللیل ناسرا	رات کو آگ دیکھ کر میں کہنے لگا،
لعل سراج الہدی قد انا را	کہ شاید ہدایت کا چراغ روشن ہو گیا،
والا فمابال افق الدحج	ورنہ تاریکی کے افق سے
کان سنا البرق مند استنارا	یہ بجلی کی چمک کیوں نمودار ہو رہی ہے،
ومن من اللیل فی حلدس	حالانکہ ہم رات کی تاریکی میں ہیں،
فما بالہ قد تجلی نہادرا	لیکن آخر روز روشن کی طرح کیوں جلوہ آ رہا ہو رہی ہے۔

اور نسیم جاں فزانے مشک سے خوشبو مستعار لی ہے
یا مشک ہی اُس کا خوشہ چین ہے
ہماری سواریاں پہلے تھکان کی شاکی تھیں
مگر اب ہم سے سبقت کر رہی ہیں
ہم بھی رات کے سفر سے اکتا گئے تھے
مگر اب گھوڑوں کی زینوں سے آگے بڑھنا چاہتے ہیں
معلوم ہوتا ہے کہ دل اس محبت کے پانے میں کامیاب
ہو رہے ہیں،

جو ہمیشہ سے اُن کی منزل مقصود تھی
رات گزرنے کے بعد صبح کے علامات ظاہر ہونے لگے
اس لئے کہ محبوب کی زیارت نگاہ قریب آگئی،
مدینے کا ذکر ہم لوگوں میں چھڑا،
تو خوشی کے مارے ہر دل بیوں اچھلنے لگا
احمد مصطفیٰ (ص) کی پابوسی کے اشتیاق میں
اور اُس شوق میں جسکی آگ میں پہلو پھینکے جا رہے ہیں
اتنے میں اُحد کا پہاڑ بھی اس طرح چمکتا ہوا نظر ہوا
کہ گویا اُسے شہدائے نور مستعار لیا ہوا
اسی وجہ سے تاریکی

تاروں کی طرح منتشر ہونے لگی،
اور فرط مسرت سے قدم تیز اٹھنے لگے
اور جلدی جلدی کا غلغلہ بلند ہوا
اور جب رسول کریم (ص) کے دربار میں حاضر ہوئے
تو اشرف ترین پڑوس میں اترے
اور جب ہم سلام کے لئے قریب گئے
تو ادب و خشوع کیساتھ قدم آہستہ آہستہ اٹھتے تھے،

وهذا نسيم شذ المسك قد
أعير ام المسك من استعارة
وكانت رواحلتنا تشتمكي
وجاها فقد سبقتنا ابتداء
وكننا شكونا عناء السرى
فقد نابتنا سراج المهاد
اظن النفوس قد استشعرت
ببلوغ هويتنا ته شعاعا
بشارت صبح السرى آذنت
فان الحبيب تاد الخ من امارا
جوى ذكر طيبة ما بيننا
فلا قلب فى الركب الا وطا
حنينا الى احل المصطفى
وشوقا يهيج الضلوع استعارة
ولاح لنا احد مشرقا
بنور من الشهداء استعارة
فمن اجل ذلك ظل الدحج
عود النجوم انتشا
ومن طرب الركب حت الخطى
البيها ونادى اليداى الندا
ولما حللنا فناء الرسول
نزلنا بالكرم محبدا
ولما دنونا الفروض السلام
مقرنا الخطى والتزمنا الوقا

فما نزل اللغظ الا اختلاسا
وما مزج الطرف الا انكسارا
ولا نظهر اللفظ الا اختلاسا
وما مزج القول الا اسراما
سوى اننا لنعطق اعيننا
بدمعها غلبتنا انجباسا
وقفنا بروضة دار السلام
نعيد السلام عليها ساسا
ومن به في النفوس
نمنا الثرى والتزنا الجدا ساسا
قضينا بزورته محبنا
وبالعمرين ختمنا اعتناسا
الايك اليك نبى المهدي
ركبنا البحار وجبتنا القفا ساسا
رتوكتنا البلاد ولا مننة
ورب كلام يحسر اعتناسا
وكيف فمن على من به
نؤمل لاسيئات اغتفاسا
دعاني اليك هوى دعاسا
اننا من الشوق ما قد اتاسا

کنکھیبوں کے سوا ادھر دیکھنے کی تاب نہیں تھی،
اور ذر دیدہ نکا ہوں کے سوا ادھر ادھر دیکھنے کی
ہمت نہیں رہی
اور نہ تاب گویا نبی تھی مگر یہ کہ ڈرتے ڈرتے
اور نہ آپس میں گفتگو ہو سکتی تھی لیکن آہستہ
مگر یہ کہ ہم اپنی آنکھوں پر قابو نہیں پاسکتے،
جن سے بے اختیار اشکوں کا سیلاب بہ رہا تھا،
ہم روئے دارالسلام میں گھڑت ہوئے
بار بار سلام پڑھتے تھے،
زمین کو چوم کر دیوار سے چمٹ گئے،
رسول کی زیارت کر کے ہم حج سے فارغ ہو گئے،
اور دو عمروں کے بعد اپنا عمرہ ختم کیا،
اے پیمبر ہدایت آپ کی اور صرف آپ کی،
زیارت کی خاطر سمندروں اور میدانوں کا سفر ہم نے اختیار کیا
مگر جاشاکہ یہ آپ پر احسان نہیں اور آپ ہمیں کے لئے
گھبراہٹ ہو گیا،
اور بعض کلام ایسے صادر ہو جاتے ہیں جنکی معذرت
کرنی پڑتی ہے،
پھر اس ذات عالی پر ہم کس طرح احسان رکھیں گے
جس کے دامن سے گناہوں کی بخشائش کے لئے
ہماری امیدیں وابستہ ہیں،
ایک چھپی ہوئی محبت نے ہمیں آپ کی طرف رخ کرنے
پر آمادہ کیا،
جس نے ہمارے جذبات کو بول بکاردیا تھا،

<p>تو میں نے داعی محبت کو ایک کہا، اور اظہارِ رشتہ کے طور پر چل کھڑا ہوا، تاریک راتوں میں سفر کی تکلیفیں برداشت کرتا ہوا۔ اس حال میں کہ مشکل سے نیند آتی تھی، اگر چلنے کی سکت نہ ہوتی، تو میں اڑ جاتا، اگرچہ پرواز کی جگہ نہ ملتی، شاید کل کے دن حضور کی ایک نگاہ کرم خادم کے لئے جنت میں ایک ٹھکانا بنا دے۔ راستے پر چلنے والا کبھی گمراہ نہیں ہوا، اور آپ کی درگاہ میں پناہ دھندھنے والا ذلیل و خوار نہیں ہوا،</p>	<p>فنادیت لبیک داعی الہوی علی وقت من ضییت اختیاسا انوض الذحی و امر و ض السری ولا اطعم النوم الا غمرا ولو کنت لا استطیع السبیل یطرت ولولہ اصادف مطارا عی لحظۃ منک لی فی غدا تمہد لی فی الجنان الوقا فاصل من بسماک اہتدا ولا ذل من بناک استجارا</p>
<p>اور اس شخص کے غیبی میں جسے اللہ تعالیٰ حج بیت اللہ اور زیارت رسول سے سرفراز فرمائے یہ دو شعر کہے۔ مبارک ہے وہ شخص جس نے بیت اللہ کا حج کیا، اور دل کے گناہ دھو ڈالے، اس لئے کہ کاسرانی اُس کے لئے لکھی ہوئی ہے، جس نے مدینہ طیبہ کی زیارت کی، اس معنی کو وہ اس طرح ادا کرتے ہیں،۔۔۔ جب انسان سرزمین حجاز میں پہنچ جائے، تو گویا اُس کی بہترین آرزو میں برآگئیں، اور نبی کریم ص کی قبر اطہر کی زیارت کے بعد، گو یا اللہ تعالیٰ اُس کے مقاصد کی تکمیل کر دیتا ہے، اور مشرق کی بڑائی بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں،۔۔۔ مشرق و مغرب دونوں حصے برابر نہیں ہو سکتے، مشرق بجا طور پر بزرگی کا حامل ہے،</p>	<p>ہنیبا لمن حج بیت الہدی و حیط عن النفس او ناسا فان السعادة مضمونۃ لمن حج طیبۃ او ناسا اس معنی کو وہ اس طرح ادا کرتے ہیں،۔۔۔ اذ بلغ المرء امرض الحجاز وقد نال افضل ما اقلۃ وان ناسا قبر نبی الہدی فقد کل اللہ ما اقلۃ لا یستوی شرق البلاد وغربھا المشرق حائما الفضل باستحقاق</p>

۱۷۳

<p>وکیوم یلوع کے وقت آفتاب میں کس قدر پندیدہ اور اچھی خوبصورتی ہوتی ہے، اور پھر اسی کو غروب کے وقت زرد رنگ کا دیکھتے ہو جو تاریکی کا پیش خمیہ ہے، پھر یہ خیال کرو کہ جب مغرب سے آفتاب طلوع ہو گا وہی دنیا کا آخری دن ہو گا۔</p>	<p>انظر تری للشمس عند طلوعها زھوا یعجب بہجتہ الاشرواق وانظر لھا عند الغروب کھيئۃ صفراء تعقب ظلمۃ الافاق وکفی بیوم طلوعها من عمر ہما ان توذن الدنیا بعزم فراق نصائح میں ارشاد فرماتے ہیں :-</p>
<p>مصیبتوں کو چھپاؤ اور ان پر صبر کرو اس لئے کہ زمانے نے تمہارا دوست باقی نہیں رکھا لوگوں کی شکایت کیلئے اتنا کافی ہے کہ مصیبتیں دشمنوں کو مسرور اور دوستوں کو رنجیدہ کرتی ہیں</p>	<p>علیک بکتمان المصائب واصطبر علیہا فما لقی الزمان شقیقا کفالك لشکوی الناس اذ ذاک انما تسرعدوا و اوتسی صد یقا اور کہتے ہیں :-</p>
<p>احسان بھی عقلمند کی لغزشوں میں شمار کیا جاتا ہے، اگر وہ مناسب جگہ نہ صرف کرے جیسے کہ نفسانی خواہشیں اگر طبیعت کے موافق نہ ہوں تو ان سے بہت نقصان ہوتا ہے، ان کے بعض حکیمانہ اقوال درج کیے جاتے ہیں :-</p>	<p>ومصانع للمعروف فلتنة عاقل ان لم تضعها فی محل عاقل کالنفس فی شہواتہا ان لو تکن و قدالہا عادت بعض عاجل نشر</p>
<p>انسان کی عزت و شرافت، شرافت اخلاق و نیکیوں کا رسی پر اور اُس کی برتری احسان وجود پر موقوف ہے، انسان کو زبان کی حفاظت سے بچنا کرنی چاہئے جیسے پلکیں مردم چشم کی حفاظت کرتی ہیں، بعض باتیں ناقابل معافی لغزشوں کا باعث ہو جاتی ہیں، درشت زبانوں کی تیزی بسا اوقات ان کے لئے کلیف و عذاب کا سامان فراہم کرتی ہے، ہمارے زمانے میں منافق کے سوا کوئی کامیاب نہیں ہو سکتا، انسان ایسی نمائشوں سے باعث راستے سے ہٹ گیا جو عزت و شرف کے لئے خطرہ ہیں، اُس نے دنیا کو ترجیح دی، جس کی حیثیت خواب شیریں سے زیادہ نہیں، اور اس کی محبت میں کتنی عقلیں خراب ہوئیں،</p>	

عمل کم کرنے اور امیدیں بڑھادیں، لوگوں کو کیا ہو گیا ہے، کہ اس کے سوا اور کوئی کام نہیں کرتے، اور نہ کسی اور میدان میں کامزنی کرتے ہیں، نہ دنیا کے سوا کسی دوسرے شاہد مقصود کی تلاش ہے، خدا کی قسم اگر ان اسرار کے چہرے سے نقاب ہٹا جاتی، تو کتنی آنکھیں شب بیداری میں بس رہتیں، اور ان سے آنسوؤں کا چشمہ جاری ہوتا۔ اگر کوئی دیدہ بینا خواہ غفلت سے بیدار ہو، تو دنیا میں اسے کوئی نفع کی چیز معلوم نہ ہو، لیکن آنکھوں پر پردے پڑ گئے ہیں، اور انسان اپنے انجام سے بچ رہے، اللہ تعالیٰ سے راہنمائی کی التجا ہے اور ایسی رحمت کے خواستگار ہیں، جو بلوغ جنت میں گلگشت کے لئے پہنچا دے، حقیقت میں وہی شفیق و رحمت والا پروردگار ہے،

اور ان کے حکیمانہ اقوال سے یہ بھی ہیں:۔ عزم و ہمت کی لغزشیں نفسانی خواہشوں کی لغزشوں سے مشابہت رکھتی ہیں، ان میں ایسی نفع کی چیزیں ہیں، جن سے بعد کو ندامت نہیں ہوتی، اور ایسی مضر اشیاء بھی ہیں، جو دل پر اپنا الم انگیز اثر چھوڑ جاتی ہیں، ہمت کا نقصان یہ ہے کہ وہ ایسے شخص کے حصے میں آئے، جو اس کا حق ادا کرنے سے عاجز ہو، اور ممکن ہے، کہ اسے کچھ ضرر پہنچ جائے، خواہشوں کا ضرر یہ ہے، کہ اس کا آغاز اچھا نہ ہو، اور بعد کو اپنے کرنے والے کے لئے روگ ہو جائے، اس کی مثال نشے کی سی ہے، کہ نشہ باز پہلے خوب لذت اندوز ہو جاتا ہے، نشہ اترنے کے بعد اسے اپنی کروت کا نتیجہ معلوم ہوتا ہے، اس بے راہ روی کے خلاف عمل کرنا پسندیدہ طریقہ ہے،

ولادت
ابو عبد اللہ کی ولادت بلنسیہ میں ۵۳۹ھ کو ہوئی، اور بعضوں کے نزدیک شاطبہ میں ہوئی، تاہم صحیح میں

اختلاف نہیں،

وفات
اور اسکندریہ میں چہار شنبہ کے دن ۲۹ شعبان ۶۱۴ھ کو وفات پائی،

محمد بن احمد بن محمد

نام و نسب

محمد نام، کنیت ابو بکر، سلسلہ نسب یہ ہے، محمد بن احمد

بن محمد بن احمد بن محمد بن عبد الرحمن بن علی بن شیری ہمارے استاد

اور مشہور ادیب و مورخ تھے، پندرہ ہجرت قضا سے بھی سرفراز ہوئے،

خانہ انی حالات ابو بکر کی اصل اشبیلیہ کے تعلقہ شہاب سے ہے جو کہ راجہ باجہ

کے مغربی حصہ میں ہے، یہ خانہ ان عرصے سے بنو شیریوں

کے نام سے مشہور ہے، ان کے دادا اشبیلیہ میں مسند قضا پر متعلق ہوئے مشہور

اہل علم ہیں ان کا شمار تھا، مسند قضا پر رہنے کے زمانہ کے وقت ان کے

والد وہاں سے منتقل ہو گئے، اور غرناطہ پہنچے، پھر سبت میں بیٹے ابوبکر سے

منتقل ہوتے رہے، ہمارے استاد شیخ ابو بکر کی وزارت سبت میں ہوئی،

اور حادثہ کے زمانہ میں غرناطہ کو منتقل ہو گئے، پھر سبت کو منتقل ہوئے،

شاہی کاتبوں کے سلسلہ میں فساد ہو گیا، اور اس کے بعد مختلف

مقامات میں مسند قضا کو زینت دیتے رہے، اور بہت کچھ مال و عورت حاصل

کی، یہاں تک کہ ان کا شمار غرناطہ کے خاص لوگوں میں ہونے لگا،

حالات ابو بکر حسن اخلاق و دریا ہمت، کرامت و حسن ادب و مجلس میں

یگانہ، نفاست خط و نظافت میں بے مثل اور باوقار

و پر شوکت تھے، تلاوت قرآن نہایت شیرین کیسا کہہ کر تیار کر دین و ثقہ لوگوں میں

شمار کئے جاتے تھے، تاریخ کے عالم اپنے رفقاء کے تمام جزئی حالتوں کو یاد رکھنے

والے، نقل کرنے میں محتاط، وقار و متانت کے ساتھ مذاق و ظریف بھی تھے،

انشاء پر دازی میں بلند پایہ رکھتے تھے، شعر کے بڑے محقق تھے،

اس کتاب میں بیاض ہے مترجم

اس کتاب میں ایک سطر کی عبارت مشکوک اور غیر مربوط ہے، جسکی طرف حاشیہ میں بھی اشارہ کیا گیا ہے، مترجم

یہاں تک کہ اُن کے دیوان کا حجم بڑھ گیا، اسلوب انشا سلیس اور عمدہ، بلکہ نثر نگاری کے بادشاہ تھے، تونس کے سفر سے اُن کی اولیت وسیع ہو گئی، اور محکمہ کتابت و قضا پر بار بار باریا بھرتے، اہلیت و اعلیٰ صلاحیت کے باوجود اختیارات کے استعمال میں تنگ دل بلکہ بد نصیب تھے، کتاب (التاج المحلی) میں اُن کا ذکر ان الفاظ میں آیا ہے۔

اچھے لوگوں کے سلسلے کی آخری کڑی، زباں آور فصحا کی یادگار حسن، خلاق و عادات کے باعث محبوب خاص و عام تھے، وقار و متانت کے ایسے پابند، کہ عادات و اطوار میں کسی کجی یا عدم استقامت کا نام نہیں، ان کی خوبیوں کا کیا کہنا، ذاتی محاسن سے لے کر اوصاف ظاہری تک سب سے مالا مال تھے، خوشنویسی میں ابن مقلہ گرد تھا، نظم و نثر میں مشہور بلغار اُن کے سامنے زانوئے شاگردی تہ کریں، گفتگو و تقریر کے وقت مجمع گوش بہ آواز رہتا، اور اُن کے جواہریوں کو گوش دل سے سنتا، سبتہ کے حادثہ کے وقت اندلس آئے، چونکہ مصائب زمانہ نے اُن کو بد حال کر دیا تھا، اور قحط و مصیبت کے باعث وطن کو خیر باد کہنے پر مجبور ہوئے، اس زمانے میں اندلس کے سیاہ و سپید کے مالک ابو عبد اللہ بن حکیم تھے، اللہ اُن کے جسم کو پاک کرے، اور اُن کی قبر پر رحمت کی بارش ہو، جو انکی آمد سے آبدار تلوار کی طرح خوشی کے مارے اچھل پڑے، اور شرقا کی طرح انکا استقبال کیا، اور محکمہ کتابت کے سلسلہ میں منسلک کرنے لگے، اس لئے کہ اُن کی شان شہر شہر کی خاک چھاننے سے بلند و برتر تھی، اور اُن کے حقوق کا احترام کیا، نیز انعام و اکرام سے مالا مال کیا، پھر کیا تھا، مختلف علاقوں میں عہدہ قضا کو زینت دی، عزت و سرداری ہر طرف استقبال میں آنکھیں بچپاتی تھی، اور ممدوح نے اپنے انصاف سے گزشتہ قاضیوں کی یاد تازہ کر دی، اور اُن کی ایسی ادبی یادگاریں ہیں جس کے ہارحیوں کے گلے کی زینت ہوں، اور جس کے جواہر کی مثال سمندر بھی پیش کرنے سے قاصر ہے، اس مجموعے میں کچھ نمونے آئیں گے، جس سے اُن کی بالغ نظری، شرافت، طبع، اور تیزی طبیعت کا پتہ چلے گا،

ص ۱۶۶

اساتذہ | ابو بکر نے اپنے نانا استاد امام ابو بکر بن عبدہ اشبیلی سے پڑھا۔

اور مختلف مشاہیر علماء سے سماعت حدیث کی جن میں خاص طور پر رئیس ابو حاتم اور ان کے برادر کرم ابو عبد اللہ حسین، استاذ ابو اسحاق غافقی، شریف ابو علی بن ابو شریف، امام عبد اللہ بن حریش، مشہور متقی عالم ابو فارس عبد العزیز جزیری قابل ذکر ہیں، اس طرح غزاطہ میں استاذ ابو جعفر بن الزبیر، وزیر ابو محمد بن المؤذن، خطیب ابو عبد اللہ بن رشید سے سماعت حدیث کا شرف حاصل ہوا، القہ میں ابو عبد اللہ طنجالی، وزیر بلند مقام ابو عبد اللہ بن ربیع، قاضی منصف ابو عبد اللہ بن برطال سے حدیثیں سنیں، بجایہ میں امام ابو علی ناصر الدین مشدالی ابو العباس غبرینی سے، اور تونس میں ابو علی بن علوان، قاضی القضاة ابو اسحاق بن عبد الرافع، خطیب صوفی ولی اللہ تعالیٰ ابو عبد اللہ بن مرطال اور رئیس ابو القاسم بن محمد قائد الکلاعی سے سماعت حدیث کی نیز علمائے مشرق سے بھی انھیں اجازت حاصل ہے،

شعر ابو بکر کا کلام نظم بہت وسیع اور مختلف مضامین پر مشتمل ہے، کثرت کے باوجود منتخب ہوتا ہے، فرماتے ہیں:-

<p>اے فراق کی گھڑی تو نے مجھے درد و کرب میں مبتلا کر دیا اور دل کی گہرائیوں میں محبت کی سوزش چھپا دی خدا جانے مجھے کون اندکب ملاقات کی خوشخبری دے گا اور نہ جانے میری دنیا سوز بیکے گی یا نہیں؟ اور عہد محبت بھی واپس آئیگا یا نہیں؟</p> <p>عام عشاق کی فریفتگی و تیزی شوق سکون کی حالت میں ہوتی ہے،</p> <p>لیکن میری فریفتگی جدائی اور سکون محبت دونوں وقتوں میں ہوتی،</p> <p>اور میرا ارادہ ہے کہ غم بھران کے عہد کی نگہداشت کروں یہاں تک کہ ملاقات سے شاد کامی ہو اور ہر شخص کو اس کی نیت کا اجر ملتا ہے،</p>	<p>اخذت بکلم الروح یا ساعۃ النوی واضمات فی طی الحشا لا یخ الجوی فمن نخبری یا لیت شعری قتی اللقا وہل یحسن الدنیا و ہل یرجع الہوی سلا کل مشتاق و اکثر وجدہ وعند النوی وجدی و فی ساکن الہوی ولی نیتہ ما عشت حفظ عمودہم الی یوم القاہم والمرء ما نوی اور فرماتے ہیں:-</p>
--	---

<p>رونے والے سے کہہ دو کہ روئے بلاشبہ یہ رات کا قافلہ ہے بیان کردہ بات کا یقین کرو فراق کے قصے میں جھوٹ کی بالکل آمیزش نہیں جدائی سے میں ہمیشہ خائف رہا یہ جدائی اللہ کی جانب سے آئی ہے</p>	<p>قل لعن من کان باکیا یبکی ہذا اس کا اب السری بالاشک کن بالذی حدثو علی ثقۃ ما فی حدیث الفراق من اذک من النوی قبل لم اتمل حدیثا ہذا النوی حل من مالک الملک اور کہتے ہیں:-</p>
<p>اے اعراض کرنے اور غفلت برتنے والے خدا کی قسم تیری جدائی اچھی نہیں معلوم ہوتی</p>	<p>ایہا المعرض اللہ یسوئی ہجرک واللہ اور کہتے ہیں:-</p>
<p>خدا جس کو آزمائش میں مبتلا کرنا چاہتا ہے اُس کا دنیا میں کسی مغرور سے سابقہ کرا دیتا ہے اے بان کی ٹہنی کی سی نازک اندام کیا ایک لچک اس کمزور مریض کیلئے نہیں جو ٹھکتے حال ہے تمہاری یاد کبھی دل سے جدا نہیں ہوتی حالانکہ تم مجھ سے یکدم غافل ہو اے عثمان میری حالت زار تمہارے لئے کافی ہے اگرچہ میرا گناہ چہاہ کے برابر کیوں نہ ہو تمہارے حکم پر کوئی اعتراض کرنے والا نہیں ہے کیونکہ آمر اور ناہی تم ہی ہو</p>	<p>من یرد اللہ فتنۃ یشغلہ فی الدنیا بتیالہ یا عن البان ا لعطفۃ علی معنی جسمہ واہی ذکرک لاینفک عن خاطرئ وانت عنی غافل ساہی یکفیک یا عثمان من جفوتئ ولو کان ذبی ذنب جمجمہ ہیبات لامعترض علی حکمک انت الامر المناہی</p>
<p>چہاہ قبیلہ بنی غنار کا ایک شخص تھا جس نے حضرت عثمان کے دست مبارک سے غلطے کا عصا لے کر اپنے گھٹنوں پر توڑ دیا تھا جس سے ایک بیماری پیدا ہو گئی اور وہ اُس سے جانبر نہ ہو سکا اور کہتے ہیں:-</p>	<p>چہاہ قبیلہ بنی غنار کا ایک شخص تھا جس نے حضرت عثمان کے دست مبارک سے غلطے کا عصا لے کر اپنے گھٹنوں پر توڑ دیا تھا جس سے ایک بیماری پیدا ہو گئی اور وہ اُس سے جانبر نہ ہو سکا اور کہتے ہیں:-</p>
<p>اے وہ جس کی گم شدگی کے باعث میری روشنی</p>	<p>یا من اعاد ضیائی فقد اهلک</p>

تاریکی سے بدل گئی ہے
تو نے اپنے غلام کو مار ڈالا مگر بدلے کا خوف دل میں نہ آیا
عاشق کی مصیبت عام مصیبتوں کے مثل نہیں
اور نہ میرا رونا ناہر رونے والے کے برابر ہے
میں محبت کی شریعت میں کس سے خون کا مطالبہ کروں
اس لئے کہ میری اور تمھاری دونوں آنکھیں اس
قتل میں شریک ہیں
اور ظریفانہ رنگ میں رصاصہ کی پیروی کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-
اپنے موٹاپے کی شکایت اللہ کی درگاہ میں کرتا ہوں
اور ایک ایسی سوزش کا شکوہ جو برابر تیز ہوتی جاتی ہے
میری جان اُس حائلک (جولانا) پر قربان ہو جس پر
میرا دل آگیا ہے
اور جو شیریں بیان و بلند اخلاق ہے
میں نے اُس سے بوسہ خال کی درخواست کی تو اُس نے
نانہ و بختہ کے ساتھ انکار کیا
اور کہا کہ میرا خال میرے تل کی حفاظت کرتا ہے
اور اگر کوئی ایسا ارادہ کرے اور میں تل کی حفاظت
حال سے کرتا ہوں
اس کے وعدوں کے سراب قربت پر آمادہ کرتے ہیں
لیکن اُس کی شدت طبع سے ڈرتا ہوں
لیکن اس کی سختی اور ظلم کے باوجود
میں کبھی اُس کی یاد سے غافل ہونے والا نہیں
اور قرآن کی آیت کی تفسیر کرتے ہوئے کہتے ہیں:-
میری ایسی ہمت ہے کہ جب میں اُسے ذلت
کی دندل میں پھنسانا چاہتا ہوں
قتلت عبدک لکن لم تخف دسرا کا
مصیبة الصب لیست کالمصاب لا
ولا یکنائی علیہا مثل کل یکا
من اطالب فی شرع الہوی بدمی
لحظی ولخطاک فی قلی قد اشتراکا
اشکو الی اللہ فرط اہتیا لی
ولو عدت لا تزال تذکر لی
بمہجتی حائلک شغلت بہ
حلو المعانی طرانا لا عالی
سألته لشرخالہ فانی
وظل فی عنزۃ وادلال
وقال حالی یصون خالی ان
یدنی و احمی الخال بالحال
یقربنی الال من مواعدا
واقعی منہ سطوۃ الال
لکن علی ظلمہ وقسوتہ
فلست عند النرمان بالسالی
اور قرآن کی آیت کی تفسیر کرتے ہوئے کہتے ہیں:-
لی ہمة کما حاولت امسکھا
علی المذلت فی احوال ارضیہا

قالت (لو تکرن ارض اللہ واسعتر) تو کہتی ہے، کیا اللہ کی زمین وسیع نہیں ہے
 حتیٰ یہاں جو عید موہن فیہا جس میں ایک مرد موہن پناہ سے
 گناہوں سے تائب اور بڑھاپے سے متوشس ہو کر کہتے ہیں :-

قد کان عیبی قبل فی غیب
 فمد ید الشیبی ید العیبی
 لا عدسالی الیوم ولا حجة
 فضکتنی واللہ یا شیبی
 اذقلتنی الذنوب وبھی ووسی
 لیبتنی کنت ناھدا کما ولسی
 پہلے میرا عیب چھپا ہوا تھا،
 بڑھاپے کے ظہور سے عیب بھی نمایاں ہو گیا
 اب میرے لئے نہ کوئی عذر ہے نہ دلیل
 اسے بڑھاپے والی تونے مجھے رسوا کر دیا
 افسوس کہ گناہوں نے مجھے گراں بار کر دیا
 کاش میں حضرت اویس کی طرح زاہد ہوتا

امرا کے بنی نصر کے تیسرے بادشاہ کے عزریل کے بعد دونوں میں
 اچھی رسم و رواج پیدا ہو گئی تھی، جبکہ وہ اپنی تباہ حالی کے بعد وطن و ملک سے
 قلعہ منکب میں پناہ گزین تھے، اور زمانے کے ہاتھوں ان کے آرام و آسائش
 کا قائم ہو چکا تھا، اور وہ اپنی گزشتہ عزت و عظمت پر مرثیہ خوانی کیلئے رہ گئے
 تھے، اس زمانے میں قاضی مہر و ح دہاں کے حاکم اعلیٰ اور سیاہ و سپید کے
 مالک تھے، ایک روز شاہ معز زول ان سے بہت مانوس ہوئے اور خواہش
 کی کہ وہ اپنی زبان فصاحت بیان سے ان کے حال زار کو بیان کریں، تو
 قاضی مہر و ح نے ان کو لکھا :-

فتنا فسا فاء لطلب فید یہون
 ولا تعجلان الحدیثا شجون
 علمنا الذی قلنا کان من صرقا ہرنا
 ولم تعلمنا ہذا الذی سیکون
 ذکونا نعما قد تقضی نعیہ
 فاقلنا شوق لہ وحنین
 وکنا بالامس کیف شئنا واللذنا
 حر اک علی امسکامنا وسکون
 ذرا گھبرا جاؤ کہ یہ مصیبت معمولی ہے
 اور ہلدی نہ کرو کہ بات پر بات نکلتی ہے
 ہم زمانہ کے گزشتہ نظام سے واقف ہوئے
 مگر ہونے والی باتوں سے بالکل لاعلم ہیں
 ایک گزشتہ عیش و لطف کی صحبت یاد آئی
 تو اس سے اشتیاق نے ہمیں مضطرب کر دیا
 کل ہم جو چاہتے تھے کرتے تھے اور تمام خلقت
 ہمارے احکام کے مطابق عمل و حرکت کرتی تھی

واذ بانما شوى الغوادى ونحوها
 تزل الرقاب او تشير عيون
 فغض من ذاك السر وسمنها
 وادرا من ذاك الذعيم معتيت
 وبناعن الاوطان بيت ضرور
 وقد يقرب الانسان ويبنت
 ايام عهد الاناس هيت معهدا
 وجادك من سيب الغار هتوت
 تريب اللیالی ان تیت مکاننا
 رویدک ان الحر لیس یبول
 فان نكن الايام قد لعیت بنا
 ودامت علينا للخطوب فنون
 فمن عادة الايام ذل کرامها
 ولكن سبیل الصابرين مبين
 لئن خاننا الدهر الذی کان عیدنا
 فلا عجب ان العبد تخون
 وما غص منا مخبر غیر انه
 تضاعف ایمان وزاد یقین
 وقفنا علی فضل الاله ظنوننا
 و فی فضل ربی ما تخیب ظنوننا
 اور ابو الحکیم بن مسعود کو جو محکمہ تقسیم میراث میں عہدہ دار تھے، مندرجہ ذیل
 پر مذاق خط لکھا، جو سنجیدہ سے سنجیدہ انسان کو بھی سننے پر مجبور کر دے۔
 اللہ میرے بھائی اور سردار کی عمر زیادہ کرے، ان حصہ والوں کے لئے جتنی
 خاطر مدارات میں وہ مختلف قسم کے چیلے کرتا ہے، اور ان مرنے والوں کے لئے

اور جبکہ صبیح کی بدلیاں ہمارے دربار پر سا کرتی تھیں
 اور لوگوں کی آنکھیں اور انگلیاں ہماری طرف اٹھتی تھیں
 لیکن اس سمرت کا لطف ختم ہو گیا
 اور اس نعمت کا چشمہ غبار آلود ہو گیا،
 اور ضرورت کے باعث وطن سے الگ ہونا پڑا
 اور کبھی انسان قریب ہو کر الگ ہو جاتا ہے،
 اسے وطن محبوب، اللہ تجھے مدت تک شاد کام رکھے
 اور تجھ پر بدلیوں کی بارشیں ہو
 زمانہ چاہتا ہے کہ ہماری ذلت کرے
 لیکن اسے معلوم نہیں کہ شریف انسان ذلیل نہیں ہوتا،
 اگر زمانہ کا بزناؤ ہمارے ساتھ اچھا نہیں ہوا
 اور ہم پر پے در پے مصیبتیں آئیں تو تعجب نہیں
 اس لئے کہ شرفا کو ذلیل کرنا زمانے کی خواہ ہے
 لیکن صبر کرنے والوں کا طریقہ ظاہر ہے
 اگر اس زمانے نے، جو کہ ہمارا غلام تھا، خیانت کی
 تو کیا تعجب ہے، اسلئے کہ خیانت غلاموں کے ضمیر
 میں داخل ہے
 ایک باختر آدمی تکلیف و مصیبت سے یہ سبق لیتا ہے
 کہ ایمان و یقین میں زیادتی و استحکام آجاتا ہے
 خدا کی رحمت کے ساتھ ہم نے اپنی امیدیں وابستہ کر لی ہیں
 اور اللہ کی رحمت کی امیدیں ناکام نہیں ہوتیں،
 مندرجہ ذیل

صفحہ ۱۸

جن کی لاشوں کے بارے میں احتیاط کا حکم دیتا ہے، اور ان کا قلم موخر میاں کے قطع کرنے کے لئے ہمیشہ تیار، اور اس کٹی کیچر کی پیدائش کی مخلوق کی تحلیل کے لئے ہمیشہ مستعد رہے، تو حال یہ ہے، کہ کسی مرد کو غسل دیا جا رہا ہے، کوئی دفن کیا جا رہا ہے، کسی کی زندگی ختم ہو رہی ہے، کسی کے لئے کفن کی تیاریاں ہو رہی ہیں، کوئی قبر کھد رہی ہے، اور کوئی دروازہ بند ہو رہا ہے، اور کوئی فنس چھوڑی جا رہی ہے، جب کوئی مکان خراب ہوتا ہے، تو دکان میں اسباب راحت فراہم ہوتے ہیں، اور کسی جماعت پر مصیبت آتی ہے، تو کتنوں کی روزی کے دروازے کھل جاتے ہیں، ان حالات میں میرے سردار خوب شکم سیر ہو کر اور ریش بچہ بڑھا کر دکان کا رخ کرتے ہیں، تو مختلف قسم کی چیزیں دیکھتے ہیں، کبھی اس کو نظر بند رہی سے، کبھی ادھر غضب آلود نگاہوں سے دیکھتے ہیں، کبھی تھیلوں کے جاک کرنے کا، کبھی پٹکوں کی تلاشی کا حکم صادر ہوتا ہے، پھر قلم ہاتھ میں لیتے ہیں، ایک جماعت مسرت کے مارے کہتی ہے، اللہ بیچارے پر رحم کرے، ہمارے بڑے دوست تھے، اور بسا اوقات اُس کی تدفین میں جلدی سے کام لیتے ہیں، غرض کہ کوئی کچھ کہتا ہے، جیسا کہ حدیثوں میں آیا ہے، جتنے منہ اتنی باتیں، اس وقت دوست و دشمن کی پہچان ہوتی ہے، اُس وقت یہ غضبناک تیور اور خشکیوں نگاہوں کے ساتھ میت کے گھر میں آتا ہے، اور بارے سوالات کے ناک میں دم کر دیتا ہے، اور کہتا ہے، جو کچھ گھر میں ہے، اُسے حاضر کرو، اونٹ اور بکریوں کے ریوڑ کہاں ہیں؟ اور جمع شدہ خزانہ کہاں ہے؟ اس شخص کی حالت بہت اچھی تھی، اور اُس کا شمار مالدار لوگوں میں تھا، اور خاص لوگ دور ہی سے تمام حالات کا ماحضہ کرتے ہیں، اور وہ جتنا کیسی ساتھ پس پردہ اسرار کے انکشاف کا انتظار کرتے ہیں، اور مال و متاع کی طرف اُن کے قدم اسی طرح اٹھتے ہیں، جیسے باز تیر کی طرف جاتا ہے، اس حال میں کہ مردوں کا دم آخر ہوتا ہے، اور وارثہ و ملازم سب جمع ہوتے ہیں، کھانے پینے کی تمام چیزیں لکھائی جاتی ہیں، تمام اموال کا شمار ہوتا ہے، اور وزن اور پیمانوں سے

ان کا اندازہ لگایا جاتا ہے، اور گواہ درشتہ کو بدترین قسمیں دیتے ہیں، نیز ان کے آبا و اجداد کو صلوات میں سناتے ہیں، اور خوشبو سے زمین معطر ہوتی ہے، جس سے روح و جسم میں ایک عجیب کیفیت پیدا ہو جاتی ہے، دلال پکارتا ہے، کہ یہ کنجی ہے، گواہ و سمسار الگ آسمان کو سربراٹھائے لیتے ہیں، سب کی چیخ و پکار اس قدر بلند ہوتی ہے، کہ واعظ و ناصح کی تسبیح گڑبڑتی ہے اور قریب الموت مریض پوچھتا ہے کہ یہ کیا شور ہے؟ ابھی تو میں نہیں مرا ہوں، پھر کس کے لئے یہ ٹوک بپتبع ہیں، اس پر پھر آوازیں بلند ہوتی ہیں، ایسا نہ ہو (۶)

اور اس کا پیٹ چاک کر دیا جاتا ہے، اور اسکے باپ اور ماں کے پہلو میں اُسے بھی دفن کر دیا جاتا ہے، اسکے بعد حصوں کی تقسیم شروع ہوتی ہے، اگرچہ آسمان سرسریوں اٹھایا جائے اور حصہ داروں سے کہا جاتا ہے کہ کچھ نیکی اور خیرات کرو اس لئے کہ نیکی اور صدقہ اسلام کے اعلیٰ مراتب میں تیسرا درجہ ہے، اور ابن القاسم نے تصریح کی ہے کہ تقسیم کرنیوالے کی اجرت ہوتی ہے اور اصحیح و سمعون نے اُسے جائز رکھا ہے، مطرف اور ابن ماجشون نے بھی اس سے اختلاف نہیں کیا،

شاید زیادہ ظرافت و حسن کلام کسی عذر و معذرت کا باعث ہو جائے، اور ہم اللہ سے ایسے حمد و شکر کی توفیق طلب کرتے ہیں، جس سے نعمتوں میں اور اضافہ ہو، اگر یہ خوف نہ ہوتا، کہ ایک فریق کی جانب سے روک دیا جاؤں گا، نیز فقیہ ابوالنجم کے لئے آگے بڑھنا دشوار ہو جائے گا، تو ہم اس تذکرے کو اور طول دیتے، اور تفریح و لطف کے دریا میں اور تیرتے، اور وارث کے بیان میں تفصیل کرتے، اور بددیانتی کرنے والے کے ساتھ گواہوں کو مرد و عورت کے تناسب سے قسم کھلانے کی علت بیان کرتے، اللہ میرے بھائی کی عزت اور بزرگی میں ترقی دے، اور انھیں ایسی بصیرت دے، جس سے حقوق کی اچھی طرح چھان بین کر سکیں، اور ایسی نظر عطا کرے، جس سے ایک ذہرہ بھی چھوٹے نہ پائے، اور ہمیشہ پرانی چیزیں اور پیسہ اور بوسیدہ کپڑے شمار کرتے رہیں، اور اپنے سحر نگار قلم سے کپڑے مکوڑوں کو بھرتے رہیں، اور صفحہ کو صفحہ سے ملاتے رہیں،

بات پر بات یاد آتی ہے۔

اس معنی میں سلطنت حکیم کے کاتب کا ایک نہایت ظرافت آمیز قول سیویقتہ میں میری نظر سے گزرا، جسے محکمہ میراث میں مقرر کیا گیا تھا، اُس نے طلب عفو کے طور پر یہ شعر لکھ کر بھیجے :-

وما لیت من تغل المواریت رفعة | میں نے ترکوں کے مشغلہ سے کوئی عزت نہیں پائی
سوی سوق نعش کلما مات میت | سوائے اس کے کہ مردوں کے مرنے کے بعد لاٹوں
کی قیادت کروں

واکتب للموتی صکا کا انھو | اور مردوں کے لئے پروانہ لگھوں
یخاف علیہم فی الجباب التفلت | جیسے کہ خوف ہو کہ وہ کفن سے بھاگ جائیں گے
کافی لعزرائیل صرات مناقضا | گویا کہ میں عزرائیل کے خلاف ہو گیا،
بما هو صحو کل یوم و اثبت | جسے وہ روز مٹاتے ہیں میں اُسے ثابت کرتا ہوں
ابوبکر کی خوبیاں بہت ہیں۔ اسی طرح اُن کے منظومات اور مجموعہ نثر
بھی بہت کافی ہے۔

ولادت | ابوبکر کی ولادت ۶۴۲ء کے آخر میں ہوئی

وفات | ابوبکر نے شعبان ۳۰ شہ میں شنبہ کی رات کو انتقال کیا۔

اس حال میں کہ اپنے زمانے میں آسمان علم کے ایک درخشندہ ستارہ اور سلف کی یادگار شمار کئے جاتے تھے، بہت کچھ مال و متاع چھوڑا جس میں کتابوں کا حصہ نہیں تھا۔ اس لئے کہ وہ نقد رقم کو محبوب رکھتے تھے۔ اور اپنی قبر پر قرآن خوانی کے لئے روزینہ مقرر کر دیا تھا، اور باب البیرة کے ایک مکان میں دفن کئے گئے، جسے انھوں نے خود ہی اس کے لئے نامزد کر دیا تھا۔

محمد بن احمد بن قطبہ الروسی

نام و نسب	نام محمد کنیت ابوالقاسم غرناطہ کے باشندہ تھے
حالات	ابوالقاسم بہترین اخلاق و عادات کے جامع، خوشخط، اور

تاریخ و اخبار کے حافظ تھے۔ اس کے علاوہ پاک نفسی، علوہمت، سادگی، تصنع سے نفرت و متانت و وقار جیسی نادر خصلتوں سے آراستہ تھے۔ شاعر اور انشا پرداز بھی تھے، شہسواری، شجاعت و مردانگی، تیراندازی، شطرنج بازی ان تمام فنون میں بھی مشکل سے کوئی ان کا مثل ملتا سیر حشیم اور اپنے جان پہچان میں حاجتمندوں کے غمخوار تھے۔ دیوان شاہی کے سلسلہ میں منسلک ہوئے تو ان کا کمال ظاہر ہوا۔ اور محکمہ کتابت میں بہترین علمی شہادتوں کے ساتھ منتقل ہوئے ان کے حالات اب تک معروض میں۔ اور اپنے وطن کے بہترین لوگوں میں شمار کئے جاتے ہیں۔ "التاج المحلے" میں ان کا ذکر اس طرح آیا ہے:-

۱۸۳

ابوالقاسم میدان علم میں سب سے آگے، عجائب و غرائب کے جامع تھے، ادیبوں اور انشا پردازوں میں صدر نشین، نیز فوجوں میں قائد ہوتے، ان کے والد مرحوم اس شہر میں بہت مشہور و باعزت اور شہر کی ناک سمجھے جاتے تھے، رؤسا و شرفاء علماء و ادباء اور اہل مملکت سب کے سرگروہ و مقتدا تھے، اپنے صاحبزادے کو بھی اسی راہ پر لگایا، یہاں تک کہ یہ وثاقت و ذکاوت، اور عربی قابلیت میں ممتاز ہوئے، اور انھیں بہادر قاضی بنایا، جو نہایت شریف اخلاق کے ظاہر ہوئے اور جہاد میں بھی بطیب خاطر حصہ لیتے رہے۔ اور اس زمانے کی متعدد چھوٹی بڑی لڑائیوں میں شریک ہوئے، اور وفود کی شرکت کے ساتھ ساتھ میدانوں اور بیابانوں کو طے کرتے رہے۔ قابلیت اور نہ تیز تلواروں کو خیر باد کہا، اور نہ کتابیں زمانے کے بے رحم ہاتھوں کے سپرد کیں۔

شاعری | ابوالقاسم کا ادب اچھا اور مختلف فنون پر حاوی ہے، "رضیات" اور اس کے متعلقات میں کہتے ہیں:-

دھینی و مظلول الیاض قانتی	مجھے ضمناً لودباغوں میں رہنے دو
انادم فی بطائما الالاس والوسا	کہ اس میں بجان و کتاب کے پھولوں کے ساتھ سیر کروں
اعلل من ہذا اجضر لا شارب	کبھی اس میں مچھوں کی سبزی کا نمونہ دیکھ کر دل پہلاؤں
واہکی بہذا فی توسد الا خدا	کبھی گلابی رخساروں کی نقل دیکھ کر دل کو تسکین دوں

وان خف غصن البان را بدتسمۃ
ذکوت بہ لین المعاطف والقدا
اور فرماتے ہیں:-

ولیلادسناہا سلافاکاسناہا
اور وہ رات جس میں ہم لوگوں نے بہترین شراب
کے خم لٹھمائے

علی کف سابقہا تفرمتنا
ایسا معلوم ہوتا تھا، کہ ساقی کے ہاتھوں میں آگ
کے شعلے ہیں

غنیاً عن المصباح فی صبح لیلہا
مجد مدیر لا یکا سر عقام
اور فرماتے ہیں:-

یومنا یوم سرور فلتقم
تصدع الہم بکاسات المدام
انما الدنیا منام فلتکن
مغرماتہا باحلام المنام
اور فرماتے ہیں:-

وی منک مالوکان للشرب ما صحا
وبالہیم ماردت صلاھا المناہل
أحبک ماہبت من الروض نسہ
تھاری محبت کی کچھ ایسی وارفتگی میرے دل میں ہے
کہ اگر وہ پینے والوں کو ہوتی تو ان کا نشہ دور نہ ہوتا
اور اگر پیاسی اونٹنیاں اُس میں جتنا ہوتیں
تو گھاٹ اُن کی پیاس بجھانے سے عاجز رہتے

وما اہتزاعصن فی الحدیقہ مائل
میں تم سے محبت کروں گا جب تک باغ میں ہوا چلتی رہے گی
اور لچکدار شاخیں جھومتی رہیں گی

فان شئت ان تہجرواں شئت فلتصل
فانی ما حملتہنی الیوم حامل
اور فرماتے ہیں:-

کوقلت للبدس المنیر اذا بد
میں نے جو دھوپ کے روشن چاند سے بارہا کہا

ہیہات وجہ فلانہ تحلی لنا
 فأجابنی بلسان حال و اعتنی
 لا الشمس تحکیمها فاحکیمها أنا
 و صرفت وجهی نحو عرض اُصلد
 قد رام یثبہ قد ہالما انتی
 ففولت ہزاء عند ہنز قوامہ
 اذ سام ان یحکی قواما کالقنا
 تم بیکار میری مشوقہ کے چہرہ کی نقل اتارتے ہو
 تو اُس نے زبان حال سے گویا یہ جواب دیا، جب
 آفتاب اُس کی شبیہ پیش
 کرنے سے عاجز ہے تو میری کیا مجال ہے؟
 تو میں ایک نازک شاخ کی طرف آیا
 جو جھونے میں اُس کے قد کا نقشہ کھینچ رہی تھی،
 تو میں اُس کے قد کی حرکت کو دیکھ کر ہنسنے لگا
 اسے کیا ہوا ہے، کہ نیزے کی طرح سر و قامت کی نقل
 سوچھی ہے

میں نے انہیں ایک بار ایک غرض سے خط لکھا، جو اشارے

ظاہر ہے:-

جواخنا نحو اللقاء جوالخ
 ومقدار ما بین الدیاس قریب
 وتمصی اللیالی والتزاوم معوز
 علی الرعم منات ذالفربیب
 فدیتک ماجلہا العین زیا دة
 ولومثل ما رد الحاظ مرقب
 وان لقاء جاء عن ضراب موعدا
 لا کرم ما یہدی الاسریب اسیب
 تو انہوں نے جواب دیا
 لعمری ما یونی اذ اکنت حاضر
 سوی یوم صیب من علاہ الغیب
 ہمارا دل ملاقات کا مشتاق ہے
 اور درمیان کی مسافت بھی قریب ہے
 زمانہ گزر رہا ہے، اور ملاقات ہماری
 خواہش کے باوجود دشوار ہو رہی ہے، یہ تعجب
 کی بات ہے
 میں آپ پر قربان، براہ کرم جلد ملاقات
 سے مشرف کیجئے، جیسے نگہبان انکبیں جمپکا تا ہے
 اسی طرح سہی
 اور وہ ملاقات جو وعدہ کے بموجب ہو
 اس سے بہتر ایک ذی علم کا اور کوئی تحفہ نہیں ہو سکتا
 میری جان کی قسم جب میں موجود ہوتا ہوں
 تو میرے دن کی حالت اُس عاشق سے مشابہ ہے جو
 دشمنوں کی نگاہوں سے غائب ہو

ازور فلا الفی لدیک بشاشة	میں ملاقات کے لئے آتا ہوں، لیکن تمہارے چہرے پر خوشی کے آثار نہیں دیکھتا،
فیعد و منی الخطو وهو قریب	تو قدم قربت کے باوجود دور ہو جاتے ہیں،
فلا ذنب للایام فی البعد بیننا	ہماری اور آپ کی دوری میں زمانے کا کوئی قصور نہیں،
فافی لداعی القرب منك محیب	اس لئے کہ میں تمہاری طرف سے نزدیک کی طلب پر لبیک کہنے کے لئے تیار ہوں،
وان لقاء جاء من غیر موعدا	اور وہ ملاقات جو بغیر وعدہ کے ہو، خوشگوار ہوتی ہے مگر صرف ایک بار،
لیحسن ولكن مرة ویطیب	اور ان کی خوبیاں بہت ہیں، جتنا ہم لکھ چکے، وہ کافی ہے، ایسا نہ ہو کہ ہم موضوع سے ہٹ جائیں،

محمد بن محمد الروسی

۱۸۵

نام و نسب	محمد نام، ابو بکر کنیت ہے، سلسلہ و نسب یہ ہے: محمد بن محمد بن احمد بن قطبہ الروسی، ان کے بھائی کا ذکر اس سے پہلے آچکا ہے،
حالات	ابو بکر بزرگی و شرافت، نیز وجاہت میں اپنے بھائی کے مانند تھے، بشاشت، دلچسپی، لہن ساری اور بے لونی میں انے ممتاز تھے، اسی طرح بعض دوسرے اوصاف میں ان سے کم بھی تھے، ذہین، آسان اور رواں لکھنے والے، زود نویس اور خوش خط، اور جستہ نثر نگاری میں فائق تھے۔ عداوت و قضا کی صلاحیت تو ان کی خاندانی تھی، اپنے والد کے سامنے شرط، لکھا کرتے تھے، فقہ کی بہترین بڑی کتابیں نقل کیں، اور بہت سی کتابیں ازبر کر لیں، جن میں مقامات حریری بھی ہے، دربار شاہی میں کتابت کے عہدہ پر سرفراز ہوئے، اور اہل دربار کے ساتھ خاص خصوصیت

حاصل ہوئی اور سلطان کی نقل و حرکت کے زمانے میں پیش قدمی کا فخر حاصل تھا، حسن سیرت، سفارش، بلندی مرتبت، خوش انتظامی اور نرم دلی میں مشہور تھے اور عہدہ کتابت کے ساتھ منصب خطابت پر بھی متمکن ہوئے، ان سے شعر مروی نہیں، اور نہ انھیں اس سے دل چسپی تھی

محمد بن محمد بن قطبہ الروسی

نام و نسب | محمد نام کنیت ابو بکر ہے، ان کے والد اور چچا کا ذکر اور پرگز چکا ہے، ان کے دادا کا ذکر ابھی آتا ہے، فنون ادب سے خاص دلچسپی تھی، اور اُس میں خاص ملکہ رکھتے تھے، فطرت سے ملکہ شعری حاصل ہوا تھا، کہتے تھے، اور کلام کو خوب پرکھ کر کہتے تھے، بہت سی نظمیں کہیں، اور ان کی دور دور شہرت ہوئی، بادشاہ کے سامنے بھی قصائد پیش کئے، اور انعامات حاصل کئے، اسی زمانے میں عہدہ کتابت پر بحال ہوئے، اور اپنے ہم عصر ادباء کی سوانح لکھنی شروع کی تھی

شاعری | ابو بکر روسی نے اپنے بعض دوستوں کو یہ اشعار لکھ کر بھیجے تھے۔

اذا شمت من نحو الحی فی الدجا بقا	جب تاریکی میں دیا محبوب کی جانب سے بجلی
ابی الدمع الا ان یسیل ولا یرقی	کی چمک نظر آتی ہے تو آنسو بہتے جاتے ہیں اور تھمنے کا نام نہیں لیتے
ومہما تذکرات الزمان الذی معنی	جب گزرے ہوئے دن یاد آتے ہیں
تقطعت الاحشاء من حرما اللقی	تو مصیبت کی سوزش سے پسلیاں ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتی ہیں
خلیلی لا تجزع لحمل فاد معی	میرے دوست قحط سالی کا غم نہ کرنا
تبادر سقیانی المہوی لمن بہتسقی	اس لئے کہ میرے آنسو محبت میں سیرابی طلب کرنے والے کے لئے تیار ہیں
وما ضر من اصحبت ملک یمینہ	کوئی حرج نہیں کہ میں کسی کا غلام ہوں

<p>جیکہ وہ ایک دن آجائے، اور اپنی غلامی میں مجھے قبول کرے،</p>	<p>اذا زارنی یوما وقد حازنی رقا</p>
<p>میں اُس کے عشق میں فنا ہو گیا، اگرچہ چاہے کہتے ہیں کہ جدا ہونے والے کے فراق میں مرنے والا مخلوق کو گمراہ کرتا ہے،</p>	<p>فینت بد عشقا وان قال حاسدا اضل الومای من مات فی ہاجر شقفا</p>
<p>اس کے سوزش افزا قامت سے میرا دل بھرک اٹھا اور اُس رخسار کا یہ کیا اچھا فیصلہ ہے کہ میں نصیب رہوں،</p>	<p>تلہب قلبی من تلہب قلدا فیا نعم ذاک الخلد قاض بان اشقی</p>

اور اسی میں ہے :-

<p>کہنے ایسے دوست ہیں جن کے بارے میں خیال تھا کہ وہ راستبازی سے کام لیں گے جبکہ میرے اوہام کذب بیانی کوس گے</p>	<p>وکوم من صدیق کنت احب اذہ اذا کذبت اوہامنا دفع الصداقا</p>
---	--

مجددین محمد الروسی

<p>نام و نسب</p>	<p>مجددین محمد بن محمد بن محمد بن محمد بن احمد بن قطبہ الروسی، فقیہ ابو بکر بن محمد مذکور کے</p>
<p>بیمالی ہیں، حالات</p>	<p>مجددین محمد بن محمد بن محمد بن احمد بن قطبہ الروسی، فقیہ ابو بکر بن محمد مذکور کے</p>
<p>شاعری</p>	<p>ابتدائی نحو کی ایک کتاب یاوکی اور خطاطی سیکھی، اور اپنے والد کے مثل دفتر عساکر میں کام کرنے لگے، اور اب تک اپنے عہد سے پر ہیں، ان اشعار کی نسبت ان کی طرف کی ہے :-</p>
<p>حلفت بمن ذاعتی الکوری</p>	<p>میں نے اُس کی قسم کھائی جس نے میری آنکھوں سے</p>

غیند زائل کر دی اور دراز راتوں میں بیدار رکھا اور میرے جسم کو لاغری کا جامہ پہنایا اور دل حزیں کو دردِ فراق میں مبتلا کیا میں اُس کی محبت سے ایک لمحہ کیلئے بھی الگ نہیں ہوا اور نہ اُس کا کوئی بدل چاہتا ہوں	واسہم حفتی لیل طویلا واللبس حبیبی ثياب الخول وعذاب بالهجر قلبی العلیلا وما حلت عن حبہ ساعة ولا اعتضت مند سواہ بدیلا
--	---

محبزین محمد الکلبی

نام و نسب | محمد نام کینت ابو عبد اللہ، غرناطہ کے باشندہ ہیں، سلسلہ نسب یہ ہے:-

محمد بن محمد بن احمد بن محمد بن عبد اللہ بن یحییٰ بن عبد الرحمن بن یوسف بن جزئی الکلبی

قراء اور علما کے بیان میں محمد کلبی کے والد کا ذکر آچکا ہے، محمد کلبی نوجوانی کے پانچویں شہرہ آفاق، اور نیک نام تھے، علوم ادب میں ممتاز، اور شعر گوئی میں خاص ملکہ رکھتے تھے،

حسن خط اور معموں کے حل کرنے میں بھی یدِ طولیٰ رکھتے تھے، اپنے والد (رحمہ اللہ) کے زیر سایہ غرناطہ میں تربیت پائی، اسی زمانہ میں تیزی اور قوت حافظہ میں خاص طور پر مشہور ہو گئے،

اپنے والد ماجد کی وفات کے بعد سلسلہ کتابت میں منسلک ہوئے، اور یرگوئی اور قدرت کلام میں تمام شعرا سے بازی لے گئے، مدح بہت اچھی لکھتے، ترکیبیں اچھوتی ہوتیں، غزل گوئی میں واردات قلب کو بیان کرتے، قطعہ گوئی کا فطری ملکہ تھا، انشا پر دازی اوسط درجہ کی تھی، حبت اور اپنے فرائض میں مستعد تھے، مجاز خوب استعمال کرتے، ظرافت کے بادشاہ تھے، غزل میں بھی ظرافت کی چاشنی ہوتی، مغرب منتقل ہو نیکے بعد

بعض سلاطین کے ہاں ان کی بڑی قدر و منزلت ہوئی، اور شہرت و انعام و اکرام سے مالا مال ہوئے، پھر بادشاہ ہی کے دربار میں مسرت و عیش کی زندگی بسر کرتے رہے، روزینہ مقرر تھا، اور اپنے اہل وطن کیلئے باعث فخر تھے،
تصدیقات | محمد کلبی جب شہدہ میں سفارت کے سلسلہ میں فاس آئے تو مجھ سے اثنائے ملاقات میں ذکر کیا، کہ اسی طسز پر

غرناطہ کی تاریخ ترتیب دے رہے ہیں، بعض اجزاء کے مطالعہ کے بعد انکی وسعت علمی و بھر کی داد دینی پڑی، انھوں نے اپنے قلم سے فوائد و نکات و اشعار کے مجموعے تیار کئے، جو تعریف سے بے نیاز ہیں، (التاج المجلی) میں ان کا ذکر حسب ذیل الفاظ میں آیا ہے:۔ بلاغت کے روشن آفتاب، اور اس سرزمین کے ادبی خمیر اور مردم خیزی کی زندہ مثال اور پیکانہ روزگار ہیں، ان سے ملنے والا کسی حال میں فائدہ سے خالی نہیں رہتا۔ معاصرین اور مشہور علماء و ادبا سے بازی لے گئے، اور علم و وسعت معلومات میں کوئی ان کا ٹیل نہیں، اگر باریکیاں ثریا میں ہوئیں، تو یہ انہیں پالیتے، اور کہتے کہ وہی اس کی دریافت کے اہل تھے، اگر کبھی ظاہری طور پر غافل بھی ہوں، تو نکتے اعلیٰ ذکاوت کی غمازی کرتے ہیں، ادب میں معیار عام سے بہت بلند تھے،

خط ایسا پاکیزہ تھا، کہ بے اختیار ہر وقت دیکھنے کو جی چاہے،
شاعری | محمد کلبی کے عشقیہ منظومات ملاحظہ ہوں:۔

متی يتلانی شائق و مشوق	عاشق و مشوق کب میں گئے؟
و یصبح غیر الحب و هو طلیق	اور کب اسیر محبت آزاد ہوگا؟
أما انہا امینہ غیر نبلہا	یہ ایسی آرزو ہے، جس کا برآنا دشوار ہے،
ونری العمری فی الرجاء سیمیق	اور ایسا مقصود جس کے حصول کی امید کوسوں دور ہے
ولکنی خادعت قلبی تعالہ	لیکن میں نے اپنے دل کو بہلانے کیلئے دھوکا دیا،
اخاف انصداع القلب و هو قیق	دل کی کمزوری کی وجہ سے اس کے چاک ہونے کا خوف تھا،
وقل بوناق الا انسان من بعد یأسہ	کبھی انسان مایوسی کے بعد شاد کام ہوتا ہے

وروض الربا بعد الذبول يروق
 تباعد لهما زاد في القرب لوعتر
 لعل فوادي من جوا لا يفيق
 ودمت شفاء الداء بالداء مثله
 واني بان لا اشتفى لحقيق
 وتالله ما للصب في الحب راحت
 وعلى كل حال ان لمشوق
 يارب قد ضاقت علي مساكني
 فها ائني في بحر الغرام غريق
 ولا سلوة ترجى ولا صبر يمكن
 وليس الي وصل الحبيب طريق
 ولا الحب من تعذيب قلبي لمنسلي
 ولا القلب بالتعذيب من رطيق
 شجون يضيق الصد عن زفرااتها
 وشوق نطاق الصبر عن يضيق
 نثرت عقود الدمع ثمر نظمتها
 قريضا فصار ذاك لون عقيق
 بكيت اسي حتى بكى حاسدي معي
 كان عدولي عاد وهو صديقي
 ولوان عند الناس بعض محبتي
 لما كان يليني في الانام مضيق
 يا عين كف الدمع ما بقي الكرا
 اذا منعوك اليوم سوف تذوق
 ويانا ما عن ناظري اما تری
 لشمسك بعد الغروب شروق

اور گل و گلزار مرجھانے کے بعد تروتازہ ہو جاتے ہیں،
 قربت کی زیادتی سے دور دور ہو جاتا ہے،
 شاید میرا دل کرب سے نجات پا جائے گا،
 میں نے بیماری کا علاج بیماری سے کرنا چاہا،
 میں حقیقت میں شفا یابی کا مستحق نہیں ہوں،
 خدا کی قسم، عاشق کو محبت میں آرام نہیں،
 وہ ہر حال میں سر پاشوق ہوتا ہے،
 اے پروردگار مجھ پر راستے تنگ ہو گئے،
 اب میں دریائے محبت میں غرق ہوتا ہوں،
 نہ تسلی کی امید نہ صبر ممکن ہے،
 نہ وصل محبوب کی کوئی سبیل نکلتی ہے،
 اور نہ محبت میرے دل کو قبلائے الم کرنے سے باز آتی ہے،
 اور نہ دل تکلیف برداشت کرنے کی طاقت رکھتا ہے،
 ایسے غم ہیں، کہ سینہ انکھی آہوں سے تنگ آ رہا ہے،
 اور ایسا شوق ہے، کہ اب پیمانہ صبر لبریز ہو چکا ہے،
 میں نے آنسوؤں کے مار بکھیر دئے پھر انہیں شعر کی
 شکل میں نظم کر دیا، تو ان کا رنگ عقیق کا ہو گیا،
 میں غم کے مار سے رویا تو میرے حاسد بھی ساتھ ساتھ رو پڑے،
 گویا میرا ملامت کرنے والا بھی دوست ہو گیا،
 اگر لوگوں کے پاس میری محبت کا ایک حصہ بھی ہوتا
 تو مخلوق میں کوئی پرسکون آدمی نہ ملتا،
 اے آنکھ جب تک بیند باقی ہے، آنسوؤں کو روک،
 جب تجھے آج روکتے ہیں، تو پھر کچھے گا،
 اے میری آنکھ سے غائب رہنے والے، کیا نہیں دیکھتا ہے،
 کہ ہر غروب کے بعد تیرا آفتاب طلوع ہوتا ہے،

<p>ذرا دل کی حالت پر رحم کرنا، کہ اگرچہ تم اُس کے بدخواہ ہو، وہ تم پر رحم کھاتا ہے، تو نے پیمانِ محبت محکم کرنے کے بعد توڑ دیا، اور میرا عہد ہر حال میں مضبوط ہے، خدا جانتا ہے کہ میں تم سے مدت تک محبت کو چھپائے رکھا، اس حال میں کہ تمہاری محبت کی سوزش میرے لمبے موجود بھی تم ہمیشہ میرے ساتھ رہے، یہاں تک کہ رسوا کیا، اگر میں نے اب تک صبر کیا، تو اب تاب صبر نہیں،</p>	<p>ریدک رفقا بالفواء فسانہ علیک وان عادیة لشفیق فقضت عمودی ظالمای بعد عقدہما الا ان عہدی کیف کنت وثیق کتمتک جی یعلو اللہ مہلا لا وبین ضلوعی من ہواک حریق فما ذلت بی حتی فضحت فان اکنت صبرت فعد الیوم لست افیق اور فرماتے ہیں:-</p>
<p>گلابی رخسار اور معطر زلفوں والا، عاشقوں کو ابرو و چشم سے قتل کرنے والا، اُس کے دانتوں کے نیچے شراب ہے، اور رخساروں میں گل کی شگفتگی، اور آنکھوں میں جادو ہے، اُس کے کپڑوں میں بان کی شاخ لچکتی ہے، اور اُس کے گلے میں بدر کا مل چمکتا ہے، وہ اپنے دندان اور رخسار میں چاند سے بڑھ کر ہے، چاند کی تاب کہاں، کہ اُسکی چمک کی نقل کرے، ہر نیوں نے اُس کے قامت کے ساتھ کچھ مشابہت پیدا کی، مگر اُس کے سے اخلاق کہاں؟ میں اس کا ندیم رہا، اس حال میں کہ آفتاب کی چمک نے تمام کائنات پر اپنا پردہ بچھا دیا تھا، ایسے باغ میں جس کی کلیاں مسکرا رہی تھیں اور بارش کے احسان سے وہ تروتازہ تھا، میں اُسے بہترین شراب پلا رہا تھا، جس کی بو مشک کی طرح اور مزہ شہد کا سا تھا</p>	<p>ومورد الوجزات معسول اللہما فناک لحظ العین فی عشاقہ الخمر بین لثاتہ والنہر فی وجنا ترو السحر فی احداقہ ویسین غصن البیان فی اثوابہ ویلوح بدو التم فی اطواقہ قد فاقہ فی ثغرا او خلدہ بہرہات ان یحکیہ فی اشراقہ ولقد تشہمت الطباء لیشبہتہ من خلقہ وعجزن عن اخلاقہ نادمتہ وسنا محیا الشمس قد قد القی علی الافاق فضلہ وواقہ فی روضتہ فصکنت ثغورہ اقاہما وامال فیہا المزن و افاقہ اسقیہ کاس سلافہ کالمسک فی نفحاتہ والشہد عند ما مذاقہ</p>

صفر علم یادرالفتی انا و اسما
 الا تداوی صمد لفرانقہ
 ولقد یلین الصفر من سلطو اقد
 فیعود للمعہود من اشفاقہ
 واطل ارشاد من سلاقتہ لفرانقہ
 لیل تداوی القلب من احراقہ
 ولربما عطفة عندی صبو تہ
 فشقی الخیال بفرانقہ وحنانقہ
 ارجو انما اذ اتیہ صمد ضاحک
 وانشاد من اللقب فی اطراقہ
 اشکو القساوۃ من صوای وقلبہ
 والضعف من جلدی ومن یتناقہ
 یا ہل لہم ہد قد مضی من عودتہ
 ام لا سبیل بحال لہم حاقہ
 یا لیت شہری لولہ ذک حیلہ
 او کان یعطی المن یا ستحقاقہ
 فاقول یروق الغصن بعد ذبولہ
 و شہری لہم بعد محاقہ
 اور اسی ہنرمند میں ان کا کلام
 ذہبت حشاشۃ قلبی المصلح
 بین السلام ووقفۃ التودیع
 ما لیسف الاحیاب یوم وداہم
 و ما یجد نشۃ نفسہ من جوع
 اضعف بقیثک یا غمام فانفی
 لمرایض یومہ لیت قل دموعی

اُس کا رنگ نرد تھا، اُس کا دور میں آنا تھا
 کہ غم و الم کا فور ہو گئے،
 وہ اپنی سلطنت سے تپھر کر بھی نرم کر دیتا ہے،
 اور پھر اپنی مقررہ نرمی پر آجاتا ہے،
 اور میں اُس کے دانوں کی اُس شراب سے لطف اندوز
 ہوتا رہا جس نے میرے دل کی بیماریوں کا علاج کر دیا،
 اور کبھی کبھی اُسے محبت میرے پاس مجھ سے پر مجبور کر دیتی تھی
 تو وہ اُس مرض کو کچلے مل کر دور کر لیا کرتا تھا،
 اُس کی مسکراہٹ کے وقت میں اُسکے کرم کا طالب رہتا ہوں
 اور غم و الم کی حالت میں عتاب کا خوف ہوتا ہے،
 اپنی محبت اور اُس کے دل کی سختی کا شاکھی ہوں،
 اور اپنے بدن اور اُس کے عہد کی کمزوری کا گلہ کرتا ہوں،
 کیا گزرا بہر زمانہ واپس آئے گا،
 یا اب بالکل ملاقات نہیں ہوگی،
 کاش اس کلکونی حیلہ ہوتا
 یا انسان کو اُس کے استحقاق کے اعتبار سے دیا جاتا،
 اس لئے کہ شاخ مرجھانے کے بعد تروتازہ ہوتی ہے،
 اور تین راتیں غائب رہنے کے بعد چاند کامل بنتا ہے
 م شہور ہے:-
 میرے ٹوٹے ہوئے دل کا بقیہ حصہ بھی،
 سلام اور وداع کی ساعت رخصت ہو گیا،
 دوستوں نے فراق کے دن اس عاشق
 سے انصاف نہ کیا، جو دل میں واپسی کا ارادہ کر رہا تھا،
 اسے ابر باراں برس اور مدد کر
 اس لئے کہ فراق کے دن آنسوؤں کی کمی کا شاکھی ہونا نہیں چاہتا

من كان يكي انطاعين يا دمع
 فانا الذي ابيهم بنجيم
 ايد و بين الصلبر منى و اتجشما
 شجن طويت على شجا لا ضلوعى
 هات الحديث عن الذين تحموا
 واقذح بنند الذكرا سا رداوعى
 عندى شجون فى التى جنت الهوى
 اشكو الغرام وهى فى تسنوع
 من وصلى اليه قوف ادم من ممدى ال
 الموصوف او من نوح المقطوع
 يا قلب لا تجزع لما فعل الهوى
 فالحر ليس لحادث بحيزوع
 وهل بعد ما غاورت فى شر الك
 تبغى النزوع ولا تحين نزوع
 ومهفوقا مهمما هفت ربح السبا
 ابدى لد عطفاه عطف مطيع
 جمع الحاسن وهو منفرد بها
 فاجب حسن مفرد مجموع
 والشمس لو لا قسرها ما اذنت
 نجلا واجلالا له بطلوع
 ما زلت اسقى خدا من ادعى
 حتى تفتح عن سر يا ضربيع
 اذ كان يرنوعن نواظر شادن
 فلرب ضرامهم مرجع
 عجاذاك الشعر نراد بفرقه

رخصت ہونے والوں پر جو آنسو بہاتا ہے، بہائے
 مگر میں تو خون کے آنسو دتا ہوں
 آہ، سچے اور پسلیوں کے درمیان، ایسا
 غم ہے، جسے میں نے مشکل دیا ہے،
 رخصت ہونے والی کی کوئی بارت، بیان کر دے
 کہ کم از کم یاد کی چاق سے محبت کی آگ روشن کروں
 آزار محبت میں مبتلا کر نیوالی سے متعلق بہت باتیں ہیں
 میں درد محبت بیان کرتا ہوں اور وہ کچھ شغل کر رہی ہے
 کہانی بیان کرتا ہوں اپنی محرومی جیل یا شب بیداری
 یا چٹ جانے والی نیند کی
 اے دل محبت کے برتاؤ پر غم نہ کھا
 اس لئے کہ شریف آدمی مصیبتوں سے پریشان نہیں ہوتا،
 کیا مجھ پر اپنا دام ڈالنے کے بعد نکلنا
 چاہتی ہے، مگر حیف اب رسدگاری کا وقت نہیں
 ایسی نازک اندام، کہ باد صبا کے جھونکوں کے ساتھ
 اس کی کمر بھی بل کھاتی ہے
 وہ اکیلی "منفرد" تمام خوبیوں کی جامع ہے،
 اس "منفرد" مجموعہ "کاکیا کہنا"
 اگر آفتاب مجبور نہ ہوتا، تو شرم کے مارے
 اسے طلوع کی اجازت نہ دیتا
 میں اس کے رخساروں کو اپنے آنسوؤں سے برابر سیراب کرتا ہوں
 تاکہ فصل بہار کی کلیاں کھل جائیں
 اگرچہ وہ ایک نازک ہرنی کی نگاہوں سے دیکھتی ہے
 مگر کتنے شیران نگاہوں کے مقتول ہیں
 مانگ نکالنے سے بالوں میں عجب حسن آگیا ہے

<p>جیسے 'تصریح' سے شعر میں حسنی آگیا ہے نہند کہ زبردستی چھین کر بیماری عطا ہوئی میں بخشش اور ظلم دونوں میں بد نصیب ہوں میں نے اطاعت کی خاطر عزت کا لباس اتار دیا مگر کیا وہ میری اطاعت کی طرفائل ہوگی میں بلورس کے کسی لباس سے فائدہ نہ اٹھا سکا</p>	<p>حنا الحسن الشعس التصريح منع الكرا ظلما وقد منع الفتا فشقيت بالمنوع والسهمينوع جودت، توب العترتني طائسا اتراکا يولي عطفة الخضوعى لعر انتفع لبسا من الملبوس فى</p>
<p>میں نے اپنی حالت بیان کرنے کے لئے اُس کے حسن کو اپنا شفیع بنایا ہے</p>	<p>بجائز استشفعت فى اجمال</p>
<p>کہ سفارش کرنے والے اور سفارش شدہ دونوں کو اجر ملے اسے میری تسکین و صبر کے لوٹنے والے اگر محبت نہ ہوتی تو میں دھوکا نہ کھاتا وصال کے بعد تو نے اور جدا کر دیا میرے تیک برباد کا تو نے برابر دیا تیری رضا نہ میری کے لئے میں نے جلدی کی تو نے اس کا بدلہ تو نے جلدی سے دیا تیرا انداز ہی سے پہلے تو نے نیرہ چمکا دیا اس طرح پر تو نے لعاب دہن سے میرے پیاسے ہونٹوں کو روک دیا</p>	<p>ايهوش احب عشق وشقيع يا خادعى عن سلوتى وتصبيرى لو لا الهوى ما كنت بالمخدوع اوسعتنى بعد الوصال تفرقا واشيتنى سواء الحسن صديعى اسعتنى فيما ترقتنى فخر يفتى بطويل هجران المت ليسر يبع وشرعت من محاقبل رميك وائللا فمنعت من ماء الرضاب شراوى</p>
<p>میری محبت اور فرزندگی کی صحیح روایت ہے جو کہ موضوع نہیں ہے یہ حدیث سلسلہ دار میرے آنسوؤں سے دیہ چشم سے اور دل صد چاک سے روایت کی گئی ہے میں نے کتنی راتیں تیری محبت میں بسر کیں اور ان کی یاد کی وجہ سے انتہائی تکلیف میں تھا</p>	<p>خدا من حدیث تولی و تولی خبر بر حیرت الیسر بالرضوع یروی حدیثا سند اعون ادمعی عن مقلتی عن تسلوی الصلوع کو من لیال فی هواک قطعتہا وانا الذکر زمان فحس تقطیع</p>

لاوالذی طبع الکرام علی الہوی

ومن سوا الہوی المطبوع
ما غیرتہی الحادثات ولم کن
بمذبح سالی للعہود مضیع
لاخیر فی الدنیا وساکنہا معا
ان کان قلبی منک غیر جمعی
اور فرماتے ہیں، مقصود

وقالوعداک البحت والمخزم عندہما
عدوت غریب الدار من لاک الفت
العریلو ان اغترابی حرمتہ
و ان ارتحالی عن دیاری هو البحت
نعولست ارضی عن زمانی أو اری
فکانا بہ السفن المواخر والیست
فقد سئمت نفسی المقام ببلدہ
بہ العیش والنکداء والملک السحت
یدل بہا الحر الشریف لعبدہ
و یحفوہا بین السمیت من سندہ سمیت

اذا اصطافہا المرء اشتکی من سموہا

اذی یرمی فیہا اذا ما شتا الزفت
لست کقوم فی تعصیہم عتوا
یقولون بغداد لغرناطہ اخت
رغبت بنفسی ان اساکن معشرا

قسم ہے اُس خدا کی جس نے شرفا کی فطرت میں
محبت و ریت کی

مجھے حوادث نے نہیں بدلا اور نہ میں
عہد و پیمان کے مشہور راز کو ظاہر کر گیا ہوں
دُنیا اور اُس کے باشندوں میں کوئی بھلائی نہیں ہے
اگر میرا دل تجھ سے پوری طرح وابستہ نہ ہو
شمار سے خود ہی ظاہر ہو گا

انہوں نے کہا تجھ سے بخت و احتیاط سے کیا کام
سبک کہ تو غریب الوطن ہو چکا

کیا وہ نہیں جانتے، کہ میرا سفر باعث حرمت ہے
اور میرا اپنے وطن سے کوچ کرنا بھی خوش نصیبی ہے
ہاں میں زمانے سے راضی ہو نہیں سکتا جب تک کہ
ایسی جگہ نہ دیکھ لوں جہاں کشتیاں اور اونٹ ہوں
اسلئے کہ میرا دل ایسی جگہ میں رہتے رہتے اُٹا گیا
جہاں ذلت انگریز زندگی اور حرام کھائی ہے
جہاں شریف انسان کو اپنے غلام کا دست نگرہنا پڑتا ہے
اور بسا اوقات ساٹھ سال تک تکلیف برداشت
کرنی ہوتی ہے

اگر میوں میں انسان اُسکی گرم و تندہ مواد کی تکلیف
کا شاکر رہتا ہے

اور جاڑوں میں وہاں روغن دیکھتا ہے
میں ان لوگوں کی مانند نہیں ہوں جو تعصب سے کہتے ہیں
کہ بغداد غرناطہ کے مثل ہے

میری خود دلی خواہش تھی کہ ایسے لوگوں کیساتھ رہوں

۱۹۲

مقالہم زوس وودھرمقت
 يدسون في لين الكلام دواھيا
 هي السم بالآل المشهور لهالت
 فلا در ذالقوه الاعصيبة
 الى باخلاص المودة قل متوا
 وآثرت اقواما ساجدت جوارھم
 مقالہم صلتی وودھم بحت
 لهم عن عيان الفاحشات اذ ابدت
 تمام وعن ماليس يعينهم صمت
 فالقوال لموا ولا عرفوا ختنا
 ولا علموا ان الكورم لها بنت
 يدكل متراح الى الضيف والونى
 اذا ما اتاه ضحيا النبا البغت
 واشعث ذو طمرين اغنا زهد
 قلم يتشون للذات ذمها التخت
 صبور على الابد العيض على العدا
 معين على ما يتقى جاشه المشت
 ولحى صاحب مثلى يان جعلته
 جليسى نهارا اوضمى اذ اذبت
 واجرد جاسرا اعنة قاسم
 كميت وخير الخيل قلا حها الكمت
 تسامت بر الكعدا ارفا ال اتوج
 ولا عوج في الخلق مندر ولا امت

جن کی باتیں جھوٹی ہوں اور محبت خالص ہو،
 نرم باتوں میں ایسے امور کی آمیزش کر دیں،
 جو کہ زہر ہوں اور سراب سے انکو خاص مناسبت ہو،
 قوم میں ایک ایسی جماعت کے سوا کوئی اچھی چیز نہیں
 جو مجھ سے خالص محبت کے ذریعے سے وابستہ ہیں،
 اور میں نے اس قوم کی ہمسائیگی کو ترجیح دی
 جن کی باتیں سچی ہوں اور محبت خالص ہوتی ہے،
 وہ فحش باتوں کے ظاہر ہونے پر
 اندھے بن جاتے ہیں اور مہمل باتوں پر سکوت اختیار کرتے ہیں،
 وہ نہ لہو سے مانوس ہوئے، اور نہ فحش باتوں سے
 واقف ہوئے،

اور نہ جانے ہیں کہ انگوڑ کی بیٹی بھی ہوتی ہے،
 مہمان اور جنگوں کے لئے ہر وقت آمادہ رہتے ہیں،
 جب بھی ان دونوں کے بارے میں کوئی خبر آجائے،
 کتے پر آگندہ حال بوسیدہ کپڑوں والے ہیں جو دنیا سے
 مستغنی ہیں۔

امرا و سلاطین کا رخ بھی نہیں کرتے
 تکلیف پر صبر کرنے والے اور دشمنوں سے بغض رکھنے والے
 ہمت اور آزمائش کے موقعوں پر سخت اور مددگار
 اور میرا ہی سوا ایک یسوی دوست ہے
 جو شب و روز میرا ہمنشین اور دوست ہے،
 اور ایک تیز رو اعلیٰ گھوڑا
 کمیت رنگ کا، اور بہترین گھوڑے تیز رو اور کتے ہی مجھے ہیں،
 اس کی نسبت آل اعوج کی طرف کی جاتی ہے
 حالانکہ اس کے اخلاق میں کوئی کمی یا عدم استقامت نہیں

و حسبی لعضات النوائب منجداً
 علیہا الکویت الہند والصارم الصلت
 قطعت زمانی خبرتہ و بلو تدر
 فبالعدس والتعینف عندی لرفعت
 ومارست انباء الزمان مباحثا
 فاصبح جلی منہم وہو منبت
 وذی صلف عیشی الہوینا ترفقا
 علی نفسہ کیلا یزایلہا السمیت
 اذ اغبت فہو المرء والقرم عندہم
 لہ الصدم من نادیہم ولہ الدست
 وان ضمنی یوما وایا لا مشہد
 ہو طمجر السکیت والفسکل التخت
 فحسب عداتی ان طویت ما ربی
 علی عرفہم حتی صفا لہم الوقت
 وقلت لدنیام اذا شدت فاغری
 ولا نظہری فالصرم منی ہو البت
 واعفیت من زکاتہم غیر عاجز
 فما ذ الذی یغونہ لہم الکبت
 اور کہتے ہیں :-
 لاتعد لضعفک ان ذہب لصاحب
 تعتلہ لکن تغیر و انتق
 اوما تہی الاشجار ہما رکبت
 ان خولفت اصنافہا لہم تعلق

اور سخت مصیبتوں میں میری مدد کے لئے کافی ہے
 جب کہ اُس پر آبدار و تیز تلواریں بھی موجود رہتی ہیں
 میں نے زمانہ امتحان میں بسر کیا اور اسکی خوب آزمائش کی
 میرے نزدیک بیرحمی اور بے وفائی کے سوا
 اُس کی کوئی صفت نہیں ہو سکتی
 اور ابنائے زمانہ کی عادات کی بھی جانچ پرتال کی
 تو ان سے میرا تعلق منقطع ہو گیا
 ایک صاحب شان جو بخت کے ساتھ آہستہ
 آہستہ چلتا ہے کہ کہیں وہ راستے سے ہٹ نہ جائے
 جب میں غائب ہوتا ہوں تو وہی اُن کا سردار ہوتا ہے
 اور اُسکی مجلسوں کا صدر نشین بنایا جاتا ہے
 اور اگر کہیں میرا اور اُس کا کسی مجلس میں اجتماع ہو جائے
 تو وہ خاموش گونگا اور زیرین مجلس میں رہتا ہے
 میرے دشمنوں کیلئے یہ کافی ہے کہ میں نے اُنکے جانتے ہوئے
 اپنی حاجتیں پوری کر لیں یہاں تک کہ اُن کے لئے
 زمانہ خوش گوار ہو گیا
 میں نے اُن کی دنیا سے کہا، اگر چاہتی ہے تو دور جا
 اور نہ ظاہر ہو، کہ میرا لگ بھونا انقطاع کے ہم معنی ہے
 اور قدرت کے باوجود اُنکی لغزشوں کے چشم پوشی کی
 پھر وہ کس توہین کی تمنا رکھتے ہیں

اگر تم جاؤ تو مہمان کو ساتھی کے سپرو
 سامان دے کر نہ کرو، بلکہ انتخاب سے کام لو
 کیا نہیں دیکھتے ہو، کہ درخت کتنے ہی جوڑے جائیں
 اگر جنس مختلف ہو تو بار آور نہیں ہوتے

مقطوعا ستیں اُن کا قول ہے :-

<p>ہر نی کے بچے کی طرح نازک اندام جس کی محبت نے مجھے لاغر کر دیا عمر بھر میری قسمت میں اُس سے جدائی ہی لمبی ہے کتابی رخسار اور شیریں ہونٹوں والا آنکھیں غماز آلود اور بیار شاخیں باغ میں نہیں مرجھائیں یہ اُس کے لئے سر بسجود ہو گئی ہیں اے وہ ہر نی جس کی محبت کی آگ میرے دل میں ساگ رہی ہے کیا ایک ناز عینایت عاشق غمخوار کے لئے ہو گی جس کے لئے تجھے بھول جانا بہت دشوار ہے جس کی تمنائے کہ کاش تو تیند ہی میں اُس سے ملتی تو شاید اُس کی آنکھیں نیند سے شاد کام ہوتیں اُس نے اپنی مصیبت کے چھپانے کا ارادہ کیا حالانکہ محبت کا چھپانا ناممکن ہے تو نے اُس کے راز فاش کر دئے تو اب ظاہر و باطن کیساں ہے</p>	<p>شادن یتمنی حسبہ عقلی منہ سزا زد ہما بھی اسنہ ہو رد الخلدین صلوا للہما ہو ر عذیبی الطرف و مسدانہ لموتند و (ا) الاغمران فی الروض بل عورت لرتصبیل اغصا نہ یا ایہا الطیبی الذی حسبہ تضرہ فی القلب سیرانہ ہل عطفہ ترمی لصب شمع لیس برحی عندک سلوانہ یودان لوز سراتہ فی الکری اذا المتعت بالثوم رجفانہ قد رام یکتہم مساتابہ والحب لا یکن کتھمانہ فضحت اسرارہ فاستوی اسرارہ الا ان و اعم لایہ اور کہتے ہیں :-</p>
--	---

<p>چہرہ دن اور بال رات کی مانند ہے انھیں دونوں کے باعث شوق بھر کتا رہتا ہے دونوں محبت سے دل مانگتے ہیں ان سے گریز کس طرح ہو سکتا ہے کس طرح وہ نجات کی امید رکھ سکتا ہے جس کی تلاش میں دن اور رات ہوں</p>	<p>نہار وجہ و لیل شعور بینہما الشوق بستشار قد طلبا بالہوی فوادى فان لی عنہما الفرار وکیف یبغی النجات شیبی یطالبہ اللیل والنہارا</p>
--	---

اور کہتے ہیں:-

اقلت لیلا وایدت فخرها
جمعت بین صباح وطلام
مذراتنی تاظرا للشمس قفا
لت یافتی جمعک اختین حرام
توریہ کے طور پر کہتے ہیں:-

رات کو وہ آئی اور صبح کا نمونہ دکھایا
اس طرح پر صبح و تاریکی کو جمع کر دیا
جب مجھے آفتاب کی طرف نگاہ کرتے ہوئے دیکھا
تو فرمایا، کہ اے جوان "دو بہنوں کو جمع کرنا حرام ہے"

ایحلی فی سروض الحیاسن نظرات
الی و سوا ذاک للغداروی بر الصدک
وواللہ لا تجمل علی بقطرۃ
فانی دایت الودض یوصف بالند
اور کہتے ہیں:-

مجھے اجازت دے کہ خوبیوں کے باغ میں
اُس گلابی رخسار کو دیکھ کر پیاس بجھا سکوں
اور خدا کی قسم ایک قطرے سے بخل نہ کرو
اس لئے کہ باغ کی تعریف میں سخاوت و تری کا بھی ذکر کر دینا چاہیے

وعاشق صلی وجر ابر
وجہ غزال ظل یہو اہ

عاشق نے نماز ادا کی اس حال میں کہ
اُس کی محراب ایک ہرنی کا چہرہ ہے جس سے وہ
محبت کرتا ہے

قالوا تعبدت فقلت لهم
تعبد ایفہم معتال
ہنایت ظرافت آمیز انداز

لوگوں نے کہا، کہ تم نے عبادت کی
میں نے کہا، ایسی عبادت جس کا مطلب سمجھا جاسکتا ہے
زمین کہتے ہیں:-

وصدیق شکایما حلوا
من قضاء یقضى بطول العنا

ایک دوست نے ایسے فیصلے کی شکایت کی
جو لوگوں نے اُس کے سر منڈھ دیا تھا اور سخت
مشقت کا طالب تھا

قلت فاسر دما حلوک علیہم
قال من یستطیع سرد القضاء
ولسانان یخضمان من خاصماہ
لسان الغنی ولسان القضاء
اور کہتے ہیں:-

میں نے کہا، کہ اپنا بوجھ انھیں کو واپس کر دو
جو اب دیا کہ فیصلہ کو کون لوٹا سکتا ہے
اور روز بائیں اپنے مخالفت کرنے والوں سے جنگ کرتی ہیں
ایک تو نگرہی کی زبان دوسرے قاضی کی

تلك الذوابت ذبت من شوق لہوا
واللحظیہ یحییہا باآت سلاح
یا قلب فاج لا اخالک ناجحا
من فتنة الجعدی والسفاح
اسکی چوٹی کے شوق میں بگھل گیا
اس حال میں کہ نگاہیں اسکی عیب آن بان سے خاہت گستی میں
اے دل اب صبر کر، کہ اب تجھے
گھونگر والی سیاہ (زلف) اور سفاح (نگاہ) کے فتنہ
سے کون نجات دے گا،

وفات

پریٹ کے در میں مبتلا ہو کر شہسوار کے آغاز میں انتقال کر گئے
مجھے اس کی اطلاع فاس میں ملی، پھر بعد کو معلوم ہوا کہ انکا
انتقال ربیع الاول کے مہینہ میں ہوا تھا،

محمد بن محمد

نام و نسب

محمد نام کنیت ابوالقاسم ہے، سلسلہ نسب یہ ہے:-
محمد بن محمد بن محمد بن عبد الرحمن بن ابراہیم بن یحییٰ بن محمد

بن الحکیم اللخمی حالات

کتاب عائد الصلہ میں مذکور ہے:- ابوالقاسم شرف و عزت
کے درخت کی شاخ، علم و دین، عزت و مرتبہ کے خاندان کے
چشم و چراغ، بڑائی اور کارنامے، فضائل و مفاخر کے مالک تھے، حساب، فرائض،
قرأت، وثیقہ، خوشخطی اور دیگر فنون میں کمال حاصل کیا، ادب میں بھی کوشش
کے بود مہارت حاصل کی،

التاج المحلي میں ان الفاظ میں ان کا تذکرہ ہے:-

ابوالقاسم بزرگی و مرتبہ کی شاخ، خاندانی بڑائی کے حامل، آبا و اجداد
سے شرف و مجد کے وارث تھے، اپنے بہترین خصائل کے ذریعہ بلند مرتبہ پر
پہنچے، اور بملائی اور عفت میں یکتا نئے روزگار ہوئے، انصاف میں نام آور
ہوئے، اپنے اسلاف کے طریقہ پر گامزن رہے، اور لوگوں کو اسی پر چلنے کی دعوت
دیتے رہے، حیا ان کا شعار تھی، اور اس سے بڑھ کر کون خوبی ہو سکتی ہے؟ ان میں

ایسی خودداری تھی، جو پست حیثیت پر قناعت نہ کرے، اور ایسی شرافت جو آبرو کی خاطر موت کو ترجیح دے، آجکل بلاغت کے بلند اسلوب کی طرف توجہ ہے، اور بدائع و منترعات کو لوگوں کے سامنے پیش کرنے کا میدان ہے، اس سلسلہ میں ان سے اچھی چیزیں سننے میں آئی ہیں، ہم یہاں ان کے بعض نتائج افکار اور ان کی رنگیں طرازی کے بعض آثار درج کرتے ہیں۔

شاعری ابو القاسم کی بہترین چیز مقطوعات ہیں، کہتے ہیں:-

تجلت فہزت عند ما رأيت الطلأ
و دارت كمثل الطفل يلعب في المهاد
و ما وض حياها المزن خلعة برقة
و باتت رباة من حياها على وعد
ليجدتها عن كومة ما من قربة
فتبدى ابتسام الزهر من لثة الحد
عجبت لما عاينت من فعالها
بدور جباب الكاس تلعب بالمراد
اور کہتے ہیں:-

تور خسار کے بوسہ سے کلیوں کی طرح مسکراتی ہے
میں اُس کے کاموں کو دیکھ کر متعجب ہو گیا
پیار کے بلبلوں کو گنھا کروہ امر دل کو کون کیسا تہ کمیل کرتی ہے

شہ بنا و نخبی الدباجی موقد
مصایح من زهر النجوم الطوالع
عقار اراتر حین اقبل حالکا
فجارت بمصفر من اللون فاقع
عجبت لما ترتاع منه وانصا
ھی البدر قد قوت بأسنى المواضع
اور کہتے ہیں:-

موتی اور عشق کی طرح ظاہر ہوئی اور خوش آمدیہ کہا،
یا ایسی ترکیب نمودار ہوئی، جو حسن صورت سے تیار ہوئی تھی
انگور کی بیٹیوں سے

لاح كالدس والعقيق فحيا
أم مزاج ادا الا صرف المحيا
من نبات الكروم والروم بكر

<p>اُس پر بلبے دیکھ کر میرا خیال ہوا ہے کہ شفق کے اوپر تریا کے تارے ہیں دلہن کی طرح 'قہوہ پیالہ میں جلوہ آتا ہوا ہے' جس نے بیلوں کا زیور بنایا ہے'</p>	<p>خلتها والحياب يعطو عليها شفقا فوق نجوم الثريا قہوۃ كالعروۃ فی الكاس تجلی صاغ من لؤلؤہ المزیج حلیا اور کہتے ہیں:-</p>
<p>ایک خوشگوار دن جبکہ آسمان صاف تھا گو یا بجلی کی چمک سے بنایا گیا تھا میں اس روز برابر آفتابِ طشت (شراب) کا جلیس بنا رہا اور پیالوں اور ستاروں سے گلے ملتا رہا وہ ہونے کی طرح زرد ہے، اگر پی جائے تو رخساروں پر سرخی کی صورت میں نمودار ہو جیسے آفتاب شام کو روپوش ہونے کے بعد شفق چھوڑ جاتا ہے'</p>	<p>ویوم أنس صقیل الجوم من لؤلؤ کا ندمن و مبض برق قد خلقا ما زلت فیہ لشمس الطست مصطحیا وبالنجوم وبالاکو اس معتنقا صفراء كالسجد المسبوک ان شرب تبدای احمدی اعلیٰ الحدین مؤتفقا کذ لك الشمس فی اخری عشیتها اذ اتوا سرت ابارت بعد ها شفقا اور کہتے ہیں:-</p>
<p>اس غزال وحشی پر میرے باپ اور دوسرے بھی قربان ہوں جو میرے پہلوؤں میں برابر آیا جایا کرتا ہے چاند روشن ہوا اور اُس کی پیشانی منور ہو گئی آفتاب نے ستاروں کیساتھ اُسے بھی چھپا دیا دل کے سوا اور کسی کو وہ راحت کدہ بنانے پر راضی نہیں وہ معلوم آنکھوں کیلئے وہ نمودار ہوگا یا نہیں یہ شعر سنائے:- جو انی کی تاریکی نے پہلی بار بڑھاپے کی صبح کو ظاہر کر دیا جس سے میں خوش نہیں اگر اُس کے خناب کی سیاہی ایک روز خوش بھی کرے</p>	<p>بابی و غیر ابي غزال نافر بین الجوانح یعتدی ویروح من تلالاء واستنار جبینہ فارت بہ بین الکوالب بوح لوعیرض غیر القلب منزلہ قہل یالیت شعری للعیون یلوح ایر القاسم نے اپنی طرف منسوب کرتے ہوئے یہ شعر سنائے:- لیل الشباب انجاب اول و هلة عن صبح شیب لست عند برامتی ان سرئی یوما سواد خضا بہ</p>

فصل من ساق ببياض	تو پھر خضابوں کے دور ہونے کے بعد سپیدی اور بھی بری معلوم ہوتی ہے
هلا اختق فهو الذي ساق الصبا والقطع في السراق امر ما صني فعلية ما استطاع الظهور بلمتي وعلى أن انصال بالمقراض	وہ کیوں نہیں چھپتا ہے کہ اسی نے بچپن کی چوری کی ہے اور چوروں کا ماتمہ کا اٹنا عام بات ہے وہ جب چاہے میرے بالوں میں ظاہر ہو کرے اور میں اُسے قینچی سے کاٹ دیا کروں
وفات	ابوالقاسم غرناطہ میں ۱۹ ربیع الآخر ۵۷۰ھ کو طاعون میں بتلا ہو کر انتقال کر گئے، اور باب البیرہ میں دفن کئے گئے
خدا ان پر رحم کرے	

محمد بن محمد بن عبد اللہ

نام و نسب	محمد نام، کنیت ابو عبد اللہ ہے، ابن اللوشی کے نام سے مشہور ہیں
-----------	---

ص ۱۹۸

حالات	کتاب "عائد الصلہ" میں ہے، ابن اللوشی مرحوم شریف و باعزت خاندان سے تھے، حکومت نصریہ کی آغوش میں پہلے پھولے، شاعر تھے، اور حکومت کی مدح کیا کرتے، یہاں تک کہ تمام قصیدہ گوئیوں پر ان کو ترجیح دی جاتی، پھر گوشہ نشین ہو گئے، اور بلا کسی سبب کے اہل دنیا سے اعراض کر کے الگ تھلگ رہنے لگے، اپنی آمدنی سے کچھ زمین حاصل کی تھی، اسی پر قناعت کرنے لگے، جس کی آمدنی کے متعلق کسی فساد و کراہت کا شبہہ نہیں تھا، اور ریاضت و نفس کشی کے طور پر جائے سکونت اور لباس ہر چیز میں تقشف کو راہ دینے لگے، اہل حکومت سے الگ اور موردین غضب شاہی سے گتارہ کش رہتے، ایک ہی دن ایک شخص سے کبھی ملتے کبھی اعراض کرتے، مگر یہ سب باتیں سادگی طبع اور خشیت الہی کے ساتھ تھیں، بذلہ سنج اور فنون شعر سے بھی بہرہ ور تھے، تعریض سے دور بھاگتے،
-------	--

”التاج المحلی“ میں ان الفاظ میں ذکر آیا ہے:-

ابن اللوشی شاعر بنیظیر، اور آسمان بلاغت کے چکر ارتارے تھے اصناف کلام پر قابو حاصل تھا، اور چمنستان سخن میں ایسے گل بوٹے کھلائے جس کے مقابلے میں بادشاہ ہون کا انعام و اکرام پہنچ تھا، حکومت نصریہ کے ظل عاطفت میں نہایت عزت و اکرام سے پر دان چڑھے، ان پر وہ خاص عنایتیں تھیں، جو ادروں کی دسترس سے باہر تھیں، اور ان پر وہ نگاہ کرم تھی، جو شاید ہی کسی کو میسر ہو، اور ان پر ایسی نعمتوں کی بارش ہوتی تھی، جو خاص و عام کو معلوم تھا، نہایت بلند ہمت اور شریف خصلت تھے، جس نے آخر میں گوشہ نشینی اور دنیا سے اعراض پر مجبور کر دیا، لیکن اُس میں بھی اعتدال کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹا، پھر کھیتی کے انتظام میں وقت صرف کرنے لگے، اور اسی میں اپنی کوششیں صرف کیں جن کا ثمرہ بھی انہیں خاطر خواہ ملا، ان کے نتائج فکر اب تک نظروں سے اوجھل ہیں، اور باوجود سستی و جستجو کے دستیاب نہیں ہوئے، اور ان سے نہایت دلچسپ و ظریفانہ حکایتیں منقول ہیں، جن کے سامنے سوتے وقت کینڑوں سے چھیڑ چھاڑ اور شراب ارغوانی کے جام بھی کچھ حیثیت نہیں رکھتے،

شاعری

۱۹۹

ابن اللوشی کا ادب نہایت پاکیزہ اور نفاست و ملاحت کا علمبردار ہے، ایک قطعہ میں ہمارے استاذ قاضی ابوالبرکات

ابن الکحاج کو الوداع کہتے ہوئے فرماتے ہیں:-

راؤنی وقد اغرقت فی عبراتی | سمجھ کو لوگوں نے اس حال میں دیکھا کہ میں اپنے آنسوؤں
میں ڈوب گیا ہوں

وأحرقت فی تاسی لادی نرفراتی | اور آہوں سے باعث اپنی آگ میں جل چکا ہوں،
فقالوا سلوا تعلموا کنہ حالہ | لوگوں نے کہا، کہ اس سے حقیقت حال دریافت کرو،
فقلت سلوا عنی أبا البرکات | میں نے جواب دیا کہ میرے بارے میں ابوالبرکات سے پوچھو،
فمن قال انی بالرحیل محلدت | پھر کسی نے کہا کہ میں سفر کا ارادہ رکھتا ہوں،
سأوت عند أجنانی غریب ثبات | میری آنکھوں نے ان سے عجیب استقامت سیکھی ہے،
ونادی فوادی ركبہ فأحبا به | اور میرے دل نے ان کے ساتھیوں کو پکارا،

تزلزل وکن فی الرکب بعد عدالتی تو جراب ملا کہ کوچ کر رہا اور قافلہ میں میرے دشمنوں کے بعد رہا
ایک قصیدہ کے یہ نادر قطعہ درج کیا جاتا ہے:-

سینخطب فتن العزم فی منابر السری ارادہ کاشق (عرب کا مشہور خطیب) شب نور دی کے
وہل فی الدنادا، یوم السیر اطلق منبر خطیبہ پڑھے گا،

ویقطع زند الہجر والقطع حقد اور جدائی و مفارقت کی آگ کو پوری طرح سے بجھا دے گا
فما زال طیب العمری یسبق اس کے کہ اچھی زندگی برابر مجھ سے بھاگ جاتی ہے

ولادت

تقریباً ۱۸۷۶ء میں پیدا ہوئے

وفات

۲۰ ربیع الثانی ۱۳۵۶ء کو وفات پائی

محمد بن محمد بن عبد الرحمن

نام و نسب

محمد نام کنیت ابو بکر ہے، سلسلہ نسب یہ ہے:- محمد بن محمد

بن عبد الرحمن بن ابراہیم بن یحییٰ بن عبد الحکیم اللخمی

خاندانی حالات

ذوالوزارین کے تذکرہ میں خاندانی حالات ملیں گے:-

حالات

کتاب عائد الصلہ میں مذکور ہے:- ابو بکر لخمی شرفا کی یادگار

تھے اور ان کا دجہا میں شمار تھا، علم مجلسی، وفائیں مشہور تھے

بہت تمام علوم میں دخل تھا، محدث تاریخ دہلی، بلند پایہ انشا پرداز، خوشخط اور بذلہ نسخ تھے

دستخط کرنے میں ظرافت سے کام لیتے، اور کلام کو بے لاگ طریقے پر پرکتے، شعر بھی

کہتے تھے، معموں کے حل کرنے میں ممتاز تھے، قرآن کریم کے حافظ اور بلبت د پایہ

قاری تھے، تاریخ داخبار کے نکتے خوب بیان کرتے، حسن اخلاق، وقار، بے تکلفی،

اور عیب چینی سے نفرت میں امتیاز حاصل تھا، حسن محبت، عتاب و مہذرت

اور غلطیوں سے درگزر کرنے میں مشہور تھے، دربار شاہی میں عہدہ کتابت پر زندگی

کا اکثر حصہ گزرا، اور اہم مواقع پر پیش پیش رہے، اس کے باوجود

علمی و ادبی ذوق کے لحاظ سے عام طور پر نمایاں رہے، بہت کچھ لکھا، تالیف

و تصنیف بھی کی، اور علماء کی بشمار جماعت سے استفادہ کیا، اس دیار کے مشہور

لوگوں میں باعث افتخار تھے، ان کے بعد ان کا ثانی نہیں ہوا،

التاج المحلي میں ان الفاظ میں آپ کا تذکرہ ہے:-

ابوبکر لخمی نے بزرگی کی نشانیوں کو مسٹ جانے کے بعد از سر نو زندہ کیا، اور بزرگی کا حق ادا کر دیا، رندہ میں ان کا خاندان شرافت کے اعتبار سے امر القیس کے خاندان سے زیادہ مشہور اور رضوی اور ابو قیس جیسے پہاڑوں سے زیادہ مستحکم ہے، سخاوت میں ضرب المثل تھے اور طابین خوبہ طرف سے ان کے پاس آتے تھے اور راتوں کو لوگ ان کی آگ کا رخ کرتے تھے جس سے انھیں تقویٰ و ہدایت جیسی بیش بہا چیزیں ملتی تھیں، حکومت نصریہ کے وزیر ہوئے اور اس کا حق ادا کر دیا، یہاں تک کہ ان کے کارناموں نے یحییٰ بن خالد کے کارناموں کو زندہ کر دیا، اور جب زمانے نے مصیبتوں کا جام ان کے سامنے پیش کیا، اور کتابوں اور فوجوں کے ذریعہ سے ان کو پریشانیوں میں مبتلا ہونا پڑا، تو سخاوت و وقار کے اس خشمیہ پر تمام آنکھیں اشکبار ہو گئیں..... اور اگر زمانہ انھیں مہلت دیتا، تو ان لمحات کو لوٹا دیتے، وہ کتابت سے بلند مقام (الحل النبیه) کو پہنچے اور یہ انھیں اپنے باپ سے ترکہ میں ملی تھی، پھر اور کاروائی نمایاں انجام دئے نیز تالیفات بھی کیں، حدیث کی روایت میں مشہور ہوئے، ابھی وہ بچہ ہی تھے کہ اپنے والد ماجد کے سفر سے فائدہ اٹھایا، اور گم شدہ آثار کو زندہ کیا اور اپنی کتاب (الموارد المستعذ بہ و المقاصد المنہجینہ) تالیف کی، آپ کا تنظیم کلام پاکیزہ اور بلند اسلوب کا ہے، مجھ سے اور فاضل مدوح سے انتہائی دوستی تھی اور اکثر ظرافت و بذلہ سنہجی ہوا کرتی تھی، جس کا سبب محبت اور اعتماد کی فرادانی تھی، ان کے کلام کا کچھ انتخاب آئے گا،

ص ۲۱

اساتذہ | ابوبکر لخمی نے استاذ ابو جعفر حریری اور استاذ ابو الحسن قیجالی اور

استاذ ابو اسحق بن ابی العاصی سے پڑھا، اور مشرق و مغرب

کے علماء کی ایک بڑی جماعت سے استفادہ کیا، جن میں مشہور زاہد، فضل

بن فضیلۃ المعافری اور اہل اہلس کے علمائیں ابو عبد اللہ طنجالی، ابو جعفر الزیات،

ابو عبد اللہ بن الکمال جیسے صالحین شامل ہیں، ان کے علاوہ رندہ، مالقہ، غزناطہ کے

علماء سے بھی حسب موقع استفادہ کیا

تالیفات | ابو بکر لکھنوی کی تالیفات کی فہرست یہ ہے:-

- (۱) الفوائد المنتخبۃ والمواہم المستعد بہ
- (۲) ابن رشیق کی تاریخ "میزان العمل" کا تکرار کیا
- (۳) بشارۃ القلوب بما تحب بہ الودیاء من الغیوب" یہ تفسیر خواب میں ہے۔

(۴) الاخبار المذہبۃ۔

(۵) الآثار الصوفیۃ۔

(۶) النکت الادبیۃ

اس کے علاوہ خطوط و اشاہدہ میں رسالے ہیں۔

شاعری
والشاعر پر دازمی

تاریخ میں لکھتے ہیں:-

اعلیٰ عہدوں پر اب تک منتقل ہوتے رہے اور اہم مرقوموں پر مامور ہوئے ایک بار رندہ کے علاقہ قرطبہ میں والی بنا کر بھیجے گئے، اور ان کی کوششوں کی آماجگاہ بنا اسی سرزمین کے حصہ میں آیا ایک شاہی دورہ کے سلسلہ میں مالقہ اترنے کا اتفاق ہوا، تو انھوں نے مختلف قسم کی چیزیں مجھے ہدیہ میں پیش کیں، میں نے رشک و محبت کے اصول پر بریل ظرافت انھیں لکھا، اور اس انتظام و اکرام میں مبالغہ سے کام لینے پر اس طرح تنبیہ کی:-
الام علی أخذ القلیل وانما میں کم لینے پر ملامت کیا جاتا ہوں، حالانکہ میں ایسی قوموں سے

اعامل اقواما اقل من الذر

فان انا لم اخذنا منهم لبقوۃ

فلا بد من شئی یعین علی الذم

اسے میرے سردار، اللہ تمھارے ہاتھ کھنول دے اور تمھاری بخشش بخل کو روک دے، ایسا نہ ہو، کہ اس کا خاتمہ ہو جائے، میں کچھ غافل تھا، اور خوف و اضطراب سے بچا جا رہا تھا، اور جیسا کہ تمہیں معلوم ہے، میرا

قرضخواہ بدخصلت ہے، اور قرض ادا کرنے میں ٹال مٹول سے کام لیتا ہے اور اس کی چڑیا میرے گھاٹ پر اترنے سے بھاگتی ہے اتنے میں دروازہ کے کھٹکھٹانے کی آواز آئی، جس سے مجھے تکلیف کا پتہ چلا، اور ہمسایہ ہی غلطی پر پکڑا جاتا ہے، میں فوراً اٹھ کھڑا ہوا، اور گھبرایا، اگرچہ شاید ہی کبھی مجھ پر گھبرامٹ طاری ہوتی ہو، میں نے اس اضطراب کا سبب اندر ہی سے دریافت کیا، تو میری تسکین کے لئے ایک بدویہ نے کہا کہ اے قوم یہ قاصد خوشخبری لے کر آیا ہے، اور یہ کھٹکھٹا ہٹ اطاعت سے ہے، ناز و غرور سے نہیں، غصہ تھوک و وا اور جنگ کا خیال دور کرو، اس نے کہا کہ تم نے مقصود کو پالیا، تو میں آگے بڑھنے سے رک گیا، اور عمر بن ابی ربیعہ کی طرح تمام خدام کو ڈھال بنا کر آگے بڑھا، معلوم ہوا کہ واقعہ امن و سکون کا ہے، اور کسی نے کچھ نہیں کہا، قرطبہ کا ایک شخص سامنے آیا، جو بہت خستہ حال تھا، سلام کرنے سے پہلے آہ سرد بھری اور گزری ہوئی جوانی پر آنسو بہانے لگا، یہ تو ایک پرانی عادت تھی جس کے لئے اہل قرطبہ مشہور ہیں، اور جناب نے اس کے ساتھ بہت سی نیکیاں روانہ کی ہیں جن کی مسرت کا اندازہ نہیں ہو سکتا، چونکہ مونڈھے اور ہاتھ کے سوا اس کے جسم کا کوئی حصہ ظاہر نہیں تھا، اس میں ایک وزنی ظرف لٹکا دیا گیا تھا، اور ایک زنبیل باندھ دی گئی تھی جس سے اس کا بوجھ بڑھ گیا تھا اور قدم اٹھانا دشوار ہو گیا تھا، اور راستہ میں شور و غل ہونے لگا تھا، اور جب اس کے ساتھ ایک عورت گھرائی اور دیوار کی آڑ میں چھپ گئی، اور امتحان سے ظاہر ہو گئی، تو کچھ مضمحل اور افسردہ ہو گئی، اور اسکے پانی طے ہونے دو کی طرف دیکھا گیا، جو نہ گھریں کام آتا ہے اور نہ بازار میں فروخت ہو سکتا ہے،

۲۰۳

۱۔ یہ ایک مشہور واقعہ کی طرف اشارہ ہے، عمر بن ابی ربیعہ اپنے مشہور قصیدہ میں اس کا ذکر کرتا ہے، جس کا مطلع یہ ہے:-

أمن آل نعوانت غاد غمبکرا الخ

۲۔ نکان محجی دون من کنت اتقی؛ ثلاث شخصوں کا بیان و معسر

تو اس سے مجھے شاعر کا قول یاد آگیا،
 تلك المكارم لاقعبان من لبن | اصل خوبیاں یہ ہیں دودھ کے ان چند ظرف میں برائی نہیں
 شیت بعاء فعات بعد اوالا | جن میں اگر پانی ملا دیا جائے، تو دودھ اور پشیاپ
 میں فرق نہ رہے،

اس کا جھاگ تو ضائع ہوا، مگر اُس کے گھمن سے فائدہ اٹھایا گیا،
 رہے آپ کے فرستادہ خدام، تو وہ دھکے دے کر نکال دئے گئے، اس کے بعد
 میں سلی ہوئی زنبیل کی طرف متوجہ ہوا، جو اُس بد نصیب کی گردن میں باندھ
 دی گئی تھی، اور اس میں کبوتر کے بچے دفن تھے، گو پاؤہ تعویذ کی طرح اُس کے
 گلے میں لٹکاؤئے گئے تھے، اُس کی رسی اُس کے گلے میں باندھ لی تھی، جیسے
 اُس نے اپنا نامہ اعمال وقت سے پیشتر گردن میں ڈال لیا ہو، اگر آپ احتیاط
 سے کام لیتے تو اُن کے جسم گزر گی سے محفوظ رہتے، جس طرح مقتولوں کی
 نعشیں محفوظ رہتی ہیں، اور میرا خیال ہے کہ آپ دنیاوی اسباب سے غافل
 نہیں، اور ان ارادوں کو خیر باد نہیں کہا جو طبیعت میں راسخ ہیں۔

اور جب میں نے انھیں زنبیل کے کفن سے باہر نکالا، اور اُس کی
 مدین کے لئے اہل صفہ کو دعوت دی، تو ابو تمام حبیب کا یہ قول زبان پر تھا:-
 هن الحمام فان كسرات عيافة | یہ کبوتر ہیں، اگر فال کے لئے تم ان کی (ح) کو کسرہ
 دو (تو دو)

من حائفن فابن حمام | تو یہ موت ہو جائیں گے،

اور اگر ایک مرغی پر کچھ راز کا اثر معلوم ہوتا، تو یہ بنی صر کے مرغیوں کی یادگاہ
 ہوتی اور تحفے میں کوئی چیز نہ قابل ذکر تھی اور نہ قابل انکار، ہم خدا سے مغفرت طلب
 کرتے ہیں اور اگر صرف بینیظیر ظرافت اور ابر باران کے سوا جو میری تمناؤں
 کی انتہا ہیں، کوئی تحفہ نہ ہوتا، تو بھی شکر ضروری ہوتا، اور ظاہرہ پر شدیدہ تمام تحفوں
 اُس کے لئے وقف ہوتیں، اگرچہ کارناموں کا نسب بدل گیا، اور اُس کا انتساب نہیں معلوم
 مگر انکی نسبت آپ ہی کی طرف کی جاتی ہے، اور آپ ہی کے صحن میں انکا چشمہ بہتا ہے
 اور گھٹائیں آپ ہی کی وادی میں برستی ہیں، خدا آپ کو بلند رتبہ کرے، میرا انسان

آپ کے تحفے کی قدر سے عاجز ہے اور اس کے شکر میں نہ فرض ادا کر سکتا ہوں اور نہ نفل، لیکن یہ ایک جانی پہچانی ظرافت ہے اور صرف محبت نے اس پر آمادہ کیا ہے، اور یقین ہے کہ آپ محبت کے صلے میں میرے شکوہ سے درگزر کریں گے اور چشم پوشی سے کام لے کر شاعر کا شعر پڑھیں گے اور جواب میں لغت کے ایسے نکات سننے کی امید ہے جن سے طبیعت خوش ہو جائے اگرچہ اس میں میرے نام سے گالیاں ہی کیوں نہ ہوں،

بعثت بشیء کالجفاء وانحسا
بعثت بعدتی کاملدال الی عدل
اور میں نے یہ معذرت نامہ بہانہ ڈھونڈنے والے کی طرح لکھا ہے

وقلت لنفسی لاتراعی فاسد
کما قیل شئی قد یعیان علی الدھر
اور میں نے اپنے دل سے کہا کہ خیال نہ کرو اسلئے کہ یہ ایسی چیز ہے جو زمانہ کے مصائب کے خلاف مدد دیتی ہے

وما کان قدر الود والمجد مثله
فخذ لا علی قدر الحوادث أو قدری
اور محبت و بزرگی کی عزت آپ کے مثل نہیں تو اسے زمانہ یا میرے اختیار سے قبول کیجئے

وان کنت لمر احسن صنیعی فاننی
سأحسن فی حسن القبول لشکری
اگر میں نے یہ کام اچھی طرح نہیں کیا تو خیر، مگر اس کی قبولیت کا شکر یہ بہر حال اچھی طرح ادا کروں گا،

وقدرک قدر الینل عندی واننی
لدی قدرک العالی أدق من الذر
میرے نزدیک آپ کا مرتبہ دریا ئے نیل سے بڑھ کر ہے اور آپ کے مقابلے میں میری حیثیت ذرے کی بھی نہیں

فانعت وحظی من زمانی وودکو
هباء و مثلی لیس لقیح بالسنز
میں زمانے سے اپنی قسمت اور آپکی محبت پر قانع ہو گیا حالانکہ میرا سا آدمی معمولی چیز پر قانع نہیں ہوتا ہے میرے پاس تمہارا مبارک اور مہربان خط آیا

اتانی کتاب منک بالامبارک
لقیت بد الامال یا بھجرت الثغر
اے نوزیاد اس سے میری امیدیں بڑھ گئیں جس میں فکر کی بیٹیاں آراستہ و پیراستہ میری آنکھوں کے سامنے لائی گئی تھیں اور وہ روشنائی کی چادروں میں

الناظری تحتال فی جبر الحبر

فالقظها كالذهر والنهر يانع
وقد والمعاني في الاصله كالذهر
نجوم معان في سماء صحيفه
ولكنها تسرى النجوم ولا تسرى
تضمن من نوع الدعاية ما به
رجوت الذي تدقيل في نشوة الخمر
مرعى الله مسرعا الكريم فجل ما
جلت من البشري وابدت من البشر
لجری لقد اذكري دوله الصبا
واهديت لي نوع الحلال من السحر
ولما انت تلك الفكاكه عند ولا
وجدت نشاطا سائر اليوم في بشري
ولا سيما ان كان لمحم بردها
عميد اولي الالباب نادره العصر
نشرت بها ما قد طويت بساطه
زمانا وبيده طي الامور مع النشر
ونحو خليل الخيرات محافظا
على سنن الاخلاص في السر والجهو
ودونكها تلوه بها وتديوها
بحيريه الانفاس طيبة النشر
ابوبكر الخمي نے مجھے جواب دیا۔

جھوم رہی تھیں
ان کے الفاظ اشگفتہ کلیوں کی مانند ہیں
اور معانی کا مرتبہ ذاتی طور پر کلیوں کے مثل ہے
گویا معانی کے تارے صفحات کے آسمان پر ہیں
مگر اتنا فرق ہے کہ تارے چلتے ہیں اور یہ ساکن ہیں
اس میں ظرافت کی ایسی چاشنی تھی
جس سے میں نے شراب کا سرور محسوس کیا
خدا ان کی رفتار کی نگہداشت کرے
کہ اس کی خوشخبری مبارک اور اس کا چہرہ دیدہ زیب ہے
میری جان کی قسم تم نے بچپن کا زمانہ یاد دلادیا
اور سحر طلال کا تحفہ دیا
چونکہ یہ ظرافت نامہ مجھے صبح کو ملا
اس لئے میں نے دن بھر اس کی مسرت محسوس کی
خصوصاً جبکہ ان کا نقش و نگار بنانے والا
یکتا زمانہ اور اہل علم کا سردار ہے
اس سے تم نے گزشتہ ذوق کو زندہ کر دیا
اور یہ اپنی وسعت کے ساتھ بہت سی چیزوں پر مشتمل ہے
تم کتنے اچھے نیکی کے دوست ہو، ظاہر اور پوشیدگی
ہر حال میں طریق محبت کے نگہبان
آپ کی خدمت میں یہ نظم حاضر ہے، جس سے تم
دلچسپی لے سکو
جو معطر اور نسیم جانفزا میں لپٹی ہوئی ہے

۲۰۵

جناب کا جواب عجیب و غریب نکات پر مشتمل ملا، اس ظرافت کا
کیا کہنا، کوثر کی دھلی ہوئی خالص عربی زبان، اگر اس میں صرف ہموار قد اور سیاہی

روش کے قرطبی کی تصویر بھی ہوتی تو اس کی تعریف کے لئے کافی تھا آپ نے خرافات کا میدان وسیع کر دیا، اور آپ کی تیز طبیعت نے اس میں خوب جولانی کی، جس کے مقابلہ سے بلاعت و بیان کے علما بھی عاجز نہیں سمجھ کچھ معجزانہ، کا کیا ذکر، اور اسکا جناب مکرم امام والا نشان کے سامنے پیش کرنا ضروری ہے کہ وہ صحیح فیصلہ کر سکیں، اور اس کے بارے میں انصاف سے کام لیں، اور میں بڑول کی طرح آپ کے جواب سے بھاگتا تھا، جیسے رذیل خیر شریف سوار یوں کے مقابلہ سے گریز کرے، اور میں آپ کی طبیعت کے ابر باران سے اسی طرح الگ رہنا چاہتا تھا، جیسے نہتر، ہتھیار بند سے دور بھاگے، یہاں تک کہ مجھے آپ کی طرف سے معافی کا یقین ہو گیا اور جناب کی وسیع النظری اور حشیم پوشی پر اعتماد کر کے راز اور عجائب کے ساتھ پھر بھیجا ہے، تاکہ تحفوں کا سلسلہ منقطع نہ ہو، اور میں اس بذلہ سخی سے جو طلب معذرت پر بھیج رہا تھا، معافی چاہتا ہوں، اور ہم اللہ تعالیٰ سے ایسی حمد کی توفیق چاہتے ہیں، جو انعام اور شکر کا مستوجب ہو، آپ کی عمر میں ترقی ہو، آرزو میں بر آئیں، اور آپ کی خوبیوں کے سبب شناخاں ہوں،

فقوی اور عبادت میں ابو بکر لخمی کے اشعار یہ ہیں:۔

ایمان لہ الحکمر فی خلقہ	اے وہ کہ جس کی حکومت تمام مخلوقات پر جاری ہے
ویامن بکوف لہ اشتکی	اے وہ کہ اپنے درد میں جس سے شکوہ کرتا ہوں
قول اموری ولا تسلمتی	میرا خیال کر، اور چھوڑ نہ دے،
فان انت اسلمتی اهلك	اگر چھوڑ دینگا، تو ہلاک ہو جاؤں گا،
تعالیت من راحہ منعم	اے رحمت و احسان کرنے والے تو بلند ہے
ونزہت من طالب مدرک	اور ہر طالب کے اور اک سے منزہ ہے
اصی میں نے جو ان کی خود نوشت تحریر سے منقول ہے:۔	
تصبر اذا ما ادمرتک ملة	جب تم پر مصیبت آئے، تو صبر کرو،
فصنع اللہ العالمین عجیب	اس لئے کہ پروردگار عالم کا طریقہ عجیب ہے
وما یدرک الانسان عارینکبة	انسان کو ایسی مصیبت سے کوئی عار نہیں

<p>ینکب فیہا صاحب و جلیب ففی من مضی للمر ذی الحقل اسوۃ وعیش کوام الناس لیس یطیب ویوشک ان تقمی سبحائب لغمة فیخصب من ربع السر سر جلیب</p>	<p>ہوتا جس میں دوست و عزیز مبتلا ہوں اگر مشہ لوگوں میں عاقل آدمی کے لئے نمونہ عمل ہے اور شرفا کی زندگی کبھی آرام سے نہیں گزرتی اور قریب ہے کہ رحمت کی بدلیاں برسیں اور عسرت کی قحوظ زدہ منزل تر و تازہ ہو جائے</p>
<p>پیدائش</p>	<p>ابوبکر لجنمی ۶۶۵ھ میں پیدا ہوئے</p>
<p>وفات</p>	<p>عائد الصلہ میں ہے۔ ابوبکر لجنمی کا خاتمہ خشوع و تہجد و وظائف جیسے مبارک اعمال پر ہوا رندہ سے بغیر کسی تکلیف یا بخشش کے باہر تھے کہ ایک شہر میں ساعت مقررہ آگئی اور وہیں ان کا مدفن بنا، ان کی وفات ۷۲۴ھ ربیع الآخر ۷۲۵ھ کو ہوئی</p>

محمد بن محمد

<p>نام و نسب</p>	<p>محمد نام سلسلہ نسب یہ ہے: محمد بن محمد بن علی العابد الانصاری در بار شاہی میں کاتب تھے</p>
<p>حالات</p>	<p>”طوق القصر“ وغیرہ میں ہے کہ محمد انصاری مشہور ادیب وفی علم بلیغ تھے خطاطی میں فریر روزگار باوقار اور شیریں نطام تھے مگر خواہش نفسانی میں لپت تھے، اعلیٰ مرتبہ کے باوجود ادب کو پیشہ بنا رکھا تھا، انشا مختصر اور اچھی ہوتی تھی</p>
<p>شاعری</p>	<p>محمد انصاری کے والد کی طرح ان کا کلام بھی اچھا اور بہتر معانی سے پُر ہوتا، توشیح بہت اچھی ہوتی تھی، ملوک بنی نصر کے دوسرے بادشاہ کے زمانے میں ”کتابت انشا“ کے عہدہ پر مامور ہوئے اور اس پر عرصہ تک قائم رہے، اگرچہ ان کی ہستی اور شراب نوشی کے باعث سلطان ناخوش رہتے، یہاں تک کہ بیان کیا جاتا ہے کہ جب ایک بار انھوں نے بادشاہ کے سامنے قے کر دی تو وہ عہدے سے ہٹا دئے گئے، اور وزیر</p>

ابو عبد اللہ بن اسکیم ان کی جگہ مامور ہوئے۔ اسی واقعہ کے متعلق کہتے ہیں:-
 آمن عادة الانصاف والعدل ان اجفا کیا یہ انصاف و عدل کا طریقہ ہے کہ مجھ پر ظلم ہوا
 لأن زعموا انی تحسيتها صبر فانا وہ بھی صرف اسلئے کہ میں نے فالص شراب پی
 باقی زندگی اعزاز و نعمت میں گزار دی

وفات | محمد انصاری نے تقریباً سنہ ۶۹ میں وفات پائی ہمارے اُستاد

ابن الجیاب کے دوست تھے اس لئے اپنی کتابیں انکو
 دے دیں جو بہت اعلیٰ اور اُنکے والد ماجد کے دست خاص کی لکھی ہوئی تھیں

محبوب مالک الطفری

نام و نسب | محمد نام ذی الینیۃ کے رہنے والے اور وہاں کے معزز
 خاندان سے تھے 'استاذ نے کتاب "الصلۃ" میں اور

عافقی وغیرہ نے بھی ان کا ذکر کیا ہے

حالات | امیر عبد اللہ بن بلکین بن باویس والی غرناطہ کے عہد میں
 ابن مالک ادب و شاعری میں ممتاز تھے بیان کرتے تھے

کہ پہلے وہ کابل اور آرام پسند تھے اس کے بعد خواب غفلت سے بیدار ہوئے
 اور آرام و آسائش کو خیر باد کہہ کر سرگرم عمل ہوئے تا آنکہ اہل علم میں شمار ہوا
 زراعت میں ان کی کتابیں "زہرة البستان" "نزهة الاذهان" بہت
 مشہور اور نفیس ہیں ایسا بار عبد اللہ بن بلکین کے جانشین سماجہ کے ساتھ
 ایک خرافت آمیز قصہ پیش آیا اس وقت اور لوگ بھی موجود تھے جو انکی
 ادبی قابلیت سے ناواقف تھے اتنے میں ابن مالک نے سماجہ کی سواری
 کی لگام ہاتھ میں لے کر یہ شعر نائے:-

بینما نحن فی المصلی نساقت مصلی میں شراب نوشی ہو رہی تھی
 وجناح العشی فیہ جنوح اور شام کے بازو تاریکی کی طرف مائل تھے
 اذا تانا سماجہ تسلالا اتنے میں سماجہ پکتا ہوا نمودار ہوا

مفت

وضیاء الشمس منہ یلوح اس حال میں کہ اُس سے آفتاب کی روشنی ظاہر ہو رہی تھی
فطفقنا یقول بعض لبعض تو ہم آپس میں کہنے لگے کہ
أغبوق شرابنا أمر صبحوح یہ صبح کی شراب ہے یا شام کی
یہ سن کر وزیر سماجہ نے بربری زبان میں اپنے غلاموں سے کچھ کہا
وہ فوراً واپس گئے، اور سماجہ ابن مالک اور دیگر ساتھیوں کے ساتھ کھڑا رہا
تا اُنکے اُس کے غلام دینار سے بھری ہوئی ایک تھیلی لے آئے، جس میں
تین سو سے زیادہ اشرفیاں تھیں، سماجہ نے حکم دیا کہ یہ ابن مالک کو دو،
نیز غلام کھانے پینے کی چیزیں لے آئے، اس پر ابن مالک نے کہا کہ یہ
میری پہلی کھائی ہے۔

میرے دل پر ایک تکلیف دہ محبت ڈال دی گئی ہے
اور میرے جسم میں بیماری آہستہ آہستہ پوسٹ ہو گئی ہے
یہ محبت ایک نازک اندام مانوس طبع حسین کی ہے
جس کی یاد میں میری زبان رطب اللسان ہے
اُس کا قد شقائق نعمان کی طرح ہے
ایک محبت کا مارا اُسے کیا کرے
اُس کا قدرتی کی طرح لچکتا ہے
اور پچھلا حصہ وزن سے حرکت کرتا ہے
پس پردہ چیزوں کا نمونہ اس کا چہرہ ہے
ظاہر و باطن سب ملتے جلتے ہیں
اسے تاریکی کے چاند پر قیاس نہ کرو
یہ چہرے کی دلیل ہے، وہ سادہ ہے
بعضوں نے ان اشعار کی نسبت دوسروں کی طرف بھی کی ہے
استاذ موصوف مشہور میں زندہ تھے، حکم دیا کہ میری قبر پر
حسب ذیل اشار لکھے جائیں:-

شاعری صفت علی قلبی ہوئے لاج
ودب فی جسمی ضناد ارج
فی شادن احر مستانس
لسان تذکاری یہ لاج
قل نعمان اذا ماشی
وما عسی یفعلہ عالج
فقد لا من ورقہ مائس
ورد فہ من ثقلہ ما مرج
عنوان مائی ثوبہ وجہہ
تشابہ ال اخل والخامرج
فلا تقیسوہ ببلد الدجا
ذامعلو الوجہ وذا اساذج
بعضوں نے ان اشعار کی نسبت دوسروں کی طرف بھی کی ہے

وفات

یا خلیلی عرج علی تجلدانی اے میرے دوست میری قبر پر آکر پاؤ گے

<p>اکلۃ التریب بین جنہی ضرایح خافت الصوت ان نطقا وکن أی نطق ان اعتبارت فصیح أبصرات عینی العیائب لهما فرق الموت بین جسمی وروحی</p>	<p>کہ میں تربیت کے آغوش میں مٹی کی خوراک ہو گیا ہوں بولنے میں آواز آہستہ ہوگی لیکن چشم عبرت واہو، تو یہی گفتگو بہت فصیح ہوگی میری آنکھوں نے عجیب و غریب چیزیں دیکھیں جب موت نے میرے جسم کو روح سے جدا کر دیا</p>
---	--

محمد بن علی الاوسی

<p>نام و نسب</p>	<p>محمد نام، ابو عبد اللہ کنیت، اور عقرب کے عرف سے مشہور تھے، فلیم لاش کے رہنے والے تھے، سلسلہ نسب یہ ہے۔</p>
------------------	---

<p>حالات</p>	<p>محمد بن علی بن محمد بن عبد اللہ بن عبد الملک اوسی ابو عبد اللہ عقرب کی نظم و نثر اچھی تھی، علوم عربیہ اور ادب سے واقفیت تھی، ذکاوت، تیز می طبع، اور شرافت میں</p>
--------------	--

<p>مشہور تھے،</p>	<p>ادب و شاعری</p>
<p>ملاحی نے ذکر کیا ہے کہ مجھ سے غرناطہ کے قاضی احکام ابوالقاسم الحسن بن قاسم الہملالی نے بیان کیا کہ استاذ ابو عبد اللہ عقرب</p>	

ہمارے پڑوسی تھے، ایک بار ان میں اور ان کی بیوی زہرہ میں جو صاحب احکام
ابوالحسن علی بن محمد کی بیٹی تھیں، تنازعہ ہوا، ان کی بیوی نے قاضی غرناطہ ابو عبد اللہ
بن اسماعیل عالی کے یہاں مقدمہ دائر کیا، اور میں اس زمانے میں انکا کاتب
تھا، جب قاضی نے ان کی قوت گویائی اور ان کی زوجہ کی کمزوری ملاحظہ کی تو
ان کی بیوی کی حالت پر ترس آگیا، اور ان کا خیال تھا کہ عورتیں کمزور، اور
مرد قوی ہوتے ہیں، اور اکثر اپنی مجلسوں میں کہا کرتے، کہ شیشے کی سی نازک عورتوں
پر رحم کرنا، جب ابو عبد اللہ عقرب نے قاضی کا یہ انداز دیکھا، جس سے انھیں
کوئی خوشی نہ ہوئی، تو مجھ سے ایک کاغذ مانگا، اور قریب ہی بیٹھ کر بہتہ
یہ شعر لکھے :-

<p>خدا کی قسم اے ایسے تو خوش رہ، اور بیان کن جیسے کہ تو درختوں پر بیان کیا کرتے ہیں انہوں نے اس طرح گایا، کہ میں سمجھا کہ وہ مجھی کو مراد لے رہے ہیں، تو میں نے بھی آہ و زاری کی، انہوں نے ان بھولی ہوئی مصیبتوں کو یاد دلا دیا، جو تمہاری یاد کے سلسلے میں برداشت کیا تھا میں زمانے کی شکایت زمانے سے کرتا ہوں اور جس نے زمانے کی مصیبتوں کا شکوہ خود زمانے سے کیا، وہ ہمیشہ شکوہ سنج رہیگا،</p>	<p>يا الله حي يا أميم وحاكى كحما ترفوق الفصول حواكى غنين حتى خلتهن عيننى بغنائهن فتحت فى مغناك ذكرتنى ما كنت قد أنسىته بخطوب هذا الدهر من ذكراك أشكو الزمان الى الزمان ومن شكوا صرف الزمان الى الزمان فشاكى</p>
<p>اے ابن سماک جو اس کے نیزے کے ساتھ نہیں آرام کرنے والا ہے، اور نمتے اس ہتھیار سے ڈرتے ہیں، پڑوس کا خیال رکھ، کہ ہمارے درمیان ہمسائیگی کا حق ہے کہ سیر اور شرب نور و آسمانوں میں بھی ساتھ ہو، اور میرے ساتھ</p>	<p>يا ابن السماك المستظل برمحہ والعزل توهب ذا السلاح الشاكى راع الجوارم فيتنا الجوارم نا حق السر والسير فى الافلاك و ا بسط الى الخلق المنيب بلسطه</p>
<p>شرفا کے طرف اور عابدوں کی دینداری کیساتھ احسان کرنے پھر اے قاصی کے سامنے پیش کیا، انہوں نے اس کی پشت پر اپنے قلم سے لکھ دیا کہ ”بہتر“ پھر مجھے اشارہ کیا کہ عقرب اور ان کی اہلیہ میں صلح کرادی جائے، اگر صلح میں ۵۰ اشرفیوں تک کی ضرورت ہو تو میں عقرب کی جانب سے ادا کروں گا چنانچہ میں نے ان دونوں کی ضمانندی سے صلح کرادی</p>	<p>ظرف الكرام بعفة النساك پیرا سے قاصی کے سامنے پیش کیا، انہوں نے اس کی پشت پر اپنے قلم سے لکھ دیا کہ ”بہتر“ پھر مجھے اشارہ کیا کہ عقرب اور ان کی اہلیہ میں صلح کرادی جائے، اگر صلح میں ۵۰ اشرفیوں تک کی ضرورت ہو تو میں عقرب کی جانب سے ادا کروں گا چنانچہ میں نے ان دونوں کی ضمانندی سے صلح کرادی</p>
<h2>محمد بن علی</h2>	
<p>نام و نسب محمد نام غرناطہ کے رہنے والے تھے، سلسلہ نسب یہ ہے۔</p>	

محمد بن علی بن عبد اللہ القنسی العمرانی

حالات

محمد قنسی خوش رو و نوجوان، اور سنجیدہ تھے، عفت و اخلاق نمایاں رکھتے تھے، اخلاق کے نرم باتیں کہہ کرتے، بہت

جیادار تھے، خطا اچھا اور دیدہ زیب ہوتا تھا، شرافت ظاہر تھی، ان کے والد اور دادا مشہور تاجروں میں تھے، شعر کہنے کے نور وانی سلاست، قدرت اور بلندی میں دور دور شہرہ ہوا، اور گونہ گنہامی سے نکل کر دربار شاہی میں پہنچ گئے، اور پھر ان کی صلاحیت بڑھتی گئی، اگر عین شباب میں موت اپنا کام نہ کر پاتی، تو تمام سیاہ و سپید کے مالک ہم جانتے ہی تو یہ ہے کہ شاعری ان کے مرنے کے بعد ہیتم ہو گئی، اگر مرنے سے پہلے تو یہ فضائل روزگار میں ہوتے

ولادت

ذی الحجہ ۳۳۸ھ میں پیدائش ہوئی

وفات

محمد قنسی کی بین سال کی عمر ہو گئی، کہ ۵۵ھ میں مرض استسقاء میں مبتلا ہو کر وفات پائی اور ان کے والد امین العطار بن تھے

محمد بن علی بن الحارث الانصاری

نام و نسب

محمد نام کنیت ابو محمد القنسی اصل میں فاس کے باشندہ تھے، قاضی ابو جعفر بن سعد کہتے ہیں:-

حالات

میر انصاری حکومت نصریہ غالبیہ کے کاتبوں کے معلم تھے،

جس کی روشنی سے سب راستہ پاتے ہیں اور جس کی چمک اور نور سے سب ہدایت یاب ہوتے ہیں، علم و مدح کا جھنڈا بلند کیا، فہم اور بردباری کے لباس سے آراستہ ہوئے، انشاء ادب، لغت، نحو، تاریخ، فرائض، حساب اور انس کی شاخوں میں امام تھے، شعر کے یاد کرنے اور ہر شے کی صحیح نسبت کرنے کے باب میں مشہور علمائے فن سے بھی بازی لے گئے، ثروت حافظہ، بظہیر تھی، عبد الحق اشبیلی کی کتاب "الاحکام" حفظ کی اور مطول دواوین نقل کئے، اور لغت کی کتابیں محفوظ کیں، نیز حدیث کی کتابوں پر حواشی لکھے، زمر شری کی تفسیر

اس طرح پر مختصر کی، کہ اس سے اعتزال کا اثر جاتا رہا، کبھی تعلیم و تعلم و درس و نقل اور مطالعہ سے کنارہ کش نہیں ہوئے، اُس زمانے میں اُن کا کوئی ہم پلہ نہیں تھا، اساتذہ

محمد انصاری نے فاس میں ابو العباس احمد بن ابوالقاسم بن بقال اصولی اور ابو عبد اللہ بن البیوت المشرقی اور زاہد ابو الحسن بن ابوالموالی وغیرہ سے استفادہ کیا،

شاعری | محمد انصاری کے حسب ذیل اشعار یہاں نقل کئے جاتے ہیں۔
 طرقت تاتیبہ علی الصباح الابلج | وہ روشن صبح پر فخر کرتی ہوئی رات کو آئی،
 حسنا و تختال اختیال تہرج | اور حسن و آرائش کے باعث جھومتی ہوئی آئی،
 فی لیلة قد ألبست بظلامها | ایسی رات میں، جب کہ
 قضضا من الاحلاک غیر صلیح | تہ بہ تہ تاریکی کے پردے پڑے ہوئے تھے،
 اور ان کے شعر شائع شدہ بہت ہیں،
 وفات | محمد انصاری نے غرناطہ میں ۳۲۰ھ میں رحلت کی،

محمد بن ہانی الازدی

نام و نسب | محمد نام، ابوالقاسم کنیت ہے، اندلسی کے عرف سے مشہور تھے، گویا اُن کا یہ عرف حکمی ابو نواس سے فرق کرنے کیلئے تھا، اور قریہ سکون کے رہنے والے تھے،

سلسلہ نسب یہ ہے: محمد بن ہانی بن محمد بن سعد بن الازدی الالبیری الغرناطی،

خاندانی حالات | اکثر مورخین نے لکھا ہے کہ ابن ہانی زید بن حاتم بن قطبہ بن المہلب بن ابی صفرة کی اولاد سے ہیں اور بعضوں کا خیال ہے کہ روح بن حاتم کی نسل سے ہیں،

حالات | ابن ہانی مشہور شعرا سے تھے، نظم و بلاغت میں اپنی آپ مثال تھے، مختلف علوم میں دخل تھا، چیتاں حل کرنے میں

باکمال تھے، ان فنون میں ان کی گرد کوئی نہیں پاسکتا، اندلس سے ۲۷ سال کی عمر میں نکلے مغرب میں جوہر سے ملاقات ہوئی اور ان کی مدح کی لیکن اس نے بخل کے باعث صرف دو سو درہم انھیں دئے، جس سے یہ غضبناک ہو گئے، اور لوگوں سے پوچھا کہ یہاں کوئی اس سے بڑھ کر ہے یا نہیں، لوگوں نے جعفر بن علی بن فلاح بن ابی مروان اور ابو علی بن حمدان کا پتہ دیا، تو ان دونوں کی تعریف کی، اور انھیں دونوں کے خاص شاعر ہو گئے، انعام و اکرام سے اس قدر مالا مال ہوئے کہ ان کے خیال میں بھی نہ آیا ہوگا، ان کے مدیہ قصائد کا دور دورہ شہرہ ہوا، یہاں تک کہ معز عبدی کو خبر ملی، تو جعفر بن علی نے ان کو دیگر تحائف کے ساتھ بھیجا، گو یا ابوالقاسم ابن ہانی سے بڑھ کر جعفر کے پاس کوئی چیز نہیں تھی، معز لدین اللہ کی تعریف بھی انھوں نے خوب کی، اور اس نے بھی صدہ و بخشش میں دریغ نہ کیا، پھر افریقیہ لوٹ آئے اور اس کے بعد مصر آئے، اور برقہ میں وفات پائی، میری تالیف "تلخیص الذہب" میں انکا ذکر حسب ذیل الفاظ میں آیا ہے :-

ابن ہانی اندلسی بلند ہمت اور شیر نواں کی طرح تھے، ان کی مثال اس نایاب چیز کی سی تھی، جو ایک ملک سے دوسرے ملک کو بطور تحفے کے منتقل ہوتی ہو، ان کے مقابلے سے بڑے بڑے شہسوار عاجز رہ جاتے، ابن شرف نے اپنے مقامات میں ان کا ذکر حسب ذیل الفاظ میں کیا ہے :- ابن ہانی اندلسی کا کیا کہنا، انکا تمام کلام اعلیٰ اور بندش چست ہوتی ہے، مگر جب ان کے معانی مشکل الفاظ میں ہوتے ہیں، تو گویا اسے منجبتی سے مارتے ہیں، ان کا تغزل بنو عذرہ کی طرح عینی نہیں بلکہ "معدی" ہے، مہمان اس پر قانع نہ ہو، اور تلوار کے بغیر وہ دور بھی نہ ہو، دینی حالت کے اعتبار سے وہ بہت پست تھے، اس شخص کا حال کیا پوچھتے ہو جو دنیا کی فلاح و بہبود کے لئے آخرت خواب کرنے میں دریغ نہ کرتا ہو، یہ سب صرف بددینی اور عقیدہ کی کمزوری کے باعث تھا، اگر فہم ہوتی، تو ان پر معافی کا دائرہ اتنا تنگ نہ ہوتا، کہ کفریات سے مدد لینے کی ضرورت پڑتی،

۲۱۳

شاعری

ابن ہانی اپنے ایک مشہور قصیدہ میں جعفر بن علی کی تعریف کرتے ہیں :-

أبيلتنا إذ أرسلت واردةً وحفا
وبنتنا نرى الجوزاء في أذننا شنفنا
وبات لنا ساق يقوم على الرحبا
بشمعة صبح لا تظف ولا تظفي
أغن غضيض خفق اللين قدا
وأثقلت الصهباء اجفان الوطفا
ولعريق، عاش المدام لريدا
ولعريق اعنات التثني له عطفنا
نزيف نضاه السكر الأبرجنا
إذا كل عنها الحصر حلما الرودنا
يقولون حقف فوتر خيزرانة
أما يعرفون الخيزرانة والحقفا
جعلنا حشايانا ثياب مدا منا
ومدت لنا الأزهار من جلدنا الحفا
فمن كبد توحى الی كبد هو سے
ومن شفة تؤوی الی شفة رشفنا
بعيشك نبركأسه وجفونده
فقد نبه الأبريق من بعد ما أعفنا
وقد نكت الظلماء بعض قيودها

اے ہماری رات جب تو نے کالے کالے بال کھول لئے،
اور ہم جوزا کے کان کو آراستہ و پیراستہ دیکھ رہے ہیں
اور ساقی نے ایسی شمع سحر کے ساتھ شب باشی کی ہے
جو نہ رکتی ہے، اور نہ بجتی ہے
اُس کی آواز گنگناتی ہوئی، نگاہیں نیچی اور قد پگھلا ہے
اور شراب نے اسکی لمبی پلکوں کو بھاری کر دیا ہے،
اور دخت رز نے اُس کے ہاتھوں کو بے قابو کر دیا ہے
اور لچکنے کی تکلیف سے اُس کی کمر بے بس ہو گئی ہے،
ایسی نحیف و کمزور، جسے نشے نے اور لاغر کر دیا ہے،
مگر اُس کی ایک حرکت باقی ہے، جب کمر تھک جاتی ہے
تو سرین اُسے برداشت کرتی ہے،
لوگ اُسے بالو کے تودلے اور بانس کے درخت سے
تشبیہ دیتے ہیں،
کیا وہ بانس کے درخت اور بالو کے تودلے سے واقف نہیں؟
ہم نے اپنے دلوں کو شراب کا لباس بنا دیا ہے،
اور کلیوں نے اپنی پنکھڑیوں سے اُس کے لئے
چادر بنا دی ہے،
پھر کیا تھا، دل سے دل کو محبت کے پیام مل رہے ہیں
اور لب سے لب کی پیاس بجھ رہی ہے،
تیری زندگی کی قسم، جام شراب اور اُس کی آنکھوں
کو جگا دے،
کہ صراحی بھی غنودگی و خار کے بوجہ بیدار ہو گئی ہے،
اور تاریکی نے بھی اپنی بعض بٹیریاں انگ کر دی ہیں،

اور رات کا لشکر بھی کھیل کیلئے صفت آرا ہو چکا ہے،
اور شہریا کے ستارے اس طرح متوجہ ہوئے ہیں
گویا چھپ چھپا ہوئی انگلیوں کی انگوٹھیاں ظاہر ہو رہی ہیں
اور ان کے پیچھے پیچھے چاند کی منزل بھی چلی ہے،
جیسا کہ کسی نقاب پوش بد نیت نے اپنا گھوڑا
پچھے پھینکا لیا ہو

پھر تجھ دیر کے بعد ستارہ شہری متوجہ ہوا
جو اپنی بدلی کی رسی سے کھینچتا ہے
اس کے پیچھے دوسرے ستارے متوجہ ہوئے
تاکہ "مجھ" کے دانتوں سے پردہ چاک کر دے

وہ تاریکی میں چنگھاڑتا ہے اور اُسے دور کئے دیتا ہے
گویا قطب کا بالائی حصہ اُس کا شہسوار ہے
جیسے جنگ سے نفرت کے باعث جھنڈے گاڑ دئے ہیں
گویا کہ سماکین (دور روشن ستارے) جو اگلی کمال
پر نظر آتے ہیں

اُس کی موت کے ضامن ہیں
ادھر راجح دسماکین میں سے ایک کا نام) نیزہ
لئے تیار ہے

ادھر اعزل تاثر سے انگلی کاٹے ڈالتا ہے
گویا کہ گدگد کے کرتے وقت اُس کے آگے کے پر
کٹ گئے ہیں تو پھیلے پر اُسے باندھ رکھنے سے عاجز آگئے
گویا اُس کا مثل ہوا میں اڑتا ہوا
نصف بدر کو ایک کر لے گیا

اگر بارات کا رقیب (ایک ستارہ) شکر ہے
لہٰذا یہ مصرع اصل کتاب میں غلط معلوم ہوتا ہے، اسلئے اس کا ترجمہ نظر انداز کیا گیا (مترجم)

وقد قام جيش الليل للهوناً صدقاً
وولت نجوم الأثر يا سكا نهباً
عن أقيم تبار و في بنان يد تخفى
و ر علي آثارها دب انهباً
كصاحب ردة كمنت خيله خلفاً

و أقيمت الشعري العيون صليّة
بمزمها العيوب تجتبه طرفاً
وقد قبلتها اختها من ورائها
لخرق من ثيابا سحرتها سحفاً

تخال زبر الليث قدم ۳ نثره
ويرزاني الظلم وينسفها نسفاً
كان محل قطبها فارس له
لو أن موكوزان قد كولا الترحفاً
كان السماكين اللذين نواهما

على ليد يتد ضامنان له الحتفاً
فذا راجح يهوى اليه سناناً

وذا أعزل قلعهض أنمدر لهضاً
كان قد أحمى النسرو النسي واقع
قصصن فلم تسم الخواقي له ضعفاً
كان أخاه حين دوم طائراً
أثى دون نصف البدنة فأنطف النصفاً

كان رقيب الليل أجدل مرقب
لہٰذا یہ مصرع اصل کتاب میں غلط معلوم ہوتا ہے، اسلئے اس کا ترجمہ نظر انداز کیا گیا (مترجم)

قلب تحت الليل في ريشه طرفا
كان بنى نوح ونعشام مطافل
بوحرة قاد ضلن في مهمد خشنا

كان سماها عاشق بين عود

فاو نترید و و او نتریحفی

كان سهيلا في مطالع اقصه

مفارق الف لعرب بعدة الفنا

كان الهزيع الا بنوسي موهنا

سرى بالبحر الحسن والى ملتقا

كان ظلام الليل اذ مال ميله

صريح مد ام بات يشربها صفا

كان نجوم الصبح خاقان معشا

من الترك فادي بالنجاشي فاستخفي

كان لواء الشمس غرة جعفر

راى القرن فازد ادت طلا ضعفا

وقد باشت الظماء بيت صوامم

ومر كوزة او قضا ضده رعب

وجاءت غداق الليل تودي كاؤنما

تخط لنا اقلام اذ انما صحفا

هنالك نلقى جعفر ابا جعفر

بورات کو اپنے پروں کو غور سے دیکھ رہا ہے
گویا بنی نوح (ستارے) اور بچے والی عورتوں
کی دو نعشیں اس حالت میں ہیں کہ ان کا بچہ سید الی
میں گم ہو گیا ہو

گویا اس کا سہرا عیادت کرنے والوں کے درمیان
عاشق کی طرح ہے

کبھی ظاہر ہوتا ہے اور کبھی چھپتا ہے
گویا سہیل اپنے طلوع ہونے کی جگہ اس حالت میں ہے

کہ دست سے جدائی کے بعد پھر کون نگار رہیں گا
گویا آبنوس کی سی تاریک رات

شب نوردی میں خسروی فرش لپیٹ کر لائی
گویا رات کی تاریکی رات گزرنے کے بعد

اس طرح نشہ سے چور ہے جیسے رات بھر ناقص شراب
پیتی رہی ہے

گویا صبح کے ستارے ترکوں کی ایک جماعت ہیں
جس نے نباشی کے پاس پناہ طلب کی تو وہ چھپ گیا

گویا آفتاب کا جھنڈا جعفر کی پیشانی کی چمک ہے
اپنے ہم مثل کو دیکھ کر جس کی تابناکی بڑھ گئی ہے

اور تاریکی حرکت میں آئی اس حال میں کہ تیز تلواریں
اور نیزے، جلد جلد اپنا کام کر رہے ہیں

اور رات کے عداق (ستارے) اس طرح کیلئے آئے
گویا اس کے کانوں کے قلم ہاتھ لکھنے میں

مشغول ہیں

اس وقت ہم جعفر سے ملتے ہیں جو بجز خار سے زیادہ
سختی ہیں

وقد بدلت يمنًا من ليتها عنفا	جس کے دست کرم نے سمندر کی سختی کو نرمی سے بدل دیا ہے
سأن سراة في الكريه ترعا حبالا	گویا جنگ میں اُس کی فوری شب نوروی
عزيمته برقا وصواته خطفا	اُس کے ارادوں کی روانی اور اس کے عملوں کی تیزی ہے

ابن مانی کے شعر مشہور اور رواج عام پانچکے ہیں، جو کچھ لکھا گیا، بہت کافی ہے، اور وہ ایک شریف خاندان سے تھے،

وفات کہا جاتا ہے کہ ابن مانی نے امر کے راستے میں برقہ میں شراب پی اور نیشے کی حالت میں برہنہ ہو گئے، شدت سردی کے باعث فالج کے شکار ہو گئے، بیالیس سال کی عمر میں ۳۶۹ھ میں وفات پائی، مسز لدین اللہ کو حیب وفات کی خبر ملی تو فرمایا کہ سب چیزیں خدا ہی کی قدرت سے ہوتی ہیں، یہ شخص ایسا تھا، جس پر ہم اہل مشرق کے مقابلہ میں فخر کرتے تھے،

۲۱۵

محمد بن یحییٰ الغرناطی

نام و نسب محمد نام، ابو القاسم کنیت ہے، غرناطہ کے رہنے والے تھے، سلسلہ نسب یہ ہے: محمد بن یحییٰ بن محمد بن یحییٰ بن علی

بن ابراہیم بن علی الضسانی البروجی
حالات محمد غرناطی کے کمال پر سب کا اتفاق تھا، معزز خاندان کے فرد تھے، اور تربیت اچھی ہوئی تھی، عفت اور بھلائی دیکھی

کے کاموں میں آگے رہتے، ادب میں باکمال، اگر فنون میں دخل تھا، ذہن کے تیز اور حسن معاشرت میں ممتاز تھے، خط اچھا تھا، شاعری اور انشاء میں بھی امتیاز تھا، فطری طور پر اس کا ملکہ تھا، صنعت اور ایجاد میں بڑے باکمال تھے، بہت سے آلے اپنے ہاتھ سے بناتے قرآن پاک کی تفسیر اچھی کرتے، عدوہ کا سفر کیا، اور یہاں کے مشہور علما سے ملے اور اُس کے مشہور

علم و دست بادشاہ ابو عامر تک پہنچے، جو شعر اور ادب کی خاطر و مدارات میں مشہور تھا، انھیں بھی انعام و اکرام سے نوازا، اور بڑھنے کا موقع دیا، جس سے یہ شہرت و نام کے علاوہ دولت جمع کرنے میں بھی کامیاب ہوئے، سلطان کی عنایت کے باوجود کبیدہ خاطر ہو گئے تھے، جس کا انھوں نے عزیز الملک سے مجھ سے شکوہ کیا، آرام و آسائش کو ترجیح دی، پھر سفر حجاز کا خیال پیدا ہوا، تو تمام سامان راحت چھوڑ کے اس خیال میں رہنے لگے، بادشاہ نے انکی یہ تمنا بھی پوری کر دی اور کافی عطیے دئے، نیز دربار نبوت میں ان کے ساتھ ایک قصیدہ اور عریضہ خود لکھ کر بھیجا، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کھیلوں میں یہ سلطان اپنے علم و کمال کے اعتبار سے خاص امتیاز کے مالک تھے، جیسا کہ کتاب "مساجد الیمن" میں مذکور ہے، سلطان کی وفات کے بعد ان کے لڑکے بادشاہ ہوئے، تو انھوں نے بھی ان کا اکرام کیا، اور اپنے پائے تخت میں انھیں قاضی بنایا، اس کے بعد ان کے چچا ابو سالم مسند آرائے حکومت ہوئے، ان کے عہد میں بھی نوازشوں میں کمی نہ ہوئی، اور اب تک دربار شاہی کے خاص قابل فخر لوگوں میں ان کا شمار ہے،

ص ۲۱۶

شاعری ہمارے کتاب "نفاضة الجواب" میں جہاں سلطان مغرب

کے دربار میں محفل میلاد کا اور ان تمام شعرا کا ذکر ہے

جنہوں نے اس میں حصہ لیا تھا، محمد عزناطی کا ذکر حسب ذیل الفاظ میں آیا ہے۔
اس کے بعد مشہور انشا پرداز قاضی الحاج ابو القاسم بن ابی ذکریا البرجی کی باری آئی جو سادگی شرافت و اخلاق، پاک طبیعت میں ممتاز ہیں، اور گوشہ نشینی، عبادت، تلاوت قرآن میں مشہور ہیں، اور قمار بازی و روع گوئی، فضول کاموں سے نفرت، نیز عقل و خرد، شوق و اجتہاد، علم و ادب، صنعت و حرفت، تمام چیزوں میں مشہور ہیں، ان کا یہ بے نظیر قصیدہ سنایا گیا۔

اصغی الی الوجد لما جد عاتبہ | جب عتاب کرنے والا حد سے گزر گیا تو اس

عاشق زار نے محبت کی

صب له شغل عن يعاتب طرف کان رگایا جو عتاب کرنے والوں کے عتاب سے

<p>بے پروا رہتا ہے جدائی کے بعد اُس نے اپنے کو صبر کے ماتھ میں نہیں دیا اُسکی رہنمائی کا ارادہ کرنے والا غلطی پر ہے اگر جدائی نہ ہوتی تو یہ غمزدہ پریشان نہ رہتا محبت کو چھپانا چاہتا ہے اور وہ ظاہر ہونا چاہتی ہے محبت کے راز رازوں کے سپرد کرتا ہے اور آنسوؤں کو عشق کے غم لکھاتا ہے وہ کیا زمانہ تھا، جب مشرقی حصہ میں وصل کا موقع نصیب ہوا</p>	<p>لم يربط للصبر من بعد الفراق يدا فصل من ظل ارشاداً يخاطب لولا النوى لو عيت حوران مکتباً يقالب الوجد كما وهو يغالب يستودع الليل اسرار الغرام وما تمليد استجنان فالد صبح كاتب لله عصر بشرى الحمى سمحت</p>
<p>کاش وہ زمانہ پھر پلٹ آتا اے میرے غمخوار و فراق کی ساعت سوزش و تش دے گئی،</p>	<p>يا واصل اوقات لوعاد ذاهب يا جيرة اودعوا اذ ودعوا حرقا</p>
<p>جس سے بچھلا ہوا دل حرارت حاصل کرتا ہے کیا زمانہ فراق کے بعد اجتماع کا موقع دے گا یاد دل کا چھیننے والا پھر محبت کریگا اور اے اہل محبت ذرا بتانا کہ محبت دور ہے اور نزدیکی کے راستے دشوار ہوں گے ہاں ذرا بتانا کہ دوری کے بعد پیمان شکن عہد محبت کونسا بیگا؟</p>	<p>يصلى بها من صميم القلب ذائب يا هل ترى تجمع الايام فرقتنا كعهدنا اذ يود القلب سالبه ويا اهيل و دادى والهوى قاف والقرب قد ابهت دونى ما ا هل ناقض العهد بعد البعد حافظه</p>
<p>اور کیا اجتماع کو درہم و برہم کر نیوالا پھر جمع کرے گا؟ اے دیار جاناں کی منزل تو تم ہمیشہ آباد ہو عہد گزشتہ پر ایک خیف الجثہ آنسو بہا رہا ہے خوابتوں کیساتھ پھر نیوالے دل کا کون مددگار ہوگا جسے ہمیشہ شوق کھینچتا رہتا ہے اپنی ہمت سے آخرت کا طالب ہے</p>	<p>وصادع الشبل يوم الشعب شاعير ويا ربوع الحمى لا نزلت ناعمة بيلى عهدك مضمنى الجسم شاحب يا من قلب مع الاهواء منعطف فى كل اوب لرشوق يحاذيه يسمو الى طلب الباقى بهمة</p>

۲۱۷

اور نفس دنیا کی طلب پر ابھارتا ہے
 اور انسانوں کی اپنی مانوس چیزوں سے آزمائش
 بہت گراں ہوتی ہے
 اور محبوب کی محبت محبت کی طرف کھینچتی ہے
 میں بچپن کے زمانہ کا ماتم کرتا ہوں اور بڑھاپا
 ہنستا ہے
 اب کیا کروں کہ لہو و لعب نے قسمت کو خراب کر دیا
 محبت کی طرح کوئی گزشتہ چیز نگہیں نہیں کرتی
 اور غلہ و عدو کی طرح کوئی جمہوری چیز شیریں
 نہیں ہوتی
 انسان کی ہمت اُسے گراں اور ارزاں کرتی ہے
 شریف النفس انسان کے مقاصد بھی شوار ہوتے ہیں
 بڑائیوں کا حاصل کرنا یا لینا آسان نہیں
 مگر اس سلسلے میں شواریوں کا برداشت کر لینا آسان ہے
 اگر بلند آسمان کی رفتار ہوتی تو اُس کی
 نشانیاں ظاہر ہوتیں اور نہ تارے نمودار ہوتے
 بلندی کے شہسواروں کا خدا حافظ ہے
 جنہوں نے رہ نور دی اختیار کی اور سواریوں نے
 انہیں خوش آمدید کہا
 اپنے مقصد کے لئے راستے اس طرح طے کر رہے ہیں
 جیسے کہ تیز لکھنے والا ورق الٹتا ہے
 گویا کہ وہ رات کے دل میں محبت کے راز ہیں
 اگر محبت ہوتی تو اُس کے اطراف ہلکے نہ ہوتے
 گرمی کی پیش کے باوجود سفر کرتے رہے
 اسکا ڈوبنے والا حصہ تار کی کی موجوں میں غرق ہو گیا

والتفس بالمیل للفانی تطال سیرہ
 وفتنة المرء بالمالوف معضلة
 والانس بالالف نحو الالف جاذبہ
 ابی لعمد الصبا والشیب یضی کلہ
 بالرجال سیت جدی ملاحظہ
 ولن تری کالہوی اشجاہ سالقد
 ولا کوعد المنی احکام کاذبہ
 وھم المرء تغلیہ وترخصہ
 من عز نفسا لقد عزت مطالبہ
 ماھان کسب المعالی او تناولھا
 بل ھان فی ذاک ما یلقا طالبہ
 لو لاسری الفلک السامی لما ظھرت
 آثارہ ولما لاحت کو اکبہ
 فی ذمۃ اللہ ركب للعلامہ کیوا
 ظھر السری فاجا بتم نجا ببہ
 یرمون عرض الفلا بالسیر عن عرض
 طی السجل اذا ما جد کاتبہ
 کانہم فی فواد اللیل سرھوی
 لو لا الغرام لما خفت جو انیہ
 شد علی لہب الرضاء وطأ تھم
 ففاض فی لجة الظلماء راسبہ

وكان في الليل من طول السر شططا
فخافوه وقد شابت ذوائبه
حتى اذا ابصر الاعلام ما تلة
جانبا الحرم المحمي جانب

بحيث يأمن من مولا لا خائفه
من ذنبه ونيال القصد راغبه

فيها وفي طيبة الغراء لي أمل
لي صاحب القلب مندها يصاحبه
لم أنس لا أنس أيا ما يظلهما

سقى ثرا لا عميم الغيث ساكب
شوقى لها وان شط للمزار بها
شوق المقيم وقد سارت حياثه
ان رد بها الدهر يوم ما بعد ما عشت
في الشمل ما يدا الا لا نعائبه
معامل شرف بالمصطفوق فلها

من فضل شرف تعلم مراتبه
محمد المجتبي الهادي الشفيع الي
رب العباد أمين الوحي عاقبه
او في الثوري ذمما أساهمهمما

اعلاهم كروما جلت مناقبه

اور طویل سیر سے انھوں نے رات کو مختلف تکلیفیں دین
اور اسے اس حال میں چھوڑا کہ اسکی چوٹیاں سپید ہو گئیں
یہاں تک کہ جب انھیں نشانیاں نظر آئیں
اس حرم پاک کے آغوش میں جس کے اطراف
مقدس ہیں

جہاں کہ اپنے آقا سے ڈرنے والا گناہوں سے
نجات ڈھونڈتا ہے اور حاجتمند ارادوں کو
پالیتا ہے

حرم پاک اور مدینے میں میری ایک آرزو ہے
جس کے سبب سے دل میں تمنائوں کا ایک ہجوم ہے
نہ بھولا ہوں اور نہ ان دنوں کی یاد بھول سکتی ہے
جو ان دنوں کے جواریں بسر ہوئی

ان کی تربیت پر اللہ کی رحمت بے پایاں کی بارش ہو
دوری مسافت کے باوجود میرا اشتیاق ویسا ہی ہے
جیسے اس عاشق کا اشتیاق جسکے محبوب جدا ہو گئے ہیں
اگر زمانہ اپنی لفرقہ انگیزی کے باوجود ان دنوں کو
واپس لادے تو ہم اس پر عتاب نہ کریں گے
وہ مقامات جو رسول کریم (ص) کے سبب مشرف
ہو گئے ہیں

ان مقامات کے فیض و برکت کے بڑے مرتبے ہیں
محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، برگزیدہ پیغمبر خدا کی درگاہ
میں شفاعت کرنوالے اور وحی ربانی کے امین ہیں
دنیا میں سب سے زیادہ حقوق کا خیال رکھنے والے
سب سے زیادہ بلند ہمت

سب سے زیادہ بلند اخلاق اور انکے فعال بلند و برتر ہیں

منزل

هو المکمل فی خلق و فی خلق
زکت حلالا کما طابت مناسبتہ
جاءت تبشیرنا الرسل الکرام :
کالصبح تبد و تباشیرا کو اکبہ
اخبارہ سر علم الاولین و سئل
بذیرتہ ما ایداہ راہبہ

تطابق الکون فی البشری بمولدا

و طبق الارض اعلما تجا و
فالجن تھیفا اعلانا هو الفہ
والجن تقذف احراقا و اقبہ
و لو تزل عصمہ التائید تکنفہ
حتى انجلی الحق و اتراحت شوائبہ
سہری و جنح ظلام اللیل متسدل

والنجم لا یفتدی فی الافق ساریہ
یسمو لکل سماء منہ منفرد
عن الانام و جبرائیل صاحبہ
لمنتھی وقف الروح الامین بہ
وامتار تقریبا فلا خلق یقار بہ

لقاب قوسین او أدنی فاعلمت
نفس بمقدار ما اولاہ واہبہ

صورت و سیرت ہر اعتبار سے آپ مکمل تھے
خاندان عالی کی طرح آپ کے اوصاف بھی پاکیزہ تھے
تمام پیغمبر آپ کی خوشخبری دیتے آئے
جیسے صبح سے بیشتر ستارہ ظاہر ہوتا ہے
آپ کی خبریں پہلوں کے علم کار از تھیں
ذیرتہ میں پوچھو کہ اُس کے راہب نے کیا پیشین گوئی
کی تھی

تمام خلقت میں آپ کی ولادت مسود کی خوش خبری کا
غلغلہ بلند ہوا

اور اس صدائے بازگشت سے رشت و جبل گونج اٹھے
جنات میں بھی پکارنے والے اعلان کر رہے تھے
اور شیطان ستاروں کی آگ سے مارے جاتے تھے
تائید ربانی برابری کی دستگیر رہی

تیا آنکہ حق ظاہر ہوا اور شک و شبہ کا بادل چھٹ گیا
شب معراج اس حال میں چلے کہ رات کی تاریکی نے
پردے ڈال دیے تھے

تاریکی اتنی تھی کہ ستاروں کو افق میں راستہ نہیں ملتا تھا
تمام آسمانوں پر خاص فوت و اعزاز کے ساتھ
تشریف لے گئے، صرف جبریل آپ کے ہمراہ تھے
یہاں تک کہ ایک منزل پر روح الامین بھی رک گئے
اور آپ نزدیکی سے سرفراز ہوئے، کوئی مخلوق آپ کی
قرابت کا ادعا نہیں کر سکتی

قاب قوسین یا اسمی سے بھی قریب تر کون جانتا ہے
کہ رب کریم نے اپنے مقبول و برگزیدہ بندے پر
کیا انعامات کئے

اذ لا اسرار ما قلنا ان اودعه
 في الخلق والامر باديه وغائبه
 وآب واليد رفعا بجرالذي عرق
 والبيع اما يوبالشرق ايبه
 فان شرفه بستان الارض وانعت
 سبيل النور انما ايدت من اهدبه
 ورا قبل الرشده والبراحت زوا هره
 وادب الفخ فاجابت غيا هبه
 وجاء بالذکر آيات مفصلة
 يهدى بها من صراط الله لاجبه
 نور من الحكم لا تخو سوا طبه
 جرحون العلم لا فتنى عجائبه
 لم مقام الرضا المحمود شاهده
 في موقف الخضر اذا ثابت نوابه
 والوسل تحت نواء الجهد يقدها
 عجل اهل انعامي من اقبه
 في الشفاعات مقبوله وسايلها
 اذاد ان الكرم رشدهات مصدا عير
 والمخوض يري الصلبي من مذبحه
 لا يشكلى قلة الظمان شاسبه
 بما مد المصطفی لا يشكلى ابدان
 تصادها اهل بيد التمر حاسبه
 فذل كقول يا ابراهيم يوسع حوسا
 نعمي ورحي فالا فخصني يناسبه

مخلوقات کے تمام اسرار آپ پر منکشف کردئے
 اور تمام ظاہر و غائب اشیا سے پردہ اٹھ گیا
 اور واپس آئے اس حال میں کہ بدرتاریکی کے سمندر
 میں عرق تھا
 اور مشرق سے ابھی صبح کے آثار نمودار نہیں ہوئے تھے
 زمین آپ کی چمک سے روشن ہو گئی اور آپ کے بنائے ہوئے
 طریقہ پر نجات کا راستہ ڈھونڈنے لگی
 ہدایت ظاہر ہوئی اور اُسکی نشانیاں چمکنے لگیں
 تاریکی دور ہوئی اور اُس کا پردہ چاک ہو گیا
 اور قرآن کو آیات مفصل کی صورت میں لائے
 تاکہ اللہ کے راستے پر چلنے والا اُس سے ہدایت پائے
 و انانی کا ایک نور تھا جس کی روشنی نہیں سمجھتی
 علم کا ایک سمندر تھا جس کے عجائب نہیں نیتا ہوتے
 آپ کے لئے رضا کا بلتر مقام ہے جسے
 عشر کے دن ملاحظہ فرمائیں گے جبکہ مشکلات کا بحجم ہوگا
 اور تمام انبیاء کے جہنم کے نیچے ہوں گے
 جن سے آگے حضرت محمد (ص) بلند مقام ہوں گے
 آپ کی سفارشوں کے وسیلے مقبول ہوں گے
 جبکہ سخت دن ہوگا اور دشواریاں بھی سخت ہوں گی
 اور آپ کے حوض کے شیریں پانی سے پیاس بجھا کر
 اُس کا پینے والا پیاس کی شکایت نہیں کرے گا
 رسول اللہ کی تعریفیں بے شمار ہیں
 کیا ارش کے قطروں کو کوئی شمار کر سکتا ہے
 ایسی بزرگی جو دنیا و آخرت کی کفیل ہے جس کی
 تائید ہفت ربانی سے ہو سکتی ہے پھر کون بزرگی

<p>اس کی ہمسری کر سکتی ہے، ان کی ذات سے توسل کے لئے میرے لئے یہ میری قلم جگے قوافی نادر ہیں کافی ہے، اللہ کی رحمتوں کی بارش ان پر ہو، اور رحمت کی سواریاں انکے روضہ اقدس کا رخ کریں، اور اللہ ان کی مدد چاہنے والے بادشاہ کو ہمیشہ رکھے، قوی و باعزت اس حال میں کہ انکی فوج فاتح و کامیاب ہے، جو انصاف اور تقوی کے دامن کو مضبوط پکڑنے والا اور امر و نہی میں رضائے دائمی کا خیال رکھنے والا ہے، اور جو فیصلہ کے صائب شریف خصلت ارادوں میں کامیاب اور صحیح الرائے ہیں، تقوی کے لئے ہمہ دم کمر بستہ اور سخاوت کی چادروں کو کھینچنے والے ہیں، ان کی بخششوں نے امید کرنے والوں کی امیدیں وسیع کر دی ہیں، اور ان کی عنایتوں نے مسافری مانگنے والوں کی توجہ مبذول کرا دی ہے، اور ان سے صلح کرنے والا امن سے بہرہ ور ہوتا ہے اور ان سے جنگ کرنے والا رسوا ہوتا ہے، کتنے اس کی بخشش پر اس انگائے آئے اور وہ انعام و اکرام سے مالا مال ہو کر واپس گئے، اور اس کی عزت و حشمت کی پناہ ڈھونڈنے والے اٹھے تو ان کی ضرورتیں پوری ہو گئیں اور کوئی انکی طرف نگاہ اٹھا کر نہیں دیکھ سکتا، اور زمانہ ان کے پاس عند کرتے ہوئے</p>	<p>حسبى التوسل منها بالذى سمحت به القوافى وجلتها عزابيه جياة من صلوات الله صوب جيا تحدى الى قبره الزاكي جابيه وخلد الله ملك المستعين به موريد الامر ومنصور الكتابيه امام عدل بنفوى الله ^{المشتمل} فى الامر والنهى برضيه يراقبه مسدد الحكوميمون نقيبته منظر العزم صدق الرواى صابيه مشور لللقى اذ يال مجتهد جوار اذ يال سب الجواد ساحيه قد اوسمت امل الراعى مكارمه واصببت رغبه العافى رغائبه وفاز بالامن محبور امساله وباع بالجزى مقهور احماس به كروا قد امل معهود ناضله اشنى واثنت بما اولى حقايبه ومستجير بعز من مثابيه عزت مر اميد واثقات ماريه وجاءه الدهر يسترضيه معتد را</p>
--	---

<p>اپنے گناہوں سے تائب ہو کر آیا اگر خلیفہ ابراہیم نہ ہوتا تو بلندی کے راستے محدود ہو جاتے اور ملک پر ظالم قابض ہو جاتے بزرگی کی وراثت حاصل کرنے کیلئے انکی ہیبت بلند ہوئی اور بادشاہی بڑائی کا ترکہ ہے جس کے وہ سب سے زیادہ مستحق ہیں عزت اور بلندی کیلئے ابو حسن کی نسبت انکی طرف ہوتی ہے جن کے اخلاق نرم اور شریفانہ ہیں جو آل یعقوب سے ہیں، بادشاہی کے فخر کے لئے یہ لیں کرتا ہے کہ انھیں کے دربار میں بار بار آئے وہ بر دباری کے ایسے پہاڑ ہیں، جس کی بنیادیں زمین میں مستحکم ہیں اور جس کی بلندی جو زاء سے چشما زنی کرتی ہے مہین میں اس کے ارد گرد ایسے سمندر ہیں جن کی موجیں بلند ہیں، اور ایسی بدلی ہے جو خوب برستی ہے وہ ہر دیکھتے ہوئے ستارے کو لیکر لڑائی میں گھس جاتا ہے جس سے شاقبہ ستاروں کے آسمان میں ٹوٹتے ہیں ان کے ہاتھ اس کی تاریکی میں طلوع ہوتے ہیں اور دشمنوں کے سینے میں غروب ہوتے ہیں اے ان میں سے بہتر جن کی نعمتیں اللہ کے لئے خالص ہو گئی ہیں اور جنہوں نے عزت و مرتبت حاصل کر لیا ارادہ کیا ہے</p>	<p>مستغفرا من وقوع الذنوب تائبہ لولا الخلیفہ ابراہیم لانہم امت طریق المعالی و نال الملک غاصبہ سمت لیل تراث المجد ہمتہ و الملک میراث بجدہ و هو عاصبہ یلتمیہ للعز و العلیا ابو حسن سمع الخلاق محمود ضرائبہ من آل یعقوب حسب الملک مفتخرہ بباب عزہ و السامی تعاقبہ الواد حلہ رسا بما الارض محتلة وزاحت منکب الجوزا مناکبہ تحفہا من مرین ابجر نر خوت امواجہا و غمام قار صبا ثبہ بکل نجم لدی الہیاء ملتہب یتقض وسط سماء النقع ثاقبہ اکفہ عرفی دیا جیہا مطالعہ وفی خورا عادیہام مغار ربہ یا خیر من خلصت اللہ نیتہ فی الملک او خطب العلیاء خاطبہ</p>
--	--

فتنہ کی حالت میں تم نے ارادہ کی
ایسی تلوار نکالی جس کی دھار کند نہیں ہوتی
اور تم اس میں بلا خوف یا جھچک کو دپڑے
اور ڈرنے والا بہت کم مقصد میں کامیاب ہوتا ہے
تم نے ایسے دل کیساتھ صبر کیا جو صبر کے انجام کو
اچھا سمجھتا ہے

اور صبر کا خاتمہ ہمیشہ اچھا ہوتا آیا ہے
دین ہدایت کو مبارک ہو کہ تم اس کے ناصر ہو
جس سے امن مشارک اور خوف دور ہو گیا ہے
و عا ہے کہ تمہاری حکومت کی توفیق ربانی ہمیشہ خادم ہے
اور اس کی تلوار میں دشمنوں کو ہمیشہ نچا دکھاتی رہیں
اور تم ہمیشہ بلا عزم و الم کے آرام سے رہو
ایسی عزت و بلندی کے سایہ میں جس پر کوئی آنچ نہ آئے
آخر میں خیر البشر پر درود و رحمت ہو

جب تک کہ سواریاں شتاقان زیارت کو لیجا کریں
اور دربار مرینیہ کے سرکاتب فقیہ کامل رئیس ابو زید بن خلدون نے انکے
یہ شعر مجھے اپنے قلم سے لکھ کر دیے۔

دل اس چیز سے جسے تم خوب جانتے ہو کنارہ کش ہو گیا
اور ان منازل کو معطل کر دیا
اب یہ حال ہے کہ نہ کسی منزل کی طرف رخ کرتا ہے
اور نہ آنکھیں جدا ہونے والے دوست کا پیچھا کرتی ہیں
اور تسلی و سکون کی وجہ سے اب امن و امان ہے
اور اب زمانہ سے اسکے پاؤں میں لغزش نہیں آسکتی
اور تیز نگاہیں اس لئے اچٹ جاتی ہیں
اگرچہ وہ کیسی ہی حسین اور روشن کیوں نہ ہوں

جودت والفتنة الشواملبسته
سيفامن العزم لاتبومضاربه
وخضتها غير هيب ولا واكل
وقلما ادرک المطلوب هاشبه
صبرق نفسا العقبى الصبر حامدة

والصبر منذ كان محمود عواقب
فليهن دين المدي اذ كنت ناصرة
امن يوالير او خوف يعاتب
لا زال ملك والتايد يخدم
تقضى بخفض منا ويرقوا صبر
ودمت في لغوتصفو ملا بسها
في ظل عن علا تصفو مشاربه
ثم الصلاة على خير البرية ما
سارت اليه بمشتاق ركائبه
اور دربار مرینیہ کے سرکاتب

سما القلب عما تعلين فاقلعا
وعطل من تلك المعاهد اربعا
واصبح لايوى على حد منزل
ولا يتبع الطرف النجلي المودعا
واضحى من السلوان في جزير معقل
بميد من الايام ان يتضحضا
يرد الجفان النجل عن شرفا قرة
وان محضت عن كل اجيد المعاء

محبت کے داعی پر اس کی اطاعت گراں ہے،
حالانکہ پہلے وہ ہرندا پر لبیک کہنے کیلئے تیار رہتا تھا
پیری کے واعظ نے اُسے ڈرایا
جس کی طرف اُس نے گوش دل سے توجہ کی
اور غور و عقل کے میدان میں گھومنے لگا
جس کی کلیوں کے کھلنے کی امید عمر بھر نہیں
اپنی عمر کی قسم میں نے اپنا ارادہ طلب کے بارے
کمزور کر دیا

اور عمر اسی نگرانی و تلاش میں کٹ گئی،
سندر کی خطرناک سوجوں کو طے کیا
نیز زمین کے خاکی تپوں کو بھی چھان ڈالا

طویل تجربہ کے بعد اُسے عقل نے روک دیا
اور ہدایت کا راستہ صاف واضح ہو گیا
اور زمانہ نے نصیحت کرتے ہوئے
واعظانہ انداز میں ہر طرف سے مخاطب کیا
تو اُس کی نصیحت کی نگہداشت کی
اور آرزوؤں و تمناؤں کو غلط پایا
اور اب حسین چہروں کے دام سے نکل گیا

اور منصب و جاہ کا شوق کبھی اسے رغبت نہیں لاسکتا
مجھ غرناطی کی نظم و نثر کی خوبیاں بہت ہیں، چھوٹی بڑی نظمیں سب کہتے ہیں
قشتالہ اور مصر کے سلاطین کے پاس سفیر ہو کر گئے، آج کل وہ فاس کے
قاضی ہیں، سلامت روی، فضول چیزوں سے نفرت، نیز مہارت میں
اپنی آپ مثال ہیں۔

عزیز علی داعی الغرام اقیادہ
وکان اذا ناداه للوجه أسطعا
أهاب يد للشيب أنفع واعظ
أصاح له قلباً صنيباً ومسمحاً
وسافر في أفق التفكير والمجا
زواهر لا يرعى الدهر طلوعاً
لعمري لقد نصيت عزمي تطلباً

وقضيت عمري رقية وتطلعاً
وخضت عباب البحر أخضر مزبداً
ودست أديم الأرض أغبر أسفا
دوسری نظم:-

نهاد الہدی بعد طول التجارب
ولاح له منهاج الرشيد لاحب
وخاطبه دهره لا نا صفا
بالسنة الوعظ من كل جانب
فانحى الى نصحه واعسباً
والفی حدیث الامانی الكواذب
واصبح لا تتبیه الغواحف
ولا تزدریه حفلون المناصب

۲۲۱

محمد بن یوسف

نام و نسب | محمد نام کنیت ابو عبد اللہ ابن زمرک سے مشہور تھے، سلسلہ نسب یہ ہے: محمد بن یوسف بن محمد بن احمد بن محمد بن یوسف بن محمد صریحی، اصل وطن مشرقی اندلس تھا، ان کے آبا و اجداد غناطہ کے "ربض البیازین" میں سکونت پزیر ہو گئے تھے، ابن زمرک یہیں پیدا ہوئے اور پروان چڑھے اور وطن کے لئے باعث فخر شمار کئے جاتے تھے،

حالات | ابن زمرک کا اندلس کے مشہور اہل علم افراد میں شمار تھا،

ہنس مکھ، بذلہ سنخ اور شیریں کلام تھے، اور اس وصف میں وہ مقبول عام تھے، توجیح اچھی لکھتے، طبیعت کے سبک اور حاضر دماغ تھے، علمی گفتگو اور مباحثوں کے حریص، اور حاضر جواب تھے، ذکاوت کے شعاع جوالہ تھے، معلوم ہوتا تھا کہ بدن سے آگ نکل رہی ہے، رقیق القلب شرم و وقار کے ساتھ تغزل سے بھی خاص مناسبت تھی، ملنسار اور سخی تھے، تربیت اچھی ہوئی تھی، طہارت نفس، عفت میں ممتاز اور مطالعہ، محنت،

تیزئی حافظہ، شرافت، اور قوت فہم میں مشہور تھے، ان کی خوبی مشہور ہوئی اور خوشبو پھیل گئی، مختلف علوم و فنون میں اعلیٰ دستگاہ حاصل کی مباحثے میں گفتگو کا سہرا انھیں کے سر بندھتا، مجالس و محافل میں نمایاں اور فضل و کمال میں آگے رہتے، اس کے بعد معلومات میں اور ترقی ہوئی، حفظ میں کمال پیدا ہوا، حاشیہ مسودہ، نقول اپنے زور قلم سے تمام چیزوں کا انبار لگا دیا اور بڑی بڑی علمی مجلسوں میں بے تکان علمی مسائل پر گفتگو کرتے، اور علوم ادب، بیان لغت اور ان کے متعلقات میں اپنے تبحر علمی کا ثبوت دیتے، علم اخبار اور تفسیر کی روایتیں بھی بہت کیں، تصوف کا بھی ذوق تھا، صدیقیوں کی صحبت میں ریاضت و مجاہدہ کیا کرتے، آخر ذوق ادب غالب آیا اور طلب علم کے لئے سفر اختیار کیا، تا آنکہ سلطان مغرب ابو الحسن علی بن عثمان

ابن یعقوب کے صاحبزادہ ابوسالم ابراہیم کے کاتب خاص مقرر ہوئے، پھر خود سلطان کے کاتب ہو گئے اور اس عہدہ پر بہت ممتاز رہے، اور جب سلطان اندلس جو ادریش کے شکار ہو کر مغرب میں قیام پذیر ہو گئے، تو یہ انھیں کے پاس رہنے لگے اور ان کے حق کی واپسی کے لئے رفقائے خاص کے ساتھ کوشش کرنے لگے، اس سلسلہ میں سلطان کے مزاج میں رسوخ پیدا کر لیا اور پرائیوٹ سکرٹری مقرر ہو گئے، پھر جب انقلاب ہوا اور سلطان کا زمانہ پلٹا تو یہ اپنے منصب پر نیکنامی اور شہرت کے ساتھ قائم رہے، حسن خط، انشا، زباں آدرمی، تمام چیزوں میں ممتاز تھے، ان کی خوبی مشہور ہوئی، اور ان کا علم ظاہر ہوا، اور ان کے حسن اخلاق سے لوگ خوش رہنے لگے، نیز سلطان بھی ان کے اوصاف سے مہرور ہوئے، نظم و نثر کے میدان میں ان کے اہم فکرنے خوب جولانیاں دکھائیں اور بادشاہ کی تعریف میں اعلیٰ قصائد کہے اور اب تک یہ اپنے حال پر ہیں،

اساتذہ ابن زمرک نے مغرب کے امام فن ابو عبد اللہ بن الفخار

سے علوم ادب میں استفادہ کیا پھر علوم ادب کے امام قاضی ابوالقاسم محمد بن احمد الحسینی کے سامنے زانوئے تلمذتہ کیا، فقہ و لغت میں مشہور عالم ابوسعید بن لب کے شاگرد ہوئے، نیز مشہور محدث و خطیب فقہ ابو عبد اللہ بن مزروق کے فیض صحبت سے خاص طور پر مستفید ہوئے اور ان سے بہت کچھ روایت کی اور حافظ ابو عبد اللہ مقرئ قاصد بن کراہلس آئے تو ان سے ملے اور علمی مسائل پر مذاکرہ کیا، اصول فقہ میں ابو منصور الزواوی کے شاگرد ہوئے، مختلف علما سے روایت کی جن میں قاضی ابوالبرکات بن الحاج اور ابو الحسین بن تلمسانی محدث اور خطیب ابو عبد اللہ بن بیش خاص طور پر قابل ذکر ہیں، اور بعض عقلی علوم مشہور عالم الشریف ابو عبد اللہ التلمسانی سے فاس میں حاصل کئے، اور ان کے ساتھ خاص طور پر رہنے لگے جس سے ان کا ملکہ پختہ ہو گیا،

۲۲۳

شاعری ابن زمرک شعرا بن خفاجہ کے رنگ میں اچھا کہتے ہیں،

نادر معانی اور اچھے رواں الفاظ کے عاشق تھے، ایک طویل قصیدہ میں انھوں نے مجھے بھی خطاب کیا تھا جس کا پہلا مصرعہ یہ ہے :-
 أما والصداع النور من مطلع الفجر
 روشنی کے ظہور کی قسم، کیا صبح نہیں ہوگی،
 اور یہ ابن زمرک کی پہلی نظم تھی، ان کا ایک اور بہترین قصیدہ جس کی خوبی
 اویس قرنی کے زہد کی طرح ضرب المثل ہے اور جس کے مقابلہ کی تناسب
 کوئی نہیں لاسکتا اور یہ بہترین قصیدہ ہے جو ولی عہد سلطنت کی شان میں
 ہے اور اپنی صفائی و روانی نیز تغزل و مدح کے تناسب کے اعتبار سے
 بہت ممتاز ہے

معاذ الہوی ان اصب القلب سالیبا
 وان لیشغل اللوم بالعدل بالیا
 دعانی أعط الحب فضل متادتی
 محبت کی دہائی کہ میں غافل دل کو ساتھ رکھوں،
 اور میرے دل پر ملامت کر نیوالوں کا کوئی اثر نہ ہو،
 مجھے چھوڑو، کہ میں اپنی قیادت محبت کے ہاتھ
 میں دے دوں

ویقظ علی الوجد ما کان قاضیا
 ودون الذی وام العواذل صبوۃ
 میرے ساتھ جو معاملہ وہ چاہے کرے،
 ملامت کرنے والوں کے مقصود کے راستے میں
 ایسی محبت حائل ہے

ومت بی فی شعب الغزام المرامیا
 وقلب اذا ما البرق أو مض موهنا
 قدحت برزند امن الشوق واریا
 خلیلی اتی یوم طارقت التوی
 فتصیت بمن لو شاء الغر بالیا
 جس نے عشق کی گھاٹی میں مجھے بہت در پھینک دیا ہے
 اور ایسا دل حائل ہے کہ جب رات بوجھل چمکتی ہے
 تو اس سے میں اشتیاق کی بجھی ہوئی آگ سلگاتا ہوں
 میرے دوست جدائی سے دل
 مجھے اس ذات سے تکلیف پہنچتی ہے جس کی قدرت
 میں میرے دل کی مسرت تھی

وبالحنیف یوم النضر یا ام مالک
 تخلف قلبی فی حب الیک عانیاً
 وذی أشرف مذاب الثنایا محصر
 یسقی بہ ماء النعیم الا قاحیا
 اور خیف میں اجتماع کے دن، اے ام مالک
 میرا دل تیرے دام گیسو میں اسیر ہو گیا،
 اور آبدار دانوں اور تیلی کمر کے ساتھ تجھ سے چل کر
 عیش و آرام کے پانی سے (اقاح) کو سیرا سب کیا،

میں رات کی تاریکی میں بیدار اُس کے گھر کا چکر لگایا کرتا ہوں

اور گھاٹ کے ارد گرد صبح کو پیا سار ہتا ہوں رات کی تاریکی میری سلیوں کے درمیان روشنی کر دیتی ہے

جب نجد کی بجلی کچھ رات گزرنیکے بعد نمودار ہوتی ہے اے میرے رمل کے ہمسایو رمل ہی وہ منزل ہے جہاں میری جوانی کے بہترین دن گزر رہے ہیں اور میں نے کوئی ایسی منزل نہیں دیکھی جو حاجتوں کو اس سے زیادہ پورا کرنے والی ہو

اور جس کے کبوتر زیادہ پر درد نغے رکھتے ہوں اور جس کا پھل زیادہ میٹھا ہو چکدار بلیوں نے اس منزل کے ٹیلوں کو سیراب کیا ہے

اور بارش نے شاخوں کی گردن میں ہار پہنا دی ہے میں تم سے حال دل کہتا ہوں کہ دوری کے باوجود میں ایمان محبت پر قائم ہوں کاش تم بھی میرے ہمد کا خیال رکھتے

میں تمہیں قسم دیتا ہوں اور شریف آدمی وعدہ پورا کرتا ہے

اور نیکی اور بھلائی بدلے سے محروم نہیں رہتی محبت وہ چیز ہے جس سے بغض رکھنے والا الگ رہتا ہے

اور جس کا چغل خور اپنی کوشش میں ناکام رہتا ہے اُس نے میری زیارت کی اس حال میں کہ رات اپنی

احوم علیہ مادجا اللیل ساہرا

واصبح دون الورد ظمان صا دیا
یعنی ظلام اللیل ما بین أضلعی

اذ الیارق الخجدتی وھنا بد الیا
اجیر تناب الرمل والرمل منزل
معنی العیش فیہ بالشبیبہ حالیا
ولم ار ربعا منہ اقضی لبانتر

واشبحی حمامات واحلی مجانیا

سقت طرد الغر الغوا دی ونظمت

من القطر فی جید العنصون لآلیا
أبتکم ائی علی النای حافظ
ذمام الھوی لو تحفظون ذمامیا

أنا شدکھو الخراونی بعھدا

ولن یعدم الاحسان والخیر جازیا
هل الود الاما لحامالا کا شمع

وأخفق فی مسعلا من جاء واشیا
تاؤنبی واللیل یدکی عیونہ

آنکھیں روشن کر رہی تھی،
اور تاریکی کے دامنوں کو کھینچ کر چمک پیدا کر رہی تھی،
اور تابندہ ستارے افق پر ایسے معلوم ہوتے تھے،
کہ مجرّہ کی ہنر پر طبلے ہوں،
اسی حالت میں بدسنت کے باوجود اسکا خیال آیا،
تو اس کی یاد تازہ ہو گئی، جیسے بھولا نہیں تھا،
مجھے تعجب ہوا، کہ وہ میرے بستر تک کس طرح پہنچا،
اور حال یہ ہے کہ بیماری اور محبت نے مجھے نیم جان
کر دیا ہے،

میں نے اس کے لئے محبت کی آگ بلند کی،
اور اسی کی روشنی میں خیال نے تاریکی کا راستہ طے کیا،
اور محبت کو ہرنیوں کے ایک جھنڈ نے تیز کر دیا،
جن کی گردنیں اور سینے چمک دار ہیں،
آنکھوں نے اپنی آنکھوں سے تیز تیر بھینکی،
اور دل کے ٹکڑوں کو خون آلود کر دیا،
جب یہ جھنڈ ظاہر ہوا، تو میں نے اپنے ساتھی سے کہا،
کہ مجھے یقین تھا کہ محبت عمر بھر میرے ساتھ رہے گی،
دل کی بیماریوں سے بچتے رہنا،
اس کا علاج اطبا کو عاجز کر دیتا ہے،
اور مسلمانوں کے امیر محمد کی سخاوت
رات کی برسنے والی بدلیوں کو بھی مات کر دیتی ہے،
اس کے فضائل چمکدار ستاروں کو روشنی مستعار دیتے ہیں،
اور زمانے کے دل میں بلندی پیدا کرتے ہیں،
وہ سخاوت میں بلند ہواؤں سے اونچا رہتا ہے،
اور اس کے ہاتھوں کی سخاوت بدلیوں کو رو کر رکھتی ہے،

وسیب من ذیل الدجنة صافیا
وقد مثلت زهر النجوم يا فقه
جا با على نهر المجرّة طافيا
خيال على بعد المنار العربى
فاذكرنى من لو اكن عند ساليا
عجبت لك كيف اهتدى نحو مضجعى
ولو بيق منى السقم والشوق باقيا

رفت لہ نار الصبا تر فاہتدی
وخاص لها عوض الدجنة ساریا
ومما جدّ الوجد سرب على النقا
سوانح بصبقلن الطلا والتراقيا
نزعن عن الاحاظ كل مسدد
ققاد من أفلاذ القلوب داميا
ولما تراوى السرب قلت لصاحبى
واقنت ان الحب ما عشت داثيا
حذارك من سقم القلوب فانر
سعیدى بالعی الطیب المداویا
وان امیر المسیمین محمد ا
لیعدی ندادا الساریات الموامیا
تضی النجوم الزهرات خلا لها
وینفتنی سروع الزمان المعالیا
یسابق علوی الرياح الی التدی
ویفزع جدوی راحتہ الغوادیا

و لخصني عن العور اغضاء قاسراً

اور بری باتوں سے ایک طاقت والے کی طرح
چشم پوشی کرتی ہے

ويخرج في الحلم الجبال الرواسيا
ها- يردع الأسد في حومة الوحي

اور بردباری میں مضبوط پہاڑوں پر بھاری ہے
وہ ایسا بہادر ہے جو میدان جنگ میں شیروں کو
لرزادے

كجراعت الأسد الطباء الجواريا
مناقب لشمول للفخار كما نتما

جیسے کہ شیر مہنوں کے دلوں میں لرزہ ڈال دیتے ہیں
اسکی خصلتیں عزت و شرف کیلئے اسطرح بلند ہوتی ہیں

تجاری الى المجد النجوم الجواريا
اذا استبق الاملاك يوم الغاية

گویا بزرگی میں ستاروں سے سہقت لیجانا چاہتی ہیں
جیسی دن نام دوسرے بادشاہ کسی عہد کے مال کرنے میں ایک دوسرے سے

أبيت وذاك المجد إلا التناهي
بهرت فاخفيت الملوك و ذكورها

بڑھنا چاہیں۔ صرف تو ایسا ہے کہ بغیر اس شرف کو مال سے مسلم نہیں ہوتا
تو نے سر بلند ہو کر بادشاہوں کی شہرت طیا میٹ کر دی

ولا عجب فالشمس تخفي الدراري
جلوت كلام الظلم من كل معتد

اسیں تعجب کیا ہے آخر آفتاب ستاروں کو چھپا ہی دیتا ہے
تو نے ہر ظالم سے ظلم کو دور کر دیا

ولا غرو وأن تجلو اليد ورا الدياجيا
هديت سبيل الله من صل رشدا

اور کوئی حیرت نہیں اسلئے کہ بدر کامل سے تاریکی دور ہوجاتی ہے
گمراہوں کو تو نے ہدایت کا راستہ بتایا

فلا زلت مهديا اليه و بهاديا
أفدت وحي الملك مما أفدته

خدا کرے تو ہمیشہ ہدایت یافتہ اور ہدایت کنیو الاریے
اپنے طرز عمل سے تو نے بادشاہوں کو حکمرانی سکھلائی

وطوقت اشراق الملوك الإباديا
وقد عرفت منها مرين سوا بقا

اور بڑے بڑے بادشاہوں کو اپنا ممنون کرم بنایا
قوم مرین اس قسم کے احسان پیشتر سے جانتی ہے

تقر لها بالفضل أخري الليا ليا
وكان ابوزيان جيداً محطلا

زمانہ ان احسانات کا مقر ہے
اور ابوزیان اس گلے کی طرح تھا جس میں زیور ہنوں

فزينته حتى اعتدى بك حاليها
فك الخبير لم تقصد بما أفدت

تو نے اُسے آراستہ کر دیا، گویا تو ہی اسکا زیور ہو گیا
نیکی تیرے ہی لئے ہے تو نے ان کارناموں سے

جزاء ولكن هته هي ما هيا

کسی بدلہ کا ادارہ نہیں کیا، لیکن یہ صرف تیری
بہمت کی بنا پر ہے

<p>اب سلاطین تیرے سوا کسی حکم دینے والے کو بڑ نہیں سمجھتے، اور شرفا تیرے سوا کسی منع کرنیوالے سے نہیں ڈرتے اور زمانہ اب کسی فتنے سے نہیں ڈرتا اس لئے کہ وہ تجھے اپنا طبیب مان چکا ہے، اور اندلس پر تو نے اپنے شایان شان احسان کئے، اور وہاں امن و امان قائم کر دیا، تو اس حصے میں اس حال میں آیا کہ یہ تباہی کے قریب تھا اور تو نے اُسے حوادث کی بیماریوں سے شفا دی، اور جبکہ اہل اندلس کیساتھ بدگمانیاں پیدا ہو چکی تھیں، اور پیاس کے مارے لوگ آرزوؤں کے گھاٹ کا چکر لگانے لگے تھے، اور صرف دل بہلانے کے لئے وہ زندگی کی امید رکھتے تھے،</p>	<p>فما كبر الاملاك غيرك امرًا ولا ترهيب الاشراف غيرك ناهيا ولا تنكلى الايام من داء فتنة فقد عرفت منك الطيب الهدا ويا فاندلسا اوليت ما انت اهل واوردتها وردد امن الامن صافيا تلافت هذا الثغر وهو على شفى واصبحت من داء الحوادث شافيا ومن بعد ما ساءت ظنون باهلها وحامو اعلى وردد الامانى صواديا فاياملون العيش الانعالملا</p>
<p>اور اسی وامن کی صرف آرزو ہی آرزو تھی تو نے ہریان کی طرح زمانے کے حال پر توجہ کی اور اپنے احسان کا عمدہ لباس اُسے پہنا دیا، تیری وجہ سے حکومت کامیاب ہوئی، اور اسلام کی امیدیں بھی تیری ذات سے پوری ہوئیں تو نے اسلام کی خاطر ایسی شریف زندگی وقف کر دی، جو دشمنوں اور حلقہ آوروں کو جملے سے روکتی ہے، صبح کی روشنی کے مثل تیری رائے ہے اور یعنی تلواروں کی طرح تیرا ارادہ ہے، اور خطی نیزے مرجھائے ہوئے اور پیاس سے تھے، تو نے خون میں ڈوب کر ان کی پیاس بجھا دی، اور تو سفید چکر ارتلواریں لایا تھا،</p>	<p>ولا يعرفون الامن الا امنيا عطف على الايام عطف من احو والبتها ثوب امتنانك ضافيا فانس من تلقائك الملك رشدا ونال بك الاسلام ما كان راجيا وقفت على الاسلام نفسا كريمة تضد عدوا من حماله وعاديا فرأى كما انشق الصباح وعزيمة كما صقل العين الحسام اليه انيا وكانت رماح الخط عصا ذوابلا فانحلت منها في الدماء صواديا واوردت صفح السيف ابيض تصعا</p>

ص ۲۲۶

فا صدرتہ فی الروح اُحمر قانیا
 لك العزم تستجلی الخطوب بصداہ
 ویلفی اذا اتنبوا الصوارم ما صتیا
 اذا انت لم تنخر بما انت اھلہ
 فما صح وضاح المشارق عالیا
 ویہنیات دون العید، عید شمر عتہ
 تبت بہ فی الخافقین التھانیا
 اقصت ہرمن فطرۃ الدین سنۃ
 وجدت من رسم الہدایۃ عافیا
 صبیح تولى الله تشیل فخرۃ
 وكان لما اولیت فیہ مجانریا
 تود النجوم الزھر لو مثلت بہ
 وقضت من الزلفی الیک الاماینا
 وما زال وجد الیم بالشمس مشرقا
 سرور الیہ واللیل بالشہب حالیا
 علی مثلہ فلیعتقد الفخر تاجہ
 ولیموبہ فوق النجوم مراقبا
 بہ تغیر الانواع کل مغنوا
 ویخمد وبہ من کان بالفقر ہساریا
 ویوسف نیمہ بالجمال مقنع
 کان لہ من کل قلب مناجیا

لڑائیوں کے بعد وہ سرخ ہو گئیں
 تیرے ارادوں کو دیکھ کر مصیبتیں دور ہو جاتی ہیں
 اگرچہ تیز تلواریں کندہ ہو جاتی ہیں لیکن تیرے عزم
 کی تلوار ہمیشہ تیز رہتی ہے
 اگر تو اپنی خوبیوں پر فخر نہ کرے
 تو آفتاب کی روشنی بھی بلند نہ ہوگی
 اور تجھے عید سے پہلے ایک عید مبارک ہو جسے
 تو نے بنائی ہے
 ہم اس کی مبارکباد زمین و آسمان کو پہنچاتے ہیں
 تو نے اس سے دین فطرت کی سنت قائم کر دی
 اور ہدایت کے مٹے ہوئے آثار کی تجدید کر دی
 ایسا کارنامہ جسکے فخر کا استحکام خود اللہ نے کیا ہے
 وہ تیری کوششوں کا بدلہ دے گا
 روشن ستارے تمنا رکھتے ہیں کہ اس میں حاضر ہوتے
 اور تیری قربت کی آرزو پوری کرتے
 اور اسی مسرت کے سبب سے ہمیشہ دن کا چہرہ
 آفتاب کے باعث
 روشن ہے اور رات ستاروں سے آراستہ ہے
 فخر ایسے ہی لوگوں پر سہرا باندھتا ہے
 اور ستاروں کے اوپر اس کا مرتبہ بلند کرتا ہے
 اور اسی کی وجہ سے تمام نچتر برستے ہیں
 اور اسی کے بھروسہ پر راتوں کو فقیر منزلیں طے کرتے ہیں
 اور اس میں ایک یوسف اپنی خوبصورتی کی نقاب
 ڈالے ہوئے ہے
 گو یا کہ تمام دلوں سے سرگوشیاں کرتا ہے

اس حال میں کہ اُسکے چہرے پر شرم و رعب کی آمیزش تھی
اپنی چمک سے چوڑھویں کے چاند کی روشنی میں
اضافہ کرتا ہوا آیا

اور وہ سر جھپکے ہوئے بلا خوف اور ہچکچک کے آیا
اور نہ سستی سے اور نہ کاہلی سے آیا

اُسے نیک خصلتیں باپ اور دادا سے ترکہ میں ملی ہیں
اس کی شان ظاہر اور پوشیدہ نظر آئے گی
اے وہ مخلص جس نے دلوں کو غلجین کر دیا ہے
اگر ہم تجھ پر جو اہر اور موتی بچھا اور کرتیں جب بھی تو
گراں نہیں ہے

تو چلا اور تیرے ساتھ آنسوؤں کا سیلاب جاری ہوا
اور اس سے دلوں کی مسرت کا راز فاش ہو گیا
تیرے دربار میں کتنے مخلص دوست ہیں

جو تیری حفاظت میں جان و مال سے دریغ نہیں کرتے
اور قبائل کے ایسے سردار ہیں جو خاندانی شریف ہیں
وہ دشمنوں کو روکتے ہیں یا انہیں ہلاک کر دیتے ہیں

وہ نام آور سردار ہیں، اگر جنگ کے لئے تیار ہوں
تو قبیلہ کی سب کو تاریخی سے تبدیل کر دیں
قسم خدا کی اگر تو ایسی سنت کی اتباع نہ کرتا

جس سے خدا کی خوشنودی کے سبب سے تو بھی مسرور ہو
تو وہاں نیزوں کے ایسے کرتب دکھائے جاتے
جس کی دہشت سے جو ان بوڑھے ہو جاتے

اور نیزوں کی جڑ سیدھی ہو جاتی
اور تلوار کی آبدار دھار خون سے سرخ ہو جاتی
لیکن جب خدا کی سنت سے جو پورا ہونا تھا، پورا ہو گیا

واقبل قد شاب الحياء مهابة
ليقلب وجد اليدس ازهر باهيا

واقدم لا هياتر الحفل واجبا
ولا قاصرا في الخطا مستوانيا

شائل فيہ من ابيه وحيدة
تري العزيزها مستكنا وباديا

قباعلقا اشجي القلوب لو اننا
فديناک بالاعلاق ما كنت غالبيا

جریت فاجریت الدموع تعطفنا
واطلعت فيہا للسرور فواشيا

وكرم من وبي دون بابك مخلص
يفديہ بالنفس النفيسة واقبيا

وصيد من الحيين ابناء قبيلة
تکف الاعادي اوتبید الاعاديا

بها ليل غران اعدو العاسرة
اعادوا اصباح المحي اظلموا احبيا

فوالله لو لا ان توخيت مستر
رضيت بها ان كان ربك راضيا

لکان بها الا عوجيا ست جو لة
تشيب من الغلب الشباب التواصيا

وتترك اوصال الوشبح مقصدا
وبعض الطبا حمر المتون دواميا

ولما مضى من سنة الله ما قضى

یہاں تک کہ ستاروں نے ان کو ششوں پر حسد کیا،
 تو ہم نہ تجھ جیسے شریف اور سخی کو مبارکباد دے رہے ہیں
 جس کی سخاوت ہمیشہ جاری رہتی ہے،
 اور ہندی تلواریں 'رعب' بہادری
 گندم گوں نیزے اور تیز گھوڑے سب مسرور ہوں،
 اور لہرانے والے جھنڈوں کو بھی مسرور ہونا چاہئے،
 اس لئے کہ مدوح انھیں فتح کے وقت بلند کرے گا،
 ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ کسی میں بادشاہ بنایا گیا تھا،
 اور بچپن ہی میں تمام اوصاف کا جامع ہو گیا تھا،
 شرافت و عزت کے حقوق اُس نے بچپن ہی میں ادا
 کر لئے تھے،

اور دین کامل کے فرائض بھی پوری طرح انجام دئے تھے،
 وہ خوش نصیبی ہی خوش نصیبی ہے اگر تو اسکا قصد کرے،
 اور اگر اُس سے تیرا اندازی کرنا چاہے تو اللہ تیری
 مدد پر ہوگا،

اور ہمیشہ اپنی خلافت کے لئے باعث فخر اور کفیل رہ،
 اور اے بہترین امام تو ہمیشہ نگہبان رہ،
 اور اس سے ہمیشہ تیری آنکھیں ٹھنڈی رہیں،
 اور پروردگار عالم تیرا محافظ رہے،
 میں نے اُس کے لئے بہترین اشعار نظم کر دئے ہیں،
 جن میں موتی کی جگہ قافیے رکھے ہیں،
 ایسے موتی، جن پر سلاطین فخر کریں،
 اور عاشا، کہ یہ عام موتی سے بہت بلند ہیں،
 ہمارا مشاہدہ ہے کہ زمانہ کی گردشوں سے ماں ختم
 ہو جاتا ہے، لیکن تعریفیں ہمیشہ قائم رہتی ہیں،

وقد حدثت منہ النجوم المساعیا
 أفغنا اتنی منک الکریم منعم
 ابي العمیم الجود الاتوالیا
 فیمنی صفاح الہند والباس الذی
 وسما العوالی والعتاق المذاکیا
 ویہنی البنود الخافقات فانہا
 سیعقد ما فی ذمتہ النصر غازیا
 کانی بہ قد توج الملک یا فعلا
 وجمع اشتات المحارم نامشیا
 وقضی حقوق الفخر فی منعة الصبا

وأحسن من دین الکمال التقاضیا
 وما هو الا السعد ان رمت مطلقا
 وسددت سہما کان ربک رامیا
 فلا زلت یا فخر الخلافة کافلا
 ولا زلت یا خیر الامة کافیا
 ودمت قریب العین منہ بغبطة
 وکان لہ رب البریة واقیا
 نظمت لہ خیر الکلام تمائمنا
 جعلت مکان اللہ فیہا القوانیا
 لال بہا تبای الملوک نفاسنا
 وجلت لعمری ان تکون لالیا
 اری المال یرمیه الجدید ان ہالی
 وما ان اری الا المحامد یا قیا

اور سلطان مغرب ابوسالم رحمۃ اللہ علیہ کے لئے شاہ سوڈان کی طرف سے جیشیوں کا ایک وفد کچھ تحفہ لے کر آیا جس میں ایک عجیب و غریب حیوان بھی تھا جس کا نام زرافہ تھا سلطان نے تمام شہر اکو حکم دیا کہ اس حیوان کے وصف میں طبع آزمائی کروں، مدوح نے بھی طبع آزمائی کی تھی اور یہ ان کی بہترین نظم ہے :-

اگر یاد کی بجلی نہ چمکتی
تو میرے اشکوں کا سیلاب نہ بہتا
لیکن جب وہ لہرائی ہوئی سامنے آئی
تو شوق نے آتش محبت تیز کر دی
اور دیار محبوب کی یاد کے رقت عاشق کا فرض ہے
کہ آنکھوں سے آنسو بہائے
اسے غرناطہ کی یاد دلانے والے
وہاں بدلی کی کار فرما یوں سے بل بوئے اُتکے ہیں
باتوں کا موقع کس طرح لے، جب کہ
درمیان میں میدان اور سمندر عامل ہیں
حالانکہ سفر میری سواری ہے
اور چٹیل میدانوں کا طے کرنا میرے خمیر میں داخل ہے
ان سواریوں کی روانگی کے وقت میں بہت ٹھہرا
اور صبر کرنا چاہتا تھا، مگر حیف کہ صبر کا وقت کہاں تھا
میں ان کے بعد منزلوں کی جستجو کرتا رہا
مگر آنسو قدموں کے نشان مٹا دیتے تھے
ہم امیدوں کے بندے ہیں، ہمیں آرزو میں دعو کہ
وینتی ہیں

اور ہم امیدوں کو سفر سے دعو کہ دینا چاہتے ہیں
ہم بلندی کی تلاش میں مصیبتیں برداشت کرتے ہیں

ولا تائق بآرق التدكار
ما صاب و آلف معى المدار
لكن مہما تعرض خافقا
قد حت يد الاشواق زلدا وادى
وعلى المشوق اذا تذكر محمد
ان يغرى الاجفان باستدبار
أمد كرى غرناطہ حلت بها
أیدی السحاب أزرقة النوا
كيف التخلص للحديث وبيننا
عرض الفلاة وطامخ نرا خاص
هذا على أن التقرب مركبي
وتولج الفبح العساج شعاعرى
فلما أقت غداة زمت عليهم
ابنى القار وولات حين قراس
وظفقت أستقرى المنازل بعدام
يمحو البكاء مواقع الأثام
انا بنى الآمال تغدنا المنى

فنخادع الآمال بالتسمياس
ننجم الاهوال فى طلب العلا

اور نیند کے جموں کوں کو افکار سے ڈراتے ہیں،
بڑا مرتبہ صرف وہی شخص حاصل کر سکتا ہے،
جو بلند ارادوں کے ساتھ مشکلات میں کود پڑنے سے
دریغ نہ کرتا ہو،

اگر ذخیرہ پر فخر کیا جاسکتا ہے، تو صرف
مشرقی تلوار اور تیز نیزوں پر فخر کیا جاسکتا ہے،
صاحب بصیرت انجام پر نظر رکھتا ہے، اور حلوں میں
ایک سرے کو دوسرے سرے سے ملا دیتا ہے،
جاہل زیادہ تر ہلاکت کی طرف فقدان بصیرت کے سبب
جاتے ہیں، نہ کہ عدم بہارت کے باعث،

ان کی تاریکی کے شگوفوں سے ستارے پیدا ہوئے،
اور ان کی چمک سے کلیاں نمودار ہوئیں،
کہکشاں کے ساحل پر رنگس کا منظر پیش کیا،
جیسے وہ کسی خلیج کے کنارے صف آرا ہوا،
اور اس تاریکی میں بدر کامل امام کے چہرے سے
ملتا جلتا تھا،

جب وہ فوج کے درمیان کھڑے ہوں،
گو یا ثریا کا پانچواں حصہ ہتھیلی کی مانند ہے،
جس نے رات کی مسافت کی پیمائش بالشت سے کی،
تم نے اپنے ارادوں کا چراغ ان میں روشن کر دیا ہے،
جس سے دور دراز کے چلنے والے راستہ پاتے ہیں،
اور صبح کے باز کی آمد سے رات کا کوٹا
مسرور ہوا، اور خدا جانے کدھر پرواز کر گیا،

و نزع سرب النوم بالافصاح
لا یحزن المجد الخطیر سوی امرئی
یعطی العزائم صهوة الاخطار
اما یفاخر بالعناد ففخره
بالمشقیق والقنا الخطار
مستبصر من می العواقب والصل
فی حلد الایراد با لا صد امر
فأشد ما قاد الجھول الی الودی
عہ البصائر لا عمی الابصار
ولرب مرتبہ الجوامح مزیدہ
سبح الھلال بلجۃ الزخار
فتقت کاتم جھد عن أنجم
سفرات زواھرہن عن انھار
مثلت علی شاطی المجرۃ نرجبا
تصطف منذ علی خلیج جاری
وکا غابد مر التمام جھد

وجہ الامان محفل جبراس
وکا نعماً حسن الثریا امر احتر
ذمرعت مسیر اللیل بالاشبار
أسرحت من عزی مصابیحابھا
تھدی السراة لها من الاقصار
وارتاح من یامری الصباح عز ابر
لما اطل فطامہ مثل مطار

لہ اس شعر کا مطلب سمجھیں، آپ اس کے ترجمہ نظر انداز کیا گیا (مترجم)

وعزیه قطعت الیک علی الونی

بیداتینید بہا ہوم السامری
تنسیہ طیتہ التي قد أمہا

والو کبیتہا میت الاخباس

یقنناہا من کل مشتمل الذمی

وکأثم اعیناہ جدوۃ ناس

تشد و بعد المستعین حداتہا

یتعلون بد علی الی کو اس

ان مسہم لغح الحجیر ایلہم

من نسیم ثنائک المعطاس

خاضوا بہا الحج الفلا فتخلصت

منہا خلوص الیدر بعد سراسر

سلیت بسعدک من غوائل مثلہا

وکفی بسعدک حامیا الذ ماسر

وأنتک یا ملک الزمان عزیۃ

تقید النواظر نزہۃ الابصار

موشیتہ الاعطاف والفقۃ الحلی

رقمت بد العہاید الاقداس

راق العیون ادیمہا فکانہ

اور ایک عجب سواری جس نے تمہارے لئے

میدانوں کو آہستہ آہستہ طے کیا ہے

جہاں چلنے والے اپنے ارادے فراموش کر جاتے ہیں

ایسا میدان جس کا چلنے والا اپنا مقصود سفر تک

فراموش کر جائے

اور سواروں کا پتہ نہ معلوم ہو سکے

ایسی تاریکی میں وہ ہانکتا ہو آیا

گویا اس کی آنکھیں آگ کے شعلے ہیں

اس کے حدی خواں مستعین کی تعریف کا راگ گا کر

سواریوں پر دل بہلاتے ہیں

اگر کہیں انہیں دوپہر کی لو لگ جائے

تو تیری تعریف کی معطر ہو آرام دینے کیلئے

کافی ہے

انہوں نے اس سواری کے ساتھ میدانوں کو قطع کیا

اور اس سے اس طرح نکلے جیسے بدر چھینے کے بعد

جلوہ گتر ہوتا ہے

تیرے اقبال کے طفیل مصیبتوں سے بچ گئے

اور تیرا حسن اقبال حفاظت کیلئے کافی ہے

اے زمانے کے بادشاہ تیرے پاس یہ عجیب وغریب

چیز آئی

جو نگاہوں کے لئے تفریح اور باعث اعجاب ہے

جس کی سیلیاں آراستہ و مزین ہیں

جس کے نقش و نگار خود دست قدرت نے

بنائے ہیں

اس کی جلد آنکھوں کو بھلی معلوم ہوتی ہے

رو عن تفتح عن شقيق بهاس
ما بين مبيض و أصف فاقع
سال اللجين به خلال نضاس
يحل حلا ايق نوحين في شاهق

تنساب في اراقم الانهاس
تحد وقوا ثم كالجذوع و فوقها
جبل اشم بنو سالا مستواسي
وسمت جبيل مثل جذع مانل

سهل النعطف لبت خواسا
تسترفس الجبل رات مند تراشا
فدوما هو قائم بمستاس
تا هت بلكا لها و اطلع جيدها

ومشي بها الاعجاب مشي وقاسا
خرجوا اليها الجمر الغفير و كلهم
متعجب من لطف صنع الباسري
كل يقول لصديقه قوموا انظروا

كيف الجبال تقاد با الاسياما
القت بياك رحلها و لطا لما
القي الغريب به عصا التسياس
علمت ملوك الامرض انك فخرها

فتسا بقت لرضاك في مضمار
يتبون به وان بعد المادي
من جاهك الاعلى اعز جواس

جیسے باغ میں بہار کے پھول نکل آئے ہوں
سیدی تیز زردی کے ساتھ ملی ہوئی ہے
گویا سونے کے درمیان چاندی بگھلانی گئی ہے
حسن و ندرت کے اعتبار سے نرگس کی آنکھیں معلوم
ہوتی ہیں

جیسے اُس پر نہروں کے سانپ رینگ رہے ہوں
شاخوں کی طرح پاؤں کھڑے ہیں اور ان کے اوپر
ایک بلند پہاڑ اُس کی روشنی میں چھپا ہوا ہے
اور صراحی دار گردن کے ساتھ گردن اونچا کرتا ہے
توزم و نازک ہے

اُس کا سینہ دیواروں تک آتا ہے
گویا کہ وہ ایک روشنی کی لاٹ لے کھڑا ہے
اپنے سینے پر فخر کرتا ہے اور گردن بلند کر کے
وقار اور تجتر کے ساتھ چلتا ہے
اس کے دیکھنے کے لئے بڑا مجمع نکلا

اور سب کے سب صنعت باری سے متعجب ہیں
ہر شخص اپنے ساتھی سے کہتا نظر آتا ہے
دیکھو یہاں کس طرح لگام سے ہانکے جاتے ہیں
تیرے دربار میں اُس نے اپنا سامان سفر ڈال دیا ہے
اور مسافر تو ہمیشہ تیرے دربار میں قیام کرتے ہیں
دنیا کے بادشاہ جانتے ہیں کہ تو انکے لئے باعث فخر ہے
تیری خوشنودی حاصل کرنے میں وہ ایک دوسرے سے
آگے بڑھنا چاہتے ہیں

دورئی مسافت کے باوجود تیرے بلند مرتبہ کے باعث
بہترین جگہ ٹھہرتے ہیں

<p>فَارِعَ لَوَاءَ الْفَخْرِ غَيْرَ مَدْفَعٍ وَاسْحَبِ ذِيوَلِ الْعَسْكَرِ الْجِرَامِ وَإِهْنَأْ بِأَعْيَادِ الْفَتْوحِ مَخْوَلَا مَا شَدَّتْ مِنْ نَصْرٍ وَمِنْ انْصَامِ</p>	<p>تو فخر کا علم بلند کر کہ کوئی مقابل نہیں اور لشکر جبار کے ساتھ فوج کشی کو اور فتوح کی عید سے مسرور ہو اس حال میں جتنی مدد یا مددگاروں کی ضرورت ہو تجھے حاصل ہو</p>
<p>وَإِلَيْهَا مِنْ رَوْضِ فِكْرِي نَفْحَةٌ شَفِ الشَّاءِ بِهَا عَلِي الْأَسْرَ هَامِ فِي فَصْلِ مَنْطِقِهَا وَأَرْقَى رَمِيمَا مَسْتَمْتَعِ الْأَسْمَاعِ وَالْأَبْصَامِ وَقَمِيلٍ مِنْ أَصْغَى لَهَا قَانِي غَاطِبَتِ رَمَاهَا كَوْسِ عَقَامِ</p>	<p>اور گلستانِ فکر کے چند گلہ سے حاضر خدمت ہیں ان میں ایسی تحریضیں ہیں جو کلیوں سے چشک زنی کرتی ہیں جو اپنی زبان اور بندش کی خوبی میں کان اور نگاہوں کے لئے باعثِ طرب ہیں جن کا سننے والا فرط مسرت سے جو مئے لگتا ہے جیسے کہ میں نے شعر کے بدلے شراب ارغوانی کے جام دئے ہوں</p>
<p>أَوْ شَبِّ مِيلًا وَكُوجِبِ سُلْطَانِ هُوَ تَوَانُخُوهُ نِي سُلْطَانِ كُوَايِكِ تَامِلِ أَطْلَالِ الْهَوَى فِتَالِمَا وَسِيَا الْجَوِي وَالسَّقْمِ مَهَا تَعْلَمَا أَخْوَزِقْرَةَ هَا جِتْ لَدَمْنِ ذِكْرَا فَأُنْجِدْ فِي شَعْبِ الْغَرَامِ وَأُتَمَمَا</p>	<p>اور شبِ میلاد کو جب سلطان اپنے دربار کی مجلس سے فارغ ہوئے تو انھوں نے سلطان کو ایک قصیدہ سنایا جس کے دو شعر یہ ہیں:- محبت کی نشاں دیکھ کر وہ ملول ہوا اور درد و آزار کے آثار اس پر ظاہر ہوئے وہ عاشقِ زار جسے یاد نے برا ٹھیکہ کر دیا ہے محبت کی گھٹیوں میں چکر لگانے لگا یہ قصیدہ طویل ہے اور تقریباً نوے اشعار پر مشتمل ہے اور ایک شکار کے سلسلہ میں سلطان کے سامنے یہ نظم گزار چسپیں ان کے اشہبِ فکر نے خوب خوب جولانیاں دکھائی ہیں کہتے ہیں:-</p>
<p>حِيَاكِ يَادِ الْهَوَى مِنْ دَامِ نَوْدِ السَّيَاكِ بِلَا مِتْرَمَدِ مَامِ وَأَعَادِ وَجْهَ رَبَاكِ طَلْقًا مَشْرَقًا</p>	<p>اسے منزلِ محبوب تو بھی کس قدر محبوب ہے آسمان کی بدلیاں تجھ پر برس کریں اور تیری منزل کا چہرہ پھر سرسبز</p>

<p>اور کلیوں کی کثرت سے ہنستا ہوا معلوم ہوا اے محبت و عشق کی یاد دلانے والی جہاں کہ جو انی پھوٹی پڑتی تھی تو نے مجھے محبت کی باتیں کیا سنائیں باوہ انگبین کا ایک جام عطا کر دیا پھر سنا، اگر تو نے عشق کی آگ بھڑکا دی اور یاد سننے تیری آتش فراق تیز کر دی اے کوچ کرنے والوں کو متنبہ کرنے والے میں بھی اپنے عشق اور درد محبت میں اس سے مشابہ ہوں محبوبہ نے نجد کا اشتیاق ظاہر کیا حالانکہ وہ اُس کا گھر نہیں</p>	<p>منظرا حکا بمبا سحر التواس اُمذا کرمی دار الصبا بتر والہوی حیث الشیاب یرف عنین لقصا عاطبتنی عنہا الحدیثا کانتا عاطبتنی عنہا کوس عقاس ایروان اذکیت نار صبا یتنی وقد حت زند الشوق بالتذکاس یا زاجرا لا ظعان وہی مشوقہ اشبہتہا فی زفرتی و اواسی حتت الی عین ولیدست داسا وصبت الی ہند یتہ والقاس شاتق بہ برق الحجی واقنادھا طیف الکری و بمن اسھا المرؤاس اهل تبلغ الحاجات ان حملھا ان الوفاء سحبتہ الاحواس عرض بدن کرمی فی الخیام قل اذا جدت العقیق مبلغ الاوطاس عاریق و مک یا ابنہ الجین ان تلوی الدیون و أنت ذات یسار اُمنعت میسور الکلام اُخا الہوی ونجحت حتی بالجیال الساسی و اُبان جاری الدموع عذرہا مہ لکن اضعت لہ حقوق الحیاد ہذا و قومک ما علمت خلا لہم</p>
<p>اور ہندیہ اور الفار کی طرف مائل ہوئی دیار محبوب کی بجلیوں نے اُسے پر شوق کر دیا اور خواب میں خیال محبوب نے جب دستور زیارت کی کیا وہ ہماری ضرورتوں کو پورا کرے گی اُسے کرنا چاہئے، کیونکہ ایفائے عہد شرفا کا شعار ہے خیموں میں ضمنا میرا ذکر کرنا اور عشق پہنچ کر حاجتوں کے پورا کرنے والے سے کہنا اے دو قبیلوں کی بیٹی اترے لئے باعث عار ہے کہ ادائے فرض میں تاخیر کرے، حالانکہ تو صاحب حیثیت ہے اُس نے عاشق کو معمولی گفتگو سے بھی محروم کر دیا اور رات کو آنے والے خیال سے بھی بچل کرنے لگی اُس کی محبت نے اشکوں کا سیلاب جاری کر رکھا ہے لیکن تو نے ہمالنگی کے حقوق کا خیال نہ کیا حالانکہ جہاں تک ہمیں معلوم ہے، تیری قوم</p>	<p>۲۳</p>

عہد و حقوق جو ارکا خیال رکھنے میں سب سے آگے ہے

اس قلب پریشان کا خدا حافظ

جو نسیم کے چلتے ہی خدا جانے کہاں پرہ از کرتا ہے

اے لمبیا تجھے خدا کا واسطہ، ذرا بتانا

کہ یاد صیا تیرے زلفوں کی لپٹ لیکر کیوں نہیں آئی

اے اسکی بیٹی جس کی یاد کا نشہ

حدی خوان سوار یوں پر دل پہلانے کیلئے لگاتے ہیں

حاجر کی ہوا کا کوئی نقصان نہیں، اگر

ہمیں کوئی خبر پہنچاتی

کیا اس کی بان اب تک

ترنم خیز آواز کے ساتھ لچکتی ہے

اور کیا پہلے کی طرح اب بھی تازک ہرنیاں

جنگل کے شیروں پر غالب آتی ہیں

کیا اب تک اپنے قد و قامت اور رنگا ہوں سے

مشرقی تلواروں اور تیز نیزوں کی طرح قتل کرتی ہیں

میں نے اپنے دل میں ان کی محبت داخل کر لی

تو انہوں نے درد محبت کی آگ سے مجھے جلا مارا

اور بالوکے ٹیلے پر سرخ زینور والیاں ہیں

جن کے چہرے خوبصورت ہیں اور انکار سے

شکار کرتی ہیں

لیکن اجتماع کے دن انہوں نے

حسب عادت ترشروئی اور نفرت کا اظہار کیا

اگر ان لوگوں کے بیٹے اجمنوں نے بلند خصائل حاصل کیے

اور حسب و نسب کے اعتبار سے سر بلند ہوئے

جن کی ہتھیلیاں بارش کی

اوفی الکرام بلذمت وجواس

اللہ فی نفس شعاع طلما

ہیت النسیم تطیر کل مطاس

باللہ یا لمیاء ما منع الصبا

ان لا یتھب بعزک المعطاس

یا بنت من تشد والحدایۃ بلذکر

متعلین بدر علی الا کو اس

ما ضرفسۃ حاجر لو انھا

اھدت لنا خیرا من الاخیرا

ھل یا ندر من بعدنا متا و د

متجاوب مائز نم الاطیرا

وھل الظباء الانساق کعھدنا

یصیر عن اسد الغاب وھی ضواعی

یفتکن من قاماتھا و لحاظھا

بالمشرقیۃ و القن الخطاس

اشعرت قلبی جھن صبا بتر

فر میننی من لوعتی مجھاس

و علی الکتیب سوا نوح جرحی

بیض الوجو لا یعدن بالافکاس

لکن یوم المنبر جدن لنا بما

عودتنا من جفوتہ و نفساس

یا ابن الالی قد اھزنا و ال العلا

و سمو بطیب اس و منر و نجاس

و تنوب عن صوب القام الکفھم

وتتوب او جھہم عن الاقسام
 من آل سعد رافعی علو الہدی
 والمصطفین لنصرۃ المختار
 اصیحت وارث مجدہم وفتحہم
 ومشرق الاعصار والامصار
 وجد کما حس الصباح نقابہ
 وید تل اناملا بجاس
 جدت دون الدین عزمتاروع
 جدت منہا سنت الانصار
 حطت البلاد ومن حوتہ ثغورہا
 وكفی بسعدک حامیا الذمار
 لله رحمتک التي نلتنا بها
 اجر الجہاد ونزہۃ الایصار
 اور دنیا وینہا الجودک موسدا
 مستعذب الایراد والاصدار
 واقنت فینا من ندادک مواہبا
 حسنت مواعظ علی التکرار
 افحکت ثمر الثغر لما جئتہ
 وخصمتہ بخصایص الایثار
 حتی الفلأة نقیم یوم وردتہا
 سنن القوی بتلالی الانوار
 وسنن عقاب الجوتہدیک الذی
 تصطاد من وحش ومن اطیام
 والارض تعلو انک الغوث الذی

اور چہرہ چاند کی قائم مقامی کرتی ہیں
 جو کہ سعد کی اولاد سے ہیں اور علم بلند کر نیوالے ہیں
 اور رسول اللہ کی مدد کے لئے انتخاب کر لئے گئے ہیں
 تم ان کی بزرگی اور فخر کے وارث ہوئے
 اور زمانہ اور ملکوں کے لئے باعث عزت ہوئے
 چہرہ ایسا روشن معلوم ہو کہ صبح نے اپنا برقع اٹھا دیا
 سخاوت میں ماتمہ سمندروں کا مقابلہ کرتے ہیں
 دین کی حفاظت کیلئے تم نے ارادہ مستحکم کر لیا
 اس طرح تم نے انصار کی سنت کی توجہ دیکھی
 ملکوں اور ان کے باشندوں کے محافظ ہوئے
 اور تمہاری خوش اقبالی حفاظت کیلئے بہت کافی ہے
 تمہارا وہ اقدام بھی کیا اچھا تھا، جس سے ہم نے
 سیر و تفریح کے
 علاوہ جہاد کا ثواب بھی حاصل کیا
 تم نے ہمیں اپنی سخاوت کے گھاٹ پر آمارا
 جس کا آغاز و انجام سب شیریں ہے
 اور تم نے اپنی سخاوت کے اتنے عیلے دئے
 کہ تکرار کے باوجود نہایت خوش آئند تھے
 تم نے اپنی آمد سے اس حصہ کو خداں بنا دیا
 اور خاص عنایت سے اسے نوازا
 تمہارے ورود کے استقبال میں
 میدان بھی انوار کی چمک کیساتھ ضیافت کرتے ہیں
 اور فضا کے عقاب بھی اپنے شکار کردہ
 پرندوں کا تحفہ لانے لگے
 زمین بھی جانتی ہے کہ تمہیں وہ بدلی ہو

جو اپنی بارش سے اُس کی پردہ پوشی کرتی ہے اور کتنے چٹیل وحشت خیز میدان تھے، جن کے ٹیلے اونچے اور منزلیں دور تھیں، جس کی چراگاہیں عام اور وہاں شکاروں پر بہا درجنگجو کے سو آگونی قابو نہیں پاسکتا، ہوا بھی وہاں آزاد تھی اور کبھی وہاں ٹھہر جایا کرتی تھی، ایسے جنگل میں تم صبح کو گئے، اس حال میں کہ روشنی کا لباس پہنانے کے لئے تاریکی اپنا لباس اتار رہی تھی،

اور وہاں صبح کا چشمہ اس طرح جاری تھا، جیسے بارشیم نے شراب کا جام لٹھا دیا ہو، اس میں وحشی جانور اس طرح ساسا منے آئے، کہ علوم ہوتے تھے کہ عربی گھوڑے میدان میں پکر رگا رہے ہیں،

تم نے اُن کے پیچھے تاروں کی طرح شریف گھوڑے دوڑائے، جو گرد و غبار کے آسمان میں ٹوٹا ٹوٹا کرتے تھے، ان تیز رفتار گھوڑوں کے آگے ایک مضبوط گھوڑا تھا،

جو موجوں کی طرح اچھلتا کودتا تھا، تم نے ایک راستہ چیلے رنگس کا گھوڑا رکھا، اور اس سے شکاروں پر آگ کا شعلہ پھینکا، اس میں تم نے نیزہ پیوست کیا، جس نے پسلیوں کو بہتے خون سے رنگین کر دیا،

تصنی علیہا واقف الاستمار
ولرب ممتد الاباطح موحش
عالی الربا متباعد الاقطار
هل المسامح لا يراع قنصره
الانباة فارس مغوار
سرحت عنان الريح فيرور بما
القت بساحتها عصا التسيار
باكوته والافق قد خلع الحج
مسحا ليليس حلة الاسفار

وجرى به نهد النهار كمثل ما
سكب النسيم سلافة من قمار
عوضت به المستنقرات كانها
خيل عراب جلن في مضمار

اتبعتها غمر الجياد كواكب
تنفض رجاني سماء غبار
والهاديات يومها عبل الشوى

متدفق كتدفق التسيار
انزجتها شقراء رائقه الحلي
فرميت منها بشعلة نار
اثبت فيد الروح ثم تركته
خضب الجوانح بالدم المتوار

حامت علیہ الذابلات کانتھا
 طیراوت مند الی اذکاس
 طفقت اراينه عداة اثر تھا
 تبغی الفرا وکلات حین فراس
 نمل ینفع الباع الطویل وقد عدت
 یوم الطراد قصیرة الاعماس
 من کل منحن بلحیة سارق
 فانت خطاة مد امرک الابصار
 وجوامح سبقت الیہ طلاہا
 فکانما طالبیند بالشار
 سود و بیض فی الطراد تتابعت
 کاللیل طارده بیاض تھا
 ترمی بہا وہی الحنا یا ضمیرا
 مثل السہام نزع من عن اوتاس
 وکل فتحاء الجناح اذا سقت
 نکرانہا نجم السماء الساسی
 زجل الجناح مصفق کمن الردی
 فی مخلب مندوفی منقاس
 اجلی الطریذ من الوحوش وان محیا
 طیرا اتاک بر علی مقدر
 واریتنا الکب الذی اعدا دلا
 ملات جلا اعین النظار
 بیض و صفر خلت مطوح سر جھا

۲۳۳

نیزہ اُس پر اس طرح منڈلا رہا تھا
 جیسے پرندے گھونسلوں میں جانا چاہتے ہیں
 جس صبح کو تم نے سب کو بھڑکایا، خرگوش
 بھاگنا چاہتے تھے مگر بھاگنے کا موقع کہاں تھا
 لانے یا تھک گیا کام دے سکتے ہیں جب کہ
 اڑانی کے دن ان کی عمر کم ہو چکی تھی
 ایسے شکار تھے جو بجلی کی کوند کی طرح اچھلتے تھے
 جن کے قدم نگاہوں کی رفتار سے زیادہ تیز تھے
 اور ایسے شکاری جانور جو اپنے مطلوب سے پہلے
 اُس کے پاس آگئے گویا کہ وہ اُسے دیت میں
 طلب کرتے تھے
 سیاہ و سپید ہر قسم کے جانور مقابلہ میں آگے پیچھے آئے
 جس طرح کہ رات کے بعد دن کی سپیدی آتی ہے
 ڈوب جھلکے ہوئے ہونے کے باوجود اپنے کو دور
 کھینکتے تھے
 جیسے تیرکان سے گھبرا گیا ہو
 اور جب جوڑے سے بازووں والی گرتی ہے
 معلوم ہوتا ہے کہ آسمان کا شب نور دستار ہے
 بازو مضبوط اور شکار کرنے والے ہیں جن کے
 پنجوں اور چونچ میں موت چھپی ہوتی ہے
 تیز بھاگنے والے جانوروں کو دور نکالی دیا اور جب
 پرندے کا شکار کرتا ہے تو انہیں دقت پر لے آتا ہے
 اور تم نے وہ کارنامہ دکھایا جس کے نمونے
 دیکھنے والوں کی آنکھوں کو خیرہ کر دیتے ہیں
 ایسے سفید اور زرد جن کے کرنے کی جگہ

<p>اس باغ سے مشابہت رکھتی ہیں، جس میں بہار کے پھول کھلے ہوں، جن کی بالائی سطح منقوش اور نفیس ہو، جس کی نقش و نگار کی کلیوں نے کی ہے، اس کے رنگ میں سپیدی زردی سے مل گئی، جیسے سونے پر چاندی کا کام ہو، یا آگ کے مثل روشن و نظر فریب ہے، معلوم ہوتا ہے کہ صبح کی تاریکی بیک روشنی سے مل گئی،</p>	<p>روضا تفتح من شقیق بہاس من کل موشی الا دیم مفوق وقمت یل ائجہ یل الاقدار خبط البیاض بصفر لانی لوندہ فتوی اللجین لیثوب ذوب تضام اواشعل راق العیون کانہ غلس تخالط سدا فتر بنہاس</p>
<p>ایسے سرسبز چراگاہوں میں چھوڑ دی گئی ہیں جہاں ہنریں سانپ کی شکل میں رنگتی نظر آتی ہیں، جنہیں رات کو برسنے والی بدلیوں نے اپنا دودھ پلایا ہے جس سے کلیاں کھل گئیں، تمھاری خوش اقبالی نے اُس سے احتیاط کیا، آخر کسی حکمت ہی کے سبب بدلیوں کی آنکھوں سے سیلاب اشک جاری ہوا، جب آفتاب نے تمھیں وہ زردی دکھائی جو تمھارے روشن چمکدار چہرہ سے حد کے بار سے اس پر آگئی تھیں،</p>	<p>سرحت بمحض الجوانب یا بغ تنساب فیدار اقم الانہاس قد امر ضعت الساریات لیا تمہا وحلن فیدازیرا ال نواس اخذت سعودک حذر ہا فلحکمة اغرت جفون المران باستعباس</p>
<p>بدلیوں نے تعویذ کے طور پر تمھیں پھونک دیا، تاکہ آفتاب کی نظر بد کا اثر نہ پڑے، پھر کیا ہے، فخر کا جھنڈا بلند کرو، تمھارا کوئی مقابل نہیں اور بڑی فوجوں کے ساتھ حملہ کرو، اور اپنی مبارک آمد سے مسرور ہو،</p>	<p>لفشت علیک السحب نفثت معوذ من عینھا المتوقع الاضراس فامرفع لواء الفخر غیر صدافع واسحب ذیول العسکر الحیراس واھنا بمقدمک السعید مخوکل</p>

<p>اس لئے کہ تم بے پایاں عزت اور مددگاروں کے مستحق ہو</p>	<p>ما شدت من عت و من انصام</p>
<p>میں تمہارے دربار میں امید لے کر حاضر ہوا ہوں خدا تمہیں نیکی اور آخرت میں مرتبہ عطا کرے</p>	<p>قد جئت دارک محنا ومؤملا متعت بالحسنی و عقی الد اس</p>
<p>اور یہ میرے باغ فکر کی لپٹ تحفہ میں پیش ہے جس کی تعریفیں پھولوں کی غمازی کریں گی</p>	<p>والیکو امن روض فکری نفیة شف اثناء بها علی الازہار تغزل میں کہتے ہیں :-</p>
<p>تمہارے فیصلے اور حکم پر میں راضی ہوں خواہ ذلت کی انتہا ہو یا عزت کی سر بلندی ہوں جب میرے دل کی باگ تمہارے ہاتھوں میں ہے پھر میں محبت میں بڑھ بڑھ کر کیوں بول رہا ہوں مگر یہ کہ میری روح تمہارے اختیار میں ہے اُسے وصل سے زندگی عطا کرو، یا فراق سے مار دو تم عاشق کے لئے جنت بھی ہو جہنم بھی ہو تمہاری نزدیکی سے شاد کام ہوتا ہے اور دوری سے بتلائے محن</p>	<p>مرضیت بما تقضی علی و تحکم اھان فاقصی ام اغرفنا کرم اذ کان قلبی فی ید ایک قیادہ فما لی علیہ فی الھوی اُتخکم علی ان روحی فی ید ایک بقائھا یو صلاک تجی او بھجرک تحدم وانت الی المشتاق ناس و جنتہ ببعداک لشیقی و بقربک ینعم</p>
<p>تم جب یاد کرتے ہو تو میرا جگر پھر اک اٹھتا ہے اور دل محبت کی آگ سے جلنے لگتا ہے اگر بجلی کو میری سی محبت ہوتی تو وہ نہ چلتی اور نہ پتھر کے ساتھ ہنستی مسکراتی رات کی تاریکی میں افق کے تارے گفتار مہتا ہوں اور رات بھر جاگتا ہوں اور میں ہمیشہ محبت کو لامنت کر نیوالوں سے چھپاتا رہتا ہوں اور محبت کے آنسو سے ظاہر کرتے رہے</p>	<p>ولی کیا تنادی اذا ما ذکر تعر و قلب بنیر ان الھوی یتضام و لو کان سالی منک بالبرق ما سالی ولا استصحب الا نواع تبکی و تبسم اراعی نجوم الافق فی اللیل ما دجا واقرب من عیاتی للنوم اُتخیم وما زلت اخفی الحب عن کل عاذل وتیدی دموع الصب ما هو یکتیم</p>

ص ۳۱۴

<p>محبت نے مجھے بیمار ہی کا لباس پہنایا، اور جب محبت صحیح ہو تو پھر کوئی چیز بیمار نہیں ہوتی، اے وہ کہ اچھا کام اسکی خصلت میں داخل ہے، اور اس کی سخاوت سے بدلی برتنا سیکھتی ہے، اور لوگ اس سے ایسی روایتیں کرتے ہیں، جو لوح زبان پر ہمیشہ ثبت رہیں گی، اگر محبت میں میری نیاز مندی پر تم رحم نہیں کرو گے تو پھر کون مجھ پر شفقت کرے گا، قسم خدا کی قبیلے میں کوئی ایسا شخص نہیں، جو ممنون کرم ہونیکے باوجود تمہاری بخشش سے فیضیاب نہ ہوا ہو، اور میں تو تمہارا پیرانا ممنون کرم ہوں، گویا کہ میرے اور تمہارے احسانات کی مثل کنگن اور کلائی کی ہے، اور رضا مندی کے ساتھ تم نے قبولیت کا دروازہ کھول دیا تھا پھر کیا بات ہے کہ دروازے کا پتہ نہیں چلتا، اگر میرا دل تمہاری محبت میں خیانت کر سکتا تو میں بلا ندامت اسے چھوڑ دیتا، اور اپنے اہل و عیال کو تمہاری رضا پر چھوڑ دیتا اور اپنی جان تمہارے سپرد کرتا، اسکی قسم جس نے دل کو درد و کرب میں مبتلا کیا ہے، اگرچہ اس تکلیف میں بھی راحت ہے، تم دل کی تمنا اور قلب کی راحت ہو، اور مایوسی کے باوجود امیدوں کا منبع ہو،</p>	<p>کسانی الہوی ثوب السقام وانہ حتی صح حب المرء لامثیٰ یستقم فیامن لہ الفعل الجمیل سجیہ ومن جو دیمناہ الحیا یتعلم وعند یروی الناس کل غریبہ تخط علی الصغ الزمان وترسم اذا انتام ترجم خضوعی فی الہوی فمن ذالذی یعنی علی ویوحس وواللہ ما فی الحی حی ولعینل رضاک وعمتہ آیاد وانعم ومن قبل ما طوقتنی کل نعمتہ کافی وایاها سوار ومحصم وفحت لی باب القبول مع الرضا فما بال ذاک الباب عنی مبہم ولو کان لی نفس فحونک فی الہوی لفارقتھا طوما وما کنت آدم واتوک اہلی فی رضاک الی الامی واسلم نفسی فی یدیک واسلم اما والذی اشقی فوادی وقادنی وان کان فی تلک الشقاؤ لا ینعم لانت منی قلبی ونزہتہ خاطرہ ومورد آمالی وان کنت احرم</p>
--	--

اور ایک مختصر قطعہ ہے :-

میری محبت اور درد فراق میں اس فیتلے نے
زیادتی کر دی جو تاریکی کے دامن میں لپٹا ہوا ہے
بیزے کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے جب باد صبا
تھمتی ہے اور جب ہوا رخ پھیرتی ہے تو کنگن کی
شکل میں چمکتا ہے

میں نے فراق و رنج کی رات اسی سے طے کی
کبھی ظاہر ہوتا تھا اور کبھی پوشیدہ
جب میں کہوں کہ نہیں ظاہر ہوتا ہے تو اپنی زبان
نکالتا ہے

اور جب کہوں کہ بھجتا نہیں تو فوراً روشنی رک جاتی
سنا اگک صبح نے تاریکی کے بھنور سے نجات دی
اور بلخ کی ہوانے اپنی خوشبو کی لپٹ بھجی
اے صبح اللہ تجھے قائم رکھے تو میرے دل سے
مشابہ ہو گئی اس حال میں کہ سوز محبت نے اسے
کم زور کر دیا

اور ایک خط کے آغاز میں یہ شعر لکھے ہوئے تھے :-

میں اپنے دل میں دیار انس و محبت کی زیارت کرتا ہوں
اور ہولکے ہاتھوں سے خطوط چھین لیتا ہوں
اور جب میں نے دیار محبوب سے نکلنے وقت بجلی سے پوچھا تو
جواب و سوال کیلئے آنسو فوراً پیش قدمی کرتے تھے
اگرچہ آرزو میں بہلاتی ہیں کاش مجھے علم ہوتا
کہ کیا ہمارے اہل قبیلہ و سائل کی پرواہ کوس گئے
اور کیا میرے پرانے ہمسائے دستور محبت کے مطابق
سوال کرنے والے کے ساتھ نیکی کریں گے یا نہیں

لقد زادنی وجدا و اعزى بي الجوى
ذبال باذبال الظلام قد التفا
تلوح سنا نا حين لا تنفخ الصبا
وتبدى سوارا حين تنفخ له العفا

قطعت به ليلاً يطارحن الجوى
فا ونة يبدو و آ ونة يخفى
اذا قلت لا يبدو و اشال لسانه

وان قلت لا يحبوا اصباء به كفا
الى ان افاق الصبح من غمرة الالبا
واهدى نسيم الروض من طيبه عرفا
لك الله يا اصباح اشبهت محبتى
وقد شفها من لوعة الحب ما شفنى

اور ایک خط کے آغاز میں یہ شعر لکھے ہوئے تھے :-

انرو برقلبي معهد الانس و الجوى
والشيب من ايدى النسيم رسائلا
وهماسالت البق يهفون من المحى
يبادمره دمعى مجيباً و سائلا
فيا ليت شعري و الاماني تعطل
ايومى لى لى الكرام انوسائلا
وهل جيتنى الاولى كما قد عهدت
يوالون بالاشان من جاء سائلا

ان کے عشقیہ اشعار میں سے یہ ہیں :-
 قیادی قد تملکہ الضرام
 ووجدی لایطاق ولا یرام
 ودمعی دوند صوب الغوا دی
 وشجوی فوق ما یشد والحمام
 اذ اما الوجد لہر یعبرج فوادى
 علی الدنیا وساکنہا السلام
 اور کہتے ہیں موضوع خود اشعار سے ظاہر ہوگا :-
 ومثل بالحسن احوى مصنفہف
 قضی رجح طرفی من مجاسنہ الوطد
 فابصرت اشبالہ الریاض محاسنا
 وفی خد لا جوح بد امانہ لى اثر
 فقلت لجلاسی خذ والحذر انما
 برو صب من اسہم الفج والحور
 ویا وجنتہ قد جاوت سیف الحظہ
 ومن شایفا ندی من اللحم والبصر
 تخیل للعینین جرحا وانما
 بد اکل منہ علی صفحۃ القمر
 اور فرخیز کیا اچھا کہتے ہیں :-
 لا ائمتی فی الجود والجود شیمتی
 جلت علی آثارہا یوم مولدی
 ذرینی فلوانی اخلد بالغنی
 لکنک ضنینا بالذی ملکت یدى
 اور میری محبت ناقابل برداشت ہے،
 میرے آنسو بدلیوں کی بارش سے بڑھ کر ہیں،
 اور میری آہ کبوتروں کے نغموں سے کہیں زیادہ ہے،
 اگر عشق میرے دل کو نہیں چھوڑتا
 تو دنیا اور اہل دنیا کو میرا سلام
 ایک حسین نازک اندام
 جس کے محاسن کو میری آنکھوں نے خوب
 جی بھر کر دیکھا
 تو نے خوبیوں کو باغ کے مثل دکھایا،
 اور اس کے رخسار پر ایک زخم تھا، جس کا اثر
 مجھ پر ہوا،
 میں نے ساتھیوں سے کہا کہ احتیاط کرو
 کہ اُسے شوخی اور آنکھوں کا تیر اندازی کی بیماری ہے،
 اے وہ رخسار جو نگاہوں کی تلوار کے ساتھ ہے،
 حالانکہ وہ دیکھنے سے زخمی ہو جاتا ہے،
 دونوں آنکھوں کو زخم معلوم ہوا،
 حالانکہ اسی کا داغ چاند پر نمایاں ہو گیا ہے

۲۱۷

ایک قطعہ ہے:-

لقد علم الله اني امرؤ
أجتر من ذيل الحفاف القشيب
فلم يغمض الدهر اجفانه
ونازت قداحي بوصل الحبيب
وقيل مر قبيك في غفلة
نقلت أخاف الاله الرقيب

خدا جانتا ہے کہ میں ایسا شخص ہوں
جو عنفت کا دامن نہیں چھوڑتا
زمانہ نے بار بار چشم پوشی کی
اور وصل حبیب کے مواقع میسر ہوئے
اور لوگوں نے کہا کہ تیرا رقب غافل ہے
میں نے کہا کہ میں صرف اللہ سے ڈرتا ہوں جو گہبان
فقیر ابو عبد اللہ بن فزروق نے کتاب "الشفاء" کی شرح کا آغاز کیا
تو ان سے کتاب طلب کی اس سلسلہ میں انھوں نے یہ شعر کہے:-

ومسرى مر كآب للونى قد و ننت به
اور ایسی سست سواریوں کی گزر گاہ

جہاں ایسی بدیاں ٹھہریں جو زمین کی مشاق تھیں
اُس کے ہانکنے والے بجلی کی تلواریں کھینچتے ہیں
اور اُس کے خوف سے اُن کے آنسو بہنے لگتے ہیں
انھوں نے شب کو اقامت کیلئے پھیم کا رخ کیا
تو میں نے اُس سے کہا کہ مراکش اور اُسکے مکانات
زیادہ مستحق ہیں

نجائب سحاب للتراب نزوعها
تسل سيف البرق أیدی حداتها
فتنهل خوفا من سطاها دموعها
تعرضن غریا پیتغین معرّسها
نقلت لها مراکش و مرابوعها

وہاں قبروں اور تربتوں کی سیرالی کا ارادہ تھا
جن میں قیامت تک عیاض آرام کرتے رہیں گے
وہ سب سے زیادہ اس کے مستحق ہیں کہ ان پر ظلم
صنو، قرطاس پر روشنائی کے خون کے ساتھ
اشک افشائی کریں

للتقى أجد اثابها وضرائعها
عياض الی یوم المعاد ضجیعها
واجدر من تبكى علیہ یر اعتر
بصفحة طرس والمداد نجیعها

دین پر ان کا کتنا احسان ہے وہ اعمال
رسول اللہ کو خوش کرنے والے ہیں
اور شفا ایسی کتاب کی تعریف کسی کی نہیں ہو سکتی
اسی کمال عقل کی بہترین مثالیں نمایاں ہو گئیں

فلم من ید فی الدین قد سلفت له
یرضی رسول الله عنده صنیعها
ولاشئ تعریف الشفا بحقوقه
فقد بان فیه للعقول جمیعها

ایسے حسن کے آئینہ میں جیسے عقل کے ہاتھ میں صاف کیا ہے

اس میں ان کے بہترین اوصاف ظاہر ہوتے ہیں ہدایت کے ستارے اور روشنائی انہیں چھپاتی ہے غیب کے اسرار قلم انہیں ظاہر کرتا ہے اے ابوالفضل، تو نے بہترین فضل حاصل کیا شافع محشر تمہارے اس کام کا بدلہ دے اس کے شارح کی نیت بھی خدا کے لئے ہے اس لئے کہ بہترین معانی تھے ان کی ہدایت کنی کتنی مجل باتوں کی اس میں تفصیل ہو گئی اور کتنی پوشیدہ حکمتوں کے چہرے سے نقاب اٹھ گیا ایسی خوبیاں جن سے نیکی ظاہر ہوتی ہے جیسے فصل بہار میں کلیاں کھل جاتی ہیں اور اس میں نظر دوڑاؤ تو معلوم ہو

کہ کاغذ کے افق پر ستارے طلوع ہو گئے ہیں اس کے مطالب جیسے ہوئے خالص پانی کی طرح ہیں اور الفاظ موتی کے مانند

ایسا باغ جسے فکر کی بدلی نے سیراب کیا ہے اور آنے والوں کے لئے اس کا منظر شاداب ہو گیا یقین کے چشمے سے اس کا پانی آتا ہے اس لئے کہ مخلصین تلذذ کے ساتھ اس سے پیاس بجھاتے ہیں

اللہ کے دوست کے بیٹے بزرگوں کی گنتی میں تم سب سے بڑھ کر ہو جب انسان کے آبا و اجداد اچھے ہوں تو

بمراة حسن قد جلتہا ید النہی

فاوصافہ لیتاح فیہ ید یعہا
نجوم اہتداء والمداد یحینہا
واسرار غیب والیراع ید یعہا
لقد حوت فضلا یا ابوالفضل شاملا
فیجزیک عن نصح الیرایا شفیعہا
واللہ ممن قد تصدتی لشرحہ
فلبا لا من غیر المعانی مطیعہا
قلم مجمل فصلت منہ وحکمۃ
اذا کتم الادماج منہ تشیعہا
محاسن والاحسان ید و خلاہا
کما افتقر عن زہر البطاح سربیعہا
اذا ما اجلت العین فیہا تخالہا
نجوما بافاق الطروس طلوعہا
معانیہ کالماء الزلال الذی صرہ
والفاظہ در بر روی نصیعہا
ریاض ستاہا الفکر صوب ذکائہ
فاخصب للوراد منہا من یعہا
تفجر عن عین الیقین خرالہا
فلذلا سرا باب الخوص شروعہا

آیا ابن جاسم اللہ یا بن ولیہ
لانت اذا عدا الکرام رفیعہا
اذا ما اصول المرطبات امرومتہ

فلا عجیب اشبهتہا فر وعہا
بقیت لاعلام الزمان تبتلہا
ہدی ولا حدات الخلوب ترعہا
اور ان کی نظم و نثر کا ایک بہترین مجموعہ میرے پاس آیا تھا، اور اصل
میں میرے یہ خط کا جواب تھا، جو میں نے بچوں کو لکھا تھا، جب کہ وہ سلطان
کے ساتھ منکب میں تھے، لکھتے ہیں:۔

مالی بجل الہوی ید ان

من بعد ما عوترا التذانی

اصبحت اشکو الی زمان

ما بت منہ علی امان

ما بال عینیک تسجہا

والدامع یرفض کالجہا

ناداک والالف عنک وان

والبعد من بعد لا کوانی

یا شقۃ النفس من ہوان

فی لہجۃ دن اجرا الہوان

لہو ثانی عن ہواک ثانی

یا بغیہ القلب قد کفانی

اے شام کو منہ پھیرنے والے، تیرا سنہری ٹکڑا کہاں جاتا ہے، حالانکہ

عاشق پر راستہ تنگ ہے، محبت کے آفتاب میری آنکھوں سے چھپ گئے،

اور دوری نے میرے اور اُس کے درمیان پر وہ ڈال دیا ہے، اور اقامت

و سفر کسی حال میں بھی تیری جگہ میرے دل میں اور میں تیرے چہرہ کی تشبیہ

اور تمخیل پر قانع ہونے والا نہیں تھا، اور آخر یہ تشبیہ کے بارے میں کہاں

سے مل گئے، جبکہ توجہ لے سازی کا لباس زیب تن کئے ہوئے ہے، اور تاریکی

کا پردہ تیرے جسم پر عین تک پڑا رہتا ہے، اور غروب کے بعد تیرے انتظار میں

مجھے محبت برداشت کرنے کی طاقت نہیں

جبکہ قرابت دشوار ہو گئی

میں ماننے کی شکایت کرنے لگا کہ کبھی اُس کی جانب

سے ماموں نہیں رہا،

تمہاری آنکھیں کیوں اشکبار رہی کر رہی ہیں

اور یہ آنسو کیوں موتی کی طرح پھوٹ رہے ہیں

تمہیں پکارا اس حال میں کہ دست تم سے الگ ہے

اور اس کے بعد دوری کی مثال بھی متکامل کی ہے

دل کو اس ذلت سے کتنی تکلیف ہوتی ہے جب

مصیبت کے سمندر میں غوطہ زنی سے ہو

مجھے تیری محبت سے کبھی پھرنے والے نے

نہیں پھیرا، اے دل کی آرزو وہ مجھے کافی ہے

قرضخواہ رہتے ہیں، جنکے ہاتھوں میں مطالبات ہوتے ہیں اور اسے بدلی کی بجلی تو کس پردے سے
 مسکراتی ہے اور کس صبح کی نقالی کرتی ہے اور بدلی کے کس ہیرے کی علامت رکھتی ہے، کیا دانتوں
 کی مسکراہٹ میرے اطراف نہیں کھیلتی، حالانکہ تیری مسکراہٹ برابر کام کرتی رہتی
 ہے، کبھی ہنستی ہے تو بدلیوں کو رلا دیتی ہے اور صبح و شام کی ہوا کو روک
 دیتی ہے جن کی آوازیں دور دور تک پہنچتی ہیں، انھیں نے بلند دست
 مسافروں کو طے کیا ہے اور صبح کی تلوار سے بدلی کی نیام اور بھلیوں کا پرتلا
 بنایا ہے، کاش یہ مجھے ان لوگوں کی خبر دیتیں، جنہیں میں دل سے محبوب رکھتا
 ہوں، شاید کہ یہ آرزو پوری ہو اور اللہ ملاقات کی زمین میں ان کی سیرانی کو ملائے
 اور اس کی صحت بخشش ہو اسے شوق کی پیاس بجھائے، اور ہماری آگ کو
 خلیل کی آگ سے بدل دے، اور جب میں مجاز کے لئے حقیقت ترک کرنے پر
 تیار نہ ہوں، بلکہ ملاقات کے پرانے قرض کی جلد ادائیگی پر اصرار کروں، تو ہوا سے
 دل بہلانے کا موقع بہت کم ہے، بہترین طیب تو وہ ہے، جو میاں ہو نیکی باوجود
 لوگوں کا علاج کرے، میں صرف اللہ سے گلہ کرتا ہوں اور کسی سے نہیں، وہ
 صرف ایک انسان ہے، جس کے فیتلہ پر شوق کی ہواؤں کا غلبہ رہتا ہے،
 حالانکہ شوق عرصہ کے بعد آزاد ہوا ہے، اور اجتماع پر فراق کو ترجیح دی
 ہے، اور ذوق کے بدلے صرف مشاہدہ اور بیان حال پر قانع نہیں ہوا، اور
 ایسا دل جس کے ٹکڑوں کو محبت نے تقسیم کر لیا ہے، اور جس کے حصے ہر جگہ ہیں،
 اور ایسے غم و آلام جو دل میں جگہ یا جانے کے لیے پھرا لگ نہیں ہوتے، تو حکم
 اللہ ہی کا ہے۔ میں اللہ سے مغفرت طلب کرتا ہوں، اسے میرے وہ
 مردار جس کی ملاقات میرے افکار کو روشن کرتی ہے، اور قبولیت کی ہوائیں
 اُس کی جانب سے آتی ہوئی معلوم ہوتی ہیں، اور خدا سے دعا کرتا ہوں کہ ان کی
 زندگی دراز کرے، تاکہ میری امیدیں بھی باقی رہیں، اگر وہ دور ہوتا ہے، تو
 اُس کے احسانات نزدیک ہوتے ہیں، اور اگر نزدیک نہ حاصل ہو سکی،
 تو اُس کی بخشش کا فیض پہنچ ہی جاتا ہے، اور اُس کی سخاوت کی بدلیاں اُس کے
 روشن ادب کے پھل پیش کرتی ہیں، اگر اُس کی انگلیاں دستگیری نہ کر سکیں، تو

اس کی ہدایت مجسم خود بہر بان ہو جاتی ہے، اے میرے سردار، جس کی بڑائیاں مشہور اور میرے ساتھ خاص طور پر بھی ہیں اور جس کی تعریف کی خبریں خدام میں ہمیشہ بیان کی جاتی ہیں اور ایسی مدح و ثنا جو سب کو حیرت میں ڈال دیتی ہے، اور ہر ایک اس کے دیدار اور اس کی خوشہ صحبتی سے مراد پالیتا ہے، اور جس کے فرزندوں میں داخل ہونے کا شرف مجھے بھی حاصل ہے، اور ان کی عنایت سے خاکسار بھی خدام خاص میں شمار ہوتا ہے، تیری بھلائی کی اللہ نگہبانی کرے، جو تمام نیکی کاروں کی خیر گیری کرتا ہے، رہا، آپ نے جو دور رس اور شیریں معانی بیان کئے ہیں، آپ کے نایاب معانی نیز بہترین اسلوب بیان کی تعریف سے زبان و قلم عاجز ہے، اور بڑے بڑے فصحا اور بدیع و بیان کے علماء و بھی اسکا مثل پیش نہیں کر سکتے، تو میں نے برجستہ گوئی کا گھوڑا عجلت کے میدان میں چھوڑا ہے، طبیعت اس میں جولانی دکھانے سے عاجز آگئی تھی، تو معلوم ہوا کہ اس خط کے پڑھنے والے کا فرض ہے کہ اس میدان میں پیروی کا قصد نہ کرے اور حضور کے قلم کو مرد میدان مان لے اور پرانے اخلاق کو ترک کر کے حضور کے اخلاق کی اتباع کرے، جو سرسمر نور ہدایت ہے، اس لئے کہ وہ خدا کی قسم اسے باقی رکھیں گے، اور ہلکات ایام سے بچائیں گے، جبکہ شکایت کی حد ہو چکی، اور دوری کی دست درازیاں بہت ہو چکیں، اور مجرموں سے عتاب کا حکم اٹھالیا، اور اس واسطہ کی نگہداشت کی، جس کا ذکر کتاب اللہ میں آیا ہے، اور جسے چاہا اپنے انعام سے سرفراز کیا، اور اپنا ارادہ خدا کی رضامندی پر مرکوز کر دیا، اس لئے آپ کو علم ہے کہ کامیابی کی صورتیں انھیں کی رائے کے مطابق نمایاں کی جاتی ہیں، اور ان کے پاکیزہ فکر کے نتائج عام ہوتے ہیں، اللہ ان کی بہترین نعمتوں کا بدلہ دے گا، اور ان کے بلند مرتبوں کی نگہداشت کرے گا، جس کے وہ زیادہ مستحق ہیں، اور گفتگو طویل ہوئی، اور قلم رک گئے، اور ہمارے سردار - خدا ان کو حیات دے - کے لئے فضل اور برکت ہے اور دونوں جہاں میں ان کا مرتبہ بلند کرے، اور انکے خادم ابن زمرک کا سلام خصوصی قبول ہو اور ان پر خدا کی رحمت اور برکتیں

نازل ہوں، نوشتہ ۵ ارجادی الاولیٰ ۱۶۹۱ء اور اسی طرح ایک رواں عبارت میں مجھے اس طرح خطاب کیا۔ ”میرے علوم کے مالک اور ان کا فائدہ پہنچانے والے اور میرے ولی نعمت اور احسانات کو بار بار دہرانے والے، اور میرے مرتبہ کو بلند کرنے والے، میری امیدوں کے منبع، جن کی نعمتیں مجھ پر پے در پے ہوتی ہیں، اور ان کے احسانات مجھ پر بہت ہوتے ہیں، ان کے احسانات کے شکریہ سے عجز کا اقرار کرتا ہوں، جنھوں نے دل اور ہتھیلیوں کو بھر دیا ہے، اور زبان تو زبان، آنکھیں ان کی تعریف میں زبان کا کام کر رہی ہیں، اور ان کے وہ مختلف احسانات، اور بار بار ہونے والی نوازشیں، تو اب میں اس شخص کی تعریف میں کیا کہوں، جس نے مجھے آگے بڑھایا اور مجھے اپنی طرف منسوب ہونے کے بہترین مواقع دئے، اے اللہ! اس ذات بابر کا، کو ہمیشہ قائم رکھ، جس کی خدمت میرے لئے باعث فخر ہے اور جہنم کے احسانات کا یار گردن پر ہے،

خلیجی ہل ابصرتا و سمعتما | اے میرے دوستو، کیا تم نے ان لوگوں میں سب سے زیادہ شریف آدمی کو

باکوم من تمشی الیہا عبیدھا | دیکھا ہے، جن سے غلام ان کا رخ کرتے ہیں، اے اللہ! مجھے اس کرم گستر کے شکریہ کی طاقت دے، جس کی عنایتوں نے شکر کی مٹیہ بھی گراں بار کر دی ہے، اور انتہائے تعریف کی حوصلہ افزائی کی ہے، اے خدا! ان کی زندگی ہمیشہ قائم رکھ، اور ان کی درازی عمر سے اسلام اور غلاموں کو شاد کام کر، اور ان کے علم کی برکت سے جہاد کا نام باقی رکھ، اے بہترین مددگار اور اشرف ترین انسان جس کے سامنے دست سوال دراز کیا جائے، اے میرے سردار؟

ایسی تعریف جو مشتاق دیدار آنکھوں کو ٹھنڈا کر دے اور اشتیاق کی پیاس بجھا دے، ہم جس طرح حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں، اس طرح پر غلام زیارت کے آداب کا لحاظ کرتے ہوئے حال نہیں پوچھا کرتے تھے، لیکن میں خود حال دیکھتا ہوں، اور انشاء اللہ اسی کے مطابق عمل ہو گا، اور

اگر میرے مالک اللہ ان کی عنایت اور خیال کو قائم رکھے۔ غلاموں کے سفر اور راستہ کی تکالیف کا حال دریافت کریں، تو خدا کے فضل سے یہ زیادہ نہیں، اور ہم لوگ امن و امان کے ساتھ منگب پہنچے، اس حال میں رکاب والا کی ہمراہی کا شرف برابر حاصل رہا، اور ہم لوگ نہایت آرام و سکون کے ساتھ قعیرے میں مقیم ہوئے، اللہ آپ کی ملاقات سے جلد پرہ ورفرمانے اور جناب کی جانب سے مسرت بخش خبریں سننے میں آئیں، اور جب مقیم ہو گئے اور یہ عرض پوری ہو گئی تو ادائے راجب کے لئے فوراً یہ عریضہ حاضر خدمت کیا، اور حضور کے خطاب سے اسکا آقا زکیا، والسلام پیدائش ۱۳۱۳ شوال ۱۳۳۳ھ کو ولادت ہوئی،

محمد بن احمد

نام و نسب

محمد نام کنیت ابو عبد اللہ ہے، سلسلہ نسب یہ ہے۔

محمد بن احمد بن عبد اللہ بن احمد استیجی۔ مالقہ کے رہنے والے

تھے، اگرچہ اصلی وطن استیجہ تھا، ان کے آبا و اجداد مالقہ کو منتقل ہو گئے تھے،

حالات

محمد استیجی کا علماء میں شمار تھا، ادب میں زیادہ شہرت تھی

مگر باوقار تھے، انکا خاندان علم و دینداری میں ممتاز تھا، اپنے شہر

ہی میں تعلیم دیا کرتے تھے، پھر جامع کبیر میں صحیح بخاری کا رس دینے لگے،

اور آخر میں غرناطہ آگئے تھے، استاد فرماتے ہیں کہ یہ اپنے زمانہ کے بہترین

باوقار ادبا میں تھے، ان کا خاندان علم و وجاہت میں ممتاز تھا، نظم و نثر دونوں

ان سے منقول ہے

شاعری

وزیر ابو محمد عبد المنعم بن سماک کی تحریر سے منقول ہے، وزیر

ابو محمد استیجی کے اساتذہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

استیجی ادیب بے مثال اور شاعر باکمال تھے، انھوں نے اپنے اساتذہ سے

تعلیم حاصل کر کے بیس سال کی عمر میں مسند تدریس کو زینت دی، مشہور عالم

استاذ ابوالعباس الوزعی سے انھیں قرابت تھی، اُن کا ایک قصیدہ ہے جس کا پہلا مصرعہ یہ ہے:-

مَا لِلنَّسِيمِ لَدَى الْأَصِيلِ عَلِيلاً | آخر ہوا شام کو بیمار کیوں معلوم ہوتی ہے
اسی قصیدہ کا ایک شعر ہے:-

حتى النسيم اذا المر بارضهم | ہوا بھی ان کی زمین سے گزرتی ہے
خلعوا عليه رقة ونحوها | تو اُسے وہ کمزوری اور نزاکت کا لباس پہنا دیتے ہیں
اور استجی فرماتے تھے کہ استاذ ابوالعباس بار بار اس شعر کے پڑھنے کی فرمائش
کرتے اور فرماتے کہ بیشک تم میرے عزیز ہو، استجی ۶۳۹ء میں غرناطہ آئے
مصیبت | میرے استاذ بیان کرتے ہیں کہ واقعہ یوں ہوا کہ کتاب اللہ
کے بعض ادبی استشادات استجی نے لکھے، اس پر

کچھ لوگوں نے نقد کیا، جس کا اُنھوں نے برا اثر لیا، اور ایسی باتیں بیان
کیں جس سے فہم و عقل متنفر ہوتے ہیں، اور ہر موقع کی گفتگو اسی کے مناسب
ہونی چاہیے، اور غلطیوں سے سلامتی کا ادعا کون کر سکتا ہے، اسی وجہ سے
وہ گوشہ نشین ہو گئے، حالانکہ اس سے اُن کی کم علمی نہیں ثابت ہوتی تھی،
اور غرناطہ میں گوشہ نشین ہو گئے، جس کے بعد آخرت کی راہ لی
اشعار | محرابی کی ایک نظم درج کی جاتی ہے، موضوع خود اشعار
سے معلوم ہو گا:-

قفوانی رہا نجد قفى القلب مر سالا | خدیجی شہرہ اس لئے کہ دل میں اُس کی بنیاد
مستحکم ہے

وغنوا اذا البصر تم نور مخرنا لا | اور جب اُس کی منزلیں نظر آئیں تو نغمہ سرائی کرو
اما هذا نجد اما ذا هو المحي | کیا یہی نجد نہیں ہے، کیا یہی دیار جاناں نہیں ہے
فهل عيت عينا ام صم اذا نالا | کیا اُس کی آنکھیں بے نور ہو گئی ہیں، یا کان پھوٹ
گئے ہیں

دعوا يوفى ذكره بالساند | اسے چھوڑ دو، کہ اُس کی زبانی یاد ملنے سے بیشتر محبت کے
ديون هو الا قبل ان يتوفا لا | قرض ادا کرے

ولا تسألوا لولا سلو ولا في لزو و
 مر يا صنت من قد شاب في الحب فواد
 ايحسب من ايلي فوادى بحب
 بالى اسلو عندها شاشا شاشا
 متى عذرا لصب السكيب و في له
 فان معناه احق بمعنا
 وياسا ثقا عيس الغرام بلومه
 وكل اذ العشا في الحب يخشا
 ارحما فقد ذابت من الوجد والسر
 ولم يبق الا عظيمها وبقايا
 ويا صاحى عجبى على الخيف من منى
 ويا ذالتقى من لى بالى القسا
 وعرج على واد العقيق فاننى
 اسائل عن كان بالامس سكنا
 وقل لليالى قد سافن بعيشه
 وعمر على رعم العذول قطعتاه
 هل العود ارجوا ام العزم ينقضى
 فاقضى ولا يقضى الذى اتمنا
 اساتذہ

اور اسی حال میں محبت میں اُسے تسکین نہ دو
 اُس شخص کی طرح جو محبت ہی میں بوڑھا ہو گیا ہو
 کیا مجھے بتلائے محبت کرنے والا خیال کرتا ہے
 کہ میں اُس سے غافل ہو جاؤں گا، ہرگز نہیں ہرگز نہیں

اس لئے کہ اس کا بتلا اُس کی سزا کا زیادہ مستحق ہے
 اے محبت کی سواری کو ملامت سے ہانکنے والے
 جب آدمی محبت میں مبتلا ہوتا ہے تو اس سے ڈرتا ہے
 اسے چھوڑ دو، اسلئے کہ وہ محبت اور شب نوردی سے باعث گمراہی ہے
 اور ہڈی اور پوست کے سوا اُس میں کچھ نہیں رہ گیا
 اے میرے دوست متنی کے قریب خیف میں ذرا ٹھہرنا
 اور کون ذمہ لے سکتا ہے کہ میں اُس سے ملوں گا
 تو وادی عقیق پر ذرا ٹھہر جانا کیونکہ میں ان لوگوں
 کا حال دریافت کروں گا جو کل وہاں مقیم تھے
 گزرے ہوئے زمانہ اور اُس زندگی سے پوچھو جسے ملامت
 و دشنام کے باوجود ہم نے طے کیا ہے

کیا وہ زمانہ واپس آئے گا، یا زندگی ختم ہو جائیگی
 اور میں مرجاؤں گا، لیکن تمنا پوری نہ ہوگی
 اساتذہ کے نام اور تاجر علمی کا بہترین نمونہ اس
 اجازت نامہ سے ظاہر ہوتا ہے جسے انھوں نے ابوالولید

اسمعیل ایادی کو عطا کیا تھا، اُسے اجازت نامہ میں لکھتے ہیں :-

لاح لی عند نعتہ بستان من الوہد و چون الیاسین
 نظوۃ و التغانہ اتنی ان بکون جلت فیہا یلینی
 باغ کے گلاب و یاسین کی خوشبو
 اور ایک ایسی نگاہ اور توجہ کے ساتھ وہ ظاہر ہوئی
 کہ میری تمنا تھی کہ وہ میرے دل میں پیوست ہو جاتی

لہ اس شعر کا مفہوم سمجھ میں نہیں آیا، لہذا اس کا ترجمہ نظر انداز کیا گیا (مترجم)

۲۶۳۳

یہ روشن تو کیسے ہیں، اور یہ خوشبو کیسی ہے، سچ تو یہ ہے کہ مجھے علم کی بو آتی ہے، اور نعمت ربانی کی توازش ہو رہی ہے، جس کا شکر ادا کرنا ضروری ہے، کیا میرے گھر کا مشک لٹایا جا رہا ہے، یا آگ میں صندل ڈال دیا گیا ہے، ایسا تو نہیں، کہ جنت کے دروازے کھل گئے ہیں اور وہیں سے یہ معطر ہوا آرہی ہے، اور احسان الہی کا نمونہ ظاہر ہو رہا ہے،

تتمار اچرو یا صبح کی روشنی مسکرائی	مھیاک ام نور الصباح تبسما
تمھاری خوشبو یا افاح کی لپٹ آئی	وسریاک ام نور الاقح تنسما
جس نے اُس کی بوسہ لگھی اُس کی توت شامہ لطیف ہو گئی	فمن شم من ذالفتح سراق شمہ
جو ایک جلوہ سے سرفراز ہوا، اس کا چہرہ تابناک ہو گیا	ومن شام من ذالفتح سراق مہسما

ہاں انسان عجلت پسند کہا گیا ہے، لوگوں کو علم کے سمجھنے اور اس کے سننے کی ترغیب دیتے ہوئے رسول اکرم (ص) نے فرمایا کہ جنت کے باغ دکھیو، تو اس میں چرو، اس سے مراد وعظ و پند کی مجلسیں، نظر و فکر کی محفلیں، مناظرے کا میدان، اور خطیبوں کے کمرے ہیں، چنانچہ اس وقت ہی ہو رہا ہے، اور جو اہر زہویہ ایک ہا میں پروئے گئے ہیں جس سے اس وقت روشنائی کے مشک اور کاغذ کے کاغذ کے درمیان خوشبو پھیل رہی ہے، اے یگانہ روزگار، علم اور ایسا علم، جس کی امانت کی ناشکری نہیں ہو سکتی، تو نے بادشاہوں کے علم کو جمع کر لیا ہے اور علم و دانش کا واضح راستہ اختیار کیا ہے، اس لئے حکما اور علماء کے سوا کسی کو فائدہ نہیں ہوا، اسی لئے عالم دانائے روزگار اور عالم بے بدل نے فرمایا ہے کہ امر کی خدمت میں لطف اور مہربانی طلب کرتے ہوئے علوم اور توازشوں کے ثمرے، حاصل کرتے رہو، اور انھیں اس طرح سیکھاؤ، گویا کہ تم ان کی دست بوسی کرنا چاہتے ہو، بلکہ ایسا معلوم ہو کہ تم ہی انکے شاگرد بننا چاہتے ہو، اور جب سعی و تلاش کے بعد کچھ علم حاصل ہو چکے تو دور نہ ہو جاؤ، جیسا کہ نحو یوں نے ”یکرم“ اور ”بعد“ میں کیا ہے، اور اگر تم اپنے سے کم سے پڑھو، اور ایسے لوگوں سے اجازت طلب کرو، جو خود تمھاری خدمت سے فیض یاب ہونا چاہتے ہیں، تو کوئی تعجب نہیں، اس لئے کہ رسول اللہ (ص)

سے حضرت جبریل نے فرمایا تھا کہ حضرت ابی ابن کعب کو قرآن سنائیں تو حضرت ابی ابن کعب نے کہا کہ کیا حضور کو حکم ہوا ہے کہ خادم کو قرآن سنائیں، اور کیا نوازش خداوندی اپنی طرف مجھے یکارتی ہے؟ تو اگر مجھے وہ کوئی مخدوم کے لفظ سے یاد کرے، اور اپنی زینت کے لئے میرا لباس مستعار لینا چاہے تو دوستوں پر کوئی اعتراض نہیں، اور طبیب کو اپنے مریضوں کے بارے میں پورا اختیار حاصل ہوتا ہے، کبھی انسان حصول مقصد کے لئے سفر کرتا ہے اور شہت سے کام لیتا ہے، پس اگر تم نے عاجزی سے یہاں قیام مناسب سمجھا، تو تم نے برا نہیں کیا، اور اپنے علم بے پایاں میں چند قطروں کے اضافے طلب کرنے میں کوئی عرج نہیں، یہ اللہ تعالیٰ کا راز ہے، اسے ظاہر کرنا جائز نہیں، اور یہ اُس کی خدائی کے اسرار ہیں، وہ جسے چاہے اپنی عنایت سے سرفراز کرے، اگرچہ تم نے عاجزی کا لباس زیب تن کر لیا ہے، اور اس عاجزی پر ظاہری ترفع کا پردہ ڈال لیا ہے، تو یہ شریا بھی عجائب سے ہے، اپنی انتہائی اوج و بلندی میں نگاہوں سے اوجھل ہو جاتی ہے، جہاں کہ اسکے وجود حسی کی انتہا عدم کے برابر ہے اور شکل و صورت میں آثار قدم سے زیادہ اس کی حیثیت نہیں رہتی، اور جب جھمکتی ہے اور مغرب میں گرتی ہے پھر بھی وہ سر بلند ہی رہتی ہے، اتنا ضرور ہوتا ہے کہ نگاہیں اُس کے دیدار سے محروم نہیں رہتیں۔

فی الشرق کاس و فی مغربہا | مشرق میں پیالہ ہے، اور مغرب میں باقی
 قوط و فی وسط السماء قدم | اور آسمان کے وسط میں قدم ہے
 یہ عاجزی کی مشہور اور عام نشانیوں ہیں، بعض لوگ خیرات اس طرح
 دیا کرتے تھے کہ دینے والوں کے ہاتھ مانگنے والوں سے نیچے ہوتے، اس طرح تمام مانگنے والوں کی چیزوں
 میں جب زبان نبوی سے ارشاد ہوا کہ (الید العلیا خیر من ید السفلی) بالائی ہاتھ نیچے
 کے ہاتھ سے افضل ہے، تو بلند مرتبہ کے حصول کو ترجیح دی، اور جب
 حضرت ابو بکر نے اپنا تمام مال حاضر کر دیا، تو حضرت عائشہ نے صرف
 لقمہ مال کچھ مال کی محبت کی وجہ سے نہیں لائے، بلکہ اس لئے کہ

حضرت ابوبکر کے مرتبہ کمال کے مقابلہ میں اپنے کو کوتاہ دکھلائیں تاکہ اہل دل و اصحاب احساس کی تنبیہ ہو جائے، اور دیکھا گیا ہے کہ مشہور محدث دارقطنی کے والد ان کی رکاب تھامے ہوئے ہیں، لوگوں نے اسے سب دریافت کیا، جواب دیا کہ وہ ایک فضیلت حاصل کرنا چاہتے ہیں، تو میں اس کی مخالفت کیوں کروں؟

فوق السماء و فوق الزہر ما طلبوا | آسمان اور ستاروں کی بلندی پر نہیں طلب کیا،
 حتیٰ اذا ما ارادوا غایۃ نفی لولا | بلکہ مقصود تک پہنچنے کے لئے نیچے اتر پڑے،
 اور اللہ اس حد تک تمہاری نگہبانی کرے، اور نیکیوں سے بہرہ ور کرے،
 میرے پاس مبارک کاغذات آئے، جو آپ کے تھمر علمی و حکم و دستوری کا
 پتہ دیتے ہیں، اجازت کی عبارتیں بھی نظر سے گزریں، گویا میرے پاس ایک
 معزز خط آیا ہے، جو ابوالولید کی جانب سے ہے اور جس کا آغاز اللہ کے
 نام سے کیا گیا ہے، تو میں متحیر رہا، گویا کہ مجھ پر جادو کر دیا گیا ہے، اور میں
 بول اٹھا، کہ دو جادو گرج جمع ہو گئے ہیں حالانکہ ایک ہی میرا کام تمام کرنے کیلئے
 کافی ہے۔

۲۴۵

قلو کان دحا واحدا لا تقیتہ | اگر ایک نسیزہ ہوتا، تو میں اس سے ڈرتا
 ولکن درج وثان وثالث | لیکن وہاں تو دوسرا اور تیسرا بھی ہے،
 اور چوراگ و نغمہ کا شائق ہو، اس کا کیا بوجھنا، ادب و بلاغت دیکھ کر
 روح و جد میں آگئی، اور اپنی فکر کا آسمان، مجھے پھٹتا ہوا معلوم ہوا، ایسا
 نظر آتا تھا کہ ہوا سے مل جاؤں گا۔

کانت جواہرنا وائل قبل ذان | ہمارے جوہر؟
 فالان صارت بالتحویل تہیدان | اب انقلاب و تغیر سے ہلکے ہوئے گئے
 و جدت و راء الحسن و شی کثیفتر | کثیف ہونے کے باوجود راستہ میں سے ہٹا دیا
 فوجودھا اللان فی الاذہان | تو اب اس کا وجود ذہن میں ہے
 اور تم نے صرف اس ادب و دل نواز کے عطیہ پر اکتفا نہیں کیا، بلکہ مجھ سے
 اس کے معارضہ کی فرمائش کی، بھلا میں متبنی یا ابو تمام کی نظموں کے مقابلہ میں

کیا کہہ سکتا ہوں، یا حارث ابن اسد کے مثل تصوف کی چاشنی کہاں سے لاؤں؟ میدانِ حدیث کے راہرو تو امام مالک ہیں، مگر یہ کہ اس میں خلیل کے سوا کوئی راہبر نہیں، لیکن دین کے اصول اپنے قواعد پر جاری ہیں، اور ایسی عملت کے باعث جو تمام خوبیوں کی جامع ہے اور خوبی کو ترک کرنے سے اس کا انکار نہیں ہو سکتا.....

اور تمام خوبیاں اسی میں ہیں، سمندر میں کودنے والے کے لئے ڈوبنا ضروری ہے اور درخت پر چڑھنے والے کے لئے بلند ہونا لازمی ہے، کیا توحید کا مقابلہ عمل سے یا بجلی کا اونٹ سے ہو سکتا ہے اور یہ سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچ سکتا ہے، اور کیا زمین پر گزرنے کے لئے اُس نے ایسا کیا ہے، بادشاہوں کا لوہاروں سے اور فلاسفہ یونان کا مسمولی پیشہ وروں سے کونسا مقابلہ ہے، کل اور آج اور تاریکی و آفتاب کا کیا مقابلہ؟ اگر تمہاری خوبیوں کی بارش عام نہ ہوتی تو میں متنبی کا یہ شعر پڑھتا۔

اذا شاء ان یلمو بلحیۃ الحق | جب وہ کسی بیوقوف کو بنانا چاہتا ہے
 اراک غباری ثم قال لہ الحق | تو اُسے وہ میرا پتہ بتا دیتا ہے اور کہتا ہے کہ
 اس سے ملو،

۲۴۶

کیا تم خیال کرتے ہو کہ میں لنگڑے گھوڑے سے خراب زمین میں مقابلہ کروں گا؟ کہ اس تاریکی میں وہ روشنی ظاہر ہوئی، اور چیزیں اپنی ضد ہی سے پہچانی جاتی ہیں:-

وما ینکو بیاض العاج حتی | ہاتھی کے دانتوں کی سفیدی نہیں ظاہر ہوتی
 یضاف الی بیاض الابنوس | جب تک اُسے آبنوس کی سیاہی سے نہ ملایا جائے،
 آپ کے الفاظ نہایت نرم اور موثر ہیں اور ایسے معانی پر مشتمل ہیں جو شریف آدمی کے دل پر قبضہ کر لیں اور آپ کے بیان میں آب و تاب اور زبان میں خوبیاں ہیں

وقالوا ذاک سحر باہلی | لوگوں نے کہا کہ یہ باہلی جادو ہے
 فقلت وفی مکان الماء بیا | میں نے کہا کہ وہ کی جگہ یہ ہے

رہے، ابو الولید کے کمالات تو ان سے ابو تمام اور بختری بھی عاجز ہیں :-
 معان لبس ثياب الجمال | ایسے معانی جملوں نے خوبصورتی کا لباس پہن لیا ہے
 وهزت لها الغانيات القادودا | جن کو دیکھ کر حسین عورتیں بھی جھوم جاتی ہیں
 كسوت عبید اشيا ب عبید | جیسے عبید بن الیرص (مشہور شاعر) کو غلاموں
 کا لباس پہنا دیا ہو

وامنحی لبید لدا یہا لبید ا | اور لبید ان کے سامنے بیوقوف ہو گیا ہو
 اور تمہارے راہوار طبع کی اس جولانی سے مجھے کچھ تعجب نہیں ہوا، جبکہ تم کو
 یہ کمالات بنوایا دے ترکہ میں ملے ہیں، اور یہ قدرت قس بن ساعدہ سے
 ملی ہے، کیا تم ہی اپنے دادا کی جگہ تھے، جس کے بارے میں رسول اللہ (ص) نے
 فرمایا کہ میں گویا اسے سوق عکاظ میں خاکستری رنگ کے اونٹ پر سوار
 دیکھ رہا ہوں، اس حال میں کہ وہ اپنی مشہور تقریر کر رہا ہے، جس کے ابتدائی
 جملے یہ ہیں :- "مطرونیات و ابا و امہات" تا آنکہ یہ شعر پڑھے :-

پہلے مرنے والوں میں

ہمارے لئے عبرت ہے

جب میں نے انہیں جاتے ہوئے دیکھا

اس حال میں کہ قافلہ میدانوں میں چل رہا ہے

میں نے یقین کیا کہ ایک دن میرا بھی یہی

انجام ہونے والا ہے

فی الذاہبن الاولین

الی القیور لنا بصائر

لہا س آیت مسیر ہم

والرکب فی الفلوات سائر

ایقنت انی لا محسا

لہ حیث صا س القوم صائر

خیر آدم بر مطلب جناب مکرم نے مجھے مجبور کیا ہے کہ میں خامہ فرسائی
 کروں تا آنکہ قلم خون آلود ہو جائے، اور یہ کہ قلم کی روشنائی سے کاغذ کی پلوں
 میں سرمہ لگاؤں اور کاغذ اور سیاہی سے تاریکی و روشنی کا اجتماع کروں اور
 سوسن کی سپیدی پر اس کی سبزی کا نقش و نگار بناؤں اور بنو عباس کے جھنڈے
 کے نیچے سپید علم بلند کروں، تو میں ناچار تعمیل ارشاد کے لئے اٹھا،

ایک بار نہیں، ہمیشہ خدمت کے لئے میں نے

لبیک کہا، مگر اے داعی شرف!

لبیک لبیک اضنا فامضاعفہ

انی اجبت لکن داعی الکرم

اتی من المجد امر لامر دلہ | جناب کا ایسا حکم ملا ہے جس کی تعمیل میں
امشی علی الی اس فیہ لای علی القدام | قدم کے بجائے سر کے بل چلوں گا
اور ایسی دعا کروں گا جو اللہ کی درگاہ میں مقبول ہوگی، اور ایسی پکار ہوگی
جو ضرور سنی جائے گی

لکبت ولو اننی استطیع لاجلال | میں نے لکھا، اور اگر
قدرک بیت المیش | میں انسانوں میں تیرا رتبہ
قد دت الی راعۃ من انملی | بلند کرنے کے لئے کچھ کر سکتا تو اپنی انگلیوں کو
قلم بناتا،

وکان المداد سواد البصر | اور آنکھوں کی سیاہی روشنائی کا کام دیتی،
ہاں! فقیہ جلیل، خطیب شہرہ آفاق عالم بے نظیر صاحب حسب خانہ ان
ابوالولید بن فقیہ اکرم مرحوم ابو زکریا یحییٰ بن سعید قرظی ایادی غزمونی اور انکے
بلند اقبال صاحبزادہ محمد بن ابوالقاسم احمد اور ابوالحسن علی کو اجازت دی،
اللہ ان سے بزرگی کی آنکھیں ٹھنڈی رکھے، اور خوش اقبالی کے آسمان پر وہ
بدر کامل بن کر چلیں، اور ہمیشہ شرف و عزت کی برکات حاصل کرتے رہیں،
اور عنایت رہا لئی ان کے لئے جو صن کوثر کا چشمہ جاری کر دے، میں نے انھیں
اپنے تمام روایتی علوم کی ساری تقریرات کی اجازت دی، تمام علوم و فنون
کی روایت اور نقل کی جس طرح پر وہ چاہیں ان کو اجازت دی، اس طرح
میں نے اپنے تمام کلام نظم و نثر اور تمام مصنفات کی روایت کی اجازت
دی جس میں یہ کتابیں خاص طور پر قابل ذکر ہیں:-

(۱) قصائد روحانیات و معشراتی الحسنات

(۲) منظومات و تنبیات

(۳) ظہور الاعجاز بن الصدور و الاعجاز شرح دیوان متنبی

(۴) شمس البیان فی لمس البتیان

(۵) الزهرة الفاحمة فی الزهرة اللاحمة

(۶) نفع الکھامات فی شرح المقامات

(۷) اقتراح المتعلین فی اصطلاح المتکلمین
(۸) کتاب التصویب والتصدیق فی التوطئة لعلم التحقيق

(۹) رقم الحلال فی نظم الدول

(۱۰) مفتاح الاحسان فی اصطلاح الاحسان

اس کے علاوہ ان تمام منظومات اور فتاویٰ کی اجازت تھی جو سلطان کی شان میں کہے گئے ہیں اور اللہ عزوجل سے التجا ہے کہ اپنی عنایت سے ہمارے اعمال کو خالص بنائے اور فقیہ محترم اور ان کے صاحبزادوں کو اجازت ہے کہ وہ "انباءنا" "اخبرنا" "مدحنا ثنا" یا اور کسی لفظ سے روایت کریں، مگر یہ کہ اسناد کے مشروط کا خیال ضروری ہے اللہ تعالیٰ انکے کمال کو قائم رکھے اور دونوں جہاں میں سرخرو کرے۔ اور ممکن ہے کہ وہ میرے اساتذہ کا نام جاننا چاہتے ہوں اللہ ان کی رحمتوں کو پاک کرے اور آگ سے ان کی شبیہوں کو دور کرے، اس لئے اساتذہ کا بھی ذکر کیا جاتا ہے۔ ان میں عالم مشہور اور قاضی بے بدل، خطیب ابو جعفر احمد بن یحییٰ بن ابراہیم حمیری، ساکن قرطبہ ہیں، جو سلف کی یادگار اور سلسلہ علم کی آخری کڑی شمار کئے جاتے تھے، میں نے ان سے قرطبہ میں ابو طیب متنبی کا کلام پڑھا اس طرح پر کہ وہ معانی کی تشریح "الفاظ ولغت کی تحقیق" اور بدائع کی توضیح کیا کرتے تھے، اسی طرح ابو تمام کا کافی کلام ان سے پڑھا اور ان سے ابو العباس المبروک "الکامل" سننی، اور وہ "مقامات بینی" کی روایت خود مصنف سے کرتے تھے، ان کے پاس ابو طاہر کے قلم سے لکھا ہوا تھا، نیز ان سے "ضمیری" کی کتاب "تیسرہ" بھی پڑھی، پڑھانے کے باوجود ذہانت، تیزی طبع اور حفظ لغت میں مشہور تھے۔

بیروں مکان ترویج و بیاض و قار کے اعتبار سے یارب اور قرطبہ میں لطیف فہمندی شیخ امین اللام | یہ پتہ لگانا دشوار ہے جاتا تھا کہ یہ یوں تھا ہے یا کوئی نوجوان ہم ان کے پاس شعر لکھ کر لایا کرتے تھے، وہ اس میں اصلاح دیا کرتے تھے اور صاف کرنے کے بعد وہ پھر دیکھا کرتے تھے، اس میں ہمیں علوم ہوتا تھا

کہ وہ ہم سے زیادہ اچھی طرح یاد رکھتے تھے۔ ایک جوان کی بائیں آنکھ جاتی رہی اُس پر میں یہ دو شعر لکھ کر لایا:-

لم تذا حدی نہ ہر تیدہ ولا نشت
عن نور ہا بیدایع ما نحویدہ
لکن قد سأم تغلق جفنہ
لیصیب بالسہم الذی یرمیدہ

اُس کی ایک کھلی نہیں مرجھاتی، اور اُس نے اپنی تیز نگیوں کو شگونے سے الگ نہیں کیا، لیکن وہ اپنی پلک بند کرنا چاہتا ہے تاکہ اس کا نشانہ ٹھیک ٹھیکے

تو انھوں نے بار بار پڑھا اور یاد کر لیا، اور جب میرا ذکر ہونا، تو بطور تعریف کے یہ شعر ضرور پڑھتے، انھیں امام مازری سے روایت کی اجازت تھی، نیز قاضی ابو مروان بن مسرہ، استاذ عباس اور ابو عبد اللہ بن ابی النضال سے روایت کرتے تھے، انھیں میں عالم جلیل، قاضی ابو محمد بن حوط اللہ بھی ہیں، جو فقہ، حدیث اور خطابت میں سرمایہ نازش تھے، میں نے اُن سے مالقر میں بہت سی کتابیں سنی ہیں، جس میں کہ فقیہ ابو العباس بن غالب قاری ہو کرتے تھے، قرطبہ میں وہ قاضی تھے، میں اُن سے ملا اور انھوں نے میرے دادا اور مختلف اساتذہ سے روایت کی، اور اُن کا حلقہ بہت بڑا ہے، انھیں میں عالم بے بدل، فقیہ اور مشہور نحوی اور ادیب ابو علی عسمر بن عبد المجید ازدی بھی ہیں، ان سے میں نے قرآن کریم اور کتاب الجمل اور ایضاً، اور سیویہ کی، کتاب "اچھی طرح سمجھ کر پڑھی، میں اُن کی خدمت میں برابر حاضر رہا، تاکہ انھوں نے داعی اجل کو لبیک کہا، وہ اپنے زمانہ میں ذکاوت میں بے مثال تھے، ابو زید سہیلی کے شاگردوں میں ان سے زیادہ ذکی کوئی نہیں تھا، استاذ ابو القاسم سہیلی نے امام منصور سے کہا، کہ وہ اُن سے اچھی طرح سیویہ کی، کتاب کا حق ادا کرتے ہیں، مجھے ایک روز مخاطب کیا، اس حال میں کہ وہ ایک طالب علم کو دیکھ رہے تھے اور میں بالکل دوسری طرف متوجہ تھا، میں نے کہا کہ "کیا؟" تو انھوں نے کہا کہ بعض چیزوں کی محبت انسان کو اندھا اور بہرا کر دیتی ہے، تو میں نے کہا کہ تاریکی صبح کو مالتی ہے، اس پر بہت خوش ہوئے۔

اور انھیں میں فقیہ و ادیب اور مشہور لغوی ابو علی بن سیرین بھی ہیں
ابو القاسم سہیلی کے شاگردوں میں تھے، کم سنی ہی میں کمال حاصل کر لیا تھا،
اور نوعمری ہی میں سید ابواسحق البکیر کو اشبیلیہ میں وہ قصیدہ سنایا، جسکا
مطلع یہ تھا:-

قسم بحمص واند لعظیم | میں نے محص کی قسم کھائی تھی اور بہت مقدس قسم
لھی المقام وانت ابراہیم | یہی مقام ہے، اور تم اس کے لئے ابراہیم ہو
بجمع میں اساذ ابو القاسم سہیلی بھی تھے، قصیدہ تمام کرنے کے بعد اٹھے،
اور فرمایا کہ اسی دن کے لئے میں نے تمہاری تربیت میں سعی کی تھی، اور کبھی
وقت کا خیال نہ کیا، - اور فقیہ نے امیر المؤمنین ابو یعقوب کے سامنے
یہ شعر پڑھے:-

ص ۲۵

أعشاہل الارض فی الطول والعرض | اے طول و عرض میں زمین کے باشندو
بہذا اتادی فی القیامۃ والعرض | میں اسی آواز سے قیامت میں پکاروں گا،
وایاک یعنی ذوالجلال بقولہ | معلوم ہوتا ہے کہ اللہ نے اپنے اس قول سے
تمہیں کو مراد لیا ہے

کذک مکنا یوسف فی الارض | کہ ہم نے اسی طرح یوسف کو زمین میں قوت عطا کی
اور انھیں میں مشہور عالم، فقیہ و محدث، حافظ سید ابو محمد قرطبی بھی ہیں،
میں نے ان سے قرآن کریم روایات کے ساتھ پڑھا، اسی کے ساتھ
مفردات کی تعلیم بھی ہوتی تھی، جل اور اشعار میں بھی انھیں کی شاگردی
اختیار کی، اور مقدم الذکر اساتذہ کی طرح انھوں نے بھی تمام مرویات
کی اجازت دی، اور مرحوم پاکیزگی اخلاق و علم خوش خلقی، وجاہت،
وقار اور قوت حافظہ کے اعتبار سے نہایت ممتاز اور یادگار سلف تھے،
اور انھیں میں الحاج ابو عبد اللہ بن حسین بن صاحب الصلوات انصاری
بھی ہیں، جو ایک مشہور فاضل اور محدث، نیز زہد و ورع میں اپنی آپ
مثال تھے، میں نے انھیں سے تعلیم کا آغاز کیا، اور موصوف منکر المزاج
تھے، اچھی طرح سمجھاتے اور ان کی تعلیم میں برکت ہوتی

اور انہیں میں فقیہ حلیل الیمون النقیبۃ الاواب رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں، یہ مشہور عالم و محدث تھے، حج سے شرف یاب ہوئے، بار بار تھے، خذار سیدہ لوگوں میں ان کا شمار تھا،
تحریر کردہ بزرگوار پیر معاصی طالب رحمت حق محمد بن عبداللہ میری ثم استغنی،
مورخہ وسط شعبان ۱۰۶۱ھ

وفات | وزیر ابو محمد عبد المنعم بن سہاک کی تحریر سے منقول ہے کہ وہ غالباً ۱۰۳۱ھ میں غرناطہ آئے، اور آٹھ ماہ تک مضر بن شکیم بن میرے والد کے گھر پر مقیم رہے، تا آنکہ وفات پائی، فقیہ سہیل بن مالک کے روضہ میں مدفون ہوئے،

محمد بن احمد بن الحداد الوادعی الاشی

نام و نسب | محمد بن نام، ابو عبد اللہ کنیت، وادعی آتش کے رہنے والے ہیں، جیسا کہ نسبت سے معلوم ہوتا ہے،

حالات | ابو عبد اللہ کے شمال شام اور چیتان حل کرنے میں ماہر تھے، سریتہ میں سکونت پذیر ہوئے اور اس کے رؤساء بنی عجاج کی تعریف میں مشہور ہوئے،

ابن بسام کہتے ہیں کہ یہ ابو عبد اللہ دوپہر کے آفتاب اور بھلائی کی خبر دینے والے ہیں، مشہور علوم کے لئے دفتر کی مثال تھے، علوم کے راستہ میں صبح خندان کی طرح چمکے، تمام فنون میں مہارت تامہ حاصل تھی، ان کے اشعار میں گریز اور خاتمہ نہایت اچھا ہوتا ہے، اور ان کا قلم گہر بار شعر و شاعری کے میدان میں خوب گل بوئے کھلاتا ہے،

تالیفات | ابو عبد اللہ کی تالیفات میں شعر کا ایک مشہور دیوان اور فن عروض میں ایک کتاب ہے،

دیگر حالات | بعض مورخین ابو عبد اللہ کے حسن مذاق کا ایک قصہ

بیان کرتے ہیں کہ ان کے ایک عزیز قضا کر گئے تھے، اور انھیں تسلی کی ضرورت تھی، جب ہمنشیں آگئے تو اور اتفاقاً چاند میں گہن کا آغاز ہو گیا، اور انھیں اس کا یقین ہو گیا تو ستار اٹھا کر یہ شعر گانے لگے،

شقیقک غیب فی لحدہ | تیرا بھائی قبر میں دفن کر دیا گیا ہے،

وتشرق یا یدس من بعدہ | اے بدر کامل، تو اب تک چمک رہا ہے،

فہلا خسفت وکان الخسوف | تجھے کیوں نہیں گہن لگا؟

فحداد البست علی فقلہ | یہ اُس کی گم شدگی کا ماتم ہو جاتا،

چاند کو خطاب کر کے بار بار یہ شعر پڑھتے رہے، یہاں تک کہ گہن نمایاں ہو گیا، اس سے لوگوں کو بہت تعجب ہوا، بیان کیا گیا ہے کہ بچپن میں انھیں روم کی ایک عیسائی لڑکی نورہ سے عشق ہو گیا تھا جس سے ان کا ہوش و حواس جاتا رہا، اسی میں کہتے ہیں:-

حدیثک ما اعلیٰ فزیادی و حدیثی | تمھاری گفتگو کس قدر شیریں ہے، تم اس

عن الرشاء الفرد المثنی المثلث | نازک اندام لچکنے والی کے اوصاف بیان کرو،

ولاتنس من ذکراہ بالقلب مؤتسی | اور اُس کی یاد کو نہ بھولنا، جو میری سونس خاطر ہے،

وان یعت الشعراء من کل مبعث | اگرچہ شعرا ہر طرف سے اٹھیں،

واقسم بالانجیل انی لشانق | انجیل کی قسم میں عاشق ہوں،

وناہیک من صبیح بحق محنت | اور تیرے لئے ایک سچا، اور قسم نہ توڑنے والا کافی ہے،

ولا بد من قصی علی القیس قصۃ | قیس کی یہ قصہ ضرور بیان کرنا چاہئے،

عساہ یغیث المدنف المتغوث | ممکن ہے وہ بیمار الم کی دادرسی کر سکے،

ولم یاتھم عیسیٰ یارین قسا و تالا | اس لئے کہ ان کے پاس عیسیٰ علیہ السلام سخت دین نہیں لائے،

فیقتسو علی شئی ویلہو لمکرث | کہ وہ سختی سے کام لے، اور غفلت کو دور کرے،

وقلبی من حلی التجلد عا طل | اور میرا دل صبر کے نیور سے محروم ہے،

ہوی فی الغزال ذی تقار مرعت | جو ایک نازک اندام گنج خلق کی محبت میں گہن چھوڑے،

فیصبح سری کالصباح مشہراً | اس لئے میرا راز صبح کی طرح عام ہو جاتا ہے،

ویمسی حدیثی عرضۃ المتحدث | اور میری باتیں گفتگو کا موضوع ہو جاتی ہیں،

ویند ویند کبریٰ بین کاس وروضتہ | باغوں میں، دور جام میں، میرا ذکر آتا ہے،
ویشد ویشعریٰ بین مثنیٰ وثلث | راگینوں میں میرے شعر سنائے جاتے ہیں،
بنو صماوح کی تعریف کرتے ہیں :-

لعلمک بالوادی المقدس شاطیٰ | شاید تم وادی مقدس میں اترنے والے ہو،
ووالعنیر الہندی ما انت واطیٰ | اور ہندی عنبر کی طرح روندنے والے نہیں ہو،
وانی اراانی واجدا عرف منہم | اور میں ان کی خوشبو محسوس کرتا ہوں، اس حال میں
وسروح الجوی بین الجواخ شاطیٰ | کہ پہلو میں درد و کرب کی روح متفرق ہو رہی ہیں،

محمد بن ادریس

نام و نسب | محمد نام، ابو عبد اللہ کنیت، اور ابن مرجم الکحل کے لقب
سے مشہور تھے، سلسلہ نسب یہ ہے :- محمد بن ادریس

بن علی بن ابراہیم بن قاسم جزیرہ کے رہنے والے تھے،
حالات | ابن ادریس خوش گو شاعر تھے، غزل اچھی ہوتی تھی، استاذ
ابو جعفر کہتے ہیں، کہ ابن ادریس فطری شاعر تھے، انشا

اچھی ہوتی تھی، فنون ادب سے دلچسپی تھی، ابن عبد الملک بیان کرتے ہیں کہ
ابن ادریس اور ان کے ہم عصر ادبا اور ان میں سلسلہ نامہ و پیام جاری رہا،
جس سے ان کی قابلیت آشکارا ہوئی، دیہاتیوں کی طرح بہت سادہ لباس
پہنتے تھے، کہا جاتا ہے کہ بالکل ان پڑھ تھے،

شاگرد | ابو جعفر بن عثمان الورد، ابو الربیع بن سالم، ابو عبد اللہ بن الازہر بن عسکر
ابن ابی القار، ابو محمد عبد الرحمن بن برہلہ، اور ابو الحسن رعینی

نے ابن ادریس سے روایت کی،

شاعری اور | شہر کے باہر لوشہ میں نہر غنداق کے کنارے شام کا
غرناطہ میں درو وقت تھا، کہ مندرجہ ذیل شعر کہے، اور خیال کیا جاتا ہے
کہ لوشہ میں داخل ہونے والا البیرہ کے حدود میں آجاتا ہے، اور بعضوں کا

خیال ہے کہ نہر غنڈاق و برجہ کے حدود میں ہے، اسی اختلاف کے باعث اسکا ذکر آیا،
 عینج بمنعج الکثیب الاعفر
 بین الفرات و بین شط الکوثر
 ولتختبقھا قهوة ذهبیة
 من راحتی احوی المرافف احوس
 وعشیة قد کنت ارقب وقتھا
 سمحت بہا الایام بعد تقدس
 قلنا ہذا لانا فی روضہ
 تہدی لنا شقھا شمیم العنبر
 والدھر من قدم بیتھ رائے
 فیما معنی فیہ بغیر تکدر
 والطیر تشد ووالا را کہ تنثنی
 والشمس ترقص فی قمیص اصفر
 والروض بین مذهب و مفضض
 والزہر بین مدرہم و مدکن
 وکانہ وکان خضرة شطہ
 سیف لیل علی بساط اخضر
 وکانا ذاک الحجاب فرندہ
 مہما طفانی صفحۃ کالجوہر
 وکانہ وجہا تر محفوفہ
 بالأس والنعمان خلد معدس
 نھریمیم بحسنہ من لہریم
 و یجید فیہ الشعر من لہریشعر
 ما اصفر وجہ الشمس عند غروبھا
 الالفتر حسن ذاک المنظر

بالو کے تودہ کے موڑ پر ٹھہرا
 فرات اور ساحل کوثر کے درمیان
 اور وہاں سنہری قہوہ ایک حسین اور
 بہترین آنکھوں والی کے ہاتھوں سے نوش کرو
 اور وہ شام جس کا میں انتظار کر رہا تھا
 آخر زمانے نے مشکوں کے بعد اس کا موقع دیا
 میں نے کہا کہ ہم لوگ ایسے باغ میں کیوں ہیں
 جس کے سونگھنے والے کو عینر کی خوشبو معلوم ہوتی ہے
 اور زمانہ ہمیشہ سے اس کی رائے کو
 بلا وجہ کمزور ثابت کرتا رہتا ہے
 پرندے چھپا رہے ہیں شاخیں مجھوم رہی ہیں
 اور آفتاب زرد قمیص میں رقص کر رہا ہے
 اور باغ خاموش اور چاند کے رنگوں کے درمیان ہے
 اور کلیاں درہم و دینار کے مانند معلوم ہوتی ہیں
 ساحل کی سبزی میں اس کی مثال
 اس تلوار کی ہے جو سبز فرش پر کھینچی ہوئی ہو
 اور گویا بلبلے تلوار کی آب ہیں
 جو جوہر کی طرح اس پر نمودار ہوتے ہیں
 گویا وہ اور اس کے اطراف سے گھرے ہوئے ہیں
 اور رخسارہ شقائق نعمان کی طرح ہے
 ایسی نہر کہ جس پرنا آشنائے محبت بھی محو ہو جائے
 اور غیر شاعر بھی اس پر شعر کہنے لگے
 غروب کے وقت آفتاب کا چہرہ صرف اس منظر کی
 خوبی سے ڈر کر زرد ہو گیا ہے۔

اس نظم کی خوبیوں کا کیا کہنا، اور کہتے ہیں :-

أمرأت حنونك مثله من منظر | تری آنکھوں نے ایسا منظر دکھایا۔

ظل وشمس مثل حد معدس | جو آفتاب اور سایہ اور ہبزہ اغازر خسار کی مانند ہے۔

وجد اول کامرا قم حسب اوها | اور ایسی نبروں کی مانند ہے جن کے سنگزیرے ساینوں کے

لبطونہا وحبیبہا کا لظہر | اندرونی حصے کی مثل اور انکے بلبے مالائی حصے کی مانند ہیں۔

یہ عجیب معنی آفرینی ہے، اور یہ اس میں منفسردہیں، پھر

کہتے ہیں :-

وقراءتہ کا لعش بین خمیلہ

سالت مذا بنہا بہا کا لاسطرا

فکانہا مشکولہ ممصندل

مع یلغ الامزہا سا او بمعصفا

امل بلفنا لا بہضیب حد یقتہ

قد طرنت بیدل الغام الممطر

فکانہ والزہر تاج فوقہ

ملاک تجلی فی بساط اخضا

ساق النواظر مندرائق منظر

یصف النصارا عن جنان الکوتر

کم قاد خاطر خاطر مستوفسر

و کم استغنی جالہ من مبصرا

لو کاح لی فیما تقدم لو اتل

عرج بمنعرج اللثیب الاعقر

وعشیة کانت قانیصہ فتیة

الفوا من الادب الصریح شیوخا

فکانا العتقاء قد نضبوا لها

من الانتفاء لی الوقوع فحوخا

گو یا اس میں حندل سے اعراب لگا یا گیا ہے

پختہ یا عرفانی کلیوں کے ساتھ

ایک امید پر جو اس باغ میں پوری ہوئی۔

جسے بادل کے ہاتھوں نے آراستہ کیا تھا

گو یا وہ اس حال میں کہ بچوں کا تاج اسکے اوپر ہو

اس بادشاہ کی طرح ہے جو سبز فرش پر جلوہ آرا ہو

اس کا منظر آنکھوں کو بے حیا معلوم ہوا

معلوم ہوتا ہے وہ باغ کو شکر کی تازگی اڑا لائی ہے

اس سے چند بات قلب میں سہجائی ہو

اور آنکھیں کس قدر پر شوق ہوئیں

اگر یہ پہلے ظاہر ہو جاتا تو میں نہ کہتا

بالو کے تودہ کے موڑ پر ٹھہرو

اور اس نے مجھے اپنے یہ شعر سنائے :-

ایک شام جو چند ایسے نوجوانوں کے دام میں آگئی تھی

جو اپنے ادب کے اعتبار سے بوڑھوں کا ہم پلہ ہو رہے تھے

گو یا انہوں نے عفا کو پھانسنے کے لئے

ہر ممکن دام پھیلا رکھے تھے

<p>ان پر ادنیٰ ذوق غالب تھا، انھوں نے سرت انگیز باتیں خوب کھل کر کہیں اور خالی کبوتر سورہ طرب تلاوت کر رہے تھے جو نسخ و نسخ کو فراموش کرنے کیلئے کافی تھے اور نہر پر نازنگی نمایاں تھی جس سے بیٹھنے والوں نے فائدہ اٹھایا گویا وہ آسمان میں ان ستاروں کی مثل تھے جو سعد میں میخ سے مل گئے تھے ان کی اس طرب انگیزوں نے خوشی کے قصوں کو مات کر دیا اسلئے یادگار کے طور پر میں نے یہ شعر کہے</p>	<p>شملتہم اداہم فتحا ذبوا سرسور محدثا ومصینا والورق تقوا سورۃ الطرب التي ینسبک منہا ناسخا منسوخا والنہر قد صفت بہ ناسخہ فتیمت من کان فیہ منینا فتخالہم خلل السماء کو اکبا قد قارنت لسعودھا المترینا خرق العوائد فی السورہ نھاہم فجعلت ایاتی لہ ناسیحا</p>
<p>ان کے کچھ برجستہ اشعار وعدی من مرآشفھا حدیث بخیران سرفقھا مبداء وفی اجفانہا السکری دلیل وما ذقنا ولا نرعمو الہمام تعالی اللہ ما احرى دموی ادعنت لملقتی الخبیام واشجانی اذا احت بروق واطریتی اذا غنت حمام اور ایک قصیدہ میں کہتے ہیں۔</p>	<p>درج ذیل ہیں اس کے لبوں کی گفتگو میرے پاس ہے جو خیر دینی ہے کہ اس کا لعاب دین شراب کی ماند ہے اور اس کی مخمور آنکھوں میں بھی دلیل ہے نہ ہم نے چکھا اور نہ کسی نے خیال کیا اللہ کی شان میرے اس سیلاب اشک کا کیا کہنا جو محبوب کی خوبیوں کو دیکھتے ہی آنکھوں سے جاری ہوا اور بجلی کی چمک نے مجھے تنگیں کیا اور کبوتر کے نغموں نے مجھے مسرور کیا</p>
<p>میں ان تمناؤں سے پناہ مانگتا ہوں جو ناکام ہیں اور بد طبیعت لوگوں کو اس سے دائرہ عطا ہوا</p>	<p>عذیری من الآمال خابت قصودھا ونالت جنیل الخط منہا الاخابث</p>

وقالوا ذکرنا بالغنی فأجبتم
خولا وما ذکر مع الحبت ما کث

یہوں علینا ان یبیدا اثا ثنا

وتبقى علینا المکر مات الاثایث
وما ضرا اصلا طیبیا علم الغنی

اذ المر یغیر لا من الدهر حادث

اور ابو عمر و ابن ابو غنیات

کہتے ہیں :-

ابا عمر و منی تقضی اللیالی

بلقیاکم و هن قصصن و لیشی

ابت نفسی شوی الاشر بیثا

و یا بعد الجزیرة من شریث

ایک قصیدہ میں کہتے ہیں :-

طفل المساء و للنسیم تضووع

والانس ینظم شملنا و یجمع

والزهر یضحک من بکاء غمامة

ریت لشم سیف برق تلح

والنهر من طرب یصفق موجه

والعصن یقصر و الحمامة تسجع

فانعم ابا عمران و الابر و ضة

حسن المصیف بہا و طاب المربع

یا شادن البان الذی دون التما

حیث التقی وادی الحمی و الاجرع

لوگوں نے کہا کہ ہم تروت کے سبب سے یاد کئے گئے،
تو ہم نے آہستگی سے جواب دیا اور کبھی خبت کیساتھ
کوئی یاد نہیں کیا گیا،

دہم نے جواب دیا کہ ہمارے لئے مال کی تیار ہی
معمولی چیز ہے،

اگر غیرت و شرف سلامت رہ جائے،

کسی شریف آدمی کے لئے غربت مسخر نہیں،

اگر حوادث زمانہ اُسے نہ بدل ڈالیں،

سے اشتیاق ملاقات ظاہر کرتے ہوئے

اے ابو عمر، زمانہ کب ملاقات کا

موقع عطا کرے گا جبکہ میں شکستہ پر ہوں،

میرے دل نے شوش کے سوا کسی کی خواہش نہیں کی

مگر جزیرہ اور شریث کے بعد مسافت کو کیا کیا جائے،

کہتے ہیں :-

شام قریب آگئی اور نسیم چل رہی ہے،

اور محبت ہمیں جمع کر رہی ہے،

اور کلیاں اس بدلی کے رونے سے نہیں رہی ہیں،

جو بجلی کی تلواروں کی چمک سے سہمی ہوئی ہے،

خوشی کے مارے نہر کی موجیں سیٹیاں بجا رہی ہیں،

شاخ لچک رہی ہے اور کبوتر خوش الحانی کر رہے ہیں،

اے ابو عمران خوش ہو اور اُس باغ میں دل

بہلاؤ جہاں گرمی خوشگوار اور بہار دلاویز ہے،

اے اس شجر بان کی نازک اندام ہرنی

جو بالو کے تودہ سے ذرا نیچے ہے، جہاں کفادی

حمی اور خشک زمین دونوں ملتے ہیں۔

الشمس یغرب نورها ولربما
کسفت ونورک کل حین لیطع
ان غاب نور الشمس لست انتقی
بسناک لیل تشرق بیتطیع
اقلت قناب سناک عن اشراقها
وجلامن الظلماء ما یتوقع
فأمنت یا موسی الغروب ولم آمل
ووددت یا موسی لو انک یوشع
اور کہتے ہیں :-

الابشر وایا الصبح من کان باکیا
اضربه اللیل الطویل مع الیکا
ففی الصبح للصب المیتہم راحتہ
اذ اللیل اجری دمعه واذا اشکا
ولا عجیب ان یمسک الصبح عبوتی
ولعزیز الکافور للدم ممسکا
آپ کا یہ قطعہ نادر ہے :-

مثل الونرق الذی تطلبہ
مثل الظل الذی لا یشی معک
انت لا تدرا کہ متبعاً
فاذا اولت عنہ تبعک
مقررہ روزنی کی مثال اس
سایہ کی ہے جو ساتھ رہتا ہے،
جیت تک اس کی تلاش میں رہو گے نہیں
پاؤ گے،
اس سے اعراض کرتے ہی وہ خود قدموں پر
اگرے گی

دیگر :-

دخلتم فافسدتم قلوبا بملکها
فانتم علی ما جاء فی السورۃ النمل
تم نے آکر دلوں کی دنیا تباہ کر ڈالی،
تمہاری مثال ایسی ہے جیسا سورہ نمل میں آیا ہے،

وَالْعَدْلُ وَالْإِحْسَانُ لَمْ يَتَّبِعُوا لِقَوْلِهِ
 وَأَنْتُمْ عَلِيمُونَ بِمَا فِي سُورَةِ النَّحْلِ
 ابو بکر بن محمد بن محمد بن بھہور کہتے ہیں، کہ میں نے ابن مرج اللکحل کی
 ایک سرخ چراگاہ دیکھی جس پر آنکھوں نے بہت محنت کی تھی، مگر لا حاصل
 تو میں نے کہا:۔

مَا حَمْرَةَ الْأَرْضِ مِنْ طَيِّبٍ مِنْ كَرَامٍ
 فَلَا تَكُنْ طَمَعًا فِي مَرْقَمِهَا الْعَجَلِ
 فَاِنْ مِنْ شَأْنِهَا اخْلَاقَ أَمَلِهَا
 زمین کی سرخی شرف یا اچھائی کے سبب سے نہیں،
 اس میں نفع عاجل کا لالچ نہ کرو،
 اس لئے کہ امید کرنے والوں کو دھوکہ دینا اسکی
 عادت ہے،

فَاتَقَسَّمْ قَبْهَا كَيْفِيَّةَ النَّحْلِ
 آنکھوں نے جواب میں یہ شعر لکھے:۔

يَا قَائِلًا اذْهَبْ أَيْ سَهْجِي وَحَمْرَاتِهِ
 مَا كَانَ أَحْوَجَ الْمَرْجِ لِلْكَحْلِ
 هُوَ أَحْمَرُ دِمَاءِ الرُّومِ سَيْلَهَا
 بِالْبَيْضِ مِنْ مَرْمَنِ آبَائِي الْأَوَّلِ
 اجبتہ ان حکمی من قد فقتت بر
 فی حمرة الحد او اخلافا ذراصلی
 میری چراگاہ اور اس کی سرخی دیکھ کر
 یہ کہنے والے "ماکان احوج المرج للکحل"
 یہ رومیوں کے خون کی سرخی ہے جسے
 میرے آباؤ اجداد نے تلواروں سے بھایا تھا
 میں نے اسے پسند کیا کہ وہ وعدہ خلافی
 اور رخساروں کی سرخی میں میری محبوبہ کی شبیہ
 پیش کرتی ہے،

وفات
 دو شنبہ ۲ ربیع الاول ۱۳۳۶ھ کو اپنے وطن میں وفات
 پائی اور دوسرے روز دفن ہوئے،

محمد بن محمد بن احمد انصاری

محمد بن محمد بن احمد انصاری
 اور مرسیہ کے باشندہ تھے،
 محمد نام، کنیت ابو عبد اللہ اور ابن الجنان سے مشہور

<p>حالات</p>	<p>ابن الجنان محدث، راوی، حفظ میں ممتاز تھے، اویس، شاعر، خوش خط، دیندار اور ذی علم و ہنر بلکہ اخلاق تھے،</p>
<p>اساتذہ</p>	<p>بعض امرائے اندلس نے آپ کو عہدہ کتابت پیش کیا، اس میں متردور رہے، پھر رہائی حاصل ہو گئی، آپ اس قدر سست قدم تھے کہ عجائب زمانہ میں شمار کئے جاتے تھے، اعضا متناسب، بلند خصلت، اور باوقار تھے، قفسہ رجب سنہ ۱۷۱ میں دشمنوں کا تسلط ہو گیا، تو وطن کو خیر باد کہہ کر ایو لوہ میں مقیم ہو گئے، تا آنکہ سبتہ میں رئیس ابو علی بن خلاص نے انھیں بلایا، تو ان کے پاس آئے اور خوب خاطر و مدارات ہوئی، انعام و اکرام سے مالامال ہوئے، پھر افریقہ کا رخ کیا، اور بجایہ میں اقامت اختیار کی، معاصرین ادب سے خط و کتابت لکھی، جس میں ان کی استعداد و اہلیت کا جوہر چمکا۔</p>
<p>تلامذہ</p>	<p>ابن الجنان نے اپنے وطن اور دوسرے شہروں میں ابوبکر بن خطاب، ابوالحسن مہمل بن مالک، ابن قنطرال، ابوالربیع بن سالم، ابوعلی بن ابوالسدا، ابوعلی شلوبین اور دیگر علما سے روایت کی۔</p>
<p>شاعری</p>	<p>ابن الجنان سے ان کے داماد ابوالقاسم بن نبیل اور ابوالحسن نے روایت کی۔</p>
<p>وفاب سناہ بعد ان کان اوامضا فباعہ لہ قلدکان اکرم منہ ویاعصرہ اعتر علی ان القفنی</p>	<p>بہی انھوں نے بہت نظمیں کہی ہیں، اسی سلسلہ میں رمضان المبارک اور شرب قدر کو "وداع" کہتے ہوئے لکھتے ہیں، معنی رمضان وکانی بدقد معنی رمضان المبارک گزر گیا اور مسلم ہوتا ہے کہ راقی گزر گیا، اور چمک دکھانے کے بعد کئی روایتیں لکھی گئی، انہوں نے کہ در پہن میں زمانہ تھا اور اس کے گزر جانے سے سخت تکلیف ہوئی،</p>

۴۰

الم بنا كالضيف في الطيف تراثنا
 نفيم فينا ساعة نثر قوتنا
 فيا ليت شعري اذ نوى نثر النوى
 ابا لخط عنا قد تولى ام الرعاء
 قضى الحق فينا بالفضيلة جاهدنا
 فاي فتي فينا له الحق قد قضى
 وكو من يد بيضاء اسدي لذي التقى
 بتوب وفيها الصائف بربنا
 وكم منا قد نأد حنا وكم سدي
 محاء وبالا حسان والحسن عودنا
 ولله من شهر كور بعر عرضت
 مكامه الامن كان اعرضا
 ففي تعيد اظهر شجوننا
 وفي اشرا اميل جنونا كقيضا
 وقف بثنيات الوداع فانها
 تخضع مشتاق اليها تخضنا
 وان قضيت قبل التفرق وقفة
 في قضيبها من ليل القدر ماقتنا
 فيا حسنها من ليل جيل قد رها
 وحض عليها الهاشمي وحرضا
 لعل بقايا الشهر وهي كريمة
 تبين سر آفي الاواخر غمضا
 وقال اطلبوها تسعد وبتلاها
 فحرك ارباب القلوب وانغضا
 حين نزل العرش تخير جنائنا

اس نے خیال میں مہان کی طرح زیارت کی
 ایک گھنٹہ کے لئے خیمہ انداز ہوا پھر چلا گیا
 خدا معلوم جہرا ہوتے وقت
 یہ غصہ سے الگ ہو یا رضا مندی سے
 خدا نے ہمارے لئے ایک بزرگی مقرر کی تھی
 مگر اس نے اس سے فائدہ اٹھایا
 متفق لوگوں پر کتنے احسانات کئے
 اور کتنے نامہ اعمال روشن کر دیئے
 کتنی حسین چیزوں کو زیادہ حسین کر دیا
 کتنی برائیوں کو مٹا دیا اور کتنوں کو بدلہ اچھا دیا
 لہذا اچھا بہینہ تھا جس کی خوبیاں رخصت
 ہو گئیں مگر توجہ کرنے والوں کے لئے
 اس کی موت پر اپنا غم ظاہر کرو
 اور اس کیلئے آنکھوں کو اشکیاری کا حکم دو
 اور ثنیاں ووداع میں کھڑے ہو اس لئے کہ
 وہ مشتاقوں کو اس طرف رغبت دلاتی ہے
 اگر جدائی سے پیشتر ایک وقفہ پورا ہو چکا ہے
 تو جو کچھ جی چاہے شب قدر سے پورا کیجئے
 کتنی اچھی رات ہے جس کا مرتبہ بلند ہے
 اور جسکی نبی ماشمی (ص) نے ترغیب دی ہے
 معلوم ہوتا ہے کہ بہینہ کے آخری حصے
 آخر میں کوئی پوشیدہ راز بیان کرنا چاہتے ہیں
 اور یہ فرما کر کہ اسے طلب کرو تاکہ کامران ہو جاؤ
 اہل دل کو جوش دلایا
 خدا کے ارش اسے بہترین بدلہ دے

و اگر منابا العفو مند بالرضا
 و صلی علیہ من نبی مبارک
 رؤف حرم للرسالہ مر قضا
 له غرۃ اعلیٰ من الشمس منزلا
 و عزمتہ امضی من السیف منتقنا
 له الذکر بھی فض مسکت ختامہ
 تارج من ریاضا ندر الفضا
 علیہ سلام اللہ ما اتمل ساکب
 و ذہب موشی الریاض و قضا

اور ہمیں معافی اور رضا مندی سے ممتاز کرے
 اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجے
 جو کہ ہیریاں اور رحم دل اور تہو سے سرشار ہیں
 ان کا مرتبہ آفتاب سے بلند تر ہے
 اور ان کا ارادہ تلوار سے زیادہ بڑھتا ہے
 ان کی یاد کے آغاز سے بدلیوں کی پادشہی ہوتی ہے
 جن کے فضائل کی نحو شہوت سے لفظ سطر ہو جاتی ہے
 ان پر اللہ کا سلام ہو جب تک بدلی برستی ہے
 اور باغوں کو سہری اور روپے رنگوں سے
 منقش کیا کرے

انشا

ابن الجنان کی انشا ضرب المثل ہے جب امیر المرینین
 عبد اللہ بن یوسف نے اپنے لڑکے الواثق کے لئے امارت

کی بیعت لی انھوں نے بیعت نامہ لکھا اور حوا و مہملہ الف کے ساتھ صحیح
 رکھا جیسے "صباحا و صلاحا" وغیرہ، اسی طرح چالیس جملے اسی صحیح میں
 لگاتار آئے، جس سے لوگ نہایت محظوظ ہوئے، اس پر ابوالمظاہر ابو عمیر
 نے انھیں تفریحاً ایک مشہور خط لکھا جس کا آغاز یہ ہے:۔
 "قلم کسری کی طرح تمہیں سلام عرض کرتا ہے اور سمجھو تمہارے علم کے
 سامنے حیران ہے اور یہ کہ تم نے روح "یروڈاکہ ڈال دیا اور اسے پھینک دیا
 جن لیا اور ان کے پیچھے گھوڑے دوڑائے گفتار اور مختلف زبانوں
 سے اقتباس کیا، یہاں تک کہ اصل علم نے نبض لیا کہوت (اور) کہ
 ہٹ گئی ہے، حالانکہ وہ حلق میں منواتر آتی ہے، اگر کوئی ایسا کمالیہ
 تمہارے گھوڑے اس پر قابو پاتے اور قلم وہ استہ سے ٹکا کرتے
 اس کا جواب انھوں نے حسب ذیل دیا:۔ یہ کسری کا سلام کیا چیز ہے،
 اور یہ رائے اور تدبیر کیوں، کیا قلم سے تکلیف پہنچتی ہے، یا لوگوں سے
 خاموش ہو گئے؟ آیا وہ کام کرنا چاہتے، اور وہی حق ہے جو اپنے سامنے کی

چیزوں کی تصدیق کرنے والا ہے، ورنہ قلم کے بارے میں میرا تجربہ یہ ہے کہ اپنے خلاف سے متنفر ہوتا ہے اور خود دور کی کوڑی لانا چاہتا ہے، جب وہ گونگوں کا مطیع ہو چکا اور اس کے اسالیب بیان عجیبوں کے قابو میں آچکے، پھر فصیح کیوں گونگا بن جائے، اور قول و عمل میں اختلاف ہو، آخر قصیر نے کس غرض سے اپنی ناک کٹوائی تھی، اور اعلیٰ ابو بصیر اُلٹے پاؤں واپس آیا تھا، کل اس کی بدی سے سیرابی طلب کرنے پر محروم رہنا پڑا اور اس کے ناموں سے شفا طلب کرنے پر شفا بھی میسر نہیں، اور آج نوشروان کی طرح میری خاطر ہو رہی ہے، اور میرے ایسے ہی شاکی ہیں جیسے زید بن عمروان کے شاکی تھے، اور اس کا خیال ہے کہ میں نے اس کے دانت کھٹے کر دئے، اور وہ بات چھپاتا ہے، جسے اللہ ظاہر کر رہا ہے، اور اس چیز کا عطیہ طلب کرتا ہے جو اسی سے طلب کریموالوں کے پاس موجود ہے، یہ طریقہ کہاں سے آیا اور اس بدعت کا رواج کب سے ہوا؟ کیا اس کا خیال ہے کہ یہ حدیثان مسلم نہیں ہوگا، اور یہ شک دور نہیں ہوگا، کیا یہ صرف لہو و لعب کی شراب کا نشہ ہے، یا اس حکم کا کبر ہے، جو اب تک معزول نہ ہوا ہو، قسم خدا کی اگر قسم ربانی کی وجہ سے اس کا مرتبہ نہ بڑھ گیا ہوتا اور انسان کی تسلیم کا اسے فخر نہ حاصل ہوتا، میں اسے ایسی باتیں سناتا، جس سے اس کا تکبر ختم ہو جاتا اور اس کا اعراض ختم ہو جاتا ہے، اور صرف تلواروں کی دھار سے باتیں کرتا لیکن وہ پہلا علم ہے اس لئے اس کے ہر قول کی اچھی تاویل ہونی چاہئے اور اس کی زبان سے اگر لغو بات بھی نکلے تو مہذب کہلاتی ہے اور صرف شیطان کے بہلانے سے میں نے اس کے احسانات نہیں ذکر کئے، صرف یہ کہتا ہوں، کہ کاش میرے پاس مناسب الفاظ ہوتے تو اسکا شکر ادا کرتا، اور اگر عنایت ہے تو رح (پر جو خلق سے کھینکی جا رہی ہے، اس کی وجہ سے مجلسوں میں مجھ پر مصیبت آگئی اور اس نے دست تعدی دراز کیا، ظالم ہونے کے باوجود منظلوم بنتی ہے، اور زہر میں کبھی ہوئی

باتیں نرمی سے کرتی ہے، قلم اور اُس کے شیرخوار بچوں کی قسم، فصاحت اور اُس کے کارناموں کی قسم، کاش مجھے اُس کی محبت نہ ہوئی ہوتی اور میں اُسکا نہ ہو گیا ہوتا، اُس نے اپنے کو میرے سامنے بارہا پیش کیا، مگر میں نے ہمیشہ اعراض کیا، اور نرمی و سختی ہر طرح سے اُسے دفع کرنے کی کوشش کی اور اُس سے اگتائے لگا، تو اس سے کہا، کہ اسامہ سے نکاح کر لو مگر ابو جہل اور اُس کی بد اخلاقی اور ابن ابی سفیان اور اُس کی محتاجی کے ہوتے ہوئے مجھ ہی سے راضی ہوئی اور نکاح کرنے میں ام خارجہ سے بھی زیادہ تیز نکلی، لیکن رشتہ کو نباہنے میں سجاح سے بھی زیادہ کج خلق، میں اس کی صحبت میں دن گزارنے سے اور اُس کی اولاد کے ساتھ بسر کرنے سے ڈرتا تھا، اور یہ نہایت ہہل بات معلوم ہوتی تھی کہ منہ اور ہونٹ کی بیٹیوں (وہ حروف مراد ہیں جن کا نخرج منہ یالب ہے) کو چھوڑ کر اُسے اختیار کروں، حالانکہ انہیں میں آسانی تھی، لیکن مجھے اس سے غلط فہمی ہوئی کہ وہ ایسی منزل میں تھی جہاں آفتاب سے چھپی تھی اور پر وہ پوش خواتین کی طرح کاناپھوسی کے سوا کچھ نہیں بولتی تھی اور اُس کو اس قدر مطیع پایا کہ انگلیاں، ہتھیلیوں کے اور معنی لفظ کے مکانات کھنڈر کے اور سایہ آدمی کے اور فقہان فصوص شرمیہ کے اتنے مطیع نہیں ہوں گے تو مجھے اس سے بھلائی کے سوا کچھ نہیں معلوم ہوا اور اسے ان میں شمار کیا، جو پوشیدہ باتوں کو ظاہر نہیں کرتیں تو مجھے تعجب ہوا کہ اس سے لغزش کس طرح ہوئی اور شوہر کی اطاعت کے بعد پھر کیوں الگ ہوئی اور اپنی رائے میں مختار ابو عبیدہ کی طرح بیچ و تاب کھانے لگی اور مجھ پر طرح طرح کے ڈورے ڈالنے لگی اور اس کا خیال تھا، کہ حرف جمیم نے اُسے دھوکا دیا اور اُس کا تکبر دور کر دیا اور اُسے دھکی دی، کہ اُس کی خبر خابور تک پہنچ جائے گی اور اُسے اُس کے رفیق کے پاس اس طرح لیجایا جائیگا جس طرح ساہور قیصر کے پاس حاضر کیا گیا حالانکہ اُس سے جھوٹ کہا اور اُس کی مثال اس کمان کی تھی جس کی آواز نے شکاری کو بہرا کر دیا اور اس عورت (زلیخا) کی طرح جس نے "ماجزا" کہا، حالانکہ اسی نے تمیض کا

دامن چاکہ کیا تھا، اور ممکن ہے کہ اس پر گمان صحیح کیا جائے اور غائبانہ گمان غلط ہوتے ہیں اور کہا جائے کہ (ح) اس سخت امر کی وجہ سے جھک گئی ہے اور اس کی مدد کے لئے وہ کھڑی ہو، جو زگس اور ریحانہ کے درمیان روپوش ہے اور جس نے سورہ کو ایسے نام پر ختم کیا ہے جس کا دوسرا حصہ ایک بہت بڑے نبی کا نام ہے اور اس تکملہ سے وہ رنجیدہ ہو جس کا ذکر آچکا ہے تو میں اس کے انصاف سے پناہ مانگتا ہوں اور اس کی بزرگی کا دامن پکڑتا ہوں اور اس سے درخواست کرتا ہوں کہ اپنے حسب خواہش فیصلہ کرے اور اس آیت پر عمل کرے:-

تَابِعْتُمْ اَهْلًا مِنْ اَهْلِهِمْ وَحُكَّامًا مِنْ اَهْلِهِمْ (عورت اور مرد دونوں کی طرف سے ایک ایک ثالث بھیجی) علامہ بریلوی اگر حکم یہ فیصلہ کریں کہ زیادتی اس کی جانب سے ہوئی ہے جس نے اپنا جھوٹ ظاہر کیا، مجھ میں اور آپ میں کوئی فرق نہیں تو وہ فوراً "محرور یہ" (خارجیہ) بن جائے گی اور کہے گی کہ اللہ کے دین میں حکیم جائز نہیں اس وقت آپ کا راہروں کا اور معلوم ہو گا کہ کون فیصلہ کا زیادہ مستحق ہے

اور افسوس کہ اس نے مجھ پر ظلم کرنا چاہا تو میری حمایت ہو گئی اور میرے لئے کاروانی کی سواری تیار کی۔ حالانکہ اس نے مجھے نقصان پہنچانا یا ہتھیاروں کے ساتھ بھلائی بھی گئی اور اس نقصان کے راستے سے نکلنے کی ہر کوشش کی، جان گئی کہ اس کی گنجی سے کیا نقصان ہوتا ہے اس لئے کہ اس نے بہت فائدہ دیا اور بہترین نایاب موتی جمع کئے اور وہ اس کے انکار نہیں کرتی کہ وہ اسباب میں سے ہے اور صرف جنگ و مقابلہ میں اس کی یاد ہوتی ہے اور شکر و کامل اور تعریف کی مستحق وہ ذات ہے جس نے اپنی حوالہ فی طبع سے اسے باعزت کر دیا، اور اس بری (ح) کا قصہ بتایا اسلئے اس نے اگرچہ ظرافت کے طور پر رعبتہ لکھایا ہے اور اس کا نام خاموش آگے بڑھنے والا رکھا گیا ہے، اور اس کی تفریح اس طرح پر ہوئی ہے اور صفت کے ساتھ اس طرح اٹھکھیلیاں کی ہیں، جیسے باد صبا "بان کی شاخ کے ساتھ یا محبت عاشق بے قرار کے ساتھ، گو اس نے اپنے فنون میں عجیب

کمالات دکھائے ہیں اور دلوں کو اپنا شیدا بنا لیا ہے اور زویدہ نگاہوں سے کام لیا ہے، اور ٹوٹے پھوٹے جملوں میں گل کھلائے ہیں اور فصاحت و نظم کلام کے طریقے آشکار کر دئے ہیں تو مجبوراً اس کے احسانات کا شکریہ ادا کرنا ضروری ہے، حالانکہ اسی کے لفظ کے اعتبار سے یہ معنی اے معلوم ہوتے ہیں، قسم خدا کی اے امام اکبر اور بڑے والی بدمی اور وہ ذمی علم شخص جس کا ساحل ملین ہو اور سمندر کے ساحل کا پتہ نہیں چلنا، اس مسلک سے میں مقصود نہیں، اور آخر اس تاریخی میں روشنی کہاں سے آئی، اور معمولی پیشہ ور اور بادشاہ میں فرق کرنا ممکن ہوا، یہ بڑے لوگوں کی عاجزی ہے اور شرقی فرائض دلی ہے جیسے استاد شاگرد کو آمادہ کرے اور نمیز سے وضو کی اجازت دے اور وہ آئے جس کے تابع مغرب کی بلاغت ہے اور اس عظمت کے بدائع اور خوبیوں سے خوش ہو، اور اچھے قوانین کی طرح اس کی اطاعت کرے اور رات میں اُسکی پیروی کرے اور وہ بھی اُسکی طرح اطاعت کرے اور اُسکی طرح حسن و خوبی سے دور ہٹ جائے اور قطرہ کو فرات سے کیا نسبت؟ اور معمولی بالدار آدمی اس سے کیا فخر کر سکتا ہے؟ جس کے خزانہ کی کنجیاں اٹھانے سے ایک جماعت بھی عاجز ہو، اور کمالہ کا مال میں کیا حصہ؟ حالانکہ جب کہ نسبی و ارث موجود ہیں افسوس ہے کہ مقصود دور ہے اور موٹی..... میں بہت فرق ہے جبکہ ظہیر سے روکدیا لیا ہو، اور لوٹنے پر مجبور ہونا پڑا، اگر ہم ان لوگوں میں تھے جو پیاس کے باعث گھاٹ کی طرف بڑھے تھے، اس ذات گرامی کی طرح جو سیرابی سے (مقناح کے بعد تھوک کی طرف بڑھی تھی، اس کے بعد کھلم کھلا مجبورہ ظاہر ہوا اور تمام باغ و غیرہ بھر گئے اور ہم بے ادبی و بلا مت پر تیار نہیں ہوئے، اگر ہمیں ظلم تھا کہ ساقی آخر میں پسا کرتا ہے، اور اگر ہم نے اس وقت سے اختیار کیا ہوتا نہ پاسکے اور اگر ہم نے عراق کا رخ کیا، تو ہمارے ہمت چھانڈیں، اور تمہارے لئے پردہ نشین عورتیں ہیں اور ہمارے لئے اس میدان میں چھوٹے چھوٹے قدم ہیں اور ہمارے زیادتی بھی کمی کے برابر ہے جیکہ ہمارا ہمسایہ محتاجی کے سبب سے ذلت میں ہے، اور ہمیں کہاں سے وہ لے

بس کی روشنی جمال آرا ہو اور جس کے حسن سے ستارے شرم کے مارے منہ چھپائیں، اگر وہ جھانکتی نہیں تو اس لئے کہ یہ فروع کے لئے اصل کے مثل ہے اور جماعتوں میں شب و صبح کی طرح ہے اگر اس کی چمکدار کلی کھلتی اور وہ روشنی بلند ہوتی جس سے روشنی حاصل کی جاتی ہے، تو آگ اس یوسف کے لئے سرسجدہ ہوتی اور اس کی بو کی لپیٹ شمالی و جنوبی ہواؤں میں پائی جاتی اور اس طرف قصد کرنے میں لوگ اس طرح جلدی کرتے، جیسے مسافر سفر کے وقت بتیاب رہتے ہیں، اور میں اُسے جلوہ فروش جادوگر مانتی سمجھتا تھا اس لئے کہ وہ اسی کی پروردہ بلکہ جاسوس تھی جو مجھ سے بڑھ گئی، جس نے کہ مجھے اپنے ”معیین“ سے سیراب کیا، اور میں نے اس کی بو اسی وقت محسوس کر لی تھی جب اُس کا قافلہ مصر سے الگ ہوا، اور جب پہنچی تو اس کی شب نور دی کی خبر صرف اُس کی خوشبو نے دی اور اُس نے بہت چاہا کہ اپنی روشنائی کی رات میں مجھ سے چھپ جائے تو مجھے اُس کی آرائش نے فریفتہ کر دیا اور ہر عاشق الفاظ اور معانی کی صبح جمال کا فریفتہ ہوتا ہے اور نسبت کی پکار کے سامنے چادروں میں لپٹنا اُس کے لئے کیا مفید ہو سکتا ہے، اُسے ”سودہ“ ہم نے تجھے پہچان لیا تو میں اُسکی بو اور اس کی سطر اور حروف کو چونے لگا اور اُس کی خوب تعریف کی، اور اُسے پڑھ کر محفلوں کو زینت دی اور جواب کا ارادہ کیا تو بہت دشوار نظر آیا، لیکن یہ رقعہ لکھا جو میری کوتاہی کا نمونہ ہے اور جو شرم و حیا سے تمھاری خدمت میں جا رہا ہے۔ امید ہے کہ خامیوں کے باوجود اُسے شرف قبولیت عطا فرمائیں گے اور اپنی اعلیٰ جانی کے پانے سے اُس کی پیاس بجھائیں گے، اس لئے کہ اُس کا سانس سے جا رہا ہے جس کا دل آپ کے پاس ہے اور اُس کی ہر بات میں اُس کی طرف ہمیشہ چہن ہیں، اسے میرے سوا اور کسی اور کو سب سے زیادہ عزیز ہے، اور اب کریم کی پیشانی کا نور سے بھرا ہے اور سب سے کامرانی کو طلب کرتے رہو، اور ان کی خوبیاں بہت ہیں اور مراتب بلند ہیں

غرناطہ میں ورود

غرناطہ میں اپنے مخدوم متوکل کے ساتھ آئے، یا وہیں انہیں پایا

اساتذہ

سہل بن مالک سے روایت کی،

وفات

استاذ صمد میں لکھتے ہیں، - بجایہ کہ منتقل ہو گئے، اور وہیں سالہ میں وفات پائی

محمد بن مسعود بن خالصہ

نام و نسب

محمد بن مسعود بن خالصہ بن شرح بن محمد بن ابو الحفص بن العاصم بن

اصل میں کورہ جیان علاقہ شقوقہ میں قرظلیہ کے رہنے والے تھے، قرطبہ اور غرناطہ میں سکونت پذیر ہو گئے تھے، بلاغت اور حدیث میں امام اور سند مانے جاتے تھے

حالات

ابن الزبیر نے ذوالوزار میں کے ذکر میں لکھا ہے:

ابو عبد اللہ مشہور علماء میں تھے، رجال غریب حدیث اور حدیث کے دیگر شعبوں میں بے نظیر عالم تھے، علوم عربیہ اور سب لغت تاریخ، تمام علوم کے ماہر تھے، انشایہ داری اور نظم میں مسلم اللہ بن امام تھے، اور ابو القاسم الملاحی کے بھی اسی طرح لکھا ہے، ابن ابی عمیر نے زہد کے اعتبار سے اپنے زمانہ میں فرسٹ کلاس ابو القاسم الملاحی کے نام سے ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے: وہ ایک عظیم الشان اور بارال تھے، جن کا مشیل شکل سے دستیاب ہو، ان کی فضائی مشیل باغ اور بلند پہاڑوں کی تھی جن کی شان و شکوہ کا مقابلہ کوئی نہیں کر سکتا، مختلف خوبیوں کے جامع اور کمالات پر مہاوی تھے، ان کے ان کمالات کے باعث فصاحت ان کے ہمراہ کتاب کہہ سکتی، اور خطا سے اور انشاء پر ان کے لئے صرف ان کی طرف انتساب، باعث، خرقہ تھا، اس لئے کہ انہوں نے

۱۱۱

ان فنون میں اپنی معجز بیانیوں سے چار چاند لگا دئے تھے اور نکات کو عام کر دیا تھا، ایک عالم کامل کے لئے کافی تھا، کہ نظم و نثر میں ان کے نقش قدم پر چلے اور ان کی روشنی سے کسب فیض کرے کہ معلوم ہو کہ خیر و انشا کا استعمال کس طرح ہوتا ہے اور خدا کے کلام کی تصدیق کرے، کہ "ان الفضل بید اللہ یوتیہ من یشاء" (خوبیاں اللہ کے ہاتھ میں ہیں جسے چاہے دے)

استاذہ

استاذ ابو جعفر بن الزبیر نے الصلۃ میں لکھا ہے کہ:۔

ابو عبد اللہ نے عنانی، صدیقی، ابو الحسن بن الباذش، ابو عمران ابن تلید، ابو بکر اسدی اور ابو عبد اللہ نفزی مالقی اور ان کے علاوہ ایک جماعت سے روایت کی،

استاذ مذکور نے لکھا ہے کہ ان کی کتابیں اور ادبی تالیفیں سب مشہور اور مقبول عام ہیں، ان کے بعد یہ قبولیت اور علم کسی کے حصہ میں نہیں آیا، ابو عبد اللہ سے ابن بشکوال، ابن حبیش، ابن مضار وغیرہ نے روایت کی ہے، جس کا ذکر انہوں نے اپنے رجال

میں کیا ہے،

شاعری

ابو عبد اللہ کے اشعار بکثرت ہیں، منجملہ یہ اشعار لکھے جاتے ہیں:۔

یا حید الیلۃ لنا سلفت
اغرت بفسی الہوی فاعزفت
دامت بظلماتها المدام فکلم
نرجسۃ من ینفج قطفت

اور ایک شناسا کے بارے میں کہتے ہیں جن سے مدت کے بعد

ملاقات ہوئی تھی:۔

وافی وقل عظمت علی ذنوبہ
فی غیبۃ خطبت بہا اتا من کا

وہ آیا اس حال میں کہ اس کے گناہ بہت ہو چکے تھے جبکہ غیب میں اسکی نشانیوں سے گفتگو کی

فحی اساءتہ لنا احسانہ
 واستغفرت لذنوبہ انوا ما
 اور ایک محسوس ہے جسے اس حال میں لکھا تھا کہ وہ مراکش میں قرطبہ
 کے لئے سراپا اشتیاق تھے۔

بدت لہم بالغوس والشمل جامع
 بروق باعلام العذیب لوامع
 فباحث باسرا الرضمیر المدامع
 و مرب غوام لم تنلہ المسامع
 و دام بہا من فیضہا المتصوب

اجتماع کی حالت میں انھیں دور سے عذیب کی
 گھائیوں میں بھلیاں چمکتی نظر آئیں،
 آنسوؤں نے دل کے راز فاش کر دیے اور کتنی محبت
 ایسی ہوتی ہے جس کی کانوں کو خبر بھی نہیں ہوتی،
 اور اس کا حشر شیمہ فیض برابر جاری رہا،

ابو عبد اللہ ذوالوزارین کی انشا آفتاب کی طرح مشہور
 اور بارش کی طرح سے بہت ہے، ہم یہاں کچھ درج کرتے
 ہیں، تاکہ کتاب اُن کے بدائع سے خالی نہ ہو، وزیر ابو بکر بن عبدالعزیز کو
 ایک خط کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں جو انھیں ایک فال نکالنے والے
 شخص کے ساتھ ملا تھا:-

اشد میرے دوست کو جن کی میں عزت کرتا ہوں اور اُنکا خوشہ چیں
 ہوں، خوبیوں کا جامع اور محاسن میں کامل ہمیشہ قائم رکھے، اور وہ ہمیشہ
 عجائب اور غرائب تحفہ میں بھیجے رہیں، اعراف یمامہ آپ کا ایک خط لیکر آیا
 جو نجد و تہامہ کا جاننے والا ہے، ظاہری و باطنی حالتیں اُسے نمایاں کرتی ہیں،
 معلوم ہوتا ہے کہ ابن صیاد کا قاصد ہے، یا مسیح و جال کا مخالف ہے، معائنہ
 سے ظاہر ہوتا ہے کہ اُس کے پاس سیپیاں ہیں، اور اگر سچی نظر ہوتی، تو میں
 کہتا وہ تمام بیان کرنے والوں سے ظاہر ہے، اور میں ابھی آپ کو خبر دیتا
 ہوں، اللہ آپ کی تائید کرے کہ کیا پیش آیا، اور اُس نے کیا کیا حرکات
 کیں، اور عزت کا مستحق ہوا تو اسکی طرف نگاہیں اٹھ گئیں، اور ہر غائب و حاضر نے
 اُسے دیکھا اور ہر گمنام اور معروف شخص نے اُس کی طرف توجہ کی، یہ زیادتی
 کا طالب، وہ الگ نئی چیز کا تلاشی، کوئی رائے طلب کرتا کوئی اپنے مقصود برار کا

کا وہ پہلا تلاش کرتا ہے خوب کھلا اور اس کی پذیرائی ہوئی،
 اور میں دوستوں کی ایک جماعت میں بیٹھا ہوا تھا یہاں تک کہ اس کے حال
 سے واقف ہو گیا، جب یہ جماعت مطمئن ہو گئی، تو ہم نے اسے امتحان
 کیلئے بلایا اور آزمائش کیلئے بیٹھا اور صحیح حالات سے واقفیت کی خواہش کی تو تیر
 اور آٹا طلب کیا اور اس کی وحشت دور کی اور اس سے کہا کہ اپنی مزدوری لو لیکن ہمیں
 دعو کہ نہ دو اس لئے کہ ہم میں کوئی باپ نہیں بلکہ سب کے سب تجربہ کار اور آزمودہ ہیں
 جنہیں غم و الم نہ نہیں کرتے، تو وہ ذرا مطمئن ہوا اور اپنی ڈاڑھی سے سینہ ملایا
 پھر نگاہ اٹھائی اور یکسختی سے کہنے لگا کہ میں دوستی کا نگہاں نہ اٹھیں چرانہ والا
 ہوں اور نہ پہاڑ سے گرنے والا، اور نہ کسی خطا کار کی حمایت کرنے والا اور نہ
 بوسہ کھانے والا، اور نہ جھوٹے سانسے شوقی گریوا لاہوں،
 مجھے نہ سوال اور نہ بکری کا پنہ نہ انواع و اقسام سے کھانے کوئی چیز نہیں
 اچھا لگتی، یہ تو ایک تصویر اور خط سے ہے اور آہار اور چوڑھاؤ و محس اور سعد
 اوصاف اور نقد آج اور کل ہے، ہم نے کہا کہ آج ہانداری پوری ہو گئی اور
 زیادتی نہیں ہو گئی، پھر وہ اطمینان سے بیٹھ گیا، اور تیروں کو کہتا تھا، اور آٹا
 نکالا اور اسے گھمایا یہاں تک کہ اسے بار ہوا پھر کہنے لگا، اے اہل جماعت
 یہ تو آٹا ہے تم میں سے کون شروع کرتا ہے، لوگوں سے میری طرف دیکھا،
 اور کئی وہ اس وقت، خاموش رہے، تو میں نے انہیں غصہ سے کہنے ہوئے اٹھا،
 اور کہنے لگا، تم میں سے کون شروع کرتا ہے، پھر کہنے لگا، اور اس چیز کا سوال
 کس کرتا ہے، اس کا سوال نہیں کیا جاتا، اللہ پر اتھا دیکھا اور شیطان سے
 غصہ ہے، قبول کی اور اپنی کٹائی سے کھایا اور شیطان کے بیٹھنے کی جگہ سے
 گریز کیا اور اہم معاملات سے مجھے ترک کر دیا، میں نے بھی انہیں خیر باد
 کہا اور اپنے نفس مطمئن سے امید کی اور امید سے کہ میں نجات پا گیا اور
 اپنی امیدیں کامیاب رہوں گا، اس پر اس نے مجھے گھور کر دیکھا اور اسکی
 سجائی اور مجھے سے مجھے مرعوب کر دیا، پھر جماعت سے مشہور سرکش،
 ابن رومی کا ذکر کیا، اس لئے کہ اس کی جانب سے سب کے دلوں میں

کہ ورت تھی اور بعضوں نے کہا کہ اس سے دریافت کیا جائے اگر اسے
 بنا دیا تو ہمیں اطمینان ہو جائے گا اور اس کی خودی ظاہر ہو جائے گی اور اگر
 نہ بنا سکا، تو اس کا دعویٰ بالکل غلط ثابت ہو گا اس پر لوگوں نے کہا کہ
 کیا خوب اور سبھوں نے میری تاکید کی، جب ہم نے دیکھا کہ وہ امتحان
 کے لئے تیار ہے اور غیبی دانی کا ادعا کرتا ہے، تو ہم نے کہا کہ اپنے کو
 طیار کر، اور اپنی تسلیح آٹا میں رکھ کر تو وہ کمر بستہ ہوا اور سر سے واسیہ کی طرف
 اپنی انگلی بڑھائی اور تیغ برال کی طرف جھپٹا، کبھی سیدھا ہو جائے اور کبھی
 تاج کی طرح گھوم جائے اور کبھی آسمان اور ستاروں کو اپنا ہم حاعت بنائے
 تو وہاں بنات الشمس اور شریا کا اجتماع ہو گیا اور برتد سے جھنڈے کے جھنڈ جمع
 ہو گئے، جب ان کی عدد پوری ہو گئی اور حد کو پہنچ گئی اور اس نے اپنے کرتب
 پورے کر لئے اور اصول اور فریب میں مطابقت دیا اور متفرق اور مجموعہ
 میں غور کیا، وہ کچھ مڑا اور کچھ منتقبض نظر آیا اور ٹھنڈی سانس لینے لگا اور
 مختلف قسم کی آوازیں نکالنے لگا اور پیٹ سے ہول کو ملایا اور سانس اوپر نیچے
 کی، اور کہا کہ میں اسی سے ڈرا ہوں تم کے ملامت چھیاد سے اور خبروں
 پوشیدہ رکھیں، تم نے سرکش شیطان کے بارے میں دریافت کیا جو
 چشم زدن میں کہاں سے کہاں جاتا ہے کسی گھروں گھوڑا ہے نہ کہیں پناہ
 لیتا ہے، اور بہت کم سوتا ہے لیکن میں اسے اجنبی طرح جانتا ہوں، وہ
 چھپا ہوا ملحد ہے اور کفر کے ستاروں میں ایک ستارہ ہے، پھر نگاہ پلٹ کر
 حساب کرنے لگا اور ادھر ادھر دیکھ کر کہنے لگا جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں،
 خدا کی پناہ یہ آفت کیسے تک رہے گی مجھے کوئی شک نہیں، اگر میں ناکل کرتا
 تو لمبے موجدوں والا، لہجیانی مجھ سے دور نہ ہوتا اور نہ مجھ سے دور ہوتا۔
 مقابلہ کرتا جیسے حسان نے پہاڑ کا۔ اس روح پر نحو سبست غالب ہو گئی۔
 پھر سرخی کی طرف اشارہ کیا اور کہا کہ اس نے اپنا ہاتھ
 چنگاری پر رکھ دیا اور کہا کہ اور سر و پا رکھ
 صاف ہے اور ملانا اور ٹھکرا کرنا ہے اور جماعت اور تفریق ہے ہتھی

۲۱۹

نکلنی ہوئی اور شکست مضطرب ہے، پھر اُس نے اپنا عمامہ رکھا اور اپنا ہنر ظاہر کیا اور اپنا بشاش چہرہ نکالا، پھر اُسے جھکی ہوئی ڈھال کی طرح کر دیا اور اپنی انگلیوں کو بستہ کیا اور توڑ دیا اور اپنی زبان نکالی، ہم نے کہا کہ یہ کسی شریا شیطان کے قبضہ میں ہے یا کوئی ساتھی ہے جو اُسے پریشان کرتا ہے یا کوئی منظر ہے جو اُسے اپنی طرف متوجہ کر رہا ہے، پھر اُس نے نگاہیں تیز کیں اور اپنے کو موٹا اور دبلا ظاہر کیا، اور کہا کہ قسم ہے اُس ذات کی جس نے..... اور جسے ہوا پر قابو حاصل ہے اور تمام اشیاء اُس کی اطاعت میں سر بسجود ہیں اور تسبیح سے کام لیتی ہیں، کہ وہ عیسائی ہے اور میرے گمان سے وہ حرکت میں آسکتا ہے اور نہ میرے کسی حملہ سے وہ مطیع ہو سکتا ہے، اور میں ان فنون سے کسی فن میں نہیں جھگرتا، میں مضطرب سمندوں پر سوار ہوا، اور میدانوں اور جنگلوں کو قطع کیا اور حرم اور بیت اللہ نے مجھ سے گفتگو کی اور مجھ سے ہر قسم کے گھوڑوں نے مصافحہ کیا، اور میں نے احرام باندھا اور لبیک کہا، طواف کیا اور عرفہ میں وقوف کیا، رسول اللہ کی زیارت کی، اور کامل مومن ہوا، پھر یمن ہوتا ہوا عدن آیا، اور عائدۃ کے سرمہ سے شفا حاصل کی اور ہر قاعدہ کو ثابت کیا، اور صاحب جبل شمس بن ساعدہ کو دیکھا اور عکاظ میں اترا اور ڈنڈ کورسی سے کھینچا، اور اونٹنیوں کو پانچ بار اور نو بار پونچھا اور میں کھڑا ہوا، جب حکم کھڑے ہوئے، اور ترکوں کی یلغار دیکھی، اور رومیوں کو غالب آنے بھی دیکھا، تو ہم لوگوں نے کہا کہ اللہ کے لئے تیری خوبی ہے، تو نے اپنے شبہات کو دور کر دیا اور تیرا حال پہلے سے اچھا پایا اور تیری تعریف ٹھیک کی گئی ہے، ہماری بصیرت تیرے بارے میں ناکام نہیں رہی اب تم لوح سے کیا سمجھتے ہو اور اس روح کے بارے میں کیا علم رکھتے ہو، تیری جان کی قسم، مجھ پر راز آشکارا کر دو، پھر وہ غور کرنے لگا اور ستاروں اور برجوں کا معائنہ کرنے لگا اور (ضحیٰ) کے مادہ پر دیر تک الٹ پھیر کرنے کے بعد مسکرا کر کہنے لگا، قسم کھاتا ہوں کہ سب ٹھیک اتر آیا،

اور اُس کا حال ایسا ہی ہے جو میں بیان کرتا ہوں اور میں اُسے مغلوب اور عاجز پاتا ہوں اور چند مہینوں سے زیادہ نہیں ٹھہرے گا، اُس کی قسمت کا ستارہ غروب ہو چکا وہ بچہ ہی تھا کہ اُس کا باپ، اُس کے دادا کا وارث نہیں ہوا، ہم نے کہا کہ تو نے تصریح کی اور خوب واضح بیان کیا، اور اس مستور الحال کی خوب رسوائی کی، اگر حالات مساعدت کریں اور اسکا انجام معلوم ہو سکے تو تمہاری قسمت جاگ جائے گی اور تیری نظر بالغ ثابت ہوگی، اُس نے کہا کہ ابھی تمہیں خبر ملیگی، اس کا وقت آگیا، ہم نے الگ ہو کر جو نہیں کان لگایا کہ شور سنائی دیا، ہم لوگ اس کے بارے میں بہت حیرت زدہ ہوئے، اور ہم صرف اُس کے تیر کے خوف سے واپس آئے، دیکھا ابھی اُسے خبر نہیں ہوئی ہے، گویا کہ اس کی مثال اُس چڑیا کی تھی جو بچوں کے پاس چلی گئی تھی، فوراً وہ ہماری طرف متوجہ ہوا اور اس طرح ہماری طرف مائل ہوا، جیسے جوڑا ستاروں کے سامنے آتا ہے اور اس طرح ٹوٹ پڑا جیسے سرکش شیطانوں پر ستاروں کی بارش ہو رہی ہے اور کہا کہ اب بھی وہ وقت نہیں آیا ہے کہ میری اطاعت کرو اور یقین کرو کہ میں بڑا آدمی ہوں، ہم نے کہا کہ ہاں تم بہترین کلام و اخلاق کے مالک ہو اور جہاں بھی جاؤ، کامیابی رسا ب تمہارے ہوئے ساتھ جائے گی، تو شان سے سرحد کا کچھ دیر غافل رہا اور کہنے لگا اگر قرعہ ناکام ہوتا اور ٹھیک ٹھیک خبر نہ دیتا تو میں اُسے چاک کر دیتا اور اُس کے ذرے اڑا دیتا اور مجھ میں اور زیادہ گنجائش ہوتی اور آگ لگانے کے لئے بہترین چقماق ثابت ہوتا، تمہیں آفتاب کی بلندیوں سے کیا سروکار؟ میں موج کے اضطراب اور اوج کی بلندیوں میں ہوں اور فرد و زوج کے علم کا ماہر ہوں، سلطان اور ویران میں کار فرما مشتری کو میزان کے بدلے بیچنے والا ہوں اور حساب عمل کے دن تور اور حمل پر پورا قابو ہوگا اور عقرب کے تیر سے قریب اور بعید کو رام کروں گا، اور اس کے وحوش کو..... سے شکار کروں گا اور یہاں سے اضطراب پر

دھار میں ہے نہ رخسار میں، اور انسان کا اعتبار زبان و دل سے ہے جیسا مشہور ہے نہ دو گلیں چھڑوں سے اور شان سینہ میں نہ کہ سونڈ میں، اور اور شہر مگنا ہوں میں ہے نہ خصیتین میں، بہر حال یہ تو ایسی گفتگو تھی جس کے ظاہر میں نشان ہے اور یا ظن میں احتمال، اور میں عنقریب تمہیں اس کی موجودگی کی روانی دکھائوں گا نہ کہ رات کی صبح، رہا پست ناک والا تو وہ اپنی تخیلی بڑھائی مگنا اور آل جنتہ میں شادی کرے گا، اور اگر لڑکا ہو تو وہ نہایت سنجیدہ جوان ہو گا اور اگر ان گھیبیاں کا اثر آیا تو اپنے حال پر رہیگا، اور رہا بہرا، تو وہ اوتٹ اور اونٹنیوں سے دور نکل جائیگا اور بنو سمیعہ میں نام اور فال کی برکت تلاش کرے گا، اگر اللہ کو منظور ہو تو کامیاب ہو گا اور لڑکے کی قوت سامعہ قراد سے بھی زیادہ ہوگی، اس نے بعض حاضرین کے دلوں میں شک محسوس کیا تو کچھ کلمہ ہاں خاطر ہوا اور لوگوں کو خوف دلایا اور کہا کہ شاریع علیہ السلام نے ان کا نام بنو سمیرہ رکھا ہے، اے بنو کلبہ! اٹھو کہ تم نے مجھے پریشان کیا اور میرا راستہ چھپا دیا اور میری نگاہ کو ذلیل کیا اور میرے گلے کو سخت بنا دیا اور میرے افاق پر غریب و مشرق کو مسلط کر دیا پھر وہ ایک طرف ثبات نقش کو دامن کی طرح گھسیٹتے ہوئے چلا جیکہ وہ اپنی برکتوں سے مستفید کر چکا اور اس نے ہم لوگوں کو اپنی نیت اور نہ اپنے سفر کے مقصد سے مطلع کیا، اس کے جانے کے بعد مجھے گفتگو کا موقع ملا اور اس سے ایک ایک ملاقات ہو گئی، میں نے کہا کہ میرے خیال میں دھوکہ باز مزدوم ہوتے ہیں، اس نے کہا کہ میں چھوٹے بچوں کو گھسیٹتا ہوں، تھا اور عزیزوں کی محبت سے بے خبر ہوتے ہیں، میں نے کہا کہ آؤ پھر اس بار قائمہ اٹھائیں، اس نے جواب دیا کہ اگر تمہیں نہ کہنے کہ قیامت کب ہوگی اور اس کے زندہ کرنے کا مطالبہ کرتے ہیں کہی خبریہ کا رخ نہ کرنا اور نہ اپنے یہ کمال، اللہ پر چھو سے کہا کہ غرناطہ میں میرے بچے ہیں ان کی ماں نے آہ و زاری سے کسب معاش کے لئے مجبور کیا، اس کے بعد میں اس سے الگ ہوا اور مجھے اس کا پورا پورا تہ نہ چل سکا اور اس کے سفر اور تیغام کے بارے میں کچھ نہ معلوم ہو سکا، اور یہ

کچھ دنوں ٹھہرا مگر وہ بالکل بے پتہ رہا، اور اُس کی نقل و حرکت کا کوئی سراغ نہ مل سکا پھر کچھ دنوں کے بعد جب اُس کی تلاش کا شوق ختم ہو چکا تھا ایک بیک جو آلیا رعنا کی صورت میں ظاہر ہوا، تجھ سے خدا سمجھے یہ ماں اور اُس کے بچے کیا ہوئے؟ اور وہ کیا ہوئی جس کی آہ وزاری نے تجھے سفر مجبور کیا تھا اُس نے جواب میں کہا کہ اگر زمانہ ساز آدمی کے تمام داؤچ آشکارا ہو جائیں تو وہ اپنی کامیابی سے محروم ہو جائیگا، اور باجی کی یہ دعا بار بار پڑھنے لگا، تجھے اور مردوں سے کیا تعلق؟ اللہ اُس پر رحم کرے جس کا تو نے نام لیا، اُس نے کہا کہ جب اللہ تعالیٰ کی مرضی سے میری آفرینش مکمل ہوئی اور میں عالم وجود میں آیا، اسراف کا عمامہ باندھا اور شعبدہ بازی کو اپنا شعار بنایا اور کشتی و بد حالی کے شکنجے سے باہر نکل آیا اور خوش اقبالانہ مدینہ کے کھجوروں سے تبرک کیا اور شرم محترم کے پانی سے سیراب کیا اور اچھے تعویذ کے ذریعہ آفتاب سے بچایا، اب جیسا کہ دیکھتے ہو میں چلتا ہوں اور گھومتا ہوں اور اچھی باتیں کرتا ہوں، ہم نے کہا کہ خدا کی قسم یہ بڑا فضل ہے اور کساوٹ نہیں ہوتی، بہترین غایت ہے، اُس نے کہا کہ اس مصنوعی گفتگو کو چھوڑو اور اپنے پہلے کلام کو ختم کرو، اونٹ بد صورت ہی ہوتا ہے اور شیر و جیہ ہی ہوگا، پھر اُس نے برجستہ کہا اور خوب کہا:۔

۲۴۳

عیشنا صلا خلع
فاترك اللوم عنك و دع
انا كالليث و الليوث
باساتقاسترع
انا كالسيف حدك
لايالح بما وقع
انا كالحن للمهماة
والظبي يالكع

ہماری زبردگی سرا سر کر ہے
ملامت کو ترک کرو
میں شیر کے مانند ہوں اور شیر کے حملوں سے
لوگ ڈرتے ہیں
میں تلوار کی طرح ہوں اور اُس کی دھار روانی
میں یہ خیال نہیں کرتی کہ کون سامنے ہے
اے کمینہ میں بقروش یا ہرنی کیلئے حسن کی
حیثیت رکھتا ہوں

میں نے کہا کہ خدا تمہیں بد حال رکھے، کہ تم تیر تیز کرتے ہو اور قطع کرتے ہو، کبھی سختی سے اور کبھی نرمی سے کام لیتے ہو، جھگڑا کرتے ہو اور سخت کلامی سے پیش آتے ہو، اور مقابلہ کرتے ہو اور اس کے باوجود تم متکبر ہو، اور تمہارا بدلہ ناکامی کے سوائے کچھ نہیں ابھی میں نے آنکھیں جھپکائی تھیں کہ وہ بجلی کی طرح نکل گیا اور مجھے یہ بھی نہیں معلوم ہوا کہ وہ کھڑا رہا یا بیٹھا۔

اور ان کی خوبیاں بارش کی طرح بے شمار اور بے حد ہیں اور یہ خط ان کی عظمت اور شان اور طبع رواں کی جولانی کی کافی شاہد ہیں، اس کی بلاغت اور فصاحت عیاں ہے اور وصف منظر کشی اور مختلف علوم جو اس میں آگے ہیں وہ الگ ہیں۔

اللہ ان پر رحمت کی تجدید کرے اور احسان و اکرام سے مالا مال کرے

وفات | حافظ و محدث ابو القاسم بن بشکوال کی تحریر سے منقول ہے۔

جن لوگوں کو قرطبہ کے اضطراب میں زیادہ صدمہ پہنچا ان میں فقیہ معروف اور ادیب کامل ذوالوزارتیں بھی ہیں جو بلاغت اور انشا میں بہترین فرد اور یگانہ روزگار تھے، بہترین اور اعلیٰ اوصاف و عادات سے

متصف، جن کی ذکاوت اور بلند اخلاق و فصاحت پر سب کا اتفاق ہے جن کا کوئی نظیر نہیں اور کوئی ان کی گرد کو نہیں پاسکتا، اپنے زمانے میں نثر و نظم میں فرما نے جاتے تھے، اسم گرامی ابو عبد اللہ بن ابوالخصال تھا، اللہ ان پر

رحمت کرے اور اپنی خوشنودی سے سرفراز کرے، شہر میں اپنے گھر کے قریب

مقتول پائے گئے اور اس کے بعد تمام ساز و سامان، مال و نقد، سب لوگوں نے لوٹ لیا اور یہ حادثہ روز شنبہ ۱۲ ذی الحجہ ۵۴۰ھ کو ہوا جو جمعہ ۱۲ ربیع

میں ربیع شرقی میں لائے گئے، اور وہیں غسل اور تکفین ہوئی اور انوار کی شبکوں کو مقبرہ بنی عباس میں مدفون ہوئے، اور لوگوں کو اس کی خبر ایسے وقت ملی جب

وہ فتنہ کے باعث پریشان حال تھے، لوگوں کو ان کی رحلت کا بہت افسوس ہوا اس لئے کہ مرحوم علمائے اندلس میں علم و بردباری، فہم و ذکاوت، بیدار مغزی

اور دور بینی، وقار و تیزی طبع ہر اعتبار سے سلف کی یادگار تھے، مرحوم کو علوم سے بہت زیادہ شغف تھا اور ان کے سیکھنے کا بہت شوق تھا، اور مرحوم لغت و تاریخ رجال کے ماہر، ایام عرب اور نشر و نظم میں باکمال تھے، باتیں اچھی کرتے، الفاظ اچھے ہوتے، ظریف الطبع تھے، زبان کے فصیح اور خط پاکیزہ اور نفیس ہوتا، ان تمام امور میں اپنی آپ نظیر تھے، سب ان کی شخصیت کے معرفت تھے، وجاہت و سخاوت، ہمدردی اور حسن مجلس میں بھی ممتاز تھے، اور ان تمام اوصاف کے باوجود شکر المزاج اور اہل علم کا اکرام کرتے، انکی تکلیفوں کو دور کرتے اور ان کے تسکات کو تباہتے، وسیع القلب اور باتیں اچھی کرتے اور لوگوں کو مستفید کرتے، ان کی تصنیفات نہایت اعلیٰ ہیں، جن سے انکے علم و فہم کا پتہ چلتا ہے، اس کے علاوہ اپنے اساتذہ سے بہت کچھ حاصل کیا، اور ان سے روایت کی،

۲۶۵

بعضوں کا بیان ہے کہ در ب فرعون میں باب عبد الجبار سے قریب شرطیہ کے داخل ہونے کی جگہ قریب رحیم میں مقتول ہوئے اور یہ حادثہ ۳۱ ذی الحجہ ۵۰۰ کو پیش آیا، اسی روز ہوا جب نصاریٰ شاہ طبریہ کے ساتھ وہاں داخل ہوئے، جبکہ ابن محمد بن سحلی بن ثمانیہ سو فی جو میرا لہو سے تھا، کے قتال کے لئے اٹھا تھا، ان کو مصادمہ کی بربری فوج نے اچھے لباس میں لباس دیکھ کر مار ڈالا، حالانکہ وہ انھیں پہچانتے نہیں تھے، ان کے ساتھ ان کے داماد محمد بن عبد اللہ بن عبد العزیز بن مسود بھی قتل کر دئے گئے اور یہ بہترین انجوانوں میں گئے،

محمد بن عبید اللہ بن داؤد بن خطاب

نام و نسب | محمد نام سلسلہ نسب یہ ہے: محمد بن عبید اللہ بن داؤد بن خطاب

ابن زبیر کی کتاب الصلحہ میں ہے: یہ ابن عبید اللہ ادیب اور مشہور شاعر تھے، فقہ اور کلام اور دیگر علوم سے مناسبت تھی، سمجھدار اور ذکی نیز وجیہ تھے،

غرناطہ آئے اور شاہی کاتبوں کے سلسلہ میں منسلک ہو گئے، ہند مرتبہ اور مقبول عام تھے، پھر مرسیہ لوٹ آئے حالانکہ اُس کی حالت خراب ہو چکی تھی کچھ دنوں قیام کے بعد وہاں سے چلے آئے، اور رنج و عن برداشت کرنے کے بعد عدوۃ میں مقیم ہو گئے۔

مجد سے استاذ ابو الحسن بن الجیاب رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ ابن عبید اللہ کج خلق اور خشک تھے، ایک روز ایک خط لکھنے لگے جس کا آغاز خطبہ سے کر رہے تھے، اُس میں صحابہ رسول (ص) کی تعریف کرتے ہوئے (صفوۃ الصفوۃ) لکھا، پھر بعض وجوہ سے اُسے مؤخر کر دیا اُسے کا تہیہ شاہی تھی ابو عمر روشنی نے دیکھا اور اپنی کم علمی کے باعث سمجھے کہ یہ وہم ہے اور اُسے مسترد کر کے اور اصلاح کر دی، جب اُنھوں نے دیکھا تو اُسے کاسٹہ دیا اور قلم لٹو دیا اور کہا کہ یہی سبب قیام نہیں کرتا، جہاں جہالت اس حد تک پہنچ چکی ہو، اور ایک بے نیاز آدمی کا قلم بھی اصلاح و ترمیم کے ماتحتوں محفوظ نہ رہے اور آگ ہو کر تلسان سے بادشاہ ابویحییٰ بنیرسن بن زیان کی کتابت قبول کر لی اور لوگوں کا خیال ہے کہ ابو عبید اللہ بن امیر ابو زکریا مستنصر نے اور مشہور ادبا کی طرح انھیں بھی بلایا تھا اور خالص سونے کی ہزار اشرفیاں بھیجیں مگر انھوں نے عذر کیا اور عطیہ واپس کر دیا، اس سے مستنصر کو ایسی تکلیف ہوئی کہ اُسے کبھی نہیں ہولی ہوگی اور اُن کی بلند ہمتی کا ثبوت انہیں مل گیا

۲۷۶

اساتذہ ابن عبید اللہ نے تا صنی ابو عیسیٰ بن ابوالسواد اور تا صنی ابو بکر بن محرز اور استاد ابو بکر محمد بن محمد قریشی سے روایت کی ہے

اور اُن سے اپنے شہر میں حدیثیں سنیں اور استفادہ کیا :-

شاعری حسب ذیل اشعار ابن عبید اللہ کے ہیں :-

اقنع بما اوتینتہ تسئل العفی	اپنی آہ لاپرواہتہ کر لو امیر کا پاؤں لگاؤ
واذا دھتک مصیبة فنصبہ	اوجیب کوئی مصیبت آگے نہ تھکے
واعلم بان الرزق مقسوم شلو	اور یاد رکھو کہ رزق منقسم ہے اگر ہم
رما شریا ذل ذماتہ لہر نقتلہما	ایک نہ کی زیادتی بھی چاہیں تو قہر ہو سکتی

واللہ اجرہ بالعباد فلا تسئل
احداً تعش عیش الکرام وتوثر
واذا سخطت لبوس حاکک مرثاً
ومرأت نفسک قد نبت فاستعض
والنظر الی من دون حاکک تدکر
لعظیم نعمتہ علیک وتشکر
اور اپنی وفات کے وقت انہوں نے مندرجہ ذیل شعر کہے جن کی نسبت
اوروں کی طرف کی جاتی ہے:-

رب انت الحلیم فاعف ذنوب
لیس یعفو عن الذنوب سواک
رب ثبت عند السؤال لسانی
واقمنی علی طریق ہدایاک
رب کن لی اذا وقفت ذلیلاً
تاکس الرأس استقی ان اماک
رب من لی والنار قد قربت لی
واقامت احمد وحمیلاً
رب مالی من عدو لہالی
غیرانی اعدت ملاق رباک
رب اقررت انی عبد سوء
حک الحکم غریہ فصاک
رب انت الجواد بالخیر وما
لم یزل واجابہ لی رضاک

اے اللہ تو بردبار ہے، میرے گناہ بخش دے
تیرے سوا کوئی اور گناہوں کو نہیں بخش سکتا
اے اللہ سوال کے وقت میری زبان درست رکھ اور
مجھے اپنی ہدایت کے راستہ پر قائم رکھ
اے اللہ تو میرا مددگار ہو جب میں عاجزی سے
سر جھکائے ہوئے کھڑا ہوتا ہوں اور شرم سے
نگاہیں نہیں اٹھتیں،
اے اللہ جب آگ نزدیک ہوگی تو میرا کون ہوگا اور میں
تیری اور رسول اللہ کی حمایت میں ہوں گا،
اے اللہ امیدوں کے پور کرنے کا میرے پاس
کوئی سامان نہیں،
سوائے اس کے کہ میں نے تیری سچی امیدوں کو شمار
کر لیا ہے،

اے پروردگار میں اقرار کرتا ہوں کہ گنہگار ہوں،
تیری رحمت سے دھوکہ کھا کر میں نے نافرمانی کی،
اے اللہ ہمیشہ تو ہی بے لایوں کا عطا کرنے والا ہے،
تو ہمیشہ رحم دل رہا مجھے اپنی خوشنودی سے سرفراز فرما،

سب ان لہراکن بفضلک اہلا اے اللہ اگر میں تیرے کرم کا اہل نہیں ہوں تو۔ تو
 باجترائی فانت اہل لذا کا کرم کا اہل ہے
نشر ابن عبید اللہ اشبیلیہ سے مرسیہ کے دو دوستوں کو لکھتے ہیں:۔
 میں نے یہ اشبیلیہ سے لکھا ہے۔ اللہ تمہیں نیکیوں سے
 سرفراز کرے اور تمہیں اپنی عنایات کے بہترین پھل عطا کرے۔ میں اچھے
 حال میں ہوں اور دل تم دونوں سے ملنے کا آرزو مند ہے اور مجھے تم دونوں کی
 فطری شرافت اور حسن خلق پر پورا یقین ہے، تمہاری اس محبت سے جو میری
 ہمدردی اور رفیق اور موتس ہے پیرا تعلق غیر متزلزل ہے، اس لئے اس کے ذکر
 کرنے کی ضرورت معلوم نہیں ہوتی، بلکہ اور اس کے اخلاق اور اس سے
 سکون قلب کے لئے جو کچھ ہو سکا اس سے فائدہ حاصل کیا، اور ہم مقام قنط
 میں شہر سے باہر خمیوں میں اترے، جہاں چشمے رواں ہیں اور آب دہوا بہت
 عمدہ ہے، ہم سے اندرون شہر قیام کے لئے کہا گیا مگر ہم نے قنط کا قیام صحت
 کے لئے مناسب خیال کیا، بھار اور گرمی کی شدت اسے سبب سے شہر سے
 الگ رہنا اچھا معلوم ہوا، اور جب تکان دور ہو گئی اور مطہر ہو گئے تو شہر
 کی خوب سیر کی اور مشہور عمارتوں کا معائنہ کیا، اور اس کے نقش و نگار اور
 پرانے آثار و نقوش کو دیکھا، پرانی عمارتوں اور نئے مکانوں میں ایسی چیزیں
 دیکھیں جو آنکھوں کو متوجہ کرتی ہیں اور جن کو دیکھ کر عبرت ہوتی ہے، مگر یہ کہ
 میں نے تباہی کے بعد دیکھا، جب کہ اس کے رہنے والے الگ ہو چکے اور
 لگا ہیں اسے دیکھ کر اچٹ جاتی ہیں، اب وہاں پرانے کھنڈر اور مرجھائے ہوئے
 چروں کے سوا کچھ نظر نہیں آتا، لیکن دیکھنے والا جب اس کے پہلے حال کا اندازہ
 لگائے اور تخیل میں اس کے سابق جمال اور آرائش کا نقشہ کشے تو اسے ایسا
 حسن نظر آئے گا، جو جنوں کا پیش خمیر ہو، اور غم و اندوہ کو فوراً دے اور اسکی
 بہترین تعریف تو یہ ہے کہ وہ شہر دلیا میں ایسا ہے جیسے موسموں میں فصل بہار،
 اگر میرا دل افسردہ اور طبیعت کبھی ہوئی نہ ہوتی تو میں خوب طویل لکھتا، اور تمام
 جزئیات کی تفصیل کرتا،

۲۶۸

محمد بن عبد الرحمن اللخنی

نام و نسب
و خاندان

محمد نام، کنیت ابو عبد اللہ، لقب ذوالوزارین ہے سلسلہ نسب یہ ہے: محمد بن عبد الرحمن بن ابراہیم بن یحییٰ بن محمد بن فتوح بن محمد بن الحکیم، رندہ میں نشوونما پائی، اگرچہ وطن اصلی

اشبیلیہ ہے، بنو حجاج، بنو عباد اور یہ ایک خاندان سے ہیں، ان کے اسلاف بنو عباد کے عہد میں رندہ کو قتل ہو گئے تھے، انہیں میں ان کے والد کے دارا یحییٰ معروف بہ حکم لطفہ بھی تھے اور ذوالوزارین سلطان ابو عبد اللہ محمد بن محمد بن نصر کے دور میں غرناطہ آئے، جبکہ وہ حج سے واپسی میں علامہ ابو عبد اللہ بن رشید مہری کے ساتھ سفر کر رہے تھے، سلطان نے زمرہ کتاب میں داخل کر لیا، اور سلطان کے انتقال تک یہ دیوان الانشا میں کام کرتے رہے، اور جب ان کے ولی عہد ابو عبد اللہ معزول مسند خلافت پر متمکن ہوئے تو یہ کتابت و وزارت دونوں عہدوں پر سرفراز کئے گئے، اور وزارت میں ابو سلطان عبد العزيز سلطان الدانی بھی شریک رہے، اور ابو سلطان کی وفات کے بعد یہ قلمدان وزارت کے مستقل مالک ہو گئے اور ذوالوزارین کے لقب سے ممتاز ہوئے، تا آنکہ غرناطہ میں عیم شوال ۳۸۰ھ کو عہد کی صبح شہید کر دیے گئے، وجہ یہ ہوئی کہ انھوں نے سلطان کو معزول کر کے امیر المسلمین ابو الجیوش کو ان کی جگہ بادشاہ بنایا،

ص ۲۴۹

حالات

مرحوم بزرگی اور سروری، حسن اخلاق اور شرافت نفس میں مشہور تھے، ایشار پیشہ متین و بلند ہمت تھے، بہترین انشا پرداز ادیب اور شاعر تھے، اور نیز حسن خط میں بھی ممتاز تھے، مختلف قسم کے عمدہ خط لکھتے، خطابت اور قلم کی قلمرو کے بادشاہ، اہل علم و ادب سے محبت رکھتے، غاندانی لوگوں سے اچھا سلوک کرتے، ان کے زمانہ میں سٹائیوں کا بازار چل گیا اور خوبیوں کے اطراف و اکناف لہا ہوا، عائدتہ الصلاہ میں ہے۔

”مرحوم رداواری اور بشاشت اور تیزی اور طباعی میں پیشل تھے، طبیعت کے نرم
مگر ارادہ کے پختے تھے، تعریف سے پھر تک اٹھتے، وابستگان کرم کو خوب مہمبر پور
انعام دیتے، دسترخوان میں اہل برآمدہ کا نمونہ اور ضیافت میں آل مہلب کی مثال
تھے، ادب و روایت سے بہرہ ور اور علوم میں ممتاز تھے، فقہی مسئلوں میں اعلیٰ
دستگاہ تھی اور علی مذاکروں میں لوگوں سے بڑھ چڑھ کر رہتے، روایت حدیث کے
علمبردار اور تحصیل علم کے شائق تھے اور ادب کی مٹی ہوئی نشانیوں کو زندہ کیا
علم اور اہل علم کا اکرام کرتے، کتابوں کے حریص تھے، یہاں تک کہ ان کا ذاتی
کتب خانہ مکان میں نہیں سما سکتا تھا اور ان کی مجلسیں ان سے بھر گئی تھیں
زمانہ ان کا خدمت گزار تھا اور اعلیٰ عہدوں کی خدمت کا موقع انہیں حاصل تھا اور
دور و راز سے ان کی طلبی ہوتی۔

سفر اور شہرت | ابھی جوان ہی تھے کہ ۶۸۳ھ میں حجاز مقدس کا سفر اختیار کیا
حج و زیارت سے مشرف ہوئے، مشہور علماء و شیوخ سے

روایت و استفادہ کرتے ہوئے دیار مشرق کی سیاحت کی، طرب انگیز قصیدے اور
نظمیں نوٹ کرتے رہے اور مکہ مکرمہ میں رمضان سے آخر ایام حج تک قیام پذیر رہے
اور وہاں علما کی ایک جماعت سے استفادہ کیا، جن کا ذکر ابھی اس آئندہ کی فہرست
میں آتا ہے، پھر مدینہ منورہ واپس آئے اور شامی قافلے کے ساتھ دمشق آئے، پھر
علی مجلسوں میں مذاکرہ کرتے ہوئے اور اہل علم سے افادہ و استفادہ کرتے ہوئے
مغرب واپس آئے، اور زندہ ۶۸۵ھ میں اترے اور وہاں اپنے ایک عزیز
صاحب شرف قربت کے یہاں قیام کیا، تا آن کہ سلطان نے وزراء نے نبی حبیب
کے ساتھ برآمدہ کا معاملہ کیا، یہ زندہ اسی اثنا میں آئے، اور ایک قصیدہ میں ان
کی مدح کی جس کا پہلا شعر یہ ہے۔

هل الى سعد عشیات الوصال | کیا وصل کی راتوں کا لوٹانا
سبب ام ذالک من ضرب المحال | مکن ہے یا باکل مجال ہے
قصیدہ سن کر سلطان مغلوظ ہوئے اور ان کے حسن خط اور وسیع ظرفی سے
بہت مسرور ہوئے، ان کی تعریف کی اور باریابی سے مشرف کیا، یہ ۶۸۵ھ میں

دربار میں حاضر ہوئے اور درباریوں میں ان کا شمار ہونے لگا، یہاں تک کہ شاہی دیوانہ خانہ میں کاتب مقرر ہو گئے، اور بنی نصر کے دوسرے بادشاہ کی وفات تک یہ اسی طرح معزز اور کرم رہے، اور جب ان کے ولی عہد ابو عبد اللہ بادشاہ ہوئے تو اور بھی انعام و اکرام کی بارش ہوئی اور کتابت و وزارت دونوں عہدوں سے سرفراز ہوئے۔ ذوالوزارین کا خصوصی لقب عطا ہوا اس طرح ان کی دور دور شہرت ہوتی رہی تا آنکہ وہ انجام ہوا جس کا ذکر آتا ہے،

اسانندہ

زندہ میں ابوالحسن علی بن یوسف عبد ربی السفاح نحوی سے قرآن کریم ساتوں روایتوں کے ساتھ پڑھا اور علوم عربیہ کی

تحصیل کی اور زندہ کے خطیب ابوالقاسم الایسر سے بھی تحصیل کی، اور اپنے والد سے تمام مرویات کی اجازت لی، اور کمنی ہی میں اکابر علمائے اجازت دی اور اتنا سفر میں علمائے کبار کی ایک بڑی تعداد سے استفادہ کیا، جن کا حصر و شمار ہے (صرف مشہور علماء کا ذکر کیا جاتا ہے)۔

(۱) ابوالسین جواد اللہ بن عساکر ان سے حرم شریف میں نیاز حاصل ہوا اور

ان سے بہت روایت کی،

(۲) شیخ کریم ابوالعباس احمد بن عبد اللہ بن عمر بن معطلی بن امام جزائری

بغداد میں قیام پذیر تھے،

(۳) شیخ ابوالعزیز بن عبد المنعم الحمرانی جو ابن ہبعتہ اللہ الحمرانی کے نام سے مشہور ہیں،

(۴) شیخ ابوالصفا خلیل بن ابوبکر بن محمد مرادی حنبلی، ان سے قاہرہ میں نیاز

حاصل ہوا

(۵) شیخ شرف الدین حافظ ابو محمد عبد المؤمن بن خلف ومیاطی حدیث

و تاریخ اور حفظ حدیث میں مصر میں امام مانے جاتے تھے،

(۶) عبد المنعم بن محمد بن یوسف احمد خمی شہاب الدین ابو عبد اللہ حضرت

عبد بن علی کے روضہ پر مقیم تھے، وہاں اپنا قصیدہ بائیں پڑھا جس کا مطلع

یہ ہے۔

۲۸۱

یا مطلبی الیس لی فی غیرہ اسرب	اے وہ مطلوب جس کے سوا کسی سے مجھے کوئی غرض نہیں،
الیک آل التقصی وانتمی الطلب	طلب و جستجو کی انتہا تمہارے دربار میں آکر ہونی
یا بارقا باحالی الوقتین بسا	اور اسی نصیذہ میں وہ مشہور شعر ہے جن میں اختلاف ہوا ہے۔
لقد حکیت ولكن فاتک الشنب	جس میں رفتین کے بالائی حصوں میں اپنی چمک دکھائی تو نے نقل تو کی مگر تیری نہ ہوئی
(۸) عبدالولی بن یحییٰ بن جواد بسطلی	سلسلہ میں پیدا ہوئے۔
(۹) شیخ ابو الفضل جمال الدین بن ابوالخیر بن علی بن عبد اللہ روضہ مشہور	

اویب

- (۱۰) محمد بن ابوبکر بن خلف بن ابوالقاسم الصنفار
- (۱۱) محمد بن یحییٰ بن عبد اللہ قریشی جمال الدین ابوصادق بن مصری سندوس سے حدیث اربعین کی تخریج انہوں نے کی ہے، اور ابن عمار حرانی اور شیخ ابو الفضل عبد الرحیم خطیب جزیرہ سے صحیبات کی روایت کی، پیدائش ۵۹۵ھ میں ہوئی،
- (۱۲) شیخ عبد اللہ بن محمد بن عباس شعری نقی الدین حافظ ابوالقاسم
- (۱۳) شیخ محمد اسماعیل بن عبد اللہ بن عبد المجید نماطی
- (۱۴) ابوالبدر بن عبد اللہ بن ابوالزبیر مصری اویب
- (۱۵) شیخ عبد الرحیم بن عبد المنعم بن خلف تدمیری
- (۱۶) شیخ محی الدین ابوالفضل مشہور مساندہ میں تھے
- (۱۷) زینب بنت امام ابو محمد عبد اللطیف بن یوسف بغدادی جن کی کنیت ام فننل تھی اور انہوں نے اپنے باپ سے حدیث سنی
- (۱۸) محمد بن احمد بن ابراہیم بن احمد خراسانی ابو عبد اللہ موقر الدین جن سے فرقہ تصوف بھی ملا
- (۱۹) شیخ محمد بن یحییٰ بن ہبیرہ شیبانی شرف الدین
- (۲۰) شیخ شہاب الدین احمد بن علی بن عیسیٰ بن یوسف بن ابراہیم بن اسماعیل سلفی

(۲۱) شیخ علی بن عبدالکریم بن عبداللہ دمشقی ابوالحسن، ۵۹۷ھ میں ولادت ہوئی،

(۲۲) شیخ غازی بن ابوالفضل بن عبدالوہاب جلادی،
(۲۳) شیخ نورالدین علی بن محمد ابوالبرکات انصاری، یہ سرم خلیل میں قاری تھے، ابوالحسن علی بن شجاع سے حدیث سنی،

(۲۴) سلطان یعقوب بن سلطان الناصر صلاح الدین داؤد بن سلطان عیسیٰ بن مالک عادل ابوبکر بن ایوب،

(۲۵) عبدالمنعم بن سبئی بن ابراہیم بن علی بن جعفر قرظی زمہری، بیت المقدس میں خطیب تھے،

(۲۶) شیخ عبدالحفیظ بن بردان، علی الدین کے لقب سے بھی مشہور تھے، یاسناس کے رہنے والے تھے، ابن صیدہ سے حدیث سنی،

(۲۷) شیخ علی بن الرحمن بن عبدالمنعم مقدسی،

(۲۸) شیخ محمد بن محمد بن سالم بن یوسف بن اسلم قرظی جمال الدین،

(۲۹) عبدالواسع بن عبدالکافی شمس الدین،

(۳۰) شیخ احمد بن شیبان ابن ثعلبہ،

(۳۱) شیخ احمد بن فرح بن احمد بن محمد بن احمد بن احمد زجاجی،

(۳۲) فاطمہ بنت ابراہیم بن محمد بن محمود بن جوہر بعلبکی، کنیت ام الخیر تھی

ضعیفہ اور انشا پر واز تھیں،

(۳۳) شیخ یوسف بن ابونا صر سفاوی،

(۳۴) شیخ عبدالسلام بن محمد ابو محمد عقیف الدین،

(۳۵) شیخ احمد بن عثمان بن محمد ثنائی سناری، شمس الدین،

(۳۶) شیخ عبداللہ بن خیر بن ابو محمد بن خلف قریشی،

(۳۷) شیخ علی محمد بن احمد بن عبدالعزیز بن عبداللہ بن عبدالباقی بن علی صدیق

شرف الدین،

(۳۸) شیخ علی بن محمد بن ابوالقاسم بن محمد بن ابوبکر زریق کاتب،

تونس میں ان سے شرف ملاقات حاصل ہوا،
(۳۹) شیخ سلیمان بن علی بن عبد اللہ کاتب تلمسانی، عقیف الدین، صوفی اور اویب
تھے، دمشق میں مقیم تھے، جاگ و لاوت تلمسان ہے۔

(۴۰) شیخ محمد بن علی بن احمد بن علی بن محمد بن الحسن بن عبد اللہ بن احمد مہمبونی البتسی
قسطلانی، قطب الدین مفتی اور امام تھے، قاہرہ میں دارالحدیث کا طبعہ منسوسہ میں
مسند و کس کو زینت دیتے رہے۔

(۴۱) شیخ احمد بن محمد بن عبد الظاہر جمال الدین،

(۴۲) محمد بن محمد بن ابراہیم سنجاشی،

(۴۳) شیخ عبد اللہ بن محمد بن محمد بن ابوبکر طبری، پہلے روضہ انبویہ پھر صخریہ قدسیہ

کے امام تھے،

(۴۴) شیخ فخر الدین عثمان بن ابومحمد بن اسمعیل بن جندره،

(۴۵) شیخ عبدالعزیز بن عبدالرحمن بن عبدالعلی بن اسکرت فخر الدین،

(۴۶) شیخ ثابت بن علی بن عبدالعزیز بن قاسم بن عبدالرزاق علی بن نیر بغدادی

سے ساعت حدیث کی،

(۴۷) شیخ امین الدین ابوالہامات جبریل بن اسمعیل بن سید الابل،

(۴۸) شیخ محمد بن احمد بن عبد اللہ شرف الدین، ان کا اصل وطن اندلس ہے،

علم الدین سنجوتی وغیرہ سے حدیث سنی،

(۴۹) شیخ محمد بن محمد شامی مشافعی، دمشق، حضرت ابوبکر کی مسجد میں امام تھے،

شمس الدین کے نام سے مشہور تھے، زبیدی سے سماع حاصل ہے،

(۵۰) شیخ سبکی ابن خضر بن حاتم انصاری، ابن عزالدولہ کے نام سے مشہور

ہیں، اور علم کی ایک بڑی جماعت نے انھیں اجازت دی، جن میں یہ قابل ذکر

ہیں۔

(۱) ابن عماد الحمرانی،

(۲) ابن سبکی بن محمد بن محمد ہمدانی کمال الدین، انھیں ابن الزجاج اور ابن

روح سے اجازت حاصل ہے۔

(۳) شیخ عبدالملک ابوالعمانی بن معقل واسطی معروف بہ ابن جوزی، شعیب زعفرانی اور دیگر علماء سے سماعت کی،

(۴) شیخ محمد بن احمد بن یاسر بن شاکر عاکمی،

(۵) امام منقذی المسلمین رضی اللہ عنہ،

(۶) ابو عبد اللہ محمد بن ابوبکر بن خلیل مستقلانی مکی،

(۷) خطیب ابو عبد اللہ محمد بن ابوصالح بن احمد بن محمد بن رحیمہ کنانی، یہ سجایہ

میں خطیب تھے،

(۸) ابوالعباس بن الغماز بلنسی، افریقہ کے قاضی القضاة تھے، ان سے

تونس میں فیضیاب ہوئے،

(۹) علامہ فقہیہ وزیر ابوالقاسم محمد بن عبداللہ سحبی بن عبدالرحمن بن یوسف

بن ہزیم کلبی،

(۱۰) شیخ ابو محمد عبداللہ بن یوسف خلائی،

(۱۱) ابو محمد الحجاج یوسف بن ابراہیم بن عقاب، مغرب کے مشہور عالم تھے

ان سے نیاز حاصل ہوا،

(۱۲) شیخ فقہیہ ابوبکر بن محمد بن ابراہیم بن محمد بن ربیع سبئی،

(۱۳) ابوالحسن عبید اللہ بن احمد بن عبید اللہ بن ابوالربیع،

قرشی، مشہور نحو کے امام تھے،

(۱۴) امام ابوعلی ناصر الدین منصور بن احمد بن عبداللہ زواوی مشدانی، سجایہ کے

رہنے والے تھے،

(۱۵) ابو عمرو سلحی بن ابواللحی بن عبد الوہاب رندی، قاضی و خطیب تھے،

ان کے علاوہ مشرق و مغرب کے علماء کی ایک بڑی جماعت سے اجازت

حاصل ہے،

بعض امور کے باعث ان سے ولی عہد حکومت رنجیدہ ہو گئے تھے

انہیں میں ان کے چند شعر تھے، جو حکومت نصریہ کی عجم میں کہے

گئے تھے، خدا معلوم کہ وہ واقعی ان کے تھے بھی یا نہیں، اس بنا پر انہیں

مصلحت

بہت اذیت دی گئی جس سے آسانی سے بیچ کر نکل گئے اور مدتوں تک چھپے رہے
 تا آنکہ معاملہ رفع و دفع ہو گیا۔

تلامذہ

وزیر ابو عبد اللہ ان سے ابو اسحق بن ابوالعاص اور ابو عبد اللہ
 بن رشید اور دیگر علمائے استفادہ کیا، ان کی مشائخ میں ابوعبید اللہ
 نے مدحیہ قصائد بھی کہے جن میں رئیس ابو محمد بن عبدالمہمیں حضرت می اور رئیس
 ابوالحسن بن جیب جیسے افاضل بھی شامل ہیں، ابن الجیب ایک نفسیہ راویہ
 قصیدہ میں انھیں عید کی مبارک باد دینے ہوئے کہتے ہیں:-

یا قادمات الدنیا لبشائر لا
 اہلاً بمقدمک الہمون طائر لا
 ومرج بابک من عید تحف بہ
 من السعادات اجناد تطاقر لا
 قدامت فالخلق فی نعیمی و فی جلال
 ابدی بک البشر بادیہ وحاضر لا
 والارض قد لیست اواب سندھا
 والروض قد سمیت منذ انراہر لا
 حاکت ید الغیث فی سلجاتہ حللا
 لما ستقاہادرا کامنک باکسر لا
 فلاح فیہا من الانوار باھرھا
 وفاح فیہا من النوارح طرھا
 وقام فیہا خطیب الطیر مر تجلا
 والزہر تلد رصعت منہ منابر لا
 موثی ثوب طوا لا الازھر وانت
 فہا هو الیوم لا ابصار ناشر لا
 فالغصن من نشور لا یشنی معاطفہ
 والطیر من طرب تشاد و منراہر لا

اے آنے والی تیری خوشخبری دنیا میں عام ہو چکی ہے،
 تیرا آنا مبارک ہو،
 اے عید تجھے خوش آمدید کہتا ہوں کہ سعادت
 و کامرانی کا شکر تجھے گھیرے ہوئے ہے،
 تیرے آنے سے خلقت مسرور ہے،
 شہر و دیہات ہر جگہ کے باشندے تیرے آنے پر اظہار کرتے ہیں،
 زمین نے سندس کا لباس زیب تن کیا ہے،
 باغ کی کلیاں بھی مسکرا رہی ہیں،
 بارش نے میدان کو نیا جامہ پہنا دیا ہے،
 جب صبح سویرے اس نے زمین کو سیراب کیا،
 بہترین چمک دکھ اس میں ظاہر ہو رہی ہے،
 اور خوشبودار کلیاں عطر بیزی کر رہی ہیں،
 پرندے برجستہ خطبہ دے رہے ہیں،
 کلیوں نے ان کے لئے نبر سجائے ہیں،
 ایک منقش کپڑا جسے زمانے نے نہ کر دیا تھا،
 آج پھر وہ نگاہوں کے سامنے ہے،
 شاخیں نئے سے سرت ہو کر جھوم رہی ہیں،
 پرندے بھی مسرت سے چہچہا رہے ہیں،

۲۸۵

کلیاں شگوفوں سے نکلنے کے لئے بمقبرہ میں جیسے کہ
 تمہیں دوست کے راز معلوم ہو رہے ہوں،
 تمہارے عہد کی خوبیاں بھی اللہ کے لئے ہیں،
 جس میں دین ربانی کے شعائر زندہ ہوتے ہیں،
 تمہاری کتنی خوبیاں پوشیدہ ہیں،
 اور کتنے محاسن لوگوں پر ظاہر ہو رہے ہیں،
 تم سب کا طور سے زمانے پر نچر کر سکتے ہو،
 تمہاری برتری کا کوئی مقابل نہیں ہے،
 ہمارے زمانے میں تو تم ابن حکیم کی طرح ہو،
 جب بڑے لوگوں کے ساتھ اس کے مفاخر کا موازنہ
 کیا جائے۔

بادشاہت کے افق میں وہ ہدایت کا نور ہے،
 اس کی چمک دیکھ کر آفتاب کا رنگ زرد پڑ گیا،
 اس کی خاندانی بزرگی کا مرتبہ عرش سے بلند تر ہے،
 جس کی عمارت اعلیٰ اور مظاہر بلند ہیں،
 جس نے علم اور دین کی نصرت کا علم بلند کیا ہے،
 اور جس کی سخاوت کا دیا موجیں مارتا ہے،
 اس کی یہ بڑائیاں کوئی نئی چیز نہیں ہیں،
 اس کی پہلی اور پچھلی نیکیاں سب یکساں ہیں،
 کشادہ دلی کے ساتھ معاملات کی پرتال کرتا ہے،
 وہ دریا ہے اور اس کی رائیں موتی کی مانند ہیں،
 رعایا کے معاملات کا نگہبان اور محافظ ہے،
 اس بارے میں وہ صدیم النبیہ ہے،
 بادشاہت کا انتظام اس نے اتنا اچھا کیا ہے،
 تو میں بھی اس کے کمالات کا احاطہ نہیں کر سکتیں،

وللاکمال انشاق عن ازہرہا
 کما بدت لک من خل ضائرا
 للذی یومک ملاذکی فضائلہ
 قامت لادین الہدی فیہ شعائرہ
 فکمر سریرۃ فضل فیک قد خبئت
 وکمر جمال بلا للناس ظاہرہ
 فافخر بحق علی الایامر قاطبہ
 فما لفضلک من نذیر ظاہرہ
 فاننت فی عصرنا کابن الحکیم اذا
 قیست بفخر ولی العلیا مفاخرہ

یلتاح منہ باق الملک نوہدی
 تضام الشمس مہملا اح نذرہ
 بحدہ ہم علی عرش السماک سما
 طالت مباینا واستعلت مظاہرہ
 وشرارۃ الدین والعلو الذین فعت
 اعلامہ والنندی الفیاض نراخرہ
 ولیس ہذا ببدع من مکامرہ
 ساوت اوائلہ فیہ او اخرہ
 یلقی الامور بصدہ منہ شرح
 بحر وراوۃ العظمی جواہرہ
 لرحی امور العیایا معلا نظرا
 کمثل علیاہ معدومًا لظائرہ
 والاک سیر فی تلابیرہ حکما
 تنال ما عجزت عنہ عسا کرہ

سیاستہ للعالم لا یطش بکدر صرھا
 فہو المہیب وما تخشی بوادیرہ
 لا یصدر سلطانک الا عن اشارتہ
 فالرشد لا تتعد لامصائرہ
 تجری الامور علی اقصی السردتہ
 کاخا دہک فیہ تیشا ویرہ
 وکرمقارہ فی کل مکمتہ
 انست مواردہ فیما مصادیرہ
 ففضلہا طبی الافاق اجمعہا
 کاندہ مثل قد سار بسائرہ
 فلیس یجد الا اخو حسدہ
 یری الصباح فی عشی منہ ناظرہ
 لاملک الا من ملک یدیرہ
 لاملک الا سعدان ملک یوانیرہ
 یا عزامر بہ اشتدت مضارہ
 یا حسن ملک بہ اذانت محاصرہ
 تتنی البلاد و اهلہا بما عر فوا
 ویشہد الدھر آتیہ وغایرہ
 بشری لاملہ الوصول ماملہ
 تعال الحاسدہ المقطوع دابرہ
 فالعلم قد انشرفت نورہ مطالعہ
 والجود قد اسسیت سما مواطرہ
 والناس فی بشرہ والملك فی ظفرہ
 حال علی کل عالی القدر قاہرہ
 والارض قد ملئت امناجوانہما
 بامن من خصلت فیہا سر لثرا

یہ بروباری کی سیاست ہے جسے سختی کدر نہیں کرتی،
 وہ بارعب ہے مگر اس کے غصہ سے کسی کو نقصان نہیں پہنچتا،
 تمام امور اس کے ایما سے انجام پاتے ہیں،
 اس کے کام ہدایت کے حدود سے تجاوز نہیں کرتے،
 تمام معاملات اس کے ارادے کے مطابق چلتے ہیں،
 گویا اس کا زمانہ اس بارے میں اس سے مشورہ کرتا ہے،
 سر بڑائی میں اس کے ایسے موقف میں جس میں،
 ہر ایک دوسرے سے بڑھا ہوا معلوم ہوتا ہے،
 اس کا کمال تمام ملکوں پر چھا گیا ہے،
 گویا کہ وہ کہاوت ہے جو دور دور مشہور ہو گئی ہے،
 اس کے حاسد کے سوا اس کے کمالات کا کوئی منکر نہیں،
 صبح کی روشنی دیکھ کر جس کی بصارت زایل ہوئی جاتی ہے،
 اس کے مقبوضہ ملک سے کوئی ملک بڑا نہیں،
 اس کے محکوم علاقوں سے کوئی علاقہ زیادہ خوش نصیب نہیں،
 معاملات کی مضبوطی سے اس کی عادت مشہور ہوئی،
 اور حسن تدبیر سے اس کے شہر آراستہ ہوئے،
 ملک اور اس کے باشندے اس کی تعریف میں زبان زد ہیں،
 اور ماضی و مستقبل زمانے دونوں اس کی خوبیوں کی شہادت دیتے ہیں،
 اس کے وابستہ امید کی خوش نصیبی ہے کہ وہ امید کو پہنچ گیا،
 اور اس کے حاسد کی بدبختی ہے کہ وہ ہمیشہ بد نصیب رہیگا،
 اس کے علم کے مطالع نور سے حکم کا اٹھے،
 اور اس کی سخاوت کی بدلیاں موسلا و عار برسے لگیں،
 اس کے عہد میں لوگ خوش ہیں اور ملک خوشحال ہیں،
 اور اس کی دھاک عالی قدر لوگوں پر بھی بیٹھی ہوئی ہے،
 زمین کے اطراف امن و امان سے مالا مال ہیں،
 یہ اس کی برکت ہے جس کا دل پاک ہے،

وانی ایا دیدہ من مثنی وواحدہ
 تساجل البحران فاضت نرواخرہ
 فکل یوم تلقا عوا سفہ
 کسناہ اموالہ الطولی دفاقرہ
 فمن یودی لما اولاہ من دفم
 شکر ولوان سبحانایظاہرہ
 یا ایہا العید بادیر لثم سراجہ
 فلتہا خیر ما مری تب ادیرہ
 واخیر بیان قد لقیتم ابن الحاکم علی
 عصرہ یاسر یک اور دھر تفاقیرہ
 ولی الصیام و فخر عظیمت حمتہ
 فاجر اک و افیدہ و وافرہ
 واقبل العید فاسد تقبل بد جلدہ
 واینا غیبہ قادیما عمت بشائزہ
 انیس ابو محمد عبدالمہمین حضرتی ان کی طرح کرتے ہوئے کہتے ہیں۔
 تراویحی سیرا والنیم عدیل
 والنیم طرف الصباح کلیل
 والفرج ہار خاضد الیل فاعلمت
 نشوی انہو الظیاء مذہ محول
 برقی یا علی المرتدین کمانہ
 لحار مع شریب فی السام محول
 تمزق ساجی اللیل مندہ شکرہ
 عنزق ستر النیم مندہ لصول
 تبسرتغر الروض عندہ ابتمامہ
 فاضت عیون للغام ہمول

۲۸۶۵

اس کے تہا اور مکرر احسانات بہت ہیں۔
 اور اس کی سخاوت میں دریا اس سے مسابقت کرنا چاہتے ہیں
 ہم روز اس کے انعامات پا کر اس کے مال و نعمت کے
 زمین منت ہوتے ہیں،
 اس کی نعمتوں کا شکر کوں ادا کر سکتا ہے،
 سبحان ہی کیوں نہ ہو وہ بھی عاجز آجائے
 اسے عید اس کے ہاتھوں کو جلد بوسہ دے،
 اس سے بڑھ کر بھلا کام اور کوئی نہیں ہو سکتا،
 اور فخر کر کہ تو ابن الحکیم کی ملاقات کے باعث،
 زمانے سے فخر کرنے کے باعث ہوئی،
 رمضان ختم ہو گیا اور تم نے اس کا پورا احترام کیا،
 جس کا کمال ثواب تمہارے لئے ہے،
 اب عید آئی ہے مسرت سے اس کا استقبال کرو،
 اور اس خوش آئند بہان کی آبر سے سرور ہو،
 صبح کا وقت ہے نیمہ پار معلوم ہوتی ہے،
 ستاروں کی آنکھیں بھی طبع کو کام نہیں کر رہی ہیں،
 صبح کی نہر کو اس نے عبور کیا تو ایسی سواری برآئی،
 جس میں تاریکی گھوڑے کی سپیدی کے قائم مقام ہے،
 بالائی زمین میں چمک ہے گویا،
 آسمان میں تارے چمک لگا رہے ہیں،
 اس کی چمکری نئے رات کی تاریکی کا پردہ چاک کر دیا،
 اور اس کی چمک نے بادلوں کا پردہ دور کر دیا،
 اس کی مسکراہٹ سے باغ بھی مسکرائے،
 اور بدلی کی آنکھوں سے سیلاب اشک جاری ہوا،

ومالت خصون البان نشوی کامنا
 یدار علیها من صباح ثموم
 وغذت علی تلک العصون حانث
 لمین خیف توقها وهدیل
 اذا سحوت فی لحنها ثم قد حرت
 بطیم خیف دونها وثقیل
 سقی اللہ ربعا لایزال یشوقتی
 الیدر سود ونها وطلول
 وجادر بالاکلما ذر شارق
 من الودق هتان اجش هطول
 ومالی استسقی الغام ومد معی
 سفوح علی تلک العراض همول
 وعاذلت باننا تلوم علی السری
 وتکثر من تعد الیها وتطیل
 تقول اذا کوزا فراق وعزید
 ونائی علی ما خیلت وحیل
 ذریبی اسعی للتی تکسب العلا
 سناء وتبقی الذکر وهو جمیل
 فاما ترخی من ممارسۃ الهوی
 نخیلا فخذ المشرقی نخیل
 وفوق انابیب الیراع تصعوت
 تزیبن وفی قد القنای ذبول
 لولا السری لو یجمل البدر کاملا
 ولا بات منه للسعود سنزیل
 ولولا اعتراب المنزلی طلبا لعلا
 لما کان نحو الجرد منه وصول

اور وہاں کی شاخیں ہستی میں جمو مینے لگیں،
 گویا باد صبا کی ہوائیں اس پر بار بار آرہی ہیں،
 اور ان شاخوں پر کھوتروں نے نغمہ سرائی کی،
 جو طرح طرح کے راگ گارہے ہیں،
 جب ان کے نغموں میں ڈیر و بکم ہوتا ہے،
 تو موسیقی کے خیف و ثقیل نامعلوم ہوتے ہیں،
 اللہ اس کو سیراب کرے جس کے کھنڈر
 اور آثار برابر مجھے کھینچتے رہتے ہیں۔
 اور طلوع آفتاب کے وقت برابر اس کے ٹیلوں پر
 برسنے والی بدلیوں کی بارش ہو،
 اور یہ مجھے کیا ہو گیا ہے کہ بدلیوں سے سیرابی طلب کرتا ہوں،
 حالانکہ ان کے حصول پر خود میرے آسوجاری رہا کرتے ہیں،
 ایک ملامت کرنے والی جو شب بھر ملامت کرتی رہی،
 اور ملامت میں خوب تصنع و بناوٹ سے کام لیتی تھی،
 اور کہتی تھی کہ یہ فراق و جدائی کب تک؟
 اور اس بعد و فراق کی حد کہاں تک؟
 مجھے چھوڑ دے کہ عزت و سر بلندی میں چار چاند
 لگا دوں اور اپنا نام لوح ہستی پر ثبت کر دوں،
 اگر محبت کے باعث تو مجھے خیف دیکھتی ہے،
 تو آخر مشرقی تلواروں کی دھار بھی باریک ہوتی ہے،
 اور قلم کا بالائی حصہ بھی باریک ہوتا ہے،
 اور نیزے کا قد بھی خیف اور لاغر ہوتا ہے،
 اگر شب نوری نہ ہوتی، تو بدر کامل نہ ہوتا،
 اور نہ وہ کامرانی سے ہکٹتا ہوتا،
 اگر انسان بلندی کی تلاش میں دور ہی اختیار کرے،
 تو کبھی وہ بزرگی تک نہیں پہنچ سکتا،

لو انوال ابن الحکیمہ فمخند
لا یصدع ربع البیان وهو یحیل
فزیر سہ فوق السہاک جلالہ
ولیس لہ الا الجور قبیل
من القور اما فی النذی فانہم
ھضاب واما فی النذی فسیول
ھو وانشرف العلیا ارثا وکتبہا
وطابت فروع منہم و اصول
وما جوناۃ ھطالۃ ذات ھیدب
مرتی ہاشمول مرحیف و قبول
لمہا نرجل من رعدھا و لوامع
من البرق عنہا للعیون کلول
کیا ھدیت وسط الاملاص و اسلت
شقا قہا عند الصباح فتول
باجود من کف الوزیر محمد
اذ اما توالت للنسین محول
ولاروضۃ الحسن حبیبۃ الشلا
نیم علیہا از خسر و جلیل
تداذ لیت للزھر فیما ہجار
تعطر منہا للنسیم ذیول
وفی مقل النوار للطل عبیرۃ
ترددھا اجفانہا و تحیل
باطیب من اخلاقہ العز کلما
نفاقم خطب للزمان بیول
حویت ابا عبد اللہ مناقبا

اور اگر محمد ابن الحکیم کا عطیہ نہ ہوتا
تو عزت کی منزل دیران ہوتی
ایسا وزیر جو مرتبہ میں آسمان سے بلند ہے
ستاروں کے سوا ان کا کوئی مسر نہیں
قوم کی محنتوں میں وہ سر بلند ہے
اور سخاوت میں سیلاب کی مثال ہے
انھوں نے بندی وراثت اور کوشش سے حاصل کی ہے
اور ان کے اصل و فروع دونوں اچھے ہیں
سیاہ خوب برسنے والی بدلی
جس پر شمالی اور مغربی ہواؤں نے خوب اثر کیا ہو
جس کی کڑک سے آواز ہوتی ہو اور جس کی
بجلیوں کی چمک سے آنکھیں خیر ہو جائیں
جیسا کہ نراونٹ اونٹنیوں کو دیکھ کر آواز
بلند کریں اور فرط جوش سے جھاگ نکلے
ایسی بدلی بھی وزیر محمد کے ہاتھوں سے زیادہ سخی نہیں
جب قحط پے در پے آتا ہو
اور ایسا باغ جس کی خوشبو پھیلتی ہو
جہاں ازخرو علیل بھی ہوں
جس میں کلیوں کی انگلیٹھیاں سلگ رہی ہوں
اور ان پر سے ہوا گزر رہی ہو
اور کلیوں کی آنکھوں میں شبنم کے قطرے ہوں
جو ان کی پلکوں میں گردش کر رہے ہوں
ایسا باغ بھی اس کے اعلیٰ اطلاق سے زیادہ پاکیزہ نہیں
جب زمانہ کی مصیبتیں سخت ہو جائیں
اے ابو عبد اللہ تم نے ایسی خوبیوں کو جمع کر لیا ہے

تقوت یدی من رامہا و تطول
فغرناطۃ مصر وانت خصبہا
ونائل یمناک الکرمیۃ نیل
فذاک سجال حا ولوادک العلا

بخل وھل نال العلا بخیل
تخیرک الھولی وزیراً و ناصحاً
فصکان لہ ما المراد حصول
والقی مقالید الامور مفوضاً
الیک فلم بعدل یمینک سول
وقام بحفظ العاک منک موئید
فموض با اعیاسواک کفیل
وساس الرعیامنک الشوس سل
مبید العدا للمتقین مقیل

و ابلج وقاد الحبین کا نما
علی وجنتہ للنضام میل
تیمم بالعلیا حتی کا نما
تینیۃ فی الحب او جو جمیل
لہ عزیمات لو اعیار مضاعفا
حسام لما نالت ظیما لافلون
سری ذکوا فی الخافقین فاصیۃ
الیہ قلوب العالمین مقیل
واعدی قرینہ جو دلا و ثناؤلا

جو طلب کرنے والوں کی کوششوں سے بلند تر ہیں،
غرناطہ کی مثال مہر کی ہے اور تم اس کے آباد کرنے والے ہو
اور تمہاری سخاوت کا منظر دریائے نیل ہے،
تم پر وہ لوگ قربان ہوں جنہوں نے بخل سے بلندی
حاصل کرنے کی سعی کی،

اور کیا بخل بلندی حاصل کر سکتا ہے،
آقا نے تمہیں وزیر اور ناصح مقرر کیا ہے،
اور وہ اپنے ارادے میں کامیاب ہے،
اور تمام امور کی باگ تمہارے ہاتھ میں دیدی ہے،
کوئی چیز تمہارے دست قدرت سے باہر نہیں،
اور تم نے بادشاہت کی حفاظت کے لئے تائید کرتے ہوئے
ایسے فرائض انجام دیئے جن سے اور لوگ عاجز ہیں،
اور تم نے بہادریوں کی طرح رعیتوں کا انتظام کیا،
دشمنوں کو ہلاک کرنے والے اور ساتلوں پر کرم کرنے
والے ہو،

اور وجہ یہ خوبصورت پیشانی والے ہو،
گویا تمہارے رخساروں پر سونا بہتا ہے،
تم پر سر بلندی عاشق ہے گویا کہ وہ محبت میں
بشقیہ ہے، اور تم جمیل ہو،
تمہارے ایسے ارادے ہیں کہ اگر ان کی روانی تلواریں
کو مستعار روئے دی جائے تو ان کی دھاریں کندہ ہوں،
تمہارا نام زمین و آسمان میں مشہور ہے اس لئے
دونوں جہاں کے دل تمہاری طرف مائل ہیں،
اور تمہاری بخشش کی تعریف تک میرے شعر نہیں
ہیںج سکتے،

وَصَبَّحَ فِي أَقْصَى الْبِلَادِ مَجْرُوكٌ
الْيَكُ أَيَا فُجْرًا لَوْ نَزَلَ أَرَقْلِيَّتِيهَا
بِرَحْلِي هُوَ جَاءَ الْبِنَجَاءِ ذَلُولٌ
فَلَيْتَ أَلِي لَقِيَاكَ نَاصِيَةَ الْفَلَاحِ
يَأْتِي سِرْكَابَ سَيْرِهِنْ ذَمِيلٌ
تَسْلُدُنِي سَهْمًا لِحُلِّ تَشْنِيَةِ
ضَوَامِرٍ أَشْبَاهِ الْإِثْقَاسِي مَجْرُوكٌ

اس لئے دور دراز حصوں میں معروف ہے،
اسے فخر و زاری سے تمہارے دروازے پر ایک
سخت و ہمدرد سوار ہی نے میرا کجاوا ڈال دیا ہے،
اور تمہاری ملاقات کے لئے میدانوں کو لے گیا ہے،
ایسی سواریوں پر جو تیز رفتار ہیں،
مجھے ہر سواری پر تیرنا ہی نہیں،
ایسی سخت سواریاں جو لاغری سے کمانوں کے مثل
ہو گئی تھیں،

وَقَدْ قَطَعْتَنِي لِأَضْرَحْتِي هَمَّتْ أَلِي
ذُرُوكٌ بِرَحْلِي هُوَ جَلُّ وَهَجُولٌ
فَقِيَارَتِ الْفِرَاسِي بِهِ وَسِرْكَابِي
وَلَذِمَّ قَامِلِي بِهِ وَحَسُولِي
وَقَدْ لَذتْ ذَا نَفْسٍ عَزُوفٌ وَهَمَّةٌ
عَلَيْهَا الْإِحْدَاثُ النَّمَانُ دَحُولٌ
وَتَمَوِي الْعِلَاقُ حَطِي وَتَغْرِي بَصْدَا
لِذَاكَ اعْتَرَتْهُ سَرْفَةٌ وَتَحْوَلُ
وَتَأْتِي لِي الْإِيَامِرُ الْإِسْرَاسَةُ
فَصَوْنَكُ لِي أِنْ النَّمَانُ مَدِيلٌ
فِي كُلِّ خَضُوعٍ فِي جَنَابِكَ حَزْرَةٌ
وَكُلِّ اعْتِرَافٍ قَدْ عَلَا حَمُولٌ

مجھے زمین نے دور پہنچانک دیا، اتنا کہ
مجھے سواری تیرے دربار میں لے آئی،
میں نے گھوڑے اور سواریاں وہیں باندھ دیں،
اور یہ مقام مجھے خوشگوار معلوم ہوا،
میں خود دار اور ایسی ہمت والا تھا،
جذمانے کے حوادث کا مقابلہ کر سکے،
اور میری قسمت برتری کو دوست رکھتی ہے،
اسی لئے اس پر لاغری آگئی ہے،
اور زمانہ مجھے صرف مصیبتوں میں مبتلا کرنا چاہتا ہے،
مجھے زمانے کے انقلابات سے بچا،
اس لئے کہ بہترین دربار میں جھلکنا عزت ہے،
اور تیرے سو کوئی عزت گنہامی ہے،

شاعری

ان کی شاعری معمولی ہے، اگرچہ یہ شعر کے بڑے نقاد تھے اور
صنعت نفاذ کے استعمال کرنے میں بہت ہوشیار تھے، اسی
صنعت میں ان کا وہ قصیدہ ہے، جو سلطان کی خدمت میں زندہ میں گزرا، نام تھا
اور اس وقت یہ جوان رعنا تھے، اور یہ نظم ان کی خود نوشت تحریر سے منقول ہے :-
هل الى سرد عشيات الوصال
کیا وصال کی راتیں پلٹ سکتی ہیں،

سب امداد من ضرب الجمال
 حالة يسرى بها الوهم الى
 انها ثبت برا باحتلال
 وليال ما تبقى بعد هذا
 خيرا شوقى الى تلك الليال
 اذا جمال الليل فيهما سرحي
 ونعيمي امر فيهما ووال
 ولحالات الترضى جولة
 مرحت بين قبول واقتيال
 قبوادي الخفيف خوفى مسعد
 وبالناف منى اسنى موال
 لست السنى الانس فيها ابداء
 لا ولا بالعدل فى ذاك اقبال
 وغذال قد يدالى وجهه
 فرأيت البدر فى حال الجمال
 ما امال التيه من اعطاف
 لم يكن الا على فضل اعتدال
 خصيا لحسن فما انت ترى
 بعدا للناس خطا فى الجمال
 من تسلى عن هواها فانا
 بسواه عن هوا الاخير سال
 فلئن اتعنى حسي له
 فليصم فتبت به انعم حال
 اذ لالى جيداه من قبلى

يابيه بالكل محال ہے،
 ایسی حالت جس میں وہم سے معلوم ہوتا ہے،
 کہ بیماری کے بدلے شفا ہو رہی ہے،
 ایسی راتیں کہ ان کے گزرنے کے بعد
 ان کے اشتیاق کے سوا اور کچھ باقی نہ رہ جائے گا۔
 اس لئے کہ ان راتوں میں رات کی گردش میرا چلنا تھا
 اور میری ان میں حاکم و مختار تھی،
 اور رضامندی کے حالات کی ایسی گردش ہے،
 جس کے قبول و توجہ سے میں خوش ہوا،
 وادی خیف میں میرا خوف خوش نصیب ہے،
 اور منی کے اطراف میں بہترین دوست ہے،
 میں اس کے انس کو کبھی بھولنے والا نہیں،
 اور نہ اس میں ملامت کی پروا کروں گا۔
 اور ایسی ہر نی جس کا چہرہ ظاہر ہوا،
 تو گویا میں نے بدر کمال کو دیکھا،
 تکبر نے اس کو جنبش نہیں دی تھی،
 جو بالکل اعتدال کے ساتھ تھی،
 جو حسن کے ساتھ خاص ہے، اس کے بعد
 لوگوں میں حسن کا حصہ نہیں پاؤ گے،
 کوئی اس کی محبت سے غافل ہو تو ہوا
 میں اس کی محبت چھوڑ کر دوسرے سے
 دل نہیں لگا سکتا،
 اگر مجھے اس کی محبت نے نمک کا یا ہے،
 تو میں بارہا اس کی نوازشوں سے لطف اٹھایا ہے،
 جبکہ اس کی گردن کے موتی میرے سامنے ہیں،

اور اس کے ہاں میرے دائیں اور بائیں ہیں،	ووشلحالامیثنی وشمحل
بہند نے میرے لئے بیداری چھوڑ دی ہے،	خلف النور لی السہد بہ
اور جسم دور ہو گیا، صرف خیال باقی ہے،	وتراعی الشخص لاطیف الخیال
یہ اس بادشاہ کی عمارت کے انتظامات ہیں،	اوانشادات بناء المملک الا
جو منفرد اور برتر اور بلند ہے،	وحد الاشمی انہما من المتعال
ایسا بادشاہ کہ اگر اسے فرشتہ دکھوں تو،	مک ان اقلت فسد ملک
غلط نہ ہوگا،	لہم تکن الاصحافی المقال
جس نے انصاف سے اسلام کی تائید کی،	اید الاکثر بالعدل فما
اب گمراہوں کا کوئی اثر نہ پاو گے،	ان تری سہما الا اصحاب الضلال
اس کے احسانات تمام خلقت پر عام ہیں،	ذہایا و شہرت کل الوری
اور وہ بلندیاں بھی کسی بلندیاں ہیں،	ووعال بالہما خیر معال
ایسی ہمت جو تقویٰ کے اوصاف کی عاشق ہے،	ہمہ ہامت باحوال التقی
اور ایسے صفات جو شان و شکوہ سے پر ہیں،	وصفات بالجلالات حوال
اس نے نفس کو اس کی تکمیل کے لئے وقف کر دیا ہے،	وقف النفس علی اجہادھا
روزہ نماز اور عطا یا کے ذریعہ،	بین صوم و صلاۃ و نوال
اس کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں جسے سرکشی کی سزا	اس قصیدہ میں اس قوم کا
	پہنچی تھی۔

ایسی جماعت جس نے عباد کے باعث اس کے	و فریق من عناد عاندوا
حکم کو نہ مانا اس لئے بدترین عذاب کے مستحق ہوئی۔	امراۃ فامتوجبوا سوء نکال
اسے طول اعراض نے دھوکا دیا،	عزم طول التجافی جنہم
جبکہ وہ ایک شیطان کے ہاتھ میں تھی،	مع شیطان لہم وال موال
اس کی وجہ سے زندہ اور اس کے	ولقد کانت ہم سرمد لا اح
باشندے بدترین حالت میں تھے،	الہما فی سوء تدبیر و حال
تفاق عام شیوہ تھا،	ولقد کانت النفاق مدہبیا
جو ان علاقوں میں رائج تھا،	فاشیامابین ہما تیک التلال

ما یعود الیوم الابد و ا
 بد و ا و نکیرات ثقال
 طو قوال نعمی فلما انکس و
 طو قوال عدل بذی البیض العوال
 اعتنوا جزاء ما قد اسلفوا
 فی الدنا و یعقوبہ فی المال
 یہ قصیدہ طویل ہے، اسی میں ہے :-

ایہا المولی الذی نعمنا و ک
 اعجزت عن شکرها کذہ المقال
 ہا انا نشد کم منعا
 من بدیع النظم بالسر الحلال
 فلنا العبد الذی حبکم
 لعیزک و اللہ فی قلبی و بال
 اور قت و وقتہ مالی کم
 و تو لاہا الکبیر المتعال
 اسی میں یہ شعر بھی ہیں :-

یا امیر المسلمین ہدہ
 خدمتہ تنبئی عن اصدق حال
 ہی بنت ساعترا و لیلہ
 سہلت بالحب فی ذاک الجلال
 ما علیہا اذا جادت ملحھا
 من بید الفہم یلغیھا و قال
 فی فی تادیہ الشکر لکم
 ابدابین احتفاء و احتفال
 اے مسلمانوں کے بادشاہ، یہ
 ایسی خدمت ہے جو سچائی ظاہر کرتی ہے
 ایک گھنٹہ یا ایک رات میں یہ شعر کہے گئے ہیں
 جو محبت کو اس دربار میں لے گئے ہیں
 اگر اس نے تعریف اچھی کی
 تو پھر کسی کج فہم کے اعتراضات کا خوف نہیں
 اس لئے کہ یہ تمہارا شکر یہ ادا کرنے میں
 برابر چہرے اور کوشاں رہتے ہیں

موصوف تو نس میں اپنے متعلقین کو خطاب کرتے ہوئے کہتے ہیں:-

اے نجد کی ہوا، خدا تیری عمر میں برکت دے

تو میرے شوق و محبت کی حامل بن

جب میرا حال کہنا تو اُن سے

میری محبت کے انداز سے سلام کہہ دینا

میں انھیں نہیں بھولا کیا معلوم کہ جدائی

اور بعد مسافت میں وہ مجھے بھول گئے ہوں

مجھے اُن سے ملنے کا اتنا اشتیاق ہے جیسے سامنے

جیل اور اہل نجد کا جذبہ شوق بھی بھیج ہے

اے باد صبا، جب تو ایسی قوم سے گزرے،

جن کا مسکن شیخ اور رند پر ہے

اُن پر گزرتے ہوئے اُن کا طواف کرنا

اور میرے حقوق ادا کرنا

اور ان سے کہنا کہ میں ان کی محبت میں

الگ ہوا، اس حال میں کہ سراپا اشتیاق تھا

اور اگر میرا حال پوچھیں

تو بعد اللہ مقصود کو میں پہنچ گیا

خدا کا شکر ہے کہ اُس نے نوازش سے سرفراز کیا

جس کے مقابلہ میں ہر شکر کم ہے

اور اپنے بڑے بھائی ابوالفتح ابراہیم کو ایک قصیدہ میں خطاب کرتے ہوئے

کہتے ہیں:-

لوہی کے سینوں کے اشتیاق میں اس کی یاد آئی

جس کی یاد میں انتہائی غم کو پہنچ چکا تھا

اور اُس کی پسلیوں کی آگ کی سوزش بلند ہوئی

جس کی چنگاریاں رخساروں پر نمودار ہوئیں

تجی حی باللہ یا ریح نجد

وتحمل عظیم شوقی و وجدی

واذا بثنت حالی فبلغ

من سلامی لهم علی قدر وادی

ما تناسیتهم و هل فی مغیبی

ہم نسوئی علی تطاول بعدی

بی شوق الیہم لیس یعزی

لجھیل ولا لسکان نجد

یا نسیم المصبا اذا جئت قوما

ملئف ارضہم لبشیح و رند

فلتطف عند المرور علیہم

و حقوقا لہم علی فاد

قل لہم قد غدت من وجدہم فی

حالی شوق لکل رند و رند

وان استفسر و احدیثی فانی

یا عتناء الالہ بلغت قصدی

فلاہ الحمد اذ حیاتی بلطفی

صد لا قل کل تنکر و حمد

اور اپنے بڑے بھائی ابوالفتح ابراہیم کو ایک قصیدہ میں خطاب کرتے ہوئے

کہتے ہیں:-

ذکر اللوی شوقا الی اقسامہ

فقضی اسی اوکا دمن تذکارہ

وعلا ترغیر حریق نار ضلوعہ

فرضی علی وجناستہ لبشر اسرا

لو كنت تبصر خطه في خدك
لقرات سرالوجد من اسطارة
يا عاذليه اقصر وافلربما
افضى فتايكم الى اضراسه
ان لم تعينو علي برحائه
لاتنكرو بالله خلع عذاسه
ما كان ائمه لاسرار الهوى
لو ان جند الصبر من انصاره
ما ذنبه والبين قطع قلب
اسفا واذكى الناس في اعشائه
بخل اللوى بالسائنيه وطيفهم
وحديثه ونسميه ومن اساره
يا بوق خذ رمعي وعرج باللوى
فاسفحه في باناته وعراسه
واذ القيت بها الذى يا خائنه
التي خطوط الدهر او بجواسره
فاقرأ السلام عليه قدر محبتي
فيه وترقيعي الى مقداسه
وللم بساشر اخوتي وقرابتي
من لم اكن لجوارهم بالكاسه
ما منهم الا اخ او سيد
ابد امرى دأبى على الكباسه
فاثبت لذك الحى ان اخاهم
في حفظهم على استنبصاسه

اگر تم اُس کے رخسار کے خطوط دیکھتے،
تو ان میں تمہیں راز محبت نظر آتا
اسے ملامت کرنے والو ذرا ٹھہرو
ممکن ہے کہ تمہارا عتاب نقصان رساں ہو
اگر تم اُس کی سوزش میں اس کی مدد نہ کرو
تو کم از کم اُس کی رندی و سرمستی کا گلہ نہ کرو
راز محبت کو وہ خوب نہاں رکھتا
اگر صبر کا لشکر اس کی امداد کرنا
اس کا کیا قصور ہے جب جدائی نے اُس کے دل کے
مکڑے کر دیئے
اور دل کے اندر آگ سلگادی
لوہی نے نہ صرف اپنے باشندوں کے ساتھ بخل کیا
بلکہ گفتگو، ہوا، ملاقات سب سے بخل کیا
اسے بھلی میرے آنسو لے کر لوہی میں اتر
اور اُسے وہاں کے بان اور عرار پر چھڑک
اور اگر وہاں اُس سے ملاقات ہو جائے جس کی
محبت کے طفیل مصائب برداشت کر رہا ہوں
تو میری محبت کے انداز سے اسے سلام کہنا
نیز جذبات احترام کا بھی لحاظ رہے
اور میرے عزیزوں دوستوں کے پاس بھی جانا
جن کی ہمسایگی کا میں شاک نہیں تھا
وہ سب کے سب شریف اور درست ہیں
ان کی تعظیم میں اپنا فرض خیال کرتا ہوں
خلاصہ یہ کہ تمام قبیلہ سے کہہ دینا کہ
انکا بھائی پریشان حالی کے باوجود عہد محبت کا پاس رکھتا ہے

سلطان کی فرمائش سے ایک بار موصوف نے کہا:-

الاول اصل مواصلة العقاس
 وبع عنك التخلق بالوقاس
 وقم واتخضع عندك في غزال
 يحق لمتله خلع العذام

کیا کوئی شراب کی طرح ملانے والا نہیں
 وقار اور متانت کو خیر یاد کہہ
 اٹھ اور کسی حسین کے پیچھے سرمست ہو،
 اور اس جیسے حسین کے لئے ہوش و حواس سے گزر جانا
 درست ہے

قضيب مائس من فوق دعص
 لقمم بالدحي فوق النساس
 ولاح بخلة الف ولام
 قصار معر قايين الدر اسر
 مر ماتي قاسم والسين صاد
 باشفار تنوب عن الشقار
 وقد قسمت محاسن وجنتيه
 على صدين من ماء وناس
 فذاك الماء من دمعى عليه
 وتلك النار من فرط استعاري
 عجبته له اقام بربع قبلي
 على ماشب فيه من الاوامر
 الفت المحب حتمى صاير طبعاً
 فما احتاج فيه الى ادعاس
 فمالي عن مذاهيه ذهاب
 وهذا قيه اشعاري شعاري

بالو کے تو دے پر ایک شاخ لچک رہی ہے
 جس نے دن کے اوپر تاریکی کا جامہ پہن لیا ہے
 اس کے رخسار میں الف و لام ظاہر ہوئے
 اس لئے تمام موتیوں میں وہ ممتاز ہے
 مجھے قاسم نے مارا گو یا کہ "سین" کے بجائے "صا" ہے
 اور "ہونٹ" دھار سما کام کرتے ہیں
 اور اس کے رخساروں کے محاسن
 گ اور پانی صدين میں منقسم ہیں
 پانی میرے آنسوؤں کے سبب سے ہے
 اور آگ زیادتی سوزش کے باعث ہے
 اس پر تعجب ہے کہ اس نے میرے دل کی منزل میں تمام کیا
 باوجودیکہ اس میں پیاس کی آگ سلاگ رہی ہے
 میں محبت سے اس قدر مانوس ہوا کہ فطرتیں داخل ہو گئیں
 اب اس میں کسی فکر کی ضرورت نہیں
 اب اس سے رنگاری نہیں ہے

اور یہ اشار شاہد ہیں کہ محبت میرا شعار ہے

علامہ ابن رشید نے مل العیبہ میں لکھا ہے کہ جب ہم شہدہ میں مدینہ
 آئے اور ہمارے ساتھ وزیر ابو عبد اللہ ابن ابوالقاسم الحکیم تھے اور انکی آنکھیں
 خراب تھیں جب ہم ذوالخليفة کے قریب پہنچے تو سوار یوں سے اتر گئے اور

قرب مکان کے باعث آتش شوق تیز ہوتی گئی، تو وہ بھی اتر گئے، اور ان آثار مقدسہ اور صاحب طیبہ کے احترام و اجال کے خیال سے پیادہ چلنے لگے، پیدل چلنا تھا کہ آنکھیں شفا یاب معلوم ہونے لگیں، اس موقع پر آنکھوں نے یہ شعر سنا ہے:-

ولما رأینا من ربوع حیدینا
بیترب اعلاما اثن لنا الحیا
وبالترب منها اذ کحلنا جفوننا
شغینا فلا یسنا نعان ولا کربا
وحین تبدی للعیون جمالها
ومن بعد ہا عنا ادیت لنا قسبا
نزلنا عن الاکواہر تمشی کرامتہ
ولمن حل فیہا ان نلور بہ ساکیا
جب ہم نے دیار محبوب کے
آثار شریب دیکھے تو جذبات براگیتہ ہو گئے،
اور جب ہم نے اُس خاک پاک کا سرمہ لگا یا تو
شفا پا گئے، اور کوئی خوف نہیں رہا،
اور جب آنکھوں کو اُس کا جمال نظر آیا،
اور دوری کے بعد قربت معلوم ہوئی،
تو ہم سواریوں سے اتر پڑے اور احترام
کے خیال سے پیادہ چلنے لگے، ایسا نہ ہو کہ اُسکے
رہنے والے سے سواریاں،

۲۹۴

نسح سجال الدمع فی عرصاتہا
ونلث من حب لو اطئ الزبا
وان بقائی دونہ لخصا سرتا
ولو ان کفی عملا الشرق والغربا
فیا عجا من یحب بزعمہ
یقیم مع الدعوی لستعمل الکتابا
وہالات مثلی لا تقد کثیرا
وبعدی عن المختار اعظمها ذنبا
ہم اُس کے میدانوں میں آنسو بہاتے تھے،
اور اُس پر چلنے والے کی محبت میں خاک کو
بوسہ دیتے تھے،
اور ہمارا اُس سے الگ رہنا نقصان تھا،
اگرچہ مشرق و مغرب کی دولت کیوں نہ ہاتھ آجاتی،
اُس شخص سے کس قدر تعجب ہے جو ادعاے محبت
رکھتا ہے،

پھر دعا و خطوط پر اکتفا کرتا ہے،
اور میرے گناہ کثرت کے باعث شمار نہیں ہو سکتے،
اور سب سے بڑا گناہ سرور عالم سے دور رہنا ہے،
اور ان کے منظومات سے یہ شعر بھی ہیں:-

اسے یہ متنبی کا مشہور شعر ہے،

عقل اور اس کے علامات کس قدر اچھے ہیں	ما حسن العقل و آسا سرا
اگر انسان ایذا کو اختیار کرے	لو کانم الانسان ايشا سرا
جو ان عقل سے نفس کی حفاظت کرتا ہے	يعصون بالعقل الفتي نفسه
جس طرح شریف آدمی اپنے راز کی حفاظت کرتا ہے	كما يعصون الحسرا سرا
خصوصاً اگر سفر میں ہو	لا سيما ان كان في غرابه
تو اپنا مرتبہ جاننے کا محتاج ہوتا ہے	يجتاج ان يعرف مقدا سرا
سے یہ شعر بھی ہیں :-	بئرم حرم کے منظومات
ہیں کبھی پریشان ہوتا ہوں تو مجھے	التي لا عسا احيانا فيلحقني
اللہ کی جانب سے آرام مل جاتا ہے اور مصیبت	يسر من الله ان العسر قد نرا
زائل ہو جاتی ہے	ذائل ہو جاتی ہے
ذیر البشر ایک مستند حدیث میں ارشاد فرماتے ہیں	يقول خير الوصري في سنة ثبتت
کہ عین کرو اور خدا کی جانب سے کسی کا خوف نہ کرو	انفق ولا تخش من ذي العرش الا لا
اور کہتے ہیں :-	يدان کا بہتر شعر ہے
میں نے اپنی زندگی عراق میں گم کر دی، اور جو	فقدت عياني بالعراق ومن عدا
اپنے محبوب سے جدا ہوا، وہ گم ہو گیا	بمال نومي من يوجب نقلا نقلا
اور ديار محبوب سے دوری کے باعث	ومن اجل يدي من ديار الفتها
میرے دل کی دوزخ سلگ اٹھی	تعميم نواذی قد التلعي و قد و قد
اور بیان کیا جاتا ہے کہ ذوالوزارین موصوف فقیہ، ادیب ابن ابی بدین کے	اور بیان کیا جاتا ہے کہ ذوالوزارین موصوف فقیہ، ادیب ابن ابی بدین کے
پہلے تو ابن بدین نے انہیں یہ شعر سنائے :-	لم يأتوا ابن بدین نے انہیں یہ شعر سنائے :-
ملنے سے پیشتر میں صرف سن کر تمہارا عاشق ہو گیا	عشقتكمو بالسمع قبل لقاكمو
اور سچ تو یہ ہے کہ انسان کی قوتِ سامعہ بھی آنکھوں کی طرح	و سمع الفتي بهوى لعمري كطرفه
صحت کرتی ہے	صحت کرتی ہے
اور ہنشین کی بلونے مجھ تمہارا مشتاق بنا دیا	وحبيني ذكر الجليس اليكمو
اور ملنے کے بعد تمہیں پہلے سے بڑھ کر پایا	فاما التقينا كنا نعرفونك وصفه
تو ذوالوزارین ابن الحکیم نے یہ شعر پڑھے :-	تو ذوالوزارین ابن الحکیم نے یہ شعر پڑھے :-

مازلت اسمع عن علیاک محل سنی
ابھی من الشمس او اجلی من القمر
میں تمہاری بڑائی کے متعلق ہر تعریف سناتا رہا،
میں نے تم کو آفتاب سے زیادہ باوقار اور چاند سے زیادہ
روشن پایا،

حتیٰ سرائی بصری فوق الذی سمعت
اذنی فوق بین السمع والبصر
یہاں تک کہ میری آنکھوں نے اس سے زیادہ دیکھا،
جتنا کانوں نے سنا تھا، کان اور آنکھوں میں تو اذن ہو گیا
اور ان کی نظم سے یہ چند شعر بھی ہیں جو کانوں پر لکھے جاتے ہیں۔

انا عداۃ للذین فی ید من عدا
لله منتصرا علی اعدائہ
احکى الملل واسمى فی جہما
لمن اعتدی تحکی نجوم سمائہ
قد جاء فی القرآن انی عدا
اذن ص خیر الخلق محکم آید
واذا العدا واصابہ سمی فقد
سبق القضاء ہما کھ وفتائہ
میں اُس کے ہاتھ میں دین کا آلہ ہوں،
جو اللہ کے لئے دشمنوں کا مقابلہ کرتا ہے،
میں ہلال کے مشابہ ہوں اور میرے تیر
دشمنوں کے مارنے میں آسمان کے ستاروں کے مثل میں،
قرآن میں آیا ہے کہ میں دشمنوں کے مقابلہ کا سامان ہوں،
جبکہ خیر البشر (میں) نے آیت کی یہی تفسیر کی،
اور جب دشمن کو میرا تیر لگتا ہے تو قضا
اُس کی ہلاکت کا پہلے فیصلہ کر لیتی ہے،

اور ان کی توجیح کا ایک نمونہ ان کے صاحبزادے کی کتاب اللواری المستعدۃ
سے منقول ہے، "وادعی آتش" میں فقیہ طریفی تھے، انھوں نے میرے والد ابو جعفر
ابن داؤد کے ممتاز خاص کے پاس "س" کے قافیہ پر ایک قصیدہ لکھ کر بھیجا جس میں
انھوں نے اپنے شہر کے حاکم ابوالقاسم بن حسان کی شکایت کی، اسی قصیدہ میں یہ
شعر بھی تھے۔

یا صنی ابی العباس کیف تری
وانت کیس من فیہا من کیا س
ولو ان کان من ترقصون بہ
اسے ابو العباس کے دوست تمہارا کیا خیال ہے،
حالانکہ تم بہت ہوشیار اور عقلمند ہو،
اسے والی بناؤ اگر وہ تمہارے مقرب بارگاہ لوگوں
میں سے ہو،

فقد دنا القمع للاشراف فی فاس
اور اسی قصیدہ میں ذوالوزارین کا ذکر بھی اس شعر میں ہے۔

للشرق فضل فمنه اشراقت شہب

من نورہم اقبسونا کل مقیاس

تو مرحوم نے اس پر ان اشعار میں توفیق کی :-

ان افرت با بن حسان غواث لہ

فلا مرکیو لا ثوب الذل والیاس

وان تزل بہ فی جوہرہ قلم

کان الجزاء لہ ضربا علی الراس

فقد اقامتی المولیٰ بنعمتہ

لبت احکامہ بالعدل فی الناس

انشار

وزیر ابو عبد اللہ کی انشا شعر سے بلند ہے، ان کا ایک خط

درج کیا جاتا ہے جو انہوں نے شہر قیباطہ کی فتح پر لکھا تھا۔

امیر کی جانب سے اللہ اُس کی تائید اور مدد کرے، اور اپنی مرضی پر عمل کی

توفیق دے، تاکہ جہاد کا علم بلند کرے، اُس کے فرزند کی طرف سے جسے ہم محبت اور

خوشنودی سے سرفراز کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ اُسے اچھے خصائل اور

اعلیٰ عادات سے آراستہ کرے، فرزند شریف، بہادر، نیک بخت محمد کی طرف، اللہ

اُس کی سعادت مندی کی تکمیل کرے اور توفیق سے اُس کی ہدایت کرے، اور اُسے

فتح کی خوشخبری دے، تاکہ دین الہی کی مدد کی آرزو بر آئے،

اُس اللہ کی حمد کے بعد جس نے جہاد فی سبیل اللہ کو بہترین اعمال سے

نثار کیا اور ثواب و اجر کے وعدوں سے اس کی ترغیب دی اور فرمایا کہ (یا ایہا النبی

حوض المومنین علی القتال) اے نبی مسلمانوں کو قتال پر آمادہ کرو، تاکہ یقین دلائے کہ

اُس کے دوستوں کی چھوٹی جماعت دشمنوں کی بڑی تعداد پر غالب آئے گی اور اپنے اس قول

(ولینصرن اللہ من ینصرہ) میں اپنے وعدوں کی تکمیل کر کے دین اسلام

کی حمایت کی، مخالفین کے اس گمان کے باوجود کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لشکر کو رسوا

کر کے انہیں رسوا کیا،

اور درود و سلام ہو اُس کے برگزیدہ بنی اور رسول ابرحق پر جو مخلوق کو راہ حق کی

ہدایت کے لئے مبعوث کئے گئے تھے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ "قالوا الذین یلو تکفرون من الکفار" (اے آپس پاس کے کفار کو قتل کرو) اس بات پر آمادہ کرنے کیلئے کہ نور ہدایت سے گمراہی کی تاریکی کا فور ہو جائے اور اللہ کی رحمت آل اطہار اور صحابہ کرام پر ہو جو کفار پر سخت تھے اور جنہوں نے دین کی خاطر عزم کی تلوار بے نیام کر دی اور مشرق و مغرب کے کنارے فتح کر لئے، یہاں تک کہ اسلام تمام روئے زمین پر پھیل گیا، ہم نے یہ تمہیں لکھا۔ اللہ تمہیں ایسی خوشخبریاں سنائے جن سے حالات بدل جائیں اور تمہیں فتح کی ایسی خبریں ملیں جن سے امید کے اطراف سعادت و اقبال سے چمک اٹھیں، ہم نے تمہیں یہ خطیفیجا طہ سے لکھا ہے، اس حال میں کہ توکل علی اللہ کے برکات کرشمہ ربانی کے عجیب مظاہر دکھا رہے ہیں اور فتح و نصرت کے پختہ پھل مل رہے ہیں اور فتح کے گھاٹ ہمارے قبضہ میں آ رہے ہیں ہم انکے شیریں چشموں پر اترتے ہیں اور اس اللہ کی تعریف جس نے ہمیں اسکی ہدایت کی کہ ہم اس کا پر تلہ پہنیں اور اس کے گھوڑے پر سوار ہوں اور گم شدہ حاجتوں کی مطلب بر آری کریں تا آنکہ دین حنیفی اس اندلسی جزیرہ کے ہر حصہ میں پھیل گیا اور ہر خاص و عام مسلمانوں کو معلوم ہو گیا، اور تمام اطراف میں صبح درختوں کی طرح نمایاں ہو گیا، کہ ہم اللہ کا نام بلند کرنے کے لئے برابر کوشش کرتے رہیں اور رضائے الہی حاصل کرنے کے لئے جان و مال کی بازی لگاتے رہے ہیں اور ہم نے مدد اور کوشش میں کوتاہی نہیں کی، اور ہر ممکن مدد سے بھی دریغ نہ کیا، اور صرف خطوط اور زبانی خرچ پر اکتفا نہیں کیا اور اسلام کی فتح کی امیدیں مال اور زمین سے بخل نہیں کیا اور اللہ کی عنایت سے ہم نے فریضہ جہاد کی ذمہ داری اپنے سر لے لی پھر دعوت پر لبیک کہنے میں اتنی تاخیر بھی نہیں ہوئی جتنی پرندہ کے پانی پیے ہیں اور خدا کی مرضی یہی تھی کہ جزیرہ کی فتح کا سہرا کسی اور کے سر نہ بندھے، اور اسکے تمام مفاخر اسی کے لئے ہوں جس نے اپنا ظاہر اور خفی اللہ کے لئے وقف کر دیا اور جبکہ اسلام اس مغربی جزیرے میں دشمنوں کے سامنے سرنگوں ہو گیا تھا اور مسلمان کسی سخت حادثہ کا انتظار کرنے لگے تھے، ہم نے اللہ کے اعتماد پر عزم کیا اور بت پرستوں کے مقابلہ میں گمراہت باندھ لی اور اللہ تعالیٰ کے فرمان (والفقونی سبیل اللہ)

۲۹

پورے طور سے عمل پیرا ہو گئے، تو اللہ نے پے در پے خوشخبریوں سے مدد کی، اور ایسی کامیابیاں میسر آئیں جن میں خلوص نیت کے بدلے کسی سپاہ کی ضرورت نہیں تھی اور ہم نے سب سالار اور افسروں کو اتنا مال فہمیت دیا کہ اُس کا شہرہ دور دور پھیل گیا، اور اگر اللہ کی نعمتوں کا شمار کرو تو تم شمار نہ کر سکو گئے پھر کس طرح کوئی اُسے شمار کر سکتا ہے؟ اور جبکہ عنایت خداوندی سے شاہد کامیابی کا چہرہ نمودار ہوا اور کامرانی کی لپٹ ہم تک آئی ہم نے اللہ سے خود جہاد کرنے کے لئے استخارہ کیا اور اسی سے رائے طلب کی جاسکتی ہے اور ہم نے اپنے قریب عالموں کو جہاد پر آمادہ کیا اور جب لشکر اور رضا کار جہاد کے لئے آمادہ ہو گئے اور خدا کی اطاعت کی خاطر سب مجتمع ہو گئے تو ہم اُن کو لے کر نکلے اس حال میں کہ اللہ تعالیٰ کی مدد بہترین رہنما تھی اور تائید ایزدی موہوم امیدوں کو پورا کرنے کی امید دلا رہی تھی اور ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے تھے کہ ہمیں رضا اور مقبولیت کے راستے پر چلائے اور ایسا راستہ دکھائے جس سے ہماری آرزوئیں برآئیں یہاں تک کہ دوسرے روز اتوار کی شام کو مقبرہ حصن اللعرب میں اترے اور تمام قابل اعتماد مشیروں سے جنگ کے لئے مشورہ کیا تو قوتوں صواب و کامرانی یہ رائے معلوم ہوئی کہ فتح کی آسانی کے خیال سے قبائل کا قصد کیا جائے کہ وہیں آرزوؤں کی صبح سعادت نمودار ہو چنانچہ ہم اسی فوج کے ساتھ چلے جس کا عیار آسمان تک پہنچتا تھا اور جس کی کثرت کے باعث بڑے بڑے میدان تنگ معلوم ہوتے تھے اور اُس کے کامیوں اور مددگاروں کو دیکھ کر اسلام کی آنکھیں ٹھنڈی ہو رہی تھیں اور اُن کا استقلال ہزم کے بازو پر سوار ہو کر کفار کی روہیں قبض کرنے کے لئے روانہ ہوا تھا جب ہم وادی بانہ کے قریب پہنچے تو وہاں اتر پڑے تاکہ گھوڑے سستالیں اور جنگ کی تیاری کی جائے اور مسلمانوں نے راتیں اس حال میں بسر کیں کہ اللہ سے فتح و کامرانی کی دعائیں کرتے تھے اور جب صبح ظاہر ہوئی اور شہ غادر بلند ہوا ہم سوار ہوئے اس شان سے کہ فوجیں صف آرا تھیں اور تلواریں نیاموں سے نکلنے کے لئے بیقرار تھیں اور مجاہد دوستوں کا منظر نظر آنے لگا جب وہاں پہنچے دیکھا کہ ہمارے آدمی سبقت کر چکے ہیں اور دشمنوں کی عزت و برتری کا پردہ تار تار ہو چکا ہے اور اُن کے جان و مال کو فنا کا پیغام دیکھنے میں

دوستوں نے قتال کی طرف سبقت کی اور نیزوں کے پھلوں کے ذریعہ انھیں تحفہ میں موت دی اور ان کے لشکروں کو تیروں سے مارا اور موت کے درختوں کو کاٹ ڈالا جب انھوں نے ایسا عظیم الشان لشکر دیکھا جس کے مقابلہ کی تاب ان میں نہیں تھی تو وہ بھاگ کھڑے ہوئے اور ملک اور اس کی نشانیوں کو الوداع کہہ دیا اور مسلمان پہلے شہر کے مالک ہو گئے، اور پھر مسلمان یلغار کرتے ہوئے دوسرے شہر تک جا پہنچے اس حال میں کہ دشمنوں کی شہر پناہ منتخب بہادروں سے آراستہ تھی، اور اس میں قابل اعتماد سپاہ جمع تھی مسلمانوں نے ایسا حملہ کیا جس سے انھیں جنگ کا مزامل گیا ہو گا، اور ان کی روحوں کو بدبختی کے گڑھے میں گرا دیا، اور مال غنیمت سے ایسی بے اعتنائی برتی جس سے دشمن سمجھے کہ اسلام کے نام لیوا دفاع اور جہاد کے موقعوں پر جان و مال کی پروا نہیں کرتے، اور خدا کی رضامندی اور اطاعت کے سوا ان کا کوئی مقصد نہیں ہوتا، اور مسلمانوں کی ایک جماعت شہر کے دروازہ کو نذر آتش کرنے کے لئے آگے بڑھی، اور غباروں کے آسمان کے زیر سایہ دھوئوں کا آسمان آباد کر دیا، اور عیسائی شیطانوں کو ان آسمانوں کے شہاب سے مارنے لگے، اللہ نے عیسائیوں کو شکست دی، اور انھوں نے راہ فرار اختیار کی، اور اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا، تو انھوں نے شہر پناہ اور برجیوں کو خالی کر دیا، اور مسلمان شہر اسلام کا اعلان کرتے ہوئے ان پر چڑھ گئے اور ان پر سرخ جھنڈے نصب کر دئے، ایسا معلوم ہوا کہ کامرانی کے آسمان میں ستارے نکل آئے ہوں جو مقصد برآری کی خوشخبری دیا کرتے ہیں، شہر میں داخل ہونے کے بعد مجاہدین کو سامان حرب اور پیشیا رسا ملے پھر کیا تھا، جیب و دامن کو پُر کیا اور آرزو میں برآئیں، اور تمام گمراہ اور کجروا شناسیے تلوار کے گھاٹ اتار دئے گئے، اور عیسائیوں نے قلعہ میں پناہ لی، اور اس کے استحکام و بلندی کی وجہ سے ان کا خیال تھا کہ ہدایت کا نور ان کے ہاں نہیں پہنچ سکتا، ہم نے طے کیا کہ لوگ شہر پناہ اور برجیوں پر چڑھ جائیں، اور پناہ گزینیوں کا سخت محاصرہ کیا جائے، اور رات بھر تہایت سختی کے ساتھ ان کی نگرانی کی جائے، اور ہم فتحیاب لشکر کے ساتھ آرام و آسائش کے ساتھ رہے، جب صبح کی روشنی بلند ہوئی،

اور شہ فاور اپنی تابناکیوں کے ساتھ افق پر نمودار ہوا، ہم نے محاصرہ کے لئے صف آرائی کا حکم دیا اور ہر جماعت کے لئے حلقہ معین کر دیا کہ سب اپنی سمت میں ٹوٹ کر حملہ کریں، اس تدبیر سے مسلمان غالب آئے، جو کافروں کے حاشیہ خیال میں بھی نہیں آیا تھا، اور انھیں موت کے تلخ گھونٹ پینے پر مجبور کیا، مگر لغار اسکے باوجود صابر نظر آئے، اس خیال سے کہ صلیب کے سامنے عذر کر سکیں، مگر جب انھوں نے ہمارے جوش و خروش کا یہ انداز دیکھا اور مسلمان جنگ میں آگے بڑھ بڑھ کر اپنی بہادری اور صبر کا ثبوت دیتے رہے تو ان کے قدم اکھڑ گئے اور پتھروں کی چمک نے انھیں مڑوب کر دیا، اور اپنے کو ہلاکت میں دیکھ کر پناہ مانگنے لگے، جیسے کہ ڈوبنے والا ہلاکت کے خوف سے ساحل کا رخ کرے، اور ان کا سردار جان خطرہ میں ڈال کر اس طرح التجا کرنے لگا کہ ہلاکت کے بعد اُسے زندگی کی آس ہو گئی ہو، اور شرط کی کہ قلعہ پر ہمارا قبضہ ہو جائے گا، اور اپنے تمام ملکوں کے ساتھ بطبع رہیگا، پہلے ہم نے منظوری میں ٹال مٹول کیا، اور اُس کی درخواست کو شرف قبولیت بخشنے کا موقع نہیں دیا، بالآخر نقشہ جنگ نے اُسے اطاعت پر مجبور کیا اور امن کی شرط پر ہمارے تمام مطالبات پورا کرنے کا وعدہ کیا، تو ہم نے اُس کا مطالبہ ان شرائط کے ساتھ منظور کیا، جو اب مسلمانوں کو نصیب نہیں، اور خدا عزوجل کی عنایت کے کرشمے ہر جگہ کار فرما رہے، اور جب اُس کی شرطیں پوری ہو گئیں اور وفادار اطاعت کی نشانیاں ظاہر ہوئیں، تو ہم قلعہ میں داخل ہوئے (اللہ اُس کی حفاظت کرے) اس حال میں کہ ہتھیار کی ضرورت نہیں تھی، جیسے صبح کی روشنی میں چراغ کی ضرورت نہیں ہوتی، اور اُس کی برجیوں پر سرخ جھنڈے بلند کر دئے گئے، جو اطاعت و انقیاد کی دلیل تھے، اور اسی وقت ہم نے با اعتماد لوگوں کو قلعہ پر قبضہ کرنے کیلئے بھیجا، جو وہاں سے شرک کی برائیاں زائل کر دیں، اللہ کا شکر ہے، اس نعمت پر جس نے دلوں کو مسرت سے لبریز کر دیا ہے، اور جس کی عنایت سے تملیف کا جھنڈا سرنگوں اور توحید کا علم سر بلند ہو گیا، اور دین حنیفی کو دشمنوں پر غلبہ عطا کیا، اور اس عظیم الشان اور نمایاں فتح کی یاد ہمیشہ باقی رہے گی، اور

اللہ سے دعا ہے کہ اس کے بعد اس سے زیادہ کامیابیاں نصیب کرے، اور ہمیں اسلام کی عزت و شان نمایاں کرنے کی توفیق دے کہ مخالفین سر اطاعت خم کرنے پر مجبور ہوں، تم اس مبارک فتح سے مسرور ہو کر لوگوں کو خوشخبری دو، اور اللہ کا شکر ادا کرو، ہم نے یہ تمہیں اس حال میں لکھا، کہ ہم کفار سے جہاد کے ارادہ پر قائم ہیں، اور انہیں ضرر اور تکلیف پہنچانے کا عزم باقی ہے، اور مسلمان (خدا انہیں غالب کرے) بلا دکن میں حملے کو رہتے ہیں، اور پست و بلند کو فتح کر رہے ہیں، قتل و حبس کا سلسلہ بھی جاری ہے، جہاں اترتے ہیں تلوار اور آگ کی کار فرمایاں بھی ہوتی ہیں۔

وزیر ابو عبد اللہ کی نثر کا نمونہ جو ایک اجازت نامہ کا آخری حصہ ہے،

درج کیا جاتا ہے :-

”میں اُس کے حسن عقیدت پر چلتا ہوں، اور اس باب میں اُس کی تمنائے دلی پوری کرتا ہوں، اس طرح پر کہ اُسے اور اُس کے دونوں بیٹوں (اللہ ان سے اُس کی آنکھیں ٹھنڈی کرے) کو اپنے تمام متقولات اور علم کی اجازت دی اور وہ اپنے بہترین علم سے محلات کی تفصیل خود کر لیں گے، میں نے انہیں سب کی اجازت دی، اور اللہ بزرگ و برتر سے دعا ہے کہ ہمارے اعمال اپنی رضا کے لئے خالص اور اپنی رضامندی کے لئے وقف کرے، یہ محمد بن عبد الرحمن بن الحکیم نے لکھا ہے، اس حال میں کہ اللہ کی حمد اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود و سلام اس کی زبان پر ہیں۔“

وفات وزیر ابو عبد اللہ نے صبح کو قتل کر دیے گئے، اور یہ جب کہ اُن کے سلطان معزول ہوئے، اور اُن کے گھر پر خلافت کا ہجوم

نقا، فتنہ پردازوں نے یہ ترکیب اس لئے کی تھی کہ کہیں کام تمام کرنے سے پہلے نہ پکڑ لئے جائیں، اس طرح ان کا بے شمار مال و اسباب تلف ہوا جس میں قیمتی کتابیں، سامان آرائش، فرش، برتن، ہتھیار وغیرہ سب چیزیں شامل تھیں، اور ان کے دشمنوں نے حقوق کا بھی خیال نہ کیا اور ان کے قتل میں حد سے تجاوز کر کے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دئے (اللہ ہمیں یہی موت سے بچائے) اور ہتھیاروں پر گھسیٹا، یہاں تک کہ لاش ضائع ہو گئی، اور

مدفون نہ ہو سکے، اور اس سلسلہ میں شرمناک حرکات کا ارتکاب کیا گیا، ہمارے استاد ابو بکر بن شیخوں نے بھی وزیر ابو عبد اللہ کا مرتبہ لکھا ہے جو درج کیا جاتا ہے۔

سقی اللہ اشلاء کومن علی البلی
وما غص من مقدار ما حدث البلاء
وما شجانی ان اھین مکانھا
واھل قدر ما عھدنا لا مھملا
الا اضع بہا یا دھر ما انت صانع
فما آنت الاعیادھا المتذلل
سفلت دما کان الرقوع نوالہ
لقد جئتما شتعاء فاعجتہ الملا
بکنی سبتی انما رقی العین مطرق
عدا فخلانی عیہ متوعلا
لمتع قتیل القوم فی یوم عیدہ
قتیل تیکبہ المکاسم والعل
الا ان یوم ابن الحکیم لمثکل
فوادی فہا ینفک ما عشت مشکلا
فقد ناہ فی یوم اغر نجبل
فنبی المشر نلقاہ اغر نجبلا
سمت نحوہ الا یام وهو عیدھا
فلم تشکر النعی ولم تحفظ الوکلا
تعا ورات الاسیان مندھملا
لرمیا سما فرق السماکین مرحبلا
وخانتہ جبل فی الطواف بہرست
فناء بعدہ للعلوم تحملا
وجدل لہم یحضر فی الحی ناصر

انڈان اعضا کو سیراب کرے جو بوسیدگی کے باوجود محترم ہیں
اور حادثات نے ان کا مرتبہ کم نہیں کیا
مجھے اس چیز نے فکین کیا کہ انکے مرتبہ کی توہین کروں
اور جس کو مہمل سمجھا ہے اس کا مرتبہ مہمل مچھوڑ دوں
اے زمانے جو تیرے جی میں آئے، کر
تو بہر حال مرحوم کا مطیع و غلام تھا
تو نے ایسا خون بہایا جس کا عطیہ خون کا روکنا تھا
بیشک تو نے یہ حادثہ انتہائی برا کیا ہے
ایک سبتی نیلی آنکھوں والے کے ہاتھوں سے
جو اپنی کج روی میں حد سے آگے بڑھ گیا
کیا خوب اعیاد کے دن وہ شہید ہوا
جو عید کو شرف و بلندی کا ماتم کرنے پر مجبور کرے
ہاں سوز، کہ ابن الحکیم کا حادثہ دل کو پاش پاش
کر دینے والا ہے اب زندگی بھر یہ دل اس طرح رہے گا
ہم نے اُسے عشرت و شہرت کے دن گم کیا
اب پھر قیامت میں معزز و ممتاز دیکھیں گے
زمانہ نے اُس کے دربار کا رخ کیا چونکہ وہ اسکا سردار تھا
مگر اُس نے شکر ادا کیا نہ پاس عہد رکھا
تلواروں نے اُس شخص کا کام تمام کیا، جو
مدوح و شریف تھا، اور جس کا مرتبہ آسمان سے بلند تھا
اور طواف میں اُسکے ایک پاؤں نے ساتھ نہ دیا
تو اُس نے علوم کے لئے اپنا سینہ وقف کر دیا
اور مرحوم زمین پر اس وقت گرائے گئے جبکہ قبیلے کا کوئی عہدکار نہیں
ہو جو دن تھا

فمن مبلغ الاحياء ان مملہلا
 يد الله في ذاك الاديم صرقا
 تبارك ما هيت جنوبا و شمالا
 من حزني ان لست اعرف ملحد
 له قارى للذنب منه مقبلا
 و يدك يا من قد خدا شامتا به
 فبا الاصس ما كان العاد المؤمنلا
 و كنانغادي اونز و اح يا به
 و قد ظل في اوج العلامتوقلا
 ذكرنا لا يومنا فاستهمت جفوننا
 يد مع اذا ما الحل العام اخضلا
 و ما نرج منه الحزن طول باعتبارنا
 و لعندنا ما ذامتهما كان اطولا
 و هاج لنا شجواتنا كرمجلس
 له كان يمدى الحى و الملائكى
 به كانت الدنيا توخر مد برا
 من الناس حتما و تقدم مقبلا
 لتبكيون الباقيات على فتى
 كيم اذا ما اسبغ العرف اجنلا
 على خادم الاثار تتلى صحائفها
 على حامل القرآن يتلى مفصلا
 على عند الملك الذى قد تفضوت
 مكارم في الامم مسك و مندلا
 على قاسم الاموال فينا على الذى
 و ضمنا ليد كل اصم على عسلا

پھر کون پہلے کے جیسے واقعے کی خیر قبیلے والوں کو پہنچائے گا،
 دست الہی اس شہید کی کھال کے ٹکڑوں پر برکت نازل فرماتا رہے
 جب تک جنوبی اور شمالی ہوائیں چلتی رہیں
 ان پر زیادہ غم اس لئے ہے کہ ان کی
 قبر بھی نہیں جس کی خاک آنکھوں سے لگاؤں
 اے طعن کرنے والے نور اٹھہر جا
 کیا وہ کل ہماری امیروں کا مرکز نہیں تھا
 اور ہم اس کے دروازہ پر صبح و شام نہیں آتے جاتے تھے
 اور وہ بلندی کے مرتبوں پر فائز تھا
 ایک روز اسکی یاد آئی تو ایسے آنسو بہ آئے
 جو قحط سالی کے سال سیرابی کے لئے کافی ہوں
 اور غم نے اس میں ہماری عبرت انگیزی کی آمیزش کر دی تھی
 اور نہیں جان سکے کہ کون زیادہ طویل تھا
 اور ایک مجلس کی یاد نے میرا غم بجا دیا
 جس سے اہل قبیلہ اور مخلوق نے ہدایت پائی تھی
 اسی کے ذریعہ دنیا کسی کو پیچھے کرتی تھی
 یا کسی کو آگے بڑھاتی تھی
 رونے والیوں کو اس شریف آدمی پر رونا چاہئے
 جو خوب بھر پور عطیہ دیا کرتا تھا
 حدیثوں کے خادم پر صحاح کی تلاوت کرنی چاہئے
 اور حامل قرآن پر قرآن خوانی ضرور ہی ہے
 اور حکومت کے دست راست پر جس کے فضائل
 کی خوشبو اطراف و اکناف میں پھیل چکی ہے
 مال و متاع کی تقسیم کرنیوالے پر اور اس پر
 جو ہماری تمام مشقت و رنج کا دور کرنے والا تھا

۳۰۳

وانی لنا من بعد لا متعطل
وما كان في حاجاتنا متعطل
الاي اتيه العري يا كامل العلا
يمينا لقد غارت حزنا موثلا
يسوء المصلي ان هلكت وام تقم
عليك صلوة فيه يشهد لا الملا
وذاك لان الامر فيه شهادة
وسنتهما محفوظا لن تبدل لا
فيا ايها المييت الكريم الذي قضى
سعيدا احميدا فاضلا ومفضلا
لترتلك من رب السماء شهيدا
تلاقي بشري وجهك المتهدلا
من تيتك عن حب ثوى في جوانحي
فما ودع القلب العميد وما قلا
ويا رب من اوليته منك نعمه
وانت له ذخرا عتيدا وموثلا
تناسا حتى ماتت بسبب الله
ولم يدكر ذاك الندى والتفضلا
يوالض في مشواك كل عشية
ضيق شواء او قد يد امعجلا
لحي الله من يئسى الا ذمترافضا
ويد هل ماما اصبح الامر مشكلا
حنانياك يا بدم الهدى فلتشدا
تركت بدوس الافق بعدك افلا
وكنت لامالي حيا آهنيئة

اُس کے بعد ہمیں دلاسا دینے والا کون ملے گا،
وہ ہماری ضرورتوں میں لیت وعل نہیں کرتا تھا،
اے کم عمر والے، اے بلند مرتبہ والے،
تم ہمارے دلوں میں گہرا زخم چھوڑ گئے،
نمازی اس لئے کبیدہ خاطر میں کہ تم نے رحلت کی،
اور تمہاری نماز نہیں پڑھی گئی جس میں وہ حاضر ہوتے،
اور یہ اس لئے کہ وہ شہید ہوئے،
اور شہادت کی سنت اب تک بلا تغیر محفوظ ہے،
اے وہ شریف مرنے والے، جس نے اپنی زندگی
کا مرانی و حسن قبول اور علم و فضل کے ساتھ ختم کی،
خدا کی جانب سے تمہیں یہ شہادت مبارک ہو،
جو تمہارے ہنس مکھ چہرہ تک خوشخبری لیکر آئی ہے،
میں نے اس محبت کے باعث مرقیہ لکھا جو دلمیں جاگزیں ہے،
ابھی سردار کی یاد دل سے فراموش نہیں ہوئی ہے،
اور اے اپنے خادم و غلام کے مالک
جس کے لئے تم جائے پناہ اور حشمتہ امداد تھے،
وہ سب تمہیں بھول گئے، کسی کے دل میں تمہاری یاد باقی نہیں
اور کسی نے اُس سخاوت و عنایت کا نام نہیں لیا،
جو تمہاری جائے قیام میں ہر شام کو
مجلس طعام و شراب آراستہ کرتے تھے،
خدا اُس سے سمجھے جو عہد و پیمان کا خیال نہیں کرتا ہوں
اور دشواریوں کے باوجود یاد سے غافل ہو جاتا ہوں،
اے ہدایت کے چاند ذرا رحم کرنا،
تمہارے بعد یہ افق کے چاند کیوں غروب ہو گئے ہیں،
تم میری امیدوں کی عوش آئند زندگی کے ضامن تھے،

فغاد مررت معی الیوم قلیا مقتلا	آج تم زخمی دل چھوڑ گئے ہو،
فلاوا بیک الخیر ما اتایا الذی	قسم ہے تمہارے نیکو کار باپ کی، میں
علی البعدینسی من ذمامک ما خلا	دوری کے باوجود تمہارے عہود و احسانات کو فراموش
	کرنے والا نہیں،
فانت الذی آویقتی متغریا	تم ہی نے اجنبیت کی حالت میں مجھے پناہ دی،
وانت الذی اکرمتنی متطفلا	اور تم ہی نے پریشانی میں میری خاطر کی،
فآلیت لاینفک قلبی مکدا	اب یہ حال ہے کہ میرا دل ہمیشہ جھگیں رہتا ہے،
علیک ولاینفک دمی مسبلا	اور سیلاب اشک ہمیشہ جاری رہتا ہے،

کے گے

صحت نامہ

اختیار غزناطہ حصہ دوم

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴	۱	۲	۳	۴
۲	۹	ترتیب جمع	ترتیب جمع	۲۱۶	۸	ابن حاجب	ابن حاجب
۴۴	۳	گرنے	کرنے	۲۲۶	۲	ذردیدہ	ذردیدہ
۴۷	۲۰	کا	کے	۲۳۳	۱	لعن	لعن
۷۰	۲۲	کے لئے	لے گئے	"	"	بکی	بکی
۷۳	۱۲	طلب کر دیا	طلب کر لیا	۲۳۴	۲	مارڈالا	مارڈالا
۷۶	۱۲	ان ظروف میں	ان اطراف میں	۲۴۱	۲۲	وصل	وصل
۷۸	۲۴	بہتر	بہتر	۲۴۴	۱۹۰	تجنزع	تجنزع
۱۰۱	۳	مامفتی	مامضی	۲۵۲	۱	التصريح	التصريح
۱۰۷	۸	مغزول	مغزول	۲۷۱	۹	رنجش	رنجش
۱۹۴	۳	توانگری	توانگری	۳۰۸	۱۰	تے	تے
۱۹۶	۵	ڈھرکتے	ڈھرکتے	۳۲۴	۱۶	بس	بس
۲۰۴	۲۳	اب میں	اب میں	۳۹۱	۵	تواذن	تواذن

د